

بظہر ز تخفہ شاہجہانی  
المرشد الی علم المنطق  
المعروف بہ

# قواعد المنطق

خصوصیات و مزایا

فوائد ضروریہ نکات مبہمہ

تمارین غریبہ لطائف علمیہ

عملی انطباق تدریسی منہج

منطقی تراکیب موجبات کی تطبیق

مدلل معلومات منظر دانداز

بے شمار منطقی قواعد و ضوابط

قرآن و حدیث سے مثالیں

بعض قرآنی سورتوں کی منطقی تراکیب

ضبط و تخریج

احسان اللہ صارم

نائب

مفتی ارشاد الرحمن



بطرز تحفہ شاہجہانی  
المہرشدالی علم المنطق  
المعروف بہ

# قواعد المنطق

خصوصیات و مزایا

فنی قواعد کا نادر مجموعہ، نکات مہمہ، فوائد غریبہ، عملی انطباق، بے شمار منطقی قواعد و ضوابط، منطقی تراکیب،  
تدریسی منہج، منفرد انداز، لطائف علمیہ، تمارین غریبہ، فوائد ضروریہ، موجہات کی تطبیق، مدلل  
معلومات، قرآن و حدیث سے مثالیں، بعض قرآنی سورتوں کی منطقی تراکیب

نائب  
مفتی ارشاد الرحمن المعتمد  
استاذ جامعہ اشاعت الاسلام انک شہر  
ضبط و تخریج  
احسان اللہ صارم

## جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب..... قواعد المنطق  
مرتب..... مفتی ارشاد الرحمن المعتصم  
ضبط و تخریج..... احسان اللہ صارم  
طبع اول..... رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ  
طبع دوم..... شوال ۱۴۴۰ھ  
رابطہ نمبر..... 0314-4525099/0302-9865895

فَجَدَّدَ مِنْطَقًا بَعْدَ انْهَادِ  
وَأَلَّفَ فِيهِ جَمْعًا بِاهْتِمَامٍ  
فَفِيهِ قَوَاعِدٌ كَافِيَاتٌ  
وَفِيهِ فَرَائِدَاتٌ غَالِيَاتٌ  
مُهَمَّاتٌ مِنَ الْمِيزَانِ فِيهِ  
أَتَى الْإِرْشَادُ فِيهِ بِغَالِيَاتِ

وَأَلَّفَ مَخْزَنًا لِلْعَالَمِينَ  
فَذَاكَ الْحَبْرُ خَيْرُ الْجَامِعِينَ  
وَفِيهِ مَقَاصِدٌ لِلْقَاصِدِينَ  
وَفِيهِ مَنَاهِجُ الْمُتَقَدِّمِينَ  
وَفِيهِ هِدَايَةُ الْمُتَعَلِّمِينَ  
يُفِيدُ بِهَا طَرِيقَ الْمَاهِرِينَ



## فہرست

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۶	مقدمہ (طبع اول)	۱	تقریظات اکابر
۱۸	احوال واقعی	۸	مقدمہ (طبع دوم)
۲۳	فصل دوم علم کا بیان	۲۰	فصل اول: موجود کا بیان
۳۰	فصل چہارم تصور اور تصدیق کی تقسیم	۲۷	فصل سوم تصور اور تصدیق کا بیان
۳۷	فصل ہشتم دلالت اور وضع کا بیان	۳۳	فصل پنجم تقسیمات تصور و تصدیق
۴۲	فصل ہشتم دلالت لفظیہ وضعیہ کی تقسیم	۳۹	فصل ہفتم دلالت کی تقسیم
۴۸	فصل دہم مفرد کی تقسیم	۴۵	فصل نہم مفرد اور مرکب کا بیان
۵۴	فصل دوازدہم متکثر المعنی کی تقسیم	۵۱	فصل یازدہم مفرد کی معنی قلت و کثرت کے اعتبار سے تقسیم
۶۰	فصل چہارم مرکب ناقص کی تقسیم	۵۷	فصل سیزدہم مرکب کی تقسیم
۶۵	باب دوم	۶۲	حل شدہ مثالیں
۷۰	فصل دوم خارج کے اعتبار سے کلی کی تقسیم	۶۶	فصل اول مفہوم کا بیان
۷۴	فصل سوم حقیقت اور ماہیت کا بیان	۷۲	ایک حل شدہ مثال
۷۸	فصل پنجم کلی ذاتی کا بیان	۷۶	فصل چہارم کلی کی تقسیم
۸۰	جنس قریب اور بعید کی معرفت کا قاعدہ	۸۰	فصل ششم جنس، فصل اور نوع کی تقسیم
۸۵	مراتب الاجناس اور مراتب الانواع کا بیان	۸۴	فصل ہفتم: مانوق اور ماتحت کے اعتبار سے فصل کی تقسیم
۹۱	فصل نہم وجود کے اعتبار سے عرض لازم کی تقسیم	۸۸	فصل ہشتم کلی عرضی کا بیان
۹۶	فصل یازدہم مطالب اور ماہیت کا بیان	۹۴	فصل دہم کلی کی تقسیم
۹۹	فصل سیزدہم نسب اربعہ کا بیان	۹۶	فصل دوازدہم اصطلاح ”ای شی ہو فی ذاته“ کا بیان
۱۰۸	ایک حل شدہ مثال	۱۰۳	فصل چہارم تعریف، معرف اور قول شارح کا بیان

۱۱۵	باب سوم	۱۱۳	فصل دہم تعریف صحیح کے شرائط
۱۱۶	فصل اول مرکب نام کی تقسیم	۱۱۵	تصدیقات کا بیان
۱۱۶	نسبت کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم	۱۱۶	قضیہ کی تقسیم
۱۲۰	فصل سوم رابطہ کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم	۱۲۰	فصل دوم ترکیب کے لحاظ سے قضیہ کی تقسیم
۱۲۴	حمل شائع متعارف کی پہلی تقسیم	۱۲۳	فصل چہارم حمل کا بیان
۱۲۷	فصل پنجم ذات موضوع کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی تقسیم	۱۲۴	حمل شائع متعارف کی دوسری تقسیم
۱۳۲	فصل ششم محصورات اربعہ کا بیان	۱۳۰	حل شدہ مثالیں
۱۳۵	چند حل شدہ مثالیں	۱۳۲	سور کا بیان
۱۳۹	موضوع کے محقق اور مقدر ہونے کے اعتبار سے قضیہ تقسیم	۱۳۶	فصل ہفتم وجود موضوع کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم
۱۴۲	فصل نہم عدول اور تحصیل کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم	۱۴۰	محمول کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم
۱۴۲	ایجاب اور سلب کے اعتبار سے محصلہ کی تقسیم	۱۴۲	ایجاب اور سلب کے اعتبار سے معدولہ کی تقسیم
۱۴۶	چند حل شدہ مثالیں	۱۴۳	سالبہ بسیطہ اور موجیہ معدولہ المحمول میں فرق
۱۴۹	فصل دہم شرطیات کا بیان	۱۴۷	قضیہ حملیہ کے منطقی تراکیب
۱۵۰	قضیہ شرطیہ اور جملہ شرطیہ میں فرق	۱۴۹	قضیہ شرطیہ کی تقسیم
۱۵۴	فصل یازدہم شرطیہ متصلہ کی تقسیم	۱۵۳	چند حل شدہ مثالیں
۱۶۰	انفصال کی قوت اور ضعف کے اعتبار سے منفصلہ کی تقسیم	۱۵۷	فصل دوازدہم جہت انفصال کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم
۱۶۲	فصل پانزدہم قضیہ شرطیہ کے اسوار کا بیان	۱۶۲	فصل چہار دہم قضیہ شرطیہ کی باعتبار مقدم کی تقسیم
۱۶۷	فصل شانزدہم تناقض کا بیان	۱۶۵	قضیہ شرطیہ کے منطقی تراکیب
۱۷۴	فصل ہیز دہم عکس کا بیان	۱۷۲	فصل ہفدہم قضایا کے درمیان تقابل کا بیان
۱۸۴	باب چہارم	۱۸۱	فصل نو دہم عکس نفیض کا بیان
۱۸۵	حجت (دلیل) کی تقسیم	۱۸۵	فصل اول حجت (دلیل) کا بیان
۱۸۹	فصل دوم قیاس کی تقسیم	۱۸۵	قیاس کا بیان
۱۹۳	فصل سوم قیاس اقترانی شرطی کی تقسیم	۱۹۵	قیاس اقترانی کے صحیح ہونے کی شرط

۱۹۸	فصل پنجم شکل اول کا بیان	۱۹۵	فصل چہارم اشکال کا بیان
۲۰۴	فصل ہفتم شکل ثالث کا بیان	۲۰۱	فصل ششم شکل ثانی کا بیان
۲۲۰	فصل نہم اشکال اربعہ کی مثالیں بنانے کا طریقہ	۲۰۸	فصل ہشتم شکل رابع کا بیان
۲۲۱	شکل ثانی سے شکل اول بنانے کا طریقہ	۲۲۰	فصل دہم اشکال ثلاثہ کو شکل اول کی طرف لوٹانے کا طریقہ
۲۲۱	شکل رابع سے شکل اول بنانے کا طریقہ	۲۲۱	شکل ثالث سے شکل اول بنانے کا طریقہ
۲۲۳	قیاس استثنائی بنانے کا طریقہ	۲۲۳	فصل یازدہم قیاس استثنائی کا بیان
۲۲۶	فصل دوازدہم قیاس استثنائی کی تقسیم	۲۲۳	قیاس استثنائی سے نتیجہ نکالنے کا طریقہ
۲۲۹	فصل چہار دہم قیاس استثنائی منفصل کا بیان	۲۲۶	فصل سیزدہم قیاس استثنائی متصل کی تقسیم
۲۳۲	قیاس استثنائی منفصل سے قیاس اقترانی بنانے کا طریقہ	۲۳۲	فصل پانزدہم قیاس استثنائی متصل سے اقترانی بنانے کا طریقہ
۲۳۳	قیاس استثنائی منفصل سے متصل بنانے کا طریقہ	۲۳۳	قیاس استثنائی متصل سے منفصل بنانے کا طریقہ
۲۳۵	صغری سہلۃ الحصول والا قانون	۲۳۵	فصل شانزدہم مقدمہ محذوف کے استخراج کا طریقہ
۲۳۶	فصل ہفدہم اشکال اربعہ کی سات صورتیں	۲۳۶	کبری سہلۃ الحصول والا قانون
۲۴۱	فصل نوزدہم تمثیل کا بیان	۲۳۸	فصل ہیزدہم استقراء کا بیان
۲۴۲	مقیس علیہ کی علت معلوم کرنے کا ایک طریقہ: سیر و تقسیم	۲۴۱	ارکان تمثیل کا بیان
۲۴۴	تمثیل سے قیاس اقترانی بنانے کا طریقہ	۲۴۴	فصل بستم استقراء سے قیاس اقترانی بنانے کا طریقہ
۲۴۹	باب پنجم	۲۴۶	فصل یک بستم دلیل لمی اورانی کا بیان
۲۵۱	فصل دوم قیاس برہانی کا بیان	۲۵۰	فصل اول مادہ قیاس کا بیان
۲۵۴	فصل چہارم متواترات کا بیان	۲۵۳	فصل سوم حواس کا بیان
۲۵۷	فصل ششم قیاس خطابی کا بیان	۲۵۶	فصل پنجم قیاس جدلی کا بیان
۲۵۹	فصل ہشتم قیاس سفسطی کا بیان	۲۵۸	فصل ہفتم قیاس شعری کا بیان
۲۶۲	فصل اول کل اور کلی، جزء اور جزئی میں فرق	۲۶۱	خاتمہ متفرقات
۲۶۵	ایک اشکال اور اس کا جواب	۲۶۴	فصل دوم عموم السلب اور سلب العموم کا قاعدہ
۲۶۹	فصل چہارم بساط کا بیان	۲۶۷	فصل سوم موجہات کا بیان

۲۷۵	موجہات کی منطقی تراکیب	۲۷۱	فصل پنجم مرکبات کا بیان
۲۷۹	مقولات عشرہ کے انطباق کی چند دل نشیں مثالیں	۲۷۶	فصل ششم مقولات عشرہ کا بیان
۲۸۲	مطلق اشیٰ اور اشیٰ المطلق کا قاعدہ	۲۸۲	فصل ہفتم تصور کی تقسیم
۲۸۵	فصل ہفتم: ”امکان، امتناع اور وجوب“ کا قاعدہ	۲۸۳	مراتب ثلاثہ کا بیان
۲۸۹	فصل ہشتم معضلہ یا قیاس ذواللجہتین	۲۸۷	فصل ہشتم: امکان کے معانی
۲۹۱	معضلہ کے مغالطوں کا بیان	۲۸۹	معضلہ کی تقسیم
۲۹۲	مغالطوں کے پڑھنے کے فوائد	۲۹۱	فصل نہم مغالطوں کا بیان
۲۹۳	لفظی مغالطوں کی تقسیم	۲۹۲	مغالطوں کی تقسیم
۲۹۳	لفظی مغالطوں کا بیان	۲۹۳	فکری مغالطوں کی تقسیم
۳۰۱	تحفہ شاہجہانی سے منطقی تراکیب کا ایک دل نشیں اقتباس	۲۹۵	فکری مغالطوں کا بیان
۳۰۶	سورۃ القدر کی منطقی ترکیب	۳۰۴	لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی سات منطقی تراکیب
۳۰۸	سورۃ الاخلاص کی منطقی ترکیب	۳۰۷	سورۃ الکوثر کی منطقی ترکیب
		۳۱۱	تراکیب مفیدہ



# انتساب

ہم اپنی اس ادنی کاوش کو

علامہ الہی بخش فیض آبادی صاحب تحفہ شاہجہاٹی (م ۱۳۰۶ھ)

شیخ محمد امین بن محمد مختار شفقپٹی (م ۱۳۹۳ھ)

شیخ عبدالرحمن حبکہ میداٹی (۱۴۲۵ھ)

جیسے نابغہ روزگار جبال علم اور جہاں ذہن

کے نام منسوب کرتے ہیں، جنہوں نے اس منہج و اسلوب کی داغ بیل ڈالی۔ فجزا الصم اللہ ضییر الجزاء۔

إِذَا أَفَادَكَ إِنْسَانٌ بِفَائِدَةٍ      مِنْ الْعُلُومِ فَأَدِّمِنْ شُكْرِهِ أَبَدًا

وَقُلْ فَلَانُ جَزَاهُ اللَّهُ صَالِحَةً      أَفَادَنِيهَا وَأَلْقَ الْكِبْرَ وَالْحَسَدَا

قال الشيخ محمد امين بن محمد مختار الشنقيطى رحمه الله:

”لا شك أن المنطق لو لم يترجم العلماء الى العربية، ولم يتعلمه المسلمون لكان دينهم وعقيدتهم فى غنى عنه، كما استغنى عنه سلفهم الصالح، ولكنه لما تُرجم وتُعلم، وصارت أقيسته هى الطريقة الوحيدة لنفى بعض صفات الله الثابتة فى الوحيين، كان ينبغى لعلماء المسلمين أن يتعلموه وينظروا فيه؛ ليردوا حجج المبطلين بجنس ما استدلوا به على نفهم لبعض الصفات؛ لأن افحامهم بنفس أدلتهم أدعى لانقطاعهم الزامهم الحق.“ (آداب البحث والمناظرة: ٦)

وقال رحمه الله أيضاً:

”ومن المعلوم أن فن المنطق منذ ترجم من اللغة اليونانية الى العربية فى أيام المأمون كانت جميع المؤلفات توجد فيها عبارات واصطلاحات منطقية لا يفهمها الا من له المام به، ولا يفهم الرد على المنطقيين فى ما جاؤوا به من الباطل الا من له الهام بفن المنطق.“ (آداب البحث والمناظرة: ٦)

صورة ما قرظه العالم النبيل الشاعر الأديب الألمعي اليلمعي نقاب العلوم والفنون

شيخنا فضيلة الاستاذ العلامة فضل حق الباجورى حفظه الله

بسم الله الرحمن الرحيم

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَفَّقَ أَهْلَ الْعِلْمِ الْفُحُولَ لِرِوَاةِ الْمَنْقُولِ وَدِرَايَةِ الْمَعْقُولِ، فَاسْتَعْمَلُوا نَظَرَهُمْ فِي الْمَعْلُومَاتِ  
لِتَحْصِيلِ الْمَجْهُولَاتِ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ الْمَبْعُوثِ لِإِرْشَادِ الْعُقُولِ وَدِرَايَةِ الْجَهُولِ. وَبَعْدُ:  
فَهَذَا عِلْسَةُ أُبْيَاتٍ نَظَّمْتُهَا بِتَوْفِيقِ اللَّهِ فِي تَقْرِيطِ كِتَابِ "قَوَاعِدِ الْمَنْطِقِ" فَتَقَبَّلَ اللَّهُ الْقَرِيطَ وَأَقَادَ بِهِ التَّقْرِيطَ:  
[الْقَصِيدَةُ مِنَ الْبَحْرِ الْوَافِرِ]

شَكَرْتُ لَهُ بِشُكْرِ الشَّاكِرِينَ  
فَنَحْنُ لَهُ أَنْاسٌ عَابِدُونَ  
وَأَصْحَابُ وَآلٍ أَجْمَعِينَ  
وَإِخْوَانِي الْحَرَاصَ الطَّالِبِينَ  
يُفِيدُ جَوَاهِرًا لِلشَّائِقِينَ  
شِفَاءً لِلْعِبَادِ الْعَاطِشِينَ  
يُفِيدُ بِهَا طَرِيقَ الْمَاهِرِينَ  
وَأَلَّفَ مَخْزَنًا لِلْعَالِمِينَ  
فَذَاكَ الْجَبْرُ خَيْرُ الْجَامِعِينَ  
وَفِيهِ مَقَاصِدُ الْقَاصِدِينَ  
وَفِيهِ مَنَاهِجُ الْمُتَقَدِّمِينَ  
وَفِيهِ هِدَايَةُ الْمُتَعَلِّمِينَ  
وَتَضَدِيقًا مِنَ الْمُتَبَحِّرِينَ  
تُفِيدُ تَحَائِفًا لِلْعَارِفِينَ

حَمِدْتُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ  
عَلَى الْآلَاءِ وَالنِّعَمَاءِ طُرًّا  
وَصَلَّيْنَا عَلَى خَيْرِ الْبَرِيَّةِ  
وَأَمَّا بَعْدُ ذَلِكَ يَا كِرَامِي  
رَأَيْتُ قَوَاعِدَ الْمِيزَانِ (١) كُنْزًا  
وَقَدْ طَالَعْتُ أَكْثَرَهُ فَقُلْتُ  
أَتَى الْإِرْشَادُ (٢) فِيهِ بِغَالِيَاتِ  
فَجَدَّدَ مَنْطِقًا بَعْدَ انْهَادِ  
وَأَلَّفَ فِيهِ جَمْعًا بِاهْتِمَامِ  
فَفِيهِ قَوَاعِدُ كَافِيَاتِ  
وَفِيهِ قَرَائِدُ غَالِيَاتِ  
مُهَمَّاتٍ مِنَ الْمِيزَانِ فِيهِ  
أَتَى فِيهِ التَّصَوُّرَ لِلْمَعَانِي  
رَأَيْتُ مَعَارِفَ الْأَفْكَارِ فِيهِ

وَقَدْ طَالَ عُمُهُ فَوَجَدَتْ فِيهِ  
 قَدْ اشْتَمَلَتْ عِبَارَتُهُ بِحُسْنِ  
 تَذُلٍّ عَلَى مَهَارَتِهِ بِصِدْقِ  
 بِمَرِيئَاتِهِ تُسْقَى صُدُورٌ  
 وَنِعَمَ تَزَيْنُ التَّحْقِيقِ فِيهِ  
 أَتَى بِمَذَارِكِ التَّدْقِيقِ فِيهِ  
 أَتَى الْإِرْشَادَ بِالْإِرْشَادِ فِيهِ  
 فَصِيحُ اللَّفْظِ فِي الْمَعْنَى بَلِيغٌ  
 جَزَى اللَّهُ الْمُؤَلَّفَ خَيْرَ أَجْرِ  
 أَبُو الْإِحْسَانِ يَدْعُو لِلْكَرَامِ  
 فَقِيرٌ مَادِحٌ بِقَصَائِدَاتِ  
 جَزَى اللَّهُ الْمُؤَلَّفَ خَيْرَ أَجْرِ  
 أَبُو الْإِحْسَانِ يَدْعُو لِلْكَرَامِ  
 فَقِيرٌ مَادِحٌ بِقَصَائِدَاتِ

نَكَاتٍ لِلرَّجَالِ الْعَاشِقِينَ  
 وَتَحْسِينِ لِعِلْمِ السَّابِقِينَ  
 فَتِلْكَ عِبَارَةُ الْمُتَدَبِّرِينَ  
 بِهَاتِصْحَوْ قُلُوبَ الْجَاهِلِينَ  
 فَيَجْدِي يَقْظَةً لِلْغَافِلِينَ  
 يُزِيحُ تَحِيْرَ الْمُتَحِيْرِينَ  
 بِحَقِّ كَانٍ إِرْشَادًا مُبِينًا  
 عِلَاجُ غَبَاوَةِ الْمُتَغَفِّلِينَ  
 وَأَكْرَمَهُ بِدَارِ الْمُتَّقِينَ  
 تَقَبَّلْ مِنْهُ رَبُّ الْعَاجِزِينَ  
 لَتَضْنِيفِ الْكَرَامِ الْمَاجِدِينَ  
 وَأَكْرَمَهُ بِدَارِ الْمُتَّقِينَ  
 تَقَبَّلْ مِنْهُ رَبُّ الْعَاجِزِينَ  
 لَتَضْنِيفِ الْكَرَامِ الْمَاجِدِينَ

=====

(١) اعني الكتاب المسمى بـ "قواعد المنطق"، ولم نقل "قواعد المنطق" لرعاية الوزن.

(٢) اي ارشاد الرحمن.



رائے گرامی

رأس الأتقياء استاذ العلماء شيخ القرآن والحديث حضرت مولانا غلام حبیب صاحب حفظہ اللہ

مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ جواہر القرآن، ویسہ ضلع الٹک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على خاتم الأنبياء والمرسلين، وعلى آله وأصحابه

أجمعين.

أما بعد:

بندہ ناچیز پُر از تقصیر نے محترم مولانا مفتی ارشاد الرحمن زید مجدہ کی کتاب ”قواعد المنطق“ کے کئی مقامات دیکھے، ماشاء اللہ مصنف نے منطقی قواعد جمع کرنے میں بہت بڑی محنت کی ہے اور ان قواعد کو ایک غریب انداز سے جمع کیا ہے، کتاب کے مطالعہ سے مؤلف کی علمیت اور محنت فی العلم کا اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہوں نے فن منطق سے منطقی قواعد کو ایسے جمع کیا ہے، جس طرح انسان لسی سے مکھن نکالتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ علم اس دور میں پس پشت ڈالا گیا ہے، اس کی طرف کوئی اعتناء اور توجہ نہیں دی جاتی ہے، حالانکہ یہ علم بہت ضروری ہے، کیونکہ اس سے رسوخ فی العلم اور استحضار کا ملکہ پیدا ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کے قواعد یاد کرنے سے اہل علم علماء اور طلباء کا کافی فائدہ ہوگا۔

میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مفید علماء اور طلباء بنادے اور مؤلف کتاب کو دنیوی اور اخروی خیر و برکت اور فوائد سے مالا مال فرمادے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

وَأَنَا الْأَمَقَرُ

غلام حبیب عفی عنہ

خادم التدریس بجامعہ جواہر القرآن لانتاعة التوحید والسنة

ویسہ ضلع الٹک

## كلمات دُعائية

رازي زماں غزالی دواں جامع المعقول والمعقول استاذ العلماء حضرت مولانا عبد الشکور صاحب حفظہ اللہ  
شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ دارالعلوم تعلیم القرآن، خال، دیر

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى، والصلاة والسلام على عباده الذين اصطفى.

وبعد: فاني سرحت النظر بعدة مواضع من كتاب المرشد الى علم المنطق لأخى فى الله  
المفتى ارشاد الرحمن صانه الله من شرور الزمان، فوجدته نعم المفيد للمبتدئين خاصة حيث جمع  
اصطلاحات الفن فى اللغة الأردية. وأسأل الله سبحانه وتعالى أن يجعله الله مقبولا ومفيدا  
للمستفيدين والمحصلين . آمين يارب العالمين!

وأنا الأحقر عبد الشكور

١٤٣٧/٧/٣ هـ

رائے گرامی

جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء حضرت مولانا حفیظ الرحمن صاحب حفظہ اللہ  
استاذ الحدیث جامعہ دارالعلوم تعلیم الاسلام کامل پور موسی، انک

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى والصلاة والسلام على من لا نبى بعده: اما بعد:

یوں تو اس جہاں کا تین مختلف مخلوق سے ہے، مگر اس میں ریڑھ کی ہڈی کا درجہ حضرت انسان ہی کو ملا ہے، بلکہ یوں کہا جائے کہ شاہد یہ مجلس اسی لیے سجائی گئی ہے، کیونکہ اس سے توحید اور اپنی معرفت کا اقرار کروانا تھا، ایسے ہی دنیا میں مختلف علوم و فنون ہیں، مگر یہ سارے علوم قرآن مجید کی خدمت کے لیے ہیں، اگر علم قرآن نہیں تو اس میں کسی کی ضرورت نہیں! صرف، نحو، منطق اور فلسفہ یہ خدام القرآن علوم ہیں۔

زیر نظر کتاب انتہائی مہربان دوست اور بھائی مولوی ارشاد الرحمن کی فن منطق میں تصنیف ہے، جس کی چند عبارات دیکھنے سے یہ اندازہ ہوا کہ یہ طالبین کے لیے مفید ہو سکتی ہے اور اصل مقصد جو فہم قرآن ہے، اس کے لیے انشاء اللہ مؤید ہو گئی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس سعی کو قبول فرما کر پوری امت کے لیے ذریعہ نجات اور توشہ آخرت بنادے۔ آمین!

حفیظ الرحمن

کامل پور موسی

رائے گرامی

جامع المعقول والمعقول استاذ العلماء حضرت مولانا بادشاہ منیر صاحب حفظہ اللہ

استاذ الحدیث جامعہ دارالعلوم تعلیم القرآن، خال، دیر

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي خلق الاكوان، وجعل الانسان فيها اشرف الحيوان، وسبحان الله المنزه عن الجسم والنوع والفصول والنقصان، والصلاة والسلام على النبي المبعوث باليقين والبرهان، منطقہ وحی یوحی عن ربّ منّان، وعلى آله وأصحابه الذين فازوا بالتصديق في الانس والجان أما بعد:

اسلامی علوم وفنون خواہ عالیہ ہوں یا آلیہ مع تفاوت مراتب بڑی اہمیت کے حامل ہیں، کیونکہ دین اسلام کی بقاء اور استحکام ان ہی علوم دینیہ کی وجہ سے ہے، من جملہ ان علوم میں سے علم منطق بھی ہے جو علوم اسلامیہ کے فہم و ضبط میں اساسی کردار ادا کرتا ہے، ہمارا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ علوم وفنون میں رسوخ اور مہارت تب حاصل ہوتا ہے جب ان کا خارج میں انطباق اور اجراء کی عملی تدرب اور مشق کی جائے، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جس فن میں تطبیق اور تدرب کی کوشش کی گئی، تو بہت جلد اس کے خاطر خواہ نتائج معرض وجود میں آئے، چنانچہ ماضی قریب میں جب صرف ونحو کی اجراء پر توجہ دلائی گئی تو تھوڑے عرصہ میں اس کے ثمرات اور عمدہ نتائج سامنے آئے، جس سے بے شمار طلبہ کرام مستفید ہوئے۔

کچھ عرصہ قبل جب بندہ شرح تہذیب اور دیگر کتب منطق پڑھانے میں مشغول تھا، تو اس بات کا بہت شوق و ذوق رہتا کہ ان منطقی قواعد کا انطباق قرآنی آیات اور احادیث وغیرہ میں کیا جائے، تاکہ فن منطق کو سمجھنے کا ملکہ اور استعداد حاصل ہو، بندہ کے دل میں ہمیشہ اس سلسلہ پر کام کرنے کا ارادہ رہا، لیکن گونا گوں تدبیری مصروفیات اور دیگر علمی مشاغل مانع رہی، درایں اثناء جب میں نے مفتی ارشاد الرحمن صاحب کے اس کتاب کو دیکھا تو بے حد خوشی ہوئی اور زیادہ خوش اس بات پر ہوا کہ آپ نے اکثر مواضع میں قرآن و حدیث سے مسئلہ پیش کیے، جس نے کتاب کی وقعت کو مزید جلا بخشی، اور افہام و تفہیم میں بے حد آسانی پیدا کی۔ آخر میں اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کے علم میں برکت عطاء فرمائے اور کتاب ہذا کو قبولیت عامہ سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔

بندہ عاجز: بادشاہ منیر بن اختر منیر عفا عنہ القدیر

استاذ الحدیث جامعہ دارالعلوم تعلیم القرآن خال دیر



## رائے گرامی

استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی تاج الدین ربانی صاحب حفظہ اللہ  
مہتمم ورئیس تخصص فی الحدیث النبوی والفقه الاسلامی جامعہ اشاعت الاسلام موہڑہ چوک حسن ابدال  
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وكفى والصلاة والسلام على عباده الذين اصطفى. وبعد:

مولانا مفتی ارشاد الرحمن حفظہ اللہ جامعہ اشاعت الاسلام موہڑہ چوک حسن ابدال کے تخصص فی الحدیث النبوی کے استاذ اور نگران ہیں، تعلیمی سال کے دوران مختلف علاقوں سے آئے ہوئے فضلاء کرام کیساتھ مختلف فنون کے قواعد اور پھراجراء میں لگے رہتے ہیں، عمر میں نوجوان ہیں، مگر تدریس میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ یکسوئی ہے، جو کسی کسی میں ہوتی ہے اور ان کی کامیابی کی وجہ اور راز بھی یہی ہے۔ اللہم زد فزد۔

منطق کے قواعد میں نے پڑھے تو مجھے بہت پسند آئے، میری دلی خواہش تھی کہ اس پر مزید کام کر کے افادہ عام کے لیے اس کو پھیلا جائے، بندہ نے ”شرح تہذیب“ حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب حفظہ اللہ سے بنوری ٹاؤن میں پڑھی او ”قطبی“ حضرت مولانا محمد خالد صاحب حفظہ اللہ سے دارالعلوم کراچی میں پڑھی، دونوں حضرات علوم و فنون خصوصاً منطق بہت شوق سے پڑھاتے تھے، جس کی وجہ سے طلبہ کرام میں بھی اس فن سے خوب دلچسپی تھی۔

”قواعد المنطق“ مفتی صاحب کی ایک بہترین کاوش ہے، اللہ تعالیٰ مقبولیت عامہ نصیب فرمائے اور دیگر علوم و فنون (قواعد البلاغہ، قواعد اصول الفقہ، قواعد الصرف، قواعد الموارث، قواعد علوم الحدیث وغیرہ) پر بھی جو کام ہوا ہے، اس کی بھی حسن تکمیل فرمائے، آخر میں بندہ دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کام کو مفتی صاحب اور ان کے اساتذہ کرام کے لیے صدقہ جاریہ بنادے۔ آمین! و صلی اللہ علی النبی الکریم!

تاج الدین ربانی

جامعہ اشاعت الاسلام موہڑہ چوک حسن ابدال

۲۵ شعبان ۱۴۳۷ھ

## مقدمہ (طبع دوم)

تاریخ شاہد ہے کہ ہمارے اکابر و اسلاف نے علوم و فنون کی تدوین و تاسیس میں حدیم النظر کردار ادا کیا ہے اور اپنی تمام تر توانائیاں علوم و فنون کو فروغ دینے میں صرف کیں، ہر فن کو منضبط کرنے کے لیے اصول و قواعد وضع کیے، اصطلاحات اور مقدمات کی تشکیل کی، مبادیات اور مقاصد کی نشاندہی فرمائی، تعبیرات و تشریحات کے مناج اور اسالیب وضع کیے اور تعبیرات اور مصطلحات کی تمرین و تطبیق کے لیے ہر ممکنہ کوشش کی اور ہر فن کے عملی انطباق اور اجراء کو اولین ترجیح قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان حضرات نے محض اصطلاحات کی توضیح و تشریح پر اکتفاء نہیں کیا، بلکہ تدریب و تطبیق کے لیے متنوع مثالیں بھی پیش کیں۔ حتیٰ کہ بعض اصطلاحات کی تفہیم کے لیے بیسوں مثالیں بھی دی گئیں ہیں، الغرض جن علوم و فنون پر ہمارے اسلاف اور اکابر نے نبرد آزمائی کی ان میں من جملہ فن منطق بھی ہے، فن منطق کی توضیح و تشریح اور اجراء و تطبیق پر خوب توجہ دی ہے، چنانچہ فن منطق کو یونانی سے عربی زبان میں منتقل کرنے کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ اس فن کے مصطلحات اور تعبیرات کو سمجھ کر اہل باطل کو ان کی زبان میں جواب دیا جائے، چنانچہ اہل علم نے اس فن کی افہام و تفہیم پر خوب زور دیا۔ مختلف متون لکھے گئے، شروحات منظر عام پر آئیں۔ پھر شروحات پر حواشی اور کبھی ان شروح پر شروح لکھی گئیں۔ بعض حضرات کے متون کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت سے نوازا، بعض حضرات کے شروحات متعارف و متداول ہوئیں اور بعض کا طریقہ اجراء بے حد مقبول ہوا۔ تاہم علامہ الہی بخش فیض آبادیؒ (م ۱۳۰۶ھ) کے طریقہ اجراء اور طرز تطبیق کو بے حد مقبولیت ملی، اس طرز نے منطقی اصطلاحات کو سمجھنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ اور یہ منہج اس وقت سے تاہنوز اہل علم میں معروف و متداول ہے اور اہل علم اس سے مستفید ہوتے چلے آ رہے ہیں۔

چند سال قبل بندہ نے ”تحفہ شاہجہانی“ کو سامنے رکھ کر ”قواعد المنطق“ کے نام سے ایک کتاب مرتب کی اور اس کیساتھ منطقی قواعد و ضوابط کا معتد بہا اضافہ کیا تا کہ اصل مقصد سمجھنے میں کوئی دقت نہ رہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے علمی حلقوں میں بہت پذیرائی ملی، بعض مدارس میں اسے مستقل طور پر نصاب میں داخل کیا گیا۔ (فجز اہم اللہ خیراً)۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ”وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ“۔ (سورۃ الرعد: ۱۷)

قارئین کرام! اس بات میں کوئی شک نہیں کہ علامہ فیض آبادیؒ نے صرف منہج اور اسلوب وضع نہیں بلکہ اس طرز کی ارتقاء کے لیے پوری ”شرح تہذیب“ کی منطقی ترکیب فرمائی، مفردات، قضایا، جملیات، شرطیات، موجہات، تناقض، عکس مستوی، عکس نقیض، قیاس اور دیگر منطقی اصطلاحات کی تطبیق میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور اس کیساتھ ساتھ جا بجا قواعد مبہمہ کا اضافہ بھی کیا، جو منطقی ذوق رکھنے والوں کے لیے نعمت غیر مترقبہ کا درجہ رکھتی ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ اس تدریسی منہج پر علامہ فیض آبادیؒ کے علاوہ کس نے کام کیا ہے؟ اہل علم اور اس فن کے مشغولین سے یہ حقیقت مخفی نہیں، تاہم طلبہ کرام کی معلومات کے لیے ان کتابوں کی ایک مختصر فہرست پیش کی جاتی ہے جنہوں نے منطقی تطبیق اور اجراء پر کام کیا ہے۔

- ۱- تحفہ شاہجہانی، تالیف/علامہ فیض الہی بخش فیض آبادی۔ ۲- ضوابط المعرفہ و اصول الاستدلال والمناظرۃ، تالیف/علامہ عبدالرحمن حنبلہ دمشقی۔ ۳- آداب البحث والمناظرۃ، علامہ محمد امین بن محمد شقیطی۔ ۴- المعقول والمنقول، علامہ رضا درویش۔ ۵- معین المنطق، علامہ محمود حسن اجمیری۔ ۶- تشریحات سواتی، تالیف/مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی۔ ۷- مبادی الحکمۃ، تالیف/مولانا نذیر احمد۔ ۸- توضیح المنطق، تالیف/مولانا عبدالرحیم سنبھلی۔ ۹- تفہیم المنطق، تالیف/ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی۔ ۱۰- فن المنطق، تالیف/علامہ محمد امین بن محمد شقیطی۔ ۱۱- اساس المنطق، تالیف/مولانا محمد سیف الرحمن قاسم۔ ۱۲- منطق استخراجی، تالیف/مولانا عبدالماجد۔ ۱۳- منطق ابتدائی، تالیف/مولانا احسان احمد۔ ۱۴- مفتاح المنطق، تالیف/مولانا میرزا احمد ہادی۔ ۱۵- التہد فی علم المنطق، تالیف/علی شیروانی۔ ۱۶- المنطق، تالیف/محمد رضا مظفر۔ ۱۷- دروس فی علم المنطق، تالیف/ابراہیم سرو۔ ۱۸- علم المنطق، تالیف/دکتور محمد مہران۔ ۱۹- الموجز فی المنطق، تالیف/سید صادق شیرازی۔ ۲۰- میران الفکر، تالیف/فلاح العابدی، سعد الموسوی۔ ۲۱- دروس فی علم المنطق، تالیف/سید حسین صدر۔ ۲۲- المرشد فی علم المنطق، تالیف/سید یوسف احمد موسوی۔ ۲۳- منطق استخراجیہ، تالیف/کرامت حسین۔ ۲۴- الاجابۃ علی تمرینات منطق المظفر، تالیف/محسن غزویان۔ ۲۵- علم المنطق دروس و ابحاث، تالیف/بسام مرتضیٰ۔ ۲۶- علم المنطق لطلاب الحوزات العلمیۃ والجامعات، تالیف/رؤف سہبانی۔ ۲۷- اساسیات المنطق، تالیف/محمد صنقور علی المحرانی۔ ۲۸- علم المنطق بین السائل والجیب، تالیف/ابراہیم حسین سرور، محمد رضا۔ ۲۹- المنطق، تالیف/مرتضیٰ مطہری۔ ۳۰- مدخل الی المنطق، تالیف/محمد مہران رشو۔ ۳۱- القواعد المنطقیۃ، تالیف/سمیر خیر الدین۔ ۳۲- آسان منطق، تالیف/علامہ سعید احمد پالن پوری۔ ۳۳- علم المنطق الاصول والمبادی، تالیف/علی حسین الجابری۔ ۳۴- مقدمۃ فی المنطق، تالیف/محمد مہران۔ ۳۵- جامع المنطق، تالیف/علامہ عبدالعظیم سعیدی بڈھا کھنڑوی۔ ۳۶- تقریب الہدیب فی علم المنطق، تالیف/محمد تقی جلالی۔ ۳۷- تسہیل المنطق، تالیف/عبدالکریم اثری۔ ۳۸- العلم المنطق، از صادق حیدری۔ ۳۹- اسلامی علوم کا تعارف، از آیت اللہ مشہدی۔ ۴۰- المنطق مع حاشیہ سبحانی، از علامہ رکن الدین لکھنوی۔

آخر اللہ تعالیٰ سے عاجز و اندوے کہ ہمیں صراطِ مستقیم پر قائم و دائم رکھے اور تادمِ حیات ہم سے دین اسلام کی صحیح معنوں میں خدمت لے اور ہمیں اپنے اکابر اور سلفِ صالحین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس حقیر کاوش کو نافع عام بنادے۔ امام فخر الدین رازیؒ (۶۰۶ھ) نے کیا خوب کہا ہے!

العلم للرحمن جلّ جلاله وسواہ فی جہلاتہ یتغمم

ما للتراب وللعلوم وإنما یسعی لیعلم أنه لا یعلم

ارشاد الرحمن المتعصم

ابتداء جامعہ اشاعت الاسلام لاہور

ربیع الاول ۱۴۴۰ھ

### مقدمہ (طبع اول)

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قرآن وحدیث کے صحیح فہم، استدلال واستنباط اور نکات وغوامض کے ادراک کے لیے علوم آلہ بنیادی اور کلیدی کردار کرتے ہیں، ان علوم وفنون کے ممارست اور اشتغال سے دین اسلام کی صحیح تعبیر اور حکیمانہ تشریح کا ملکہ حاصل ہوتا ہے اور فہم وادراک، رسوخ فی العلم اور قوت استخراج کی غیر معمولی صلاحیتوں کو جلا ملتی ہیں، اسلامی علوم وفنون فقہ، اصول فقہ، صرف و نحو، علم معانی، علم بیان اور معقولات و منطق میں سے ہر ایک نہایت اہمیت کے حامل ہیں اور ان کا مرتبہ و مقام، جامعیت و مانعیت اور ہمہ گیری اظہر من الشمس ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ ملت اسلامیہ کے ایک بہت بڑے طبقہ نے اپنی تمام توانائیاں اور زندگیوں ان علوم وفنون کی نذر کی کیں، تاریخ، سیر، طبقات اور رجال کی کتابوں کی ورق گردانی سے اس حقیقت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے، قرآن وحدیث سے احکام ومسائل کے استنباط، فقہ کی تدوین وترویج کے لیے امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ) امام مالک بن انسؒ (م ۱۷۹ھ) امام محمد بن ادریس شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیمؒ (م ۱۸۲ھ) اور امام محمد بن الحسن شیبانیؒ (م ۱۸۹ھ) جیسے ائمہ مجتہدین نے جدوجہد کی، اور قرآن وحدیث کے نصوص سے ہزاروں احکام ومسائل کا استنباط کیا، ان نفوس قدسیہ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کی بدولت وہ عظیم کارنامہ سرانجام دیا، کہ تاریخ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

فقہائے مجتہدین کے استنباط کا مدار جن قواعد وضوابط پر مبنی تھا، ان قواعد کی تائیس و تشکیل کے لیے فقہاء کرام ہی کی فیض یافتہ اور خوشہ چین اصولیین حضرات امام احمد بن علی ابوبکر بھصاؒ (م ۳۷۰ھ) علامہ ابو یزید عبداللہ بن عمر دیوسیؒ (م ۴۳۰ھ) فخر الاسلام ابو الحسن علی بن محمد بزدویؒ (م ۴۸۲ھ) امام شمس الدین احمد بن محمد نسفیؒ (م ۴۹۰ھ) علامہ ابواسحاق ابراہیم بن علی شیرازیؒ (م ۴۷۶ھ) امام ابو حامد محمد بن محمد غزالیؒ (م ۵۰۵ھ) علامہ ابوالحسن علی بن ابی علی آمدیؒ (م ۶۳۱ھ) علامہ عبداللہ بن محمد نسفیؒ (م ۷۱۰ھ) علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد ابن ہمامؒ (م ۸۶۱ھ) اور علامہ محبت اللہ بن عبدالشکور بہاریؒ (م ۱۱۱۹ھ) وغیرہ حضرات میدان عمل میں اترے، جنہوں نے قواعد و اصول کی انطباق اور نشاندہی کی، اور ان پر مسائل و احکام متفرع کیے۔

صرف ونحو کی تدوین وترویج کے لیے امام عمرو بن عثمان سیبویہؒ (م ۱۸۰ھ) امام عبدالحمید بن عبدالجید الاخفشؒ (م ۱۷۷ھ) امام خلیل بن احمد بن عمرو ازدیؒ (م ۱۷۰ھ) امام ابوالحسن علی بن حمزہ کسائیؒ (م ۱۸۹ھ) امام ابو زکریا یحییٰ بن زیاد بن عبداللہ فراءؒ (م ۲۰۷ھ) امام ابوالعباس محمد بن یزید بن عبدالاکبر مبردؒ (م ۲۸۶ھ) امام ابو عثمان بکر بن محمد مازنیؒ (م ۲۳۹ھ) امام ابوالفتح عثمان بن جنی موصلیؒ (م ۳۹۲ھ) امام جمال الدین بن مالکؒ (م ۶۷۲ھ) علامہ عبداللہ بن عبدالرحمن بہاء الدین ابن عقیلؒ (م ۷۶۹ھ) علامہ عثمان بن عمرو جمال الدین ابن حاجبؒ (م ۶۴۶ھ) وغیرہ جیسے جہابذہ اور جبال علم نے صد آفرین اور غیر معمولی خدمات کا نذرانہ پیش کیا۔



علم معانی اور فن بیان کے ارتقاء کے لیے امام ابو بکر عبدالقادر بن عبدالرحمن جرجانی (م ۴۷۱ھ) امام ابوالقاسم جلال اللہ محمود بن عمرو بخاری (م ۵۳۸ھ) امام یوسف بن ابی بکر بن محمد خوارزمی سکاکی (م ۶۲۶ھ) امام ابوالعالی محمد بن عبدالرحمن قزوینی دمشقی (م ۷۳۹ھ) اور امام سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی (م ۷۹۳ھ) وغیرہ جیسے یگانہ روزگار شخصیات کمر بستہ ہوئے، جنہوں نے قرآن مجید کا اعجاز، وقت معانی، وسعت مفہوم، ہمہ گیری اور طرز بیان کے ایک ایک پہلو کو اجاگر کیا، اور فصاحت و بلاغت کے مسحور کن انکشافات کیے۔

جب ملت اسلامیہ کے لہلہاتے ہوئے سبز و شاداب گلستان پر خائفین اور معاندین حملہ آور ہوئے، عوام الناس اور خالی الذہن افراد کو لایعنی مباحث، غیر ضروری تفصیلات اور فلسفی مغالطوں میں الجھانے کی تحریکوں نے زور پکڑا، ان کی باطل نظریات و عقائد کا قلع قمع کرنے کے لیے متکلمین امام ابو منصور محمد بن محمد ماتریدی (م ۳۳۳ھ) امام ابوالحسن علی بن اسماعیل بن اسحاق اشعری (م ۳۲۲ھ) علامہ ابوالفتح محمد بن عبدالکریم شہرستانی (م ۵۲۸ھ) علامہ ابوالفضل عبدالرحمن بن احمد عضد الدین ابجدی (م ۷۵۶ھ) اور امام سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی (م ۷۹۳ھ) نے خامہ فرسائی کی، اور خائفین و معاندین کے شکوک و شبہات کو خاکستر کر دیا۔

اموی اور عباسی دور خلافت میں یونانی علوم کو ایک خاص مقصد اور ضرورت کے پیش نظر عربی میں منتقل کر دیا گیا، جس کا بنیادی اور اساسی مقصد فرقہ ہائے باطلہ کی تردید اور تعاقب تھا اور ان کے عقلی، تخیل و توہم پر مبنی ملمع ساز اعتراضات کی تحلیل و تنقید تھی، اہل علم نے اس فن میں بھی کمال اور اجتہاد کا ملکہ حاصل کیا، اور یوں وہ اس فن کے امام اور مرجع بنے، اس میدان کے معروف شہسوار امام ابو نصر محمد بن محمد طرخان فارابی (م ۳۳۹ھ) امام ابوعلی حسین بن عبداللہ بن سینا (م ۴۲۸ھ) امام فخر الدین محمد بن عمر بن الحسن رازی (م ۶۰۶ھ) امام محمد بن محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) ابوالولید محمد بن احمد بن رشد اندلسی (م ۵۹۵ھ) علامہ محبت اللہ بن عبدالشکور بہاری (م ۱۱۱۹ھ) قاضی مبارک بن محمد دائم بن عبدالحی گوپاموی (م ۱۱۶۲ھ) علامہ حمد اللہ بن شکر اللہ بن دانیال سندیلوی (م ۱۱۶۰ھ) ملا محمد حسن بن غلام مصطفیٰ سہالوی لکھنوی (م ۱۱۹۹ھ) علامہ ملا مبین بن ملا محبت اللہ لکھنوی (م ۱۲۲۵ھ) اور علامہ فضل امام بن محمد ارشد خیر آبادی (م ۱۲۴۰ھ) وغیرہ ہیں، فن منطق و فلسفہ ان علماء و فحول کی جولان گاہ رہا، انہوں نے معقولات میں غیر معمولی خدمات سر انجام دیں اور عرضہ درازان علوم و فنون کی ترویج و اشاعت، توضیح و تشریح اور تہذیب و تلخیص میں منہک رہے، معقولات کو اپنی زندگی کا مشغلہ بنایا، اس کی دھن میں ایسے مگن ہوئے کہ دنیا و مافیہا کی کوئی خبر نہ رہی۔ ان کی فنون سے جنون کی حد تک محبت و الفت تھی، علامہ محمد بن علی بن محمد شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) نے امام سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی (م ۷۹۳ھ) کے ترجمہ میں ان کے یہ پر لطف اور با ذوق اشعار نقل کیے ہیں۔

طوبت با حراز العلوم و نیلھا رداء شَبَابِی وَالْجُنُونُ فَنُونُ

وَحِينَ تَعَاطَيْتِ الْفُنُونُ وَنِيلَهَا تَبِينُ لِي أَنَّ الْفُنُونُ جُنُونُ

معقولات کے اس عالمگیر تحریک نے دیگر علوم و فنون میں بھی اپنی مداخلت کا تسلسل جاری رکھا، اور یوں ہی منطقی اصطلاحات کی ذیل اندازی نے عروج پکڑا، اور بالآخر منطق کے فروغ و ارتقاء سے اسلامی علوم و فنون بے حد متاثر ہوئے، حتیٰ کہ ادب عربی کے دامن

پر بھی اپنے نقش ثبت کر دیئے، تاہم دیگر فنون کے علاوہ اصول فقہ نے اس فن کے اثرات قبول کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، مولانا حنیف ندویؒ اس حقیقت کا یوں انکشاف فرماتے ہیں۔

”یوں تو منطق کی اشاعت و فروغ سے کم و بیش سارے ہی علوم ہمارے ہاں متاثر ہوئے ہیں، حتیٰ کہ نحو کے دامن پر بھی اس کے چھینٹوں کے داغ ہیں، مگر خصوصیت سے جس فن نے اس کے اثرات کو قبول کیا ہے وہ اصول فقہ ہے، اس میں دلالت الفاظ کی باریک بحثیں، عام و خاص کی تفریق اور اصل و تفریع کے قاعدے تمام تر منطقی رنگ و روغن لیے ہوئے ہیں، اسی کی شوخیوں کی جھلک ہے، مثلاً قیاس، علت، طرد، دوران اور تنقیح المناط وغیرہ، یہ تمام انداز ایسے ہیں، جن پر منطق کی چھاپ نمایاں ہے۔“

(عقليات ابن تیمیہ: ۳۱)

شیخ محمد امین بن محمد مختار شفقپٹیؒ (م ۱۳۹۳ھ) فرماتے ہیں۔

”لا شک أن المنطق لو لم يترجم العلماء الى العربية، ولم يتعلمه المسلمون لكان دينهم وعقيدتهم في غنى عنه، كما استغنى عنه سلفهم الصالح، ولكنه لما ترجم وتعلم، وصارت أقيسته هي الطريقة الوحيدة لنفي بعض صفات الله الثابتة في الوحيين، كان ينبغي لعلماء المسلمين أن يتعلموه وينظروا فيه؛ ليردوا حجج المبطلين بجنس ما استدلوا به على نفهم لبعض الصفات؛ لأن افحامهم بنفس أدلتهم ادعى لانقطاعهم الزامهم الحق.“ (آداب البحث والمناظرة: ۶)

ایک دوسری جگہ رقم طراز ہیں۔

”ومن المعلوم أن فن المنطق منذ ترجم من اللغة اليونانية الى العربية في أيام المأمون كانت جميع المؤلفات توجد فيها عبارات واصطلاحات منطقية لا يفهمها الا من له المام به، ولا يفهم الرد على المنطقيين في ما جاؤوا به من الباطل الا من له الهام بفن المنطق.“ (آداب البحث والمناظرة: ۶)

اسی اہمیت کے پیش نظر اہل علم نے معقولات کی ترویج و توزیع کی طرف خوب اعتناء کیا، اس لیے کہ یہ استدلال و استنباط کے وہ اختراعی قواعد و اصول ہیں، جن کی وساطت سے صحیح مطالب و نتائج تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے اور صحت و صواب اور لغزش و خطا کی عملی صورتوں کی تعیین کی جاسکتی ہے، اور اس کیساتھ ساتھ ہمیں فکر کے متعلق مربوط معلومات بھی فراہم کرتے ہیں، ان بے شمار فوائد کے ہوتے ہوئے اس ذہنی نظم اور فکری کاوش کو کیسے نظر انداز کیا جاسکتا ہے؟! اور اس کے عدم افادیت کے دلائل و براہین کی بھرمار کیوں لگائی جائے!؟

بعض حضرات کا یہ کہنا کہ منطق کے مطالعہ کے بغیر بھی بہت سارے لوگ صحیح فکر و استدلال کے حامل ہوتے ہیں اور اس کی معرفت کے باوجود بھی بہت سے لوگ غلط استدلال کرتے ہیں، لیکن یہ بات محل نظر ہے، کیونکہ ہم علم طب کے مطالعہ کے بغیر بھی تندرست رہ سکتے ہیں اور علم طب کے مطالعہ کے باوجود بھی بیمار ہو سکتے ہیں، لیکن کیا ہم اس بناء پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ علم طب بے فائدہ ہے؟ اس بات

میں کوئی شک نہیں کہ جب تک ہم تندرست ہوں، ہم علم طب کے محتاج نہیں ہوتے، اسی طرح جب ہم صحیح فکر و استدلال کریں، ہم منطق کے محتاج نہیں ہوتے، لیکن اگر ہم بیمار ہو جائیں، تو ہمیں علم طب کی ضرورت پڑتی ہے، اسی طرح جب ہمارا فکر و استدلال کسی غلطی میں مبتلا ہو جائے تو یہ بات جاننے کے لیے کہ غلطی کیا ہے؟ کیسے پیدا ہوئی ہے؟ اور کس طرح اُسے درست کرنا چاہیے؟ ہمیں منطق کا سہارا لینا پڑے گا، لہذا اس بات سے کہ منطق کے مطالعہ کے بغیر بھی صحیح فکر و استدلال ممکن ہے، منطق کی ضرورت اور اہمیت کم نہیں ہوتی۔

ایک فلسفی کے بقول قانون کشش ثقل کے معلوم ہونے سے پہلے لوگ درختوں اور مکانوں کی چھتوں سے گر کر اپنے سر نہیں پھوڑا کرتے تھے، اسی طرح انسان نے حفظانِ صحت کے اصول معلوم ہونے تک اپنا نظام انہضام ملتوی نہیں رکھا تھا! لیکن یہ کون کہہ سکتا ہے کہ قانون کشش ثقل کا علم یا نظام انہضام کا علم اس لیے بے فائدہ ہے کہ لوگ اس کے بغیر بھی زندہ رہتے ہیں اور وہ رہ سکتے ہیں!۔

علم منطق کے بے شمار فوائد ہیں، یہ فن ہماری ذہانت کو جلا بخشتا ہے، فکر و استدلال کی قوت کو بڑھاتا ہے، صحیح طریقے سے سوچنا سکھاتا ہے، ذہن کے تزکیہ اور تہذیب کے لیے نہایت موزوں علم ہے، ہمیں صحیح فکر و استدلال کے اصول فراہم کرتا ہے، اپنی غلطیوں سے آگاہ کرتا ہے، لیکن ہمارا یہ فرض کر لینا کہ منطق کے مطالعہ کے بعد ہمارا فکر و استدلال ہمیشہ صحیح رہے گا، جس طرح علم طب حاصل کرنے کے بعد بھی طبیب بیمار ہو سکتا ہے، اسی طرح منطق کے حصول کے بعد بھی ہم غلطیاں کر سکتے ہیں، اگر علم طب بے فائدہ نہیں سمجھا جاتا، خواہ اطباء حضرات اس کے ماہر بننے کے باوجود بھی بیماریوں میں مبتلا ہو جائیں، تو علم منطق کو بھی بے فائدہ نہیں سمجھنا چاہیے، خواہ اس کے مطالعہ کے باوجود ہم فکر و استدلال میں غلطیاں کریں۔

اس کیساتھ دیگر علوم ہمیں محض ایک اخبار اور اطلاع دیتے ہیں، لیکن منطق اس کیساتھ ساتھ ہماری ذہن کی تشکیل و تحلیل بھی کرتا ہے، نیز فن منطق کی ضرورت دیگر علوم میں بھی بہت پڑتی ہے، اس لیے کہ ہر علم کو صحیح فکر و استدلال کی ضرورت پڑتی ہے اور فکر و استدلال کی تصویب منطق ہی کا کام ہے، اسی وجہ سے علم منطق کو علم العلوم کہا جاتا ہے۔

حاجی خلیفہ (۱۰۶۷ھ) اپنی شہرہ آفاق کتاب ”کشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون“ میں فرماتے ہیں کہ امام ابو نصر محمد بن محمد طرخان فارابی (۳۳۹ھ) نے علم منطق کو رئیس العلوم کہا ہے، لیکن شیخ ابو علی حسین بن عبد اللہ بن سینا (۴۲۸ھ) نے اسے خادم العلوم قرار دیا ہے، امام محمد بن محمد غزالی (۵۰۵ھ) فرماتے ہیں۔

”من لم يعرف المنطق فلا ثقة له في العلوم أصلاً۔“ (کشف الظنون ۱۸۶۲/۲)

جو شخص منطق نہیں جانتا، اس کا علوم کے معاملہ میں کوئی اعتبار نہیں۔

فن منطق کی اس افادیت اور عالمگیر شہرت نے عرب و عجم پر اپنی تسلط اور قبضہ عرصہ دراز تک قائم رکھا، اور علم میں اتقان و رسوخ کی ضمانت رہی، برصغیر کے مکاتب و مدارس میں اس فن نے عرصہ دراز تک اپنا سکہ جمائے رکھا، مدارس و معابد میں اس کا رجحان غالب آ گیا، اور بام عروج کی طرف رواں دواں ہوا، معقولات کی کتابوں کا دور دورہ تھا، مدارس اور مکاتب میں عالمگیر شہرت ملی اور داخل نصاب رہا۔

ہندوستان کے مختلف شہروں صوبہ بہار، پنجاب، دہلی، لکھنؤ، جوپور، گجرات اور سیالکوٹ کے شاہی محلات سے معقولات کا یہ تسلسل صوبہ سرحد کے کوہسار اور گنجان آباد وادیوں تک پھیلنے لگا، پاکستان کے مغربی دیار سوات میں ایک معروف و تبحر عالم علامہ خان بہادر مارتوگلی (م ۱۹۸۴ء) یونانی علوم کے سفیر و امین تھے اور اپنے زمانہ کے نابغہ روزگار، محقق و مدقق اور ماہر علوم عقلیہ و نقلیہ تھے، اور انہوں نے علوم عقلیہ کی ترویج میں اپنی زندگی کا بیشتر حصہ صرف کیا، اور اس کے فروغ میں انتہائی اہم کردار ادا کیا، ان کی شہرت سن کر دور دور سے طلبہ کرام شہر حال کر کے ان کی خدمت میں آکر کسب فیض کرنے لگے، ان کے تلامذہ نے اپنے استاذ کی مشن کی تکمیل و ترویج کے لیے اپنی زندگی کا مشعلہ دیگر علوم و معارف کیساتھ خاص پر اسی فن کو بنائے رکھا، اور ملک کے طول و عرض میں تادم حیات ان علوم کے فروغ میں متہک رہے، ان کے حلقہ درس سے ہزاروں اہل علم مستفید ہوئے، پاکستان، افغانستان اور ماوراء النہر کے تشنگان علوم عقلیہ نے ان سے بھرپور استفادہ کیا، جن میں چند معروف حضرات یہ ہیں۔

شیخ القرآن حضرت مولانا محمد افضل خان شاپور (م ۲۰۰۴ء) علامہ رشید احمد مارتوگلی (م ۱۹۹۶ء) علامہ عنایت اللہ چکسیری (م ۱۹۹۷ء) علامہ امان اللہ مارتوگلی (م ۲۰۱۰ء) استاذ محترم علامہ عبدالحلیم کوہستانی (م ۲۰۱۳ء) قاضی عبدالغفور باجوڑی معروف بہ جارقاضی صاحب (م ۲۰۰۴ء) شیخ القرآن علامہ رفیق اللہ خان (م ۲۰۰۴ء) شیخ التفسیر علامہ فضل حق، استاذ محترم شیخ القرآن حضرت مولانا سلطان غنی عارف شہید (م ۲۰۱۱ء) شیخ الحدیث مولانا اسید اللہ ہزاروی (م ۲۰۱۰ء) علامہ فضل مولی ہزاروی (م ۲۰۱۲ء) استاذ محترم شیخ الحدیث علامہ عبد اللہ چارباغی حفظہ اللہ، استاذ محترم شیخ لاجبر کوہستانی حفظہ اللہ، علامہ عبدالحلیم جاگوی حفظہ اللہ، استاذ محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالشکور دیروی حفظہ اللہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل حق باجوڑی معروف بہ ڈبر صاحب حق حفظہ اللہ، استاذ العلماء علامہ مشرف خان چکسیری حفظہ اللہ، علامہ سمیع اللہ باجوڑی حفظہ اللہ وغیرہ ہیں۔

معقولات کی اس تحریک اور کاروان کے گئے چنے افراد بقید حیات ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے۔ اکثر افراد تو دنیاے فانی کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، معروف شاعر لبید بن ربیعہ عامری (م ۴۱ھ) نے کیا خوب کہا ہے۔

ذهب الذين يُعاشُ في أكسافهم      وبقى في خلف كجلد الأجرب  
(دیوان لبید بن ربیعہ ۱۲، لا غانی لابی الفرج الاصفہانی ۷/۷۰)

اسی طرح ابوالعباس عبد اللہ بن محمد المعتز باللہ (م ۲۹۶ھ) نے بہت خوب کہا ہے۔

قد استوى الناس ومات الكمال      ونادت الأيام أين الرجال  
(دیوان ابن المعتز ۷۷۹)

فن منطق کے ان فحول اور مشاہیر علماء نے بے حد خلوص اور ذوق کیساتھ گراں قدر خدمات سر انجام دیئے ہیں اور زندگی بھر تشنگان علوم کو سیراب کرتے رہے، اس مخصوص طرز زندگی کو بہت مقبولیت اور عروج ملا، جس کی وجہ سے اس خاص اسلوب نے عرصہ

درازیں تک اپنی افادیت کا لوہا منوایا، یہ مخصوص طرزِ تدْرِیس اور منہج آج بھی صوبہ سرحد کے مکاتیب و مدارس میں رائج ہے، جس کے لیے اب بھی سینکڑوں طلبہ کرام اپنی تھکنی بجانے کے لیے شدِ حال کرتے ہیں، تاہم دورِ حاضر میں مادہ پرستی اور علمی انحطاط کی وجہ سے اذہان میں حقیقت اور اتقان نہ رہا، طلبہ کرام میں تساہل، بے اعتنائی، استعداد کا فقدان اور طبائع میں یسر و سہولت کا عنصر غالب آنے لگا، جس کی وجہ سے ضبط و اتقان اور فہم میں روز بروز کوتاہی شروع ہوئی، ان علوم و فنون کے عملی انطباق اور تدْرِیب میں بکثرت موانع نے جنم دیا، اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کسی فن میں عملی انطباق اور اجراء کے بغیر مہارت اور رسوخ کا ادعاء تحکم، محلِ نظر اور ناممکن ہے، اسی وجہ سے اہل علم نے ہر فن کی تطبیق اور تدْرِیب کو اولین ترجیح قرار دی ہے، اور انہوں نے عملی انطباق کے لیے مختلف اسلوب اور مناہج اختیار کیے۔

صرف ونحو کے عصرِ حاضر میں دو معروف و مقبول انطباقی اور تدْرِیبی منہج ہیں، جن میں ایک طرزِ ہمارے شیخِ امامِ الصراف والنحو حضرت مولانا نصر اللہ خانؒ (م ۱۳۰۱ء) کا ہے اور دوسرا طرزِ ہمارے محترم و مشفق استاذ جامع المعقول والمحقول استاذ العلماء حضرت مولانا حفیظ الرحمن حفظہ اللہ کا ہے، یہ دونوں اسلوب انتہائی مفید اور مقبول ہیں، اس سے ہزاروں علماء کرام اور طلبہ عظام نے استفادہ کیا، اور ان مناہج نے طلبہ کرام کے علم و اتقان میں کلیدی کردار ادا کیا، واضح رہے کہ ہمارے ان معروضات کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ اس کے علاوہ تدْرِیبی مناہج و اسالیب کا کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں، بلکہ وہ اپنی اپنی جگہ پر بے شمار فوائد کے حامل ہیں، وہ اس سے طلبہ کرام کو قیمتی معلومات، مختلف فیہ مسائل کی تشریح و تنقیح، بحث و نقد کا ملکہ اور افہام و تفہیم کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

فنِ منطق کے عملی انطباق کی طرف متداول کتب میں کوئی خاص اعتناء نہیں برتا گیا، بلکہ محض روایتی مثالوں پر اکتفاء کیا گیا ہے، جس کی وجہ فنِ منطق نے اپنے حجم سے بڑھ کر صعوبت اور مشکل پیدا کر دی، تاہم اس معملہ کو حل کرنے کے لیے بعض مناطقہ نے اپنی توجہ اس کی طرف مبذول کی، اور اس پہلو کو بھی تشنہ نہیں چھوڑا، جن میں علامہ الہی بخش فیض آبادی (م ۱۳۰۶ھ) سرفہرست ہیں، جنہوں نے تحفہ شاہجہانی تصنیف فرمائی، باقاعدہ طور پر عملی تطبیق، منطقی تراکیب اور ایک مخصوص منہج کا داغِ نیل ڈالی، اور ایک عجیب و غریب اور انوکھے طرز کی تائیس کی، جس کی افادیت اور جامعیت کا اندازہ اس کا بنظر غائر مطالعہ کرنے سے ہوتا ہے، چنانچہ وہ اپنی منہج اور کتاب کی مزایا اور خصوصیات کے متعلق رقمِ طراز ہیں۔

”تخصیص کتب قدیمہ و حواشی جدیدہ طلبہ علوم باوجود حرفِ مدتہای دراز و تصنیج اوقات دیر باز نفع فراوان بر نمی دارند، و مہارت تامہ بمراعات قوانین در موضع لازم الرعایۃ و قوت استخراج امثلہ جدیدہ سوای امثلہ معینہ مذکورہ رسائل فن پیدا نمی آرند، و معلمین بر طریقہ مستمرہ با مشلکہ کہ در کتب اندراج یافتہ سخن میرانند، و معلمین ہم جمیعیت شان بر همان امثلہ متداولہ و اقوال متعارفہ اکتفاء درزیدہ از ترقی استعداد بازمی مانند، و اگر کسی را احیاناً سرمایہ کمال استعداد حاصل آید، باوجود ذہن و ذکاوت در تحصیلش عمری باید، و محنتی شاید تا ہذا الآن کسی از متقدمین و متاخرین بجهت رفع ایں خرابیہا ضابطہ ایجاد نہ فرمودہ، و قاعدہ اختراع نمودہ کہ در اندک زمان طلبہ علوم ازان قوت مسائل منطقہ بانحای شتای جدیدہ حاصل نمایند، و قدرت صرف آنہادر ہر عبارت و ہر زبان بہرسانند۔“ (تحفہ شاہجہانی: ۵-۶)

نیز اپنی مخصوص طرز تراکیب منطقی کے متعلق فرماتے ہیں۔

”وماخذش بجز اختراع ذہن فقیر کے دید نشیند، از میسر حقیقی مسالت نمودہ، و بعروہ وثقای تاییدش متمسک بودہ، در مضمار دشوار گذار حل ترکیب تہذیب عبداللہ یزدی حسب ضوابط منطقہ شہد یز قلم ہمت را لعنان فصاحت بیان سپردم۔“ (تحفہ شاہجہانی: ۶) ایک جگہ اساتذہ کرام اور طلبہ کی خدمت میں عرض گزار ہیں۔

”واگر استاذ شفیق تلمیذ با تمیز خود را ایک روز درس شرح تہذیب دہد، و روز دیگر این حل ترکیب تعلیم نماید، در چند روز چند ورق مسائل ضروریہ محفوظ خاطرش شود، و بر صرف قوانین منطقہ در ہر زبان قار گردد، و استعدادش اضعاف مضاعف بیفزاید۔“ (تحفہ شاہجہانی: ۶) بر صغیر کے نابغہ روزگار مؤرخ علامہ عبدالحی حسنی ندویؒ (م ۱۳۴۱ھ) ان کے ترجمہ میں رقم طراز ہیں۔

”ومن مخترعاته التراکيب المنطقية على منوال التراکيب النحوية.“

(الاعلام بمن فی تاریخ الہند من الأعلام: ۸/۱۱۹۱، نشر الجواہر والدرر فی علماء القرن الرابع عشر ۲۵۵)

ماضی قریب میں شیخ محمد بن امین شفقپٹیؒ (م ۱۳۹۳ھ) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”آداب البحث والمناظرہ“ اور ”فن المنطق“ میں منطقی اصطلاحات اور مسائل کی عام فہم توضیح و تشریح اور علمی و عملی تدریس بہت دلچسپ انداز میں کی ہے، اور اس سلسلہ کے فروغ و ارتقاء کے لیے دیارِ شام کے معروف معاصر عالم شیخ عبدالرحمن حبکہ الحمیدائیؒ (م ۱۴۲۵ھ) نے بہت خوب پیش رفت کی، اس فن کو عام فہم اسلوب میں سمجھانے کے لیے ایک پیش بہا قیمتی کتاب ”ضوابط المعرفة وأصول الاستدلال والمناظرہ“ کے نام سے تالیف فرمائی، جس میں انہوں نے منطقی اصطلاحات اور احکام و مسائل کی بے مثال توضیح و تشریح فرمائی اور ایسے قواعد و ضوابط کا استخراج کیا، جو ذہن کو جلا بخشتی ہے، ان کی اس جدوجہد نے تو منطق کی صعوبت کو سہولت میں بدل ڈالا، اور وہ اپنے اس انوکھے طرز کی خصوصیات و مزایا اور کاوش کی مقبولیت کے متعلق طبع سوم کے مقدمہ میں رقم طراز ہیں۔

”ولما اشتمل علیہ من أمثلة وافرة متنوعة فی مختلف المسائل والقضايا؛ اذ لم تقتصر علی الأمثلة القليلة التقليدية التي اعتادت الكتب المتصلة بهذه المسائل والقضايا أن تستشهد بها، فهي لا تساعد طالب علم علی تطبیق القواعد والقضايا التي هي أمثلة لها فی مختلف العلوم؛ اذ غدت بمثابة رموز قد یجمد فکرها الطالب عندها. وقد وفقنی اللہ بمنہ وکرمہ الی تصید أمثلة كثيرة مختلفة مقتبسة من نصوص القرآن والسنة، ومن مسائل العقائد والفقه، وغیره ذلک.“ (ضوابط المعرفة وأصول الاستدلال والمناظرہ: ۷-۸)

ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی حفظہ اللہ نے مذکورہ دونوں کتابوں کو سامنے رکھ تفہیم المنطق تالیف فرمائی، جس میں انہوں نے ”آداب البحث والمناظرہ“ کے بعض منتخبات اور ضوابط المعرفة کے اکثر و بیشتر حصہ کی اردو میں ترجمہ و تلخیص کی ہے، ڈاکٹر صاحب کا یہ اقدام قابل صد تحسین ہے کہ انہوں نے عربی مواد کو عام فہم اور سلیس اردو میں منتقل کیا ہے۔

اہل علم اور ارباب فن پر یہ بات مخفی نہیں کہ قواعد المنطق کے نام سے یہ کاوش کوئی جدید تحقیق اور بندہ کی خانہ زاد اختراع نہیں، بلکہ یہ درحقیقت علامہ الہی بخش فیض آبادی مرحوم (م ۱۳۰۶ھ) (صاحب تحفہ شاہجہانی) کا مخصوص طرز و منہج ہے، البتہ یہ اس مخصوص و معروف منہج کی ترویج و فروغ کی ایک ادنیٰ کاوش ضرور ہے، جس سے اصل کتاب کی سمجھنے میں ضرور مدد ملے گی، یہ انشاء اللہ اس طرز کے فہم میں اساسی کردار ادا کرے گی۔ اور فن کے منتہی کتب کے سمجھنے میں معاون و مدد ثابت ہوگی، تاہم فن کی منتہی کتب سے مستغنی نہیں کر سکتی، اس لیے کہ ان کی افادیت ایک واقعی اور نفس الامری حقیقت ہے۔

اس مجموعہ کو منظر عام پر لانے اور طلبہ کرام کے خدمت میں اس لیے پیش کرنے کی جسارت کی ہے کہ بہت ہی ممکن ہے کہ جس طرح ایک باکمال مصور کو ناقص تصویر کی اشاعت دیکھ کر جوش آجاتا ہے اور پھر وہ بہتر تصویر بنا کر داد استاذی حاصل کر لیتا ہے، اسی طرح ارباب معقول اور جہا بذہن اس نقش ناقص کو نا کارہ پا کر اس منہج پر بہتر سے بہتر تالیف کا ارادہ کریں۔

بندہ ایک بار پھر اس حقیقت کا بیاگ دہل اظہار کرتا ہے کہ اس مجموعہ کا اصل ماخذ ”تحفہ شاہجہانی، ضوابط المعرفہ، آداب البحث والمناظرۃ، فن المنطق، التفتیح، تفہیم المنطق اور توضیح المنطق“ وغیرہ ہیں، یہ کاوش ان ہی کتب کی مرہون منت ہے، ان کے علاوہ جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے، تو اپنی تحقیق و منہج باور کر کے سادہ لوح طلبہ کرام اور بعض اہل علم سے داد اجتہاد حاصل کرنے کے بجائے اصل ماخذ و مرجع کا حوالہ دینے کا التزام کیا گیا ہے اور اسی سلسلہ میں اہل علم کے روایات کو ملحوظ نظر رکھ کر دیانت کا مظاہرہ کیا گیا ہے، اس لیے قول کو اپنے قائل اور مأخذ کی طرف منسوب کرنا قرین انصاف اور علمی برکات کا باعث ہے، امام سفیان بن سعید بن مسروق ثوری (م ۱۶۱ھ) فرماتے ہیں۔

”نسبة الفائدة إلى مفيدها من الصدق في العلم وشكوه، وأن السكوت عن ذلك من الكذب في العلم وشكوه“۔ (الجواهر والدرر فی ترجمۃ شیخ الاسلام ابن حجر: ۱/۱۸۱، کشف الخفاء للعجلونی: ۱/۲۸۶)

ترجمہ: فائدے کو اس کے قائل کی طرف منسوب کرنا علمی دیانت اور صداقت کی علامت ہے اور اس نے خاموش رہنا علمی بددیانتی اور ناشکری ہے۔

محدث جلیل قاسم بن سلام خراسانی (م ۲۲۳ھ) فرماتے ہیں۔

”من شكر العلم أن تستفيد الشيء، فإذا ذكر قلت: خفي على كذا وكذا، ولم يكن لي به علم حتى أفادني فلان فيه كذا وكذا، فهذا شكر العلم“۔ (الإلماع إلى معرفة أصول الرواية وتقييد السماع: ۲۲۹)

ترجمہ: علم کی شکر میں من جملہ یہ بھی ہے کہ جب کسی چیز سے استفادہ کریں تو اس کا تذکرہ کرتے وقت یہ کہیں کہ مجھ پر یہ باتیں مخفی تھیں اور مجھے اس کے متعلق علم نہیں تھا! اور فلاں آدمی نے مجھے اس کے متعلق بتایا ہے۔ یہ ہے علم کا شکر!

امام ابن عبد البر اندلسی (م ۴۶۳ھ) اپنی شہرہ آفاق کتاب ”جامع بيان العلم وفضله“ میں اپنے منہج کے متعلق رقم



طراز ہیں۔

يقال: إن من بركة العلم أن تصيف الشيء إلى قائله. (جامع بيان العلم وفضله: ۲/۹۲۲)

ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ علم کی برکت میں سے ہے کہ قول کو اس کے قائل کی طرف منسوب کیا جائے۔

امام ابو زکریا محیی الدین یحییٰ بن شرف نووی (م ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں۔

”ومن النصيحة أن تصاف الفائدة التي تستغرب إلى قائلها، فمن فعل ذلك بورك له في علمه وحاله،

ومن أوهم ذلك وأوهم فيما يأخذه من كلام غيره أنه له، فهو جدير أن لا ينتفع بعلمه، ولا يبارك له في حال،

ولم يزل أهل العلم والفضل على إضافة الفوائد إلى قائلها“ (بستان العارفين ۱۶)

ترجمہ: دین نصیحت کا نام ہے اور نصیحت میں یہ بات شامل ہے کہ نئے فائدے کو اس کے قائل کی طرف منسوب کیا جائے، جس

نے ایسا کیا اس کے علم اور حال میں برکت ہوگی اور جس نے اس کو اور دوسرے کلام کو گنڈ کر کے پیش کیا تا کہ دوسرے کے کلام میں شبہ

پیدا ہو۔ اور دوسرے کا کلام بھی اس کا کلام معلوم ہو تو ایسے شخص کے علم و عمل میں برکت نہیں ہوگی۔ اور علماء کا ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ وہ

فائدہ کو اس کے قائل کی طرف ہی منسوب کرتے رہے ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) اپنی مازینا کتاب ”الفارق بین المصنف والسارق“ میں رقم طراز ہیں۔

”بركة العلم عزوه إلى قائله.“ (الفارق بين المصنف والسارق: ۳۳)

ترجمہ: علم کو اس کے قائل کی طرف منسوب کرنا باعث برکت ہے۔

نیز ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

”ومن بركة العلم وشكره عزوه إلى قائله..... ولهذا لا ترانى أذكر فى شيء من تصانيفى حرفاً إلا

معزواً إلى قائله من العلماء مبيناً كتابه الذى ذكر فيه.“ (المزهر فى علوم اللغة وأنواعها: ۲/۲۷۳)

ترجمہ: علم کی برکت اور شکر میں سے ہے کہ قول کو اس کے قائل کی طرف منسوب کیا جائے، اس لیے تم مجھے دیکھو گے کہ میں اپنی

کسی بھی تصنیف میں ایک حرف بھی لکھتا ہوں تو علماء میں سے جو اس کا قائل ہوتا ہے اس کی طرف منسوب کر دیتا ہوں اور اس کیساتھ ساتھ

اس کتاب کی وضاحت بھی کر دیتا ہوں جس میں وہ قول مذکور ہوتا ہے۔

ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنے محترم دوست فخر الامثل مفتی توصیف احمد (مرغز) حفظہ اللہ اور اپنے مخلص دوست مولانا عبدالوحید

حفظہ اللہ مہتمم دارالعلوم ویسہ کا ذکر نہ کروں، جنہوں نے ہمیں مخلصانہ مشورے اور قیمتی تجاویز دیے۔ نیز اس موقع پر میں اپنے قابل

وعزیز طالب علم ساتھی احسان اللہ صارم حفظہ اللہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بہت شوق و ذوق اور احسن انداز کیساتھ اس

مجموعہ کو ترتیب دی، اور اس کے ضبط و تخریج اور تصحیح و تنقیح میں شب و روز جدوجہد کی، اس کیساتھ ساتھ میں اپنے تمام احباب کا بھی شکر گزار

ہوں، جنہوں نے اس سلسلہ میں ہماری مدد اور رہنمائی فرمائی، جن میں استاذ مکرم استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی تاج الدین ربانی حفظہ اللہ، مفتی خلیل الرحمن حفظہ اللہ، مفتی عبدالواحد حفظہ اللہ اور میرے عزیز دوست مفتی محمد طیب حفظہ اللہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرمائے اور مفید عام و خاص بنائے اور ہمیں دین اسلام کی خدمت کی ہمت اور توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي دُرِّيَّتِي إِنَّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

ارشاد الرحمن عفا عنه المنان

استاذ جامعہ اشاعت الاسلام مولفہ جواک حسن ابدال

۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ

## احوال واقعی

آج سے تقریباً چھ سال قبل جب راقم الحروف نے اپنے علمی سفر کا آغاز کیا، اپنے محسن و مربی استاذ مفتی شریف حسین صاحب حفظہ اللہ نے دارالعلوم ویسہ جانے کا عندیہ دیا، بندہ نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے دارالعلوم ویسہ میں داخلہ لیا، دارالعلوم کی علمی اور عملی فضاء نے دل و دماغ کو جلا بخشی، اساتذہ کرام کیساتھ قریبی تعلق رہا، ان دنوں دارالعلوم میں فنون کی کتابیں مفتی ارشاد الرحمن صاحب پڑھاتے تھے، آپ طویل تقاریر اور قیل و قال کے بجائے نفس مسئلہ کی وضاحت اور انطباق پر خصوصی توجہ فرماتے، فنی اصطلاحات اور قواعد یاد کرانے کے بعد خوب اجراء کرواتے، مروج اور روایتی مثالوں کے بجائے قرآن و حدیث سے عام فہم مثالیں سمجھاتے، عملی انطباق اور تدریس کے لیے منطقی تراکیب کا مشق کرواتے، تاکہ اصطلاحات کی تطبیق اور قواعد کی تفریع میں آسانی رہے، اور اکثر تحفہ شاہجہانی کے منطقی طرز تراکیب کا تذکرہ کرتے اور ہمیں اس سے مستفید ہونے کی ترغیب دلاتے، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ منطقی تراکیب کا موجد اور مؤسس علامہ الہی بخش فیض آبادی مرحوم ہیں اور عصر حاضر میں معروف عالم علامہ شفق علی اور شیخ عبدالرحمن حبکہ میدانی نے اس منہج اور اسلوب کو فروغ دینے میں خوب کردار ادا کیا۔

بندہ عاجز اور دیگر رفقاء کی دلی تمنا تھی کہ اس منہج کے ارتقاء کے لیے ایک ایسے سلسلہ کا آغاز کیا جائے، جو اس طرز کے فہم و ضبط میں مدد و معاون ثابت ہو۔ ہم نے اس جذبہ اور فکر کے خاطر مفتی صاحب سے پر زور مطالبہ کیا، آپ نے ہماری درخواست کا خیر مقدم کیا اور اس منہج کے فروغ کے لیے مستقل کام کا آغاز فرمایا، اور تھوڑے عرصہ میں بے شمار فنی قواعد و ضوابط کا ایک وسیع مجموعہ تیار ہوا۔ اس کیساتھ ساتھ مجھے اس کام کی تصحیح و تنقیح اور تخریج رماؤر کیا، یہ بندہ عاجز بے بضاعتی اور کم علمی کے باوجود شریک سفر رہا۔ اور بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ سلسلہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اس کتاب میں درج ذیل امور کو ملحوظ نظر رکھا گیا ہے۔

- ۱۔ زبان انتہائی آسان اور سہل ہے، تاکہ مبتدی طلبہ کرام کو سمجھنے میں آسانی رہے۔
- ۲۔ مصطلح تعبیرات اور قیودات سے حتی الامکان احتراز کیا گیا ہے۔
- ۳۔ ہر فصل میں تعریف، تقسیم، وجہ حصر اور آخر میں متعلقہ قواعد ذکر کیے گئے ہیں، تاکہ عملی تطبیق اور ترکیب میں آسانی رہے۔
- ۴۔ ہر فصل کے آخر میں عملی انطباق کے لیے تمرینات کا اضافہ کیا گیا ہے۔
- ۵۔ منطقی تطبیق اور ترکیب کے لیے اکثر مثالیں قرآن و حدیث سے دی گئی ہیں۔
- ۶۔ ہر جگہ امثلہ سے تطبیق مقصود نہیں، بلکہ بعض مقامات میں وضاحت کو ملحوظ نظر رکھا گیا ہے۔
- ۷۔ منطقی تراکیب سیکھنے کے لیے ہر تمرین اور باب کے آخر میں بطور نمونہ حل شدہ مثالوں کا اہتمام کیا گیا ہے۔
- ۸۔ فنی اختلافات اور بیان مذاہب وغیرہ سے احتراز کیا گیا ہے اور اکثر مقامات میں مذہب مشہور پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

- ۹۔ جملہ قواعد کو بحوالہ نقل کرنے کا التزام کیا گیا ہے، تاہم قواعد کو منطقی عبارات سے کبھی عبارت اور کبھی اشارۃ اخذ کیا گیا ہے۔
- ۱۰۔ قواعد کے عنوان کے تحت اکثر باتیں قاعدہ اور بعض فائدہ کے مرتبہ میں ہیں، تاہم سب کو طردالباب قواعد سے تعبیر کیا گیا ہے۔

آخر میں بندہ عاجزان تمام احباب کا مشکور ہے، جنہوں نے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی، بالخصوص استاذ محترم اور دیگر استاذہ کرام کا بے حد ممنون ہوں، جنہوں نے قدم بہ قدم رہنمائی فرمائی اور علم و عرفان کی راہ بتلائی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہوں کہ رب العالمین ہماری اس ادنیٰ کاوش کو قبولیت عامہ عطاء فرما۔ اور اسے مفید عام و خاص بنا۔ آمین۔

احسان اللہ صارم

گندف، صوابی

بسم الله الرحمن الرحيم

## فصل اول: موجود کا بیان

موجود کی تعریف: کمال ما وجد (یعنی جو چیز پائی جائے) اس کو موجود کہتے ہیں۔  
موجود کی تین قسمیں ہیں:-

۱۔ موجود خارجی ۲۔ موجود ذہنی ۳۔ موجود نفس الامری

موجود خارجی کی تعریف: وہ موجود ہے، جس کا ہمارے ذہن سے باہر وجود ہو، جیسے زید، زمین اور آسمان وغیرہ موجودات خارجیہ ہیں۔  
موجود ذہنی کی تعریف: وہ موجود ہے، جس کا صرف ہمارے ذہن میں وجود ہو، جیسے زید، زمین اور آسمان وغیرہ کی جو صورت ہمارے ذہن میں موجود ہے۔

موجود نفس الامری کی تعریف: وہ موجود ہے، جس کا وجود واقعی ہو، یعنی فرض فرض پر موقوف نہ ہوں، جیسے طلوع شمس اور وجود نہار کے درمیان ملازمہ ایک امر واقعی ہے، کسی کے فرض کرنے پر موقوف نہیں۔

وجہ حصر: شئی موجود فی الخارج ہوگی، یا موجود فی الذہن ہوگی، یا موجود فی نفس الامر ہوگی، اگر موجود فی الخارج ہو تو موجود خارجی، اگر موجود فی الذہن ہو تو موجود ذہنی اور اگر موجود فی نفس الامر ہو تو موجود نفس الامری۔  
پھر موجود ذہنی کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ موجود ذہنی حقیقی ۲۔ موجود ذہنی فرضی

موجود ذہنی حقیقی کی تعریف: وہ موجود ذہنی ہے، جو ذہن میں حقیقتہً موجود ہو، یعنی فرض فرض پر موقوف نہ ہوں، جیسے چار کا ذہن میں جفت ہونا۔

موجود ذہنی فرضی کی تعریف: وہ موجود ہے، جس کو ذہن نے خلاف واقع فرض کر لیا ہو یعنی جو فرض فرض پر موقوف ہو، جیسے پانچ کا جفت ہونا کہ اگر اسے سوچ لیا جائے تو ذہن میں موجود ہو جائے گا، لیکن یہ خلاف واقع ہے۔  
وجہ حصر: موجود ذہنی واقعی ہوگی یا فرضی ہوگی، اگر واقعی ہو تو موجود ذہنی واقعی اور اگر فرضی ہو تو موجود ذہنی فرضی۔

## قواعد

قاعدہ نمبر ۱: موجود ذہنی کو علم، تصور، مطلق اور موجود ظنی مثالی اور موجود خارجی کو موجود عینی اور موجود اصلی بھی کہتے ہیں (۱)۔

=====

(۱) دستور العلماء: ۳/۳۰۹، مرام الکلام: ۷، توضیح المنطق: ۱۹، معین الفلفہ: ۳۶۔

قاعدہ نمبر ۲: ہر ماہیت موجودہ فی الخارج کو موجود خارجی کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۳: ہر ماہیت موجودہ فی الذہن کو موجود ذہنی کہتے ہیں (۲)۔ ☆

قاعدہ نمبر ۴: ہر موجود خارجی موجود نفس الامری ہے، لیکن ہر موجود نفس الامری موجود خارجی نہیں، کیونکہ طلوع شمس اور وجود نہار کا ملازمہ نفس الامر میں موجود ہے، لیکن خارج میں موجود نہیں، یعنی موجود خارجی اور موجود نفس الامری کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، موجود خارجی اخص مطلق ہے اور موجود نفس الامری اعم مطلق ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۵: ہر موجود ذہنی کے لیے موجود نفس الامری لازم نہیں، یعنی موجود نفس الامری اور موجود ذہنی کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے، چار کا جفت ہونا مادہ اجتماعی ہے، مادہ افتراقی کی پہلی مثال وہ حقائق جن کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا جیسے ذات باری تعالیٰ۔ یہ موجود فی الذہن نہیں، البتہ موجود فی نفس الامر ہیں۔ اور مادہ افتراقی کی دوسری مثال قضایا کا ذبہ ہیں جیسے پانچ کا جفت ہونا، اگر اس کا تصور کیا جائے تو یہ صرف ذہن میں موجود ہوگا، لیکن نفس الامر میں موجود نہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر ۶: اکثر موجود خارجی کو موجود ذہنی لازم ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۷: ہر موجود ذہنی کو موجود خارجی لازم نہیں جیسے جبل یا قوت (۶)۔

قاعدہ نمبر ۸: مناطکہ اکثر موجود ذہنی سے بحث کرتے ہیں (۷)۔

قاعدہ نمبر ۹: کسی شئی کے مفہوم کو موجود ذہنی اور اس کے مصداق واقعی کو موجود خارجی کہتے ہیں (۸)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: جس وجود پر آثار خارجہ کا ترتب ہو تو وہ وجود خارجی کہلاتا ہے اور جس پر آثار ذہنیہ کا ترتب ہو تو وہ وجود ذہنی کہلاتا ہے (۹)۔

قاعدہ نمبر: مذکورہ تینوں اقسام شئی موجود کی باعتبار وجود کے ہیں۔ (۱۰)

=====

(۱) ملاحسن: ۱۸۲۔ (۲) ملاحسن: ۱۸۳۔

(۳) میڈی: ۱۹، معین الفلفہ ۳۷۔ (۴) میڈی: ۱۹، معین الفلفہ ۳۷۔

(۵) تفہیم المنطق ۵۱۔ (۶) میڈی: ۱۹، تفہیم المنطق ۵۱۔

(۷) معین الفلفہ ۳۹۔ (۸) تفہیم المنطق ۵۱، توضیح المنطق ۱۹۔

(۹) بدر النجوم ۲۹۴۔ (۱۰) دستور العلماء: ۲۵۵/۳۔

☆ المتکلمون أنکروا الوجود الذہنی لأنہ لو اقتضى تصوّر الشیء، حصوله ذہنا لزم کون الذہن حارا وباردا ومستقیما ومعوجا وأیضا حصول الجبل والسماء مع عظمهما فی ذہننا مما لا یعقل وأثبتہ الحکماء وأجابوا عن الوجهین بأنّ الحاصل فی الذہن صورة وماہیة موجودة بوجود ظلّی لا ہویة عینیة موجودة بوجود أصلی۔ والحار ما یقوم به ہویة الحرارة لا صورتها وماہیتها وكذا الحال فی البارد والمستقیم والمعوج۔ وبأنّ الذی یمتنع حصوله فی الذہن هو ہویة الجبل والسماء وغیرهما وأما مفہوماتها الکلیة وماہیتها فلا۔ (کشاف اصطلاحات الفنون: ۱۷۷۰/۲)

## تمرین

امثلہ ذیل میں بتاؤ، کون موجود خارجی اور کون موجود ذہنی ہے؟

كِتَابٌ. قَلَمٌ. مَدْرَسَةٌ. شَمْسٌ. النِّعَقَاءُ. ذئبٌ. قَمَرٌ. الصَّلَوةُ. الْأَرْضُ. الْأَسْمُ. السَّمَاءُ. الْقَبْرُ. الْجَنَّةُ.  
الصُّرَاطُ. الْكَلِمَةُ. الْمِيزَانُ. الْقِيَامَةُ. رَبُّ الْعَالَمِينَ. سَمْعُ الْأَصَمِ. النَّاسُ. الْقُرْآنُ. الْكَلْبُ. الْمَبْنَى. التَّوْرَةُ.  
يَوْمٌ. الْمَجَازُ. قَوْمٌ نُوحٍ. نَوْعُ الْإِنْسَانِ. أَصْحَابُ الرَّسِّ. بَصَرُ الْأَعْمَى. ثَمُودٌ. عَادٌ. فِرْعَوْنٌ. إِخْوَانُ لُوطٍ.  
الْفِعْلُ. أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ. قَوْمٌ تُبَّعٍ. سَكْرَةُ الْمَوْتِ. الْأَزْهَارُ. حُورٌ عَيْنٌ. الْجَزْئِيُّ. حَرَارَةُ النَّارِ. لَوْلُو مَكْنُونٌ.  
الْحَقِيقَةُ. إِلَهٌ. جَنَّةُ الْمَأْوَى. غَيْرُ الْمَنْصَرَفِ. مَائِدَةُ الطَّعَامِ. الظُّبَى. دَارُ الْعُلُومِ دِيُونَنْدِ. الصِّيَادُ. الْكَرَّةُ.

حل شدہ مثال:

❖..... ”كِتَابٌ“ موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود ذہنی الذہن ہے۔

=====

= اعْلَمَ أَنَّ لِلشَّيْءِ فِي الْوُجُودِ أَرْبَعَ وَجُودَاتٍ - الْأَوَّلُ: وَجُودُهُ الْحَقِيقِيُّ وَهُوَ حَقِيقَتُهُ الْمَوْجُودَةُ فِي نَفْسِهَا وَالثَّانِي: وَجُودُهُ الذَّهْنِيُّ وَهُوَ وَجُودُهُ الظُّلْمِيُّ الْمَثَالِيُّ الْمَوْجُودُ فِي الذَّهْنِ وَالثَّالِثُ: وَجُودُهُ اللَّفْظِيُّ وَهُوَ وَجُودُ لَفْظِهِ الدَّلَالِ عَلَى الْوُجُودِ الْخَارِجِيِّ وَالْمَثَالِ الذَّهْنِيِّ وَالرَّابِعُ: وَجُودُهُ الْكِتَابِيُّ وَهُوَ وَجُودُ النِّقُوشِ الدَّلَالَةِ عَلَى اللَّفْظِ الدَّلَالِ عَلَى الشَّيْءِ وَالْوُجُودِ الْأَوَّلَانِ لَا يَخْتَلِفَانِ بِاخْتِلَافِ الْأُمَمِ وَالْأَخِيرَانِ قَدْ يَخْتَلِفَانِ بِاخْتِلَافِهِمْ كَاخْتِلَافِ السُّلُغَةِ الْعَرَبِيَّةِ وَالْفَارْسِيَّةِ وَالخَطِّ الْعَرَبِيِّ وَالْفَارْسِيِّ وَالْهِنْدِيِّ - وَبِهَذِهِ الْوُجُودَاتِ الْأَرْبَعَ صَرَحَ الْمُحَقِّقُ التَّفَازَانِيُّ فِي شَرْحِ الْعَقَائِدِ بِقَوْلِهِ إِنَّ لِلشَّيْءِ وَجُودًا فِي الْأَعْيَانِ - وَوُجُودًا فِي الْأَذْهَانِ - وَوُجُودًا فِي الْعِبَارَةِ - وَوُجُودًا فِي الْكِتَابَةِ - فَالْكِتَابَةُ تَدُلُّ عَلَى الْعِبَارَةِ وَهِيَ عَلَى مَا فِي الْأَذْهَانِ وَهُوَ عَلَى مَا فِي الْأَعْيَانِ انْتَهَى - (دستور العلماء: ۳/۳۰۹)

## فصل دوم: علم کا بیان

علم کا لغوی معنی: علم لغت میں دانستن (جاننے) کو کہتے ہیں۔

علم کی اصطلاحی تعریف: علم کی اصطلاحی تعریف میں منطقہ کا اختلاف ہے (۱)، تاہم معروف تعریف یہ ہے۔

”حصول صورة الشئ فی العقل.“ کسی شئی کی صورت کا عقل میں حاصل ہو جانا، یعنی جو چیز ہماری ذہنی آئینہ میں اتر آتی ہے بس یہی ذہنی صورت اس چیز کا علم ہے اور وہ چیز معلوم ہے اور اس طرح عمر بھر ہمارے ذہن میں چیزوں کی صحیح یا غلط جتنی صورتیں جمع ہوتی رہتی ہیں وہ ہمارے علوم ہوتے ہیں جن کے ذریعے سے ہم اپنے آپ کو صحیح یا غلط طور پر ان چیزوں کا عالم سمجھتے ہیں۔

علم کی دو قسمیں ہیں:۔ ۱۔ حضوری ۲۔ حصولی

علم حضوری کی تعریف: جس میں عالم کے سامنے معلوم کی ذات موجود ہو، جیسے انسان کا علم اپنے ذات پر۔

علم حصولی کی تعریف: جس میں عالم کے سامنے معلوم کی ذات موجود نہ ہو، جیسے انسان کا علم غیر پر۔ (۲)

وجہ حصر: شئی معلوم عند المدرک خود موجود ہوگی، یا اس کی صورت موجود ہوگی، اگر خود موجود ہو تو علم حضوری اور اگر صورت موجود ہو تو علم

حصولی۔

علم حضوری کی دو قسمیں ہیں:۔ ۱۔ علم حضوری قدیم ۲۔ علم حضوری حادث

وجہ حصر: عالم قدیم ہوگا یا حادث ہوگا، اگر قدیم ہو تو علم حضوری قدیم، جیسے اللہ تعالیٰ کا علم، اور اگر حادث ہو تو علم حضوری حادث، جیسے

انسان کا علم اپنی ذات و صفات پر۔

علم حصولی کی بھی دو قسمیں ہیں:۔ ۱۔ علم حصولی قدیم ۲۔ علم حصولی حادث

=====

(۱) علم مطلق کی ماہیت میں اہل علم کا اختلاف ہے، امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ علم بدیہی ہے، اسی کو صاحب سلم العلوم نے حق قرار دیا ہے، اور کہا ہے کہ علم بالکل ظاہر یا برہنی ہے، تاہم غایت وضوح کی وجہ سے چیز خفاء میں ہے۔ امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں کہ علم نظری محض اتحادید ہے اور جمہور متکلمین کا نقطہ نظریہ ہے کہ علم نظری ممکن اتحادید ہے، پھر انہوں نے اس کی مختلف تعریفیں کی ہیں، حاجی خلیفہ (م ۱۰۶۷ھ) نے کشف الظنون (۴/۱) میں پندرہ تعریفیں نقل کی ہیں اور شارح فنون علامہ محمد حنیف گنگوہی نے قرۃ العیون فی تذکرۃ الفنون (ص ۱۳-۱۶) میں تقریباً بیس تعریفیں ذکر کی ہیں۔

☆ اس کی مزید تفصیل یہ ہے کہ علم کی حقیقت ”ما بالاکشاف“ ہے، یعنی جس کے ذریعہ اشیاء کے درمیان امتیاز اور فرق ظاہر ہو۔ پھر اس انکشاف کے لیے مکشف یعنی معلوم اور مکشف علیہ یعنی عالم کا ہونا ضروری ہے تو علم کی تعریف اب یہ ہوئی کہ وہ چیز جو عالم کے پاس موجود ہو۔ وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ موجود بذاتہ ہوگی تو یہ علم حضوری ہے یا تو بذاتہ نہیں ہوگی بلکہ بصفہ و بمثلہ ہوگی تو یہ علم حصولی ہے۔ پھر اگر وہ غیر مسبوق بالعدم ہے تو قدیم اور اگر مسبوق بالعدم ہے تو حادث ہوگی۔



وجہ حصر: عالم قدیم ہوگا یا حادث ہوگا، اگر قدیم ہو تو علم حصولی قدیم، جیسے عقول عشرہ (دس فرشتے جو مناطقہ کے نزدیک قدیم ہیں، لیکن اہل اسلام کے ہاں یہ قدیم نہیں) کا علم تمام کائنات پر، اگر حادث ہو تو علم حصولی حادث، جیسے انسان کا علم غیر پر۔

### قواعد

قاعدہ نمبر ۱: امام رازیؒ کے نزدیک علم بدیہی غیر محتاج الی التعریف ہے، امام الحرمینؒ اور امام غزالیؒ کے نزدیک علم نظری متعسر التحدید ہے، یعنی اس کی تعریف نہیں ہو سکتی ہے، اور جمہور متکلمین کے نزدیک علم نظری متیسر التحدید ہے، یعنی اس کی تعریف ہو سکتی ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: علم یا تصور مطلق وہ صورتِ ذہنی ہے جو کسی چیز سے ذہن میں آئے، حالتِ ادراکی، منشاء انکشاف، حاضر عند المدرک سے یہی علم کی تعبیر کرتے ہیں اور تصور سازج وہ ذہنی صورت یا صورتیں ہیں جن میں حکم (ایجاب و سلب کا جزئی فیصلہ) موجود نہ ہو۔

قاعدہ نمبر ۳: علم مطلق ادراک کا نام ہے، خواہ تصور ہو یا تصدیق ہو، یقین ہو یا غیر یقین ہو (۲)۔

قاعدہ نمبر ۴: اگر عالم اور معلوم کے درمیان علاقہ ثلاثہ عینیت (علم اشیء علی نفسہ)، نعتیت (علم اشیء علی صفاتہ) معلولیت (باری تعالیٰ کا علم جملہ ممکنات پر) (علم اشیء علی معلولہ) میں سے کوئی علاقہ ہو تو علم حضوری ہوگا، ورنہ علم حصولی کہلائے گا (۳)۔

قاعدہ نمبر ۵: علم حضوری وہ ہوتا ہے، جس میں عالم کا معلوم پر علم بغیر صورت کے ہو، جیسے باری تعالیٰ کا علم اپنی ذات و صفات اور ممکنات پر، اور انسان کا علم اپنی ذات و صفات پر (۴)۔

قاعدہ نمبر ۶: علم حصولی وہ ہوتا ہے، جس میں عالم کا معلوم پر علم صورت کے واسطے سے ہو، جیسے انسان کا علم غیر پر (۵)۔

قاعدہ نمبر ۷: باری تعالیٰ کا علم حضوری ہے (۶)۔ ☆

قاعدہ نمبر ۸: نفس ناطقہ (انسان) کا اپنی ذات و صفات پر علم حضوری اور غیر پر حصولی ہے (۷)۔

قاعدہ نمبر ۹: علم حضوری میں علم اور معلوم دونوں ذاتا و اعتبارا ایک ہوتے ہیں (۸)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: علم حصولی میں دو وجود ہوتے ہیں ایک وجود ذہنی اور دوسرا وجود خارجی ہوتا ہے اور علم حضوری کا فقط وجود ذہنی ہوتا ہے (۹)۔

=====

(۱) ضیاء النجوم: ۱۰، دستور العلماء ۲/۲۳۳، کشف اصطلاحات الفنون: ۲/۱۳۲۰۔

(۲) کشف اصطلاحات الفنون: ۲/۱۲۱۹۔ (۳) قاضی مبارک: ۱۳، سیف المبتدی ۳-۴۔

(۴) قاضی مبارک: ۱۱۔ (۵) قاضی مبارک: ۱۱۔ (۶) قاضی مبارک: ۱۸، مرزاقطبی: ۱۳، میزان العلوم: ۲۱۔

(۷) میزان العلوم: ۲۱، لواء الہدی: ۳۶۔

(۸) ملا جلال: ۱۵، مرزاقطبی: ۱۳، کشف اصطلاحات الفنون: ۳/۱۲۲۵، میزان العلوم: ۲۱، میرزاہد: ۹۰، المرشد الی علم المنطق: ۳۰۔

☆ علم باری تعالیٰ مسئلہ معرکہ الاراء مسئلہ ہے۔ قد تحیرت فیہ العقول وزلت الاقدام حتی ذهب حکماء اليونان بل جہلاء اليونان الی عدم

علمہ تعالیٰ علی نفسہ و علی غیرہ!!

قاعدہ نمبر ۱۰: علم حصولی میں صواب اور خطاء دونوں کا احتمال ہوتا ہے اور علم حضوری میں خطاء کا احتمال نہیں ہوتا (۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: علم حضوری علم حصولی سے اقویٰ ہوتی ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۲: علم حضوری میں شیء معلوم کا وجود علمی عین وجود عینی ہوتا ہے اور علم حصولی میں وجود علمی وجود عینی کا غیر ہوتا ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۱۳: مناطقہ علم حصولی سے بحث کرتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر ۱۴: جو علم دلیل، برہان اور قیاس کے ذریعے حاصل ہو وہ بھی حصولی کہلاتا ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۱۵: بعض حضرات نے علم حضوری کو مستقل قسم ماننے سے انکار کیا، اور جملہ علوم کو حصولی قرار دیا ہے (۶)۔

قاعدہ نمبر ۱۶: علم حصولی کو علم انطباعی (علم نقشی) بھی کہتے ہیں، کیونکہ یہ علم شئی کے مد رک کے پاس محض پائے جانے سے حاصل نہیں

ہوتا، بلکہ اس کی صورت کو ذہن میں لانے کے بعد حاصل ہوتا ہے، جیسے ہمیں اپنی ذات کے علاوہ دیگر خارج میں پائی جانے والی چیزوں کو جاننا چاہتے ہیں تو اس کی صورتیں ہمارے ذہن میں آتی ہیں یہ صورتیں علمیہ ہیں، پھر صورت علمیہ کے ذہن میں آنے کے بعد حالت ادراکیہ یعنی جاننے کی صلاحیت اس سے مل جاتی ہے اور وہ صورتیں نقش ہو جاتی ہیں، چیزوں کا علم ہوتا ہے (۷)۔

قاعدہ نمبر ۱۷: تصور اور تصدیق کا مقسم علم حصولی مطلق ہے، کیونکہ حصولی قدیم بھی تصور اور تصدیق ہو سکتا ہے (۸)۔

قاعدہ نمبر ۱۸: علم حضوری تصور اور تصدیق نہیں ہو سکتا (۹)۔

قاعدہ نمبر ۱۹: علم حضوری کو فعلی اور علم حصولی کو انفعالی بھی کہتے ہیں (۱۰)۔

قاعدہ نمبر ۲۰: علم حضوری موجود قبل المعلوم ہوتی ہے اور علم حصولی موجود بعد المعلوم ہوتی ہے (۱۱)۔

قاعدہ نمبر ۲۱: حادث مسبوق بالعدم اور قدیم غیر مسبوق بالعدم کو کہتے ہیں (۱۲)۔ ☆

=====

(۱) المرشد الی علم المنطق: ۳۱، (۲) المرشد فی علم المنطق: ۳۱۔

(۳) المرشد فی علم المنطق: ۳۰، ہامش المنطق للمظفر: ۱۳، دوروس المنطق: ۴، (۴) دوروس المنطق للمانصاری: ۵۔

(۵) بدر النجوم: ۳۵، (۶) کشف اصطلاحات الفنون: ۲/۱۲۲۰۔

(۷) کشف اصطلاحات الفنون: ۲/۱۲۲۰، (۸) قاضی مبارک: ۳۶۔

(۹) میرزا ہد: ۹۸، مرزا قلی: ۳، (۱۰) المرشد الی علم المنطق: ۲۵۔

(۱۱) المرشد الی علم المنطق: ۲۵، (۱۲) تہذیب فن الکلام: ۲۷۔

☆ حادث اسم فاعل کا صیغہ ہے، فلاسفہ کے نزدیک حادث کا اطلاق دو معنوں پر ہوتا ہے: ۱۔ حدوث زمانی ۲۔ حدوث ذاتی

۱۔ حدوث زمانی: چیز کا باعتبار زمانہ عدم کے بعد میں وجود میں آنا۔ یعنی نیست کے بعد هست ہونا۔ اس کا مقابل قدم زمانی ہے۔

۲۔ حدوث ذاتی: چیز کا اپنے وجود میں کسی علت تامہ یا ناقصہ کا محتاج ہونا۔ یاد رہے کہ متکلمین کے نزدیک العالم حادث میں حدوث سے حدوث زمانی مراد ہے، نہ

کہ حدوث ذاتی جیسا کہ فلاسفہ مانتے ہیں۔ (دستور العلماء: ۳/۲، دستور اطلباء: ۱۳۰)

قاعدہ نمبر ۲۲: جو حادث کسی کا معلول ہو تو وہ حادث بالذات کہلاتا ہے۔ جو حادث متاخر عن الغير ہو تو وہ حادث بالزمان کہلاتا ہے۔ جو قدیم کسی کا معلول نہ ہو تو وہ قدیم بالذات کہلاتا ہے اور جو قدیم متاخر عن الغير نہ ہو تو وہ قدیم بالزمان کہلاتا ہے (۱) ☆

قاعدہ نمبر ۲۳: اگر علم الصورة الحاصلة سے عبارت ہو تو از مقولہ کیف ہوگا، اگر قبول الذہن من مبدء الفياض سے عبارت ہو تو یہ مقولہ انفعال سے ہوگا، اور اگر الاضافة المخصوصة بين العالم والمعلوم سے عبارت ہو تو یہ مقولہ اضافت سے ہوگا، تاہم پہلی بات صحیح ہے (۲)۔

### تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ میں علم حضوری اور علم حصولی کی تعیین کیجئے۔ نیز منطقی تطبیق کریں۔

رَجُلٌ، أَسَدٌ، أَنَا قَائِمٌ، إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ، هِيَ عَصَايَ، أَصْلُهَا ثَابِتٌ، وَفَرَعُهَا فِي السَّمَاءِ، مَا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ، وَمَا أَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ، يَوْمَ لَا بَيْعَ فِيهِ وَلَا خِلَالٌ، إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ، وَهَبْ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ، نَحْنُ قَوْمٌ مَسْحُورُونَ، هَذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ، أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ، إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ، الْبَادِيُ بِالسَّلَامِ بَرِيءٌ مِنَ الْكِبَرِ، الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، الْبِرْكَةُ فِي أَكْبَرِنَا، أَفْلَحَ مَنْ هُدِيَ إِلَى الْإِسْلَامِ، أَكْرَمَ النَّاسِ أَنْقَاهُمْ، أَنَا وَارِثٌ مَن لَّا وَارِثَ لَهُ، أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا، أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ، زَيْدٌ قَائِمٌ، آيَةُ الْمَنَافِقِ ثَلَاثَةٌ. أَنَا زَعِيمٌ لِّمَنْ آمَنَ بِي وَأَسْلَمَ، مَطْلُ الْغَنِيِّ ظِلْمٌ. يَوْشَكَ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ، فَآنِي أَمْرٌ مُّقْبُوضٌ. أَنَا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ. أَنِّي صَائِمٌ.

حل شدہ مثال:

..... ”رَجُلٌ“ موجود موجود یعنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے..... علم اس لیے کہ حصول صورة الشئ فی العقل ہے..... علم حصولی انطباعی اس لیے کہ شئی معلوم کی صورت عند المدرك موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے۔

=====

(۱) تہذیب فن الکلام: ۲۷۔

(۲) قاضی مبارک: ۳۹، کشاف اصطلاحات الفنون: ۱۲۲۵/۲-۱۲۲۶۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے صغریٰ شیخ القرآنی۔

☆ حاصل یہ ہے کہ قدیم بالذات وہ ہے جس کا وجود بوجہ واجب الوجود ہونے کے لذات ہو، یعنی غیر محتاج نہ ہو۔ یہ قدیم صرف ایک ہی ذات الہی میں منحصر ہے اور قدیم بالزمان وہ ہے جس کے زمانہ موجود سے پہلے زمانہ نہ ہو، جیسے افلاک، عشرہ عشرہ وغیرہ علیٰ زعم الفلاسفہ۔ اور حادث بالذات وہ ہے جس کا وجود بوجہ امکان ذاتی نہ ہو، بلکہ غیر محتاج ہو، جیسے جملہ ممکنات۔ اور حادث بالزمان وہ ہے جس کے زمانہ موجود سے پہلے بھی زمانہ موجود ہو، جیسے اجسام مرکبہ۔ (معین)

(الحکمة: ۲۵)

## فصل سوم: تصور اور تصدیق کا بیان

علم حصولی کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ تصور ۲۔ تصدیق

تصور کی تعریف: وہ علم ہے، جس میں حکم نہ ہو، یا جس میں نسبت کا اعتقاد نہ ہو، جیسے ”زید“ یا ”زید قائم“ جب زید کے قیام کا یقین نہ ہو۔  
تصدیق کی تعریف: وہ علم ہے، جس میں کسی قسم حکم ہو، یا جس میں نسبت خبریہ کا اعتقاد ہو، جیسے ”زید قائم“ اور ”زید لیس بقائم“ وغیرہ۔  
وجہ حصر: علم بدون الحکم ہو گا یا مع الحکم ہو گا، اگر بدون الحکم ہو تو تصور، اور اگر مع الحکم ہو تو تصدیق۔ ☆

### قواعد

قاعدہ نمبر ۱: اکثر مناطقہ کے نزدیک تصور اور تصدیق کے لیے مقسم علم حصولی حادث ہے، بعض کے نزدیک مطلق علم ہے اور بعض کے نزدیک مطلق علم حصولی (خواہ حادث ہو یا قدیم) ہے، تیسرا قول راجح ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: ادراک بلا حکم کو تصور اور ادراک مع الحکم کو تصدیق کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: تصدیق کے لیے جملہ خبریہ کا ذہن میں ہونا شرط ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۴: کسی کو کسی کی طرف ایجاب یا سلباً منسوب کرنے کو حکم کہتے ہیں، ایجاب ایقاع نسبت کا نام ہے، جیسے ”اللہ احد“ اور سلباً انتزاع نسبت کا نام ہے، جیسے ”لم یلد“ وغیرہ۔ جس قضیہ میں حکم ایجابی ہو اسے قضیہ موجبہ اور جس میں حکم سلبی ہو اسے قضیہ سالبہ کہتے ہیں۔

قاعدہ نمبر ۵: تصدیق جملہ خبریہ کے اعتقاد کا نام ہے خواہ جملہ اسمیہ ہو یا جملہ فعلیہ ہو، واقعہ کے مطابق ہو جیسے ”لا الہ الا اللہ“ یا واقعہ کے مطابق نہ ہوں، جیسے ”ہولاء شفعاءنا“ اور ”لست مرسلًا“ وغیرہ، راجح ہو یا نہ ہو، جیسے ”النية ليست بشرط في الوضوء على ما قال ابو حنيفة“ جازم ہو یا نہ ہو جیسے دور سے دیکھ کر کسی چیز پر انسان کا حکم لگانا، اگر چہ وہ انسان ہو، لیکن غیر انسان کا احتمال بھی ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۵: اگر جملہ میں ایک جزء محذوف یا مستتر ہو تو نحات اس کا اعتبار کر کے اسے جملہ کہتے ہیں، تو اسی طرح مناطقہ بھی اس کا اعتبار کر کے اسے تصدیق کہتے ہیں، جیسے ”لم یلد ولم یولد“ میں ”هو“ مستتر مانی جاتی ہے، لہذا یہ تصدیق ہے، اسی طرح ”ما هذا؟“ کے جواب میں ”كتاب“ کہا جائے تو تقدیر یوں ہے۔ ”هذا كتاب“ تصدیق ہے (۵)۔

=====

(۱) قاضی مبارک: ۳۵، ضیاء النجوم: ۱۰، کشف النجوم: ۱۳۰، (۲) مرز قطنی: ۶۸، ۷۰، شرح الکوکب السعیر: ۵۸، (۳) توحیح المنطق: ۶۰۔

(۴) ملا حسن: ۳۲، اساس المنطق: ۱/۲۱، (۵) اساس المنطق: ۲۲/۲، الحواشی: ۶۔

☆ حاصل یہ ہے کہ: تصور اشیاء کی ان ذہنی صورت یا صورتوں کو کہتے ہیں جن میں حکم نہ ہو، جیسے تہا زید یا تہا قائم کی صورت ذہنیہ۔ اور تصدیق اشیاء کی ان چند ذہنی صورتوں کو کہتے ہیں جن میں حکم موجود ہو، جیسے زید قائم ہے۔ اور حکم کی تعریف یہ ہے کہ اتحاد یا عدم اتحاد، ارتباط یا عدم ارتباط، انفصال یا عدم انفصال کا وہ جزئی فیصلہ جو دو یا زائد تصورات میں پایا جائے۔ (ملخصاً معین المنطق: ۸)۔

قاعدہ نمبر ۶: حکماء کے نزدیک تصدیق صرف حکم کا نام ہے، یعنی تصدیق عین حکم ہے اور حکم عین تصدیق ہے، امام رازیؒ کے نزدیک تصدیق تصورات ثلاثہ (تصور موضوع، تصور محمول، تصور نسبت تامہ) اور حکم کے مجموعے کا نام ہے، اور صاحب مطالع کے نزدیک تصدیق تصورات ثلاثہ کے مجموعہ بشرط الحکم کا نام ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۷: حکماء کے نزدیک تصدیق بسیط (جس کا کوئی جزء نہ ہو) ہے اور امام رازیؒ کے نزدیک مرکب ہے (۲)۔  
قاعدہ نمبر ۸: تصور اور تصدیق کا مقسم مطلق تصور (یعنی حضور ذہنی مطلق، خواہ اس میں حکم ہو یا نہ ہو) ہے، اور جس تصور میں عدم حکم کا اعتبار کیا جائے تو اسے تصور سازج اور تصور فقط کہتے ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر ۹: اگر تصور میں بشرط شئی یعنی حکم معتبر ہو تو اسے تصدیق کہتے ہیں، اگر تصور میں بشرط لاشئی کا اعتبار کیا جائے تو تصور سازج ہوگا اور اگر تصور میں لا بشرط شئی کا اعتبار ہو (یعنی اس میں نہ حکم کی شرط ہو اور نہ عدم حکم کی شرط ہو) وہ تصور مطلق کہلاتا ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: تصدیق کا مقابل وتسم مطلق تصور نہیں، بلکہ تصور سازج ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: تصدیق کا تحقق بدون التصور محال ہے (۶)۔ ☆

### تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ میں تصور اور تصدیق کی تعیین کریں۔ نیز منطقی تطبیق کریں۔

أَحْمَدُ، زَيْدٌ قَائِمٌ، أَصْحَابٌ، فُتْيَةٌ، جَاءَ الْحَقُّ، سِحْرٌ مُبِينٌ، وَهُمْ فِي الْغُرَفَاتِ آمِنُونَ، بَشِيرٌ، نَذِيرٌ، مَحَارِبٌ، تَمَائِيلٌ، جَفَانٌ، الْمَدِينَةُ، غَافِرِ الذَّنْبِ، وَقَابِلِ التَّوْبِ، شَدِيدِ الْعِقَابِ، الْحَامِدُونَ، السَّائِحُونَ، الرَّاكِعُونَ، السَّاجِدُونَ، إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ، الْغِيْرَةُ مِنَ الْإِيمَانِ، لَا تَعْلَمُ الْيَتِيمَ الْبَكَاءُ،

=====

(۱) ضیاء النجوم ۱۳، بدر النجوم: ۱۲۰۔ (۲) قطبی: ۵۱، ضیاء النجوم: ۱۳، ہاشم مرقاۃ: ۷۔ (۳) قطبی: ۵۴۔

(۴) قطبی: ۵۶۔ (۵) قطبی: ۵۴۔ (۶) میر قطبی: ۱۸۔

☆ حاصل یہ ہے کہ جب کسی چیز کی صورت ہمارے ذہن میں آتی ہے تو یہی صورت اس چیز کا علم ہے جس کو تصور اور مفہوم بھی کہتے ہیں، ایسی چیزوں کی صورتیں اگر ہمارے ذہن میں اس طور سے جمع ہو جائیں کہ ہم ان کے آپس میں اتحاد یا عدم اتحاد، ارتباط یا عدم ارتباط، انفصال یا عدم انفصال کا جزی فیصلہ کر لیں تو اس کو تصدیق کہیں گے اور ہمارے اس جزی اتحاد یا عدم اتحاد، ارتباط یا عدم ارتباط، انفصال یا عدم انفصال کے فیصلہ کو حکم اور اگر ان میں ہم یہ حکم اور فیصلہ نہ کریں یا نہ کر سکیں تو ان کو محض تصور کہیں گے، مثلاً ہمارے ذہن میں زید، عمرو، احمد، کھڑا، آیا، گیا، ہے، نہیں وغیرہ کی صورتیں جب الگ الگ حاصل ہو جائیں گی تو یہ سب تصورات کہلائیں گے۔ اور جب زید اور آیا کو ملا کر ان میں اتحاد یا عدم اتحاد کا جزی فیصلہ کر کے ہم یوں کہیں کہ زید آیا ہے یا زید نہیں آیا ہے، تو اب یہ تصدیق کہلائے گی۔ اسی طرح (اگر آفتاب نکلا ہو تو دن ہوگا) میں ہم جزی ارتباط اور (عدد زوج ہوگا یا فرد) میں جزی انفصال کا فیصلہ کریں تو یہ تصدیق کہلائے گی، ورنہ تصور۔ (معین المنطق حصہ اول: ۸، ۷)

ليس للباطل أساس، الناس عبيد الإحسان، الناس أتباع من غلب، الحركة بركة، وقع اللص على اللص، الأسرار عند الأحرار، المرء مع من أحب، الخمر جماع الائم، الغيبة أشد من الزنا، زيد عمرو، الله قدير.

حل شدہ مثالیں:

..... أَحْمَدُ:

موجود موجود یعنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے..... علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشئ فی العقل ہے..... علم حصولی انطباعی اس لیے کہ شئی معلوم کی صورت عند المدرك موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے..... تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے۔

..... زَيْدٌ قَائِمٌ:

موجود موجود یعنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے..... علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشئ فی العقل ہے..... علم حصولی انطباعی اس لیے کہ شئی معلوم کی صورت عند المدرك موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے..... تصدیق اس لیے کہ علم مع الحکم ہے۔

باز ”زَيْدٌ“ موجود موجود یعنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے..... علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشئ فی العقل ہے..... علم حصولی انطباعی اس لیے کہ شئی معلوم کی صورت عند المدرك موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے..... تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے۔

”قَائِمٌ“ موجود موجود یعنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے..... علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشئ فی العقل ہے..... علم حصولی انطباعی اس لیے کہ شئی معلوم کی صورت عند المدرك موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے..... تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے۔

## فصل چہارم

### تصور اور تصدیق کی تقسیم

تصور کی اکیس اور تصدیق کی سات قسمیں ہیں۔ یہ کل اٹھائیس قسمیں ہیں۔

وجہ حصر: علم ایک چیز کا ہو گا یا امور متعددہ کا ہو گا، اگر ایک چیز کا ہو تو تصور کی پہلی قسم، اگر امور متعددہ کا ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں مع النسبۃ ہو گا یا بدون النسبۃ ہو گا، اگر بدون النسبۃ ہو تو تصور کی دوسری قسم، اگر مع النسبۃ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں نسبت تامہ ہوگی یا نسبت ناقصہ ہوگی، اگر نسبت ناقصہ ہو تو مرکب ناقص کی پانچ قسمیں، تو یہ کل سات قسمیں ہوں گی، اگر نسبت تامہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں نسبت انشائیہ ہوگی یا نسبت خبریہ ہوگی، اگر نسبت انشائیہ ہو تو جملہ انشائیہ کی دس قسمیں، تو کل سترہ قسمیں ہوں گی، اگر نسبت خبریہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں مع الحکائیہ ہوگی یا بدون الحکائیہ ہوگی، اگر بدون الحکائیہ ہو تو تصور کی اٹھارویں قسم تخیل، اگر مع الحکائیہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں مع الانکار ہوگی یا بدون الانکار ہوگی، اگر مع الانکار ہو تو تصور کی انیسویں قسم تکذیب، اگر بدون الانکار ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، جانب مخالف کا احتمال ہو گا یا نہیں، اگر ہو تو پھر تین حال سے خالی نہیں، جانب مخالف کا احتمال برابر ہو گا یا کم ہو گا یا زیادہ ہو گا، اگر برابر ہو تو تصور کی بیسویں قسم شک، اگر زیادہ ہو تو تصور کی اکیسویں قسم وہم، اور اگر کم ہو تو تصدیق کی پہلی قسم ظن۔

اگر جانب مخالف کا احتمال نہ ہو تو اسے جزم بالحقم کہتے ہیں، پھر یہ جزم بالحقم دو حال سے خالی نہیں ثابت ہوگا (یعنی تشکیک مشکک سے زائل نہ ہو) یا غیر ثابت ہوگا (یعنی تشکیک مشکک سے زائل ہو) اگر غیر ثابت ہو تو تقلید (پھر تقلید کی دو قسمیں ہیں، اگر واقع کے مطابق ہو تو تقلید مصیب اور اگر نہ ہو تو تقلید مخفی)۔ اگر ثابت ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، واقع کے مطابق ہو گا یا نہیں، اگر نہ ہو تو جہل مرکب اور اگر ہو تو یقین۔ پھر یقین تین حال سے خالی نہیں، حاصل بالدلائل ہو گا یا حاصل بالمشاہدہ ہو گا یا حاصل بالتجربہ ہوگا، اگر حاصل بالدلائل ہو تو علم الیقین، اگر حاصل بالمشاہدہ ہو تو عین الیقین اور اگر حاصل بالتجربہ ہو تو حق الیقین (۱)۔ ☆

## قواعد

قاعدہ نمبر ۱: نجات جس کو مفرد یا جملہ ناقصہ کہتے ہیں تو مناطقا سے تصور کہتے ہیں (۲)۔

=====

(۱) کشف اصطلاحات الفنون: ۱/۲۵۳۔ (۲) تفہیم المنطق: ۴۱۔

☆ کیفیت کے اعتبار سے یقین کے تین درجے (علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین) ہیں: (۱) علم الیقین: کسی چیز کی کیفیت و ماہیت سے وہ پوری آگاہی جو غور و فکر سے حاصل ہو۔ (۲) عین الیقین: وہ یقینی علم جو مشاہدے سے حاصل ہو۔ (۳) حق الیقین: علم الیقین اور عین الیقین کے اجتماع سے حاصل ہونے والا پورا پورا یقین۔ (کشف اصطلاحات الفنون: ۴/۴۱۷)

قاعدہ نمبر ۲: مرکب خبری شکی، مرکب خبری وہمی، مرکب خبری انکاری اور مرکب خبری تخیلی تصور کہلاتے ہیں (۱)۔ ☆

قاعدہ نمبر ۳: جملہ اسمیہ اور فعلیہ تصدیق کہلاتی ہے بشرطیکہ موضع یقین اور ظن غالب میں ہو (۲)۔

قاعدہ نمبر ۴: اگر جملہ مفید یقین یا مفید ظن غالب نہ ہوں، بلکہ شک اور امید کے لیے ہو تو وہ تصدیق نہیں کہلاتا جیسے عمر آیا گیا ہوگا، عثمان گیا ہوگا، امید ہے محمود کامیاب ہوگا۔ احمد گھر نہیں ہوگا وغیرہ (۳)۔

قاعدہ نمبر ۵: اگر امر اور استفہام کو خبر کے اسلوب میں ذکر کیا جائے تو تصدیق کہلائے، جیسے ”اعنا“ (ہمادی مدد فرما) تصور ہے، لیکن ”ایاک نستعين“ خبر و تصدیق ہے، اسی طرح ”اخبرنی“ اور ”ما هذا؟“ دونوں تصور ہیں، لیکن ”استفہمک“ خبر اور تصدیق ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۶: اگر تصدیق میں دو چیزوں کے درمیان انکشاف الاتحاد دفعۃً ہو تو تصدیق اجمالی ورنہ تصدیق تفصیلی کہلائے گا، یعنی اگر موضوع و محمول دونوں کا یکدم علم ہو تو تصدیق اجمالی ہوگا، اور اگر دونوں کا علیحدہ علیحدہ علم ہو تو تصدیق تفصیلی ہوگا (۵)۔

قاعدہ نمبر ۷: تصدیق تفصیلی کو تصدیق منطقی بھی کہتے ہیں (۶)۔

قاعدہ نمبر ۸: مناطقہ تصدیق تفصیلی سے بحث کرتے ہیں (۷)۔

قاعدہ نمبر ۹: مرکب من اسم وأداة، مرکب من کلمۃ وأداة اور مرکب من ادا تین بھی از قبیلہ مرکب ناقص کہلاتے ہیں (۸)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: تصدیق اجمالی ہمیشہ بدیہی کہلاتا ہے (۹)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: اعتقاد میں اگر احتمال غیر نہ ہو تو اس کو جزم کہتے ہیں، پھر اعتقاد جازم واقع کے مطابق ہے یا نہیں، اگر واقع کے مطابق نہ ہو تو اس کو جہل مرکب کہتے ہیں اور اگر واقع کے مطابق ہے تو زوال کو قبول کرے گا یا نہیں، اگر زوال کو قبول کرے تو یہ تقلید ہے ورنہ یقین ہے اور اگر احتمال غیر ہو تو پھر دو صورتیں ہیں، دونوں طرفین مساوی ہیں یا نہیں، اگر مساوی ہوں تو اس کو شک کہتے ہیں اور اگر مساوی نہ ہوں بلکہ ایک طرف رائج اور دوسری مرجوح ہو تو جانب رائج کو ظن اور جانب مرجوح کو وہم کہتے ہیں (۱۰)۔

=====

(۱) ملا حسن: ۳۳، کبریٰ: ۲۸ (۲) توضیح المنطق: ۶، (۳) اساس المنطق: ۲۲، (۴) اساس المنطق: ۱/۷۶، (۵) سلم العلوم: ۱۱۰، حمد اللہ: ۳۔

(۶) سلم العلوم: ۱۱۰، حمد اللہ: ۳، (۷) کشف الاشباہ شرح حمد اللہ: ۳، (۸) قطبی: ۸۹، (۹) کشف الاشباہ شرح حمد اللہ: ۳، (۱۰) اسعاد اللہ: ۱۱/۱۔

☆ تخیل، شک، وہم اور ظن غالب کی مزید وضاحت یہ ہے: تخیل کا مطلب یہ ہے کہ کسی نسبت خبری کا ایسا تصور آنا کہ ذہن اس نسبت کے بارے میں نہ ہی نفی واثبات کے درمیان دائر ہو اور نہ کسی ایک نسبت کے پائے جانے کا فیصلہ کرتا ہو۔ شک نسبت خبری کا وہ علم ہے جس میں ذہن نفی واثبات میں دائر ہو، یعنی دونوں پہلو برابر ہوں کہ ذہن کسی ایک فیصلہ نہ کر پائے۔ وہم نسبت خبری میں جانب رائج کے مقابل دل میں آنے والا مرجوح خیال اور احتمال ہے۔ الغرض تردد کے بغیر صرف حصول صورۃ فی الذہن ہو تو تخیل ہے، حصول صورۃ کے بعد اگر تردد واقع ہو اور جانبین مساوی ہو تو وہ شک ہے اور اگر مساوی نہ ہو تو جانب رائج کو ظن غالب اور مرجوح کو وہم کہتے ہیں، جیسے زید کے موحد ہونے کے متعلق محض خیال یا یہ تخیل ہے، پھر ذہن میں اس کے موحد ہونے اور موحد نہ ہونے کے متعلق تردد ہو گیا تو یہ شک ہے، اس کے بعد کسی قرینے سے اس کے موحد ہونے کی جہت رائج ہو گئی تو وہ ظن غالب ہے اور موحد نہ ہونے کی جہت وہم کہلائے گی۔



قاعدہ نمبر ۱۲: ظن میں جانب مقابل کا احتمال مرجوح ہوتا ہے، وہم میں جانب مقابل کا احتمال رائج ہوتا ہے جب کہ شک میں جانبین برابر ہوتے ہیں۔

قاعدہ نمبر ۱۳: اذعان کا اعلیٰ مرتبہ یقین، ادنیٰ مرتبہ ظن ہے جب کہ تقلید اور جہل مرکب بین بین ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۴: اگر جزم و اعتقاد واقع کے مطابق نہ ہو تو اسے جہل مرکب کہتے ہیں، اگر جزم و اعتقاد واقع کے مطابق ہو اور ممتنع الزوال بتشکیک المشکک ہو تو یقین ہوگا ورنہ تقلید کہلائے گا۔ (۲)

قاعدہ نمبر ۱۵: اگر تشکیک مشکک فی الحال زائل ہو تو اسے تقلید مصیب کہتے ہیں اور فی المآل زائل ہو تو اسے تقلید خطی کہتے ہیں۔ ☆  
قاعدہ نمبر ۱۶: ادراک نسبت علی وجہ الانکار کو تکذیب اور ادراک نسبت علی وجہ المساوات بین الطرفين کو شک کہتے ہیں اور ادراک نسبت بجانب المرجوح کو وہم کہتے ہیں۔

### تمرین

درج ذیل امثلہ میں تصور اور تصدیق کے اقسام کی تعیین کیجئے۔ نیز منطقی تطبیق کریں۔

زَيْدٌ، الْكِتَابُ، مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ، عمرو، الْمَنُّ وَالسَّلَوى، ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ، أَصْحَابُ الْجَحِيمِ، ضَمٌّ بِكُمْ غَمًى، لَمْ يَضْرِبْ، بَقَرَةٌ صَفْرَاءٌ، حَزَنٌ (منتزع من صورة عمر)، اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ، لَزِمَ النِّفْلَ بالشروع (قاله أبو حنيفة) كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ، لَفِىْ، عداوت (منتزع من صورة زيد)، لَعَلِّى أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ، تَاللَّهِ، خوف (منتزع من صورة الذنب)، يَالَيْتَنِى كُنْتُ ثَرِيًّا، النِّية ليست بشرط فى الوضوء (قاله أبو حنيفة)، فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ، شجاعت (منتزع من صورة عمر)، هَوْلَاءُ شَفَعَاءُ وَنَا عِنْدَ اللَّهِ، لَوْ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ، النِّية شرط فى التيمم (قاله أبو حنيفة)، سَيِّئُوهُ، أَحَدٌ عَشَرَ، زيد قائم (قاله عمرو الكذاب)  
حل شدہ مثال:

☆ ..... ”زَيْدٌ“۔ موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے، علم رائج ..... تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے ..... تصور کی پہلی قسم۔

=====

(۱) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۱۳۱۔ (۲) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۴۵۳۔

☆ تصور کی سات قسمیں ہیں جن میں تین مفردات کیساتھ اور چار نسبت نامہ خبریہ کے ساتھ متعلق ہیں۔ مفردات کیساتھ متعلق تین قسمیں یہ ہیں: ۱۔ احساس ۲۔ توہم ۳۔ تعقل۔ اس لیے کہ یہ ادراک الحس ہوگا یا امر ماخوذ من الحس ہوگا یا ادراک الحس ہو تو احساس، اگر ادراک امر ماخوذ من الحس ہو تو توہم ہوگا اور اگر یہ ادراک امر معقول ہو تو تعقل ہوگا۔ اور نسبت خبریہ کیساتھ متعلق چار قسمیں یہ ہیں: ۱۔ شک ۲۔ تحیل ۳۔ وہم ۴۔ انکار۔ اس لیے کہ جب ادراک نسبت علی وجہ الاذعان نہ ہو تو دو حال سے خالی نہیں، ادراک نسبت علی وجہ التساوی ہوگا یا ادراک بجانب المرجوح ہوگا، یا ادراک نسبت علی وجہ الانکار ہوگا، اگر ادراک نسبت علی وجہ الاذعان نہ ہو تو یہ انکار ہوگا، اگر ادراک بجانب المرجوح ہو تو وہم، اگر ادراک نسبت علی وجہ التساوی ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، اس میں مطابقت و عدم مطابقت کا ملاحظہ ہوگا یا نہیں، اگر ہو تو شک اور اگر نہ ہو تو تحیل۔

## فصل پنجم: تصور و تصدیق کی اقسام

تصور کی دو قسمیں ہیں:- ۱۔ بدیہی ۲۔ نظری

تصور بدیہی کی تعریف: وہ تصور ہے، جو تعارف کے بغیر ذہن میں آجائے، اور اس کے لیے سوچنے کی ضرورت نہ پڑے، یا وہ تصور ہے جو ظاہر ہونے کی وجہ سے نظر پر موقوف نہ ہو، جیسے آگ کی گرمی اور برف کی ٹھنڈک وغیرہ۔ اس کے لیے سوچنے کی ضرورت نہیں۔

تصور نظری کی تعریف: وہ تصور ہے، جو تعارف کے بغیر ذہن میں نہ آئے اور جس کے لیے غور و فکر کی ضرورت پڑے، یا جو خفی اور مشکل ہونے کی وجہ سے نظر پر موقوف ہو، جیسے اسم، فعل اور فرشتہ اور جن وغیرہ۔ یہ چیزیں تعارف کے بغیر سمجھ میں نہیں آتیں۔

وجہ حصر: تصور محتاج الی التعریف ہوگی یا نہیں، اگر ہو تو تصور نظری اور اگر محتاج الی التعریف نہ ہو تو تصور بدیہی۔

تصدیق کی بھی دو قسمیں ہیں:- ۱۔ بدیہی ۲۔ نظری

تصدیق بدیہی کی تعریف: وہ تصدیق ہے، جو بلا دلیل حاصل ہو، جیسے ”الماء بادر، النهار موجود“ وغیرہ۔

تصدیق نظری کی تعریف: وہ تصدیق ہے، جو بلا دلیل حاصل نہ ہو، جیسے ”عذاب القبر حق، ان الساعة آتیة“ وغیرہ۔

وجہ حصر: تصدیق محتاج الی الدلیل ہوگی یا نہیں، اگر ہو تو تصدیق نظری اور اگر نہ ہو تو تصدیق بدیہی۔

تصدیق بدیہی کی چھ قسمیں ہیں:-

۱۔ اولیات ۲۔ فطریات ۳۔ متواترات ۴۔ تجربیات ۵۔ حدیثیات ۶۔ مشاہدات

اولیات کی تعریف: وہ قضایا ہیں، جن کے مضمون پر یقین کرنے کے لیے تصور طرفین کے علاوہ کسی اور دلیل کی ضرورت نہ ہو، یعنی عقل دیگر حواس حس اور خیال کی مدد کے بغیر تصدیق کر دے۔

فطریات کی تعریف: وہ قضایا ہیں، جن کے مضامین پر یقین ایسے دلائل سے حاصل ہو جو تصور طرفین کے وقت ہی عام طور پر ذہن میں رہتے ہیں جیسے چار کا جفت ہونا، اس قضیہ کے ذہن میں آنے کیساتھ ساتھ دلیل بھی ذہن میں موجود رہتی ہے، وہ یہ ہے کہ چار دو برابر حصوں پر تقسیم ہوتا ہے، جو عدد دو برابر حصوں پر منقسم ہو وہ جفت کہلاتا ہے۔

=====

(۱) بدیہی اور ضروری میں اہل علم کے چند مختلف اصطلاحات ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے: (۱) علم حادث دلیل سے حاصل ہو تو وہ نظری، کسی اور استدلالی کہلاتا ہے، جیسے حدوث عالم کا علم۔ اور اگر بلا دلیل حاصل ہو تو وہ علم ضروری کہلاتا ہے، اس کی سات قسمیں (اولی، فطری، حسی، وجدانی، حدی، تجربی، تواتری) ہیں۔ (۲) علم حادث کے حصول میں اگر قدرت کا دخل ہو تو وہ علم اکتسابی ہے اور اس کی پانچ قسمیں (نظری، حسی، حدی، تجربی، تواتری) ہیں۔ اور اگر علم حادث کے حصول میں قدرت کا دخل نہ تو وہ علم ضروری ہے جس کی تین قسمیں (اولی، فطری، وجدانی) ہیں۔ (۳) علم حادث کا علم بلا اختیار ہو تو وہ علم ضروری ہے، ورنہ بالاختیار حاصل ہونے والا علم بغیر استدلال کے ہو تو وہ کسی ہے اور استدلال کے ذریعے حاصل ہو تو وہ استدلالی کہلاتا ہے۔ (نیراس: ۶۷)

متواترات کی تعریف: وہ قضایا ہیں، جن کے مضمون پر یقین اتنی بڑی جماعت کے خریدنے سے حاصل ہو، جنہیں جھٹلانا عاداتاً محال ہو، جیسے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا وجود۔

حدیثیات کی تعریف: وہ قضایا ہیں، جن کے مضمون ہر یقین چٹ پٹ دلائل کے ذریعے ہو، نظر و فکر کی ضرورت نہ پڑے جیسے کسی ماہر نحو سے پوچھا جائے کہ ”ضرب زید“ پر کیا حرکت ہے؟ تو اس نے فوراً جواب دیا کہ ”زید“ پر رفع ہے، یہاں رفع کا یقین ایک چٹ پٹ دلیل سے ہوا ہے، وہ یہ ہے کہ زید فاعل ہے اور ہر فاعل مرفوع ہوتا ہے لہذا ”زید“ مرفوع ہے۔

تجربیات کی تعریف: وہ قضایا ہیں، جن کے مضمون پر یقین بار بار تجربہ کی بنا پر حاصل ہو جیسے آگ جلانے والی ہے، روٹی سے شکم سیر ہو جاتا ہے، پتھر کا میلان نیچے کی طرف ہوتا ہے، آگ کا میلان اوپر کی طرف ہوتا ہے، شراب اور بھنگ نشہ آور ہے وغیرہ۔

مشاہدات کی تعریف: وہ قضایا ہیں، جن پر یقین حواس ظاہرہ یا حواس باطنہ کے ذریعے حاصل ہو، حواس ظاہرہ کی مثال ”آفتاب روشن ہے“ ان کو حسیات کہتے ہیں، دوسرے کی مثال ”بھوک پیاس لگ رہی ہے“ ان کو وجدانیات کہتے ہیں۔ وجدانیات کے لیے عقل یا حواس ظاہرہ کا ہونا ضروری نہیں ہوتا، بلکہ اس کا ادراک غیر ذوی العقول کو بھی ہوتا ہے۔

### قواعد

قاعدہ نمبر ۱: بدیہی کو ضروری اور نظری کو کسی بھی کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: بدیہی کا حصول حواس خمسہ (لامسہ، شامہ، باصرہ، سامعہ، ذائقہ) تجربہ، حدس اور عقل کی توجہ سے ہوتا ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: حواس ظاہرہ کے جملہ مدرکات بدیہی کہلاتے ہیں جیسے حرارت، برودت اور حلاوت وغیرہ (۳)۔

قاعدہ نمبر ۴: حواس باطنہ کے جملہ مدرکات بھی بدیہی کہلاتے ہیں جیسے انسان کو اپنی بھوک، پیاس، غمی اور خوشی کا علم وغیرہ (۴)۔

قاعدہ نمبر ۵: بداهت اور نظریات امور اضافیہ ہیں، ایک شخص کے لیے ایک چیز بدیہی اور دوسرے کے لیے نظری ہو سکتی ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۶: حواس ظاہرہ پانچ ہیں: ۱۔ قوت باصرہ (دیکھنے کی طاقت) ۲۔ قوت سامعہ (سننے کی طاقت) ۳۔ قوت ذائقہ (چکھنے کی

طاقت) ۴۔ قوت شامہ (سوگھنے کی طاقت) ۵۔ قوت لامسہ (چھونے کی طاقت) (۶)۔

قاعدہ نمبر ۷: حواس باطنہ بھی پانچ ہیں: ۱۔ حس مشترک ۲۔ خیال ۳۔ وہم ۴۔ حافظہ ۵۔ متصرفہ (۷)۔

قاعدہ نمبر ۸: بدیہیات کے ادراک کے لیے اسباب التوجہ (اعتناء، سلامة الحواس، سلامة الذہن، نقدان الشبهة، تجربہ) کا ہونا ضروری

ہے (۱)۔

=====

(۱) مرقاة: ۸، المنطق للمظفر: ۲۱، تفہیم المنطق: ۳۶، (۲) اساس المنطق: الحواشی: ۶، (۳) آداب الحجث والمناظرہ: ۱۹۵۔

(۴) آداب الحجث: ۱۹۵، (۵) توضیح المنطق: ۷، المرشد الی علم المنطق: ۴۲، (۶) شرح العقائد: ۱۱-۱۳، (۷) شرح العقائد: ۱۱، تہذیب فن الکلام: ۷۰-۷۱۔

قاعدہ نمبر ۹: امام رازیؒ کے نزدیک جملہ تصورات بدیہی ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: فنون کے جملہ اصطلاحات نظری ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: جملہ تصورات اور تصدیقات نہ بدیہی ہیں اور نہ نظری ہیں، بلکہ بعض بدیہی اور بعض نظری ہیں، تمام تصورات اور تصدیقات بدیہی نہیں ہو سکتے، اس لیے کہ پھر کوئی چیز مجہول نہیں رہتی اور تمام نظری بھی نہیں ہو سکتے، اس لیے کہ ایک نظری کو حاصل کیا جائے گا دوسرے سے، پھر دوسرا یا تو پہلے سے حاصل ہو گا یا تیسرے سے۔ اگر پہلے سے حاصل ہو تو دوسرا لازم آتا ہے اگر تیسرے سے حاصل ہو تو وہ اس کے بعد جو ہے اس سے حاصل ہو گا مالا نہایت تک۔ تو تسلسل لازم آتا ہے اور تسلسل باطل ہے۔ (۴)۔ ☆

قاعدہ نمبر ۱۲: اکثر نظری کو بدیہی کے ذریعے معلوم کیا جاتا ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۱۳: ہر فن کے ماہرین کے نزدیک اس فن کے اصطلاحات اور عمومی مسائل تصور بدیہی یا تصدیق بدیہی کے درجہ میں ہوتے ہیں، نحاۃ کے نزدیک فاعل، مفعول بہ، مفعول مطلق وغیرہ کے اصطلاحات تصور بدیہی ہیں اور ہر فاعل مرفوع ہوتا ہے وغیرہ تصدیق بدیہی کا درجہ رکھتی ہیں (۶)۔

قاعدہ نمبر ۱۴: علم قدیم (خواہ حضوری ہو یا حصولی ہو) اور علم حضوری دونوں بداہت اور نظریت کیساتھ متصف نہیں ہو سکتے، معروف قول یہی ہے (۷)۔

قاعدہ نمبر ۱۵: نظریات کے اثبات کے لیے دلائل قائم ہوتے ہیں، البتہ بدیہیات کو ظاہر کرنے کے لیے تنبیہات لائے جاتے ہیں (۸)۔

قاعدہ نمبر ۱۶: بدیہیات پر تنبیہات کی جاتی ہے جب اس میں کوئی خفاء ہو (۹)۔

قاعدہ نمبر ۱۷: بدیہیات میں خفاء کبھی کبھی شدت وضوح کی وجہ سے ہوتی ہے جیسے حقیقت شمس شدت وضوح کی وجہ سے مخفی ہے (۱۰)۔

=====

(۱) المنطق للمنطق ۲۴ المرشداً لعلوم المنطق ۳۳-۳۴ (۲) سلم العلوم: ۱۰۴، ضیاء النجوم: ۱۸، ۱۰۴، ہامش المرقاة: ۸۔

(۳) توضیح المنطق: ۶۔ (۴) سلم العلوم: ۱۸، قطبی: ۵۷، میر قطبی: ۱۸۔

☆ مناطقہ کے نزدیک دور یہ ہے کہ دو چیزوں میں سے ہر ایک کا سمجھنا دوسرے پر موقوف ہو، یعنی دونوں میں سے ہر ایک موقوف بھی ہو اور موقوف علیہ بھی ہو، جیسے ”الف“ کا سمجھنا ”ب“ پر موقوف ہو اور ”ب“ کا سمجھنا ”الف“ پر موقوف ہو۔ پھر دور کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ دور مصرح ۲۔ دور مضمّر ۱۔ دور مصرح: وہ دور ہے جس میں شئی اپنے موقوف علیہ پر ایک وجہ موقوف ہو، یعنی ایک مرتبہ میں بات پلٹ جائے، جیسے ”الف“ کا سمجھنا ”ب“ کے سمجھنے پر موقوف ہو اور ”ب“ کا سمجھنا ”الف“ پر موقوف ہو۔

۲۔ دور مضمّر: وہ دور ہے جس میں توقف چند مرتبوں پر ہو، جیسے ”الف“ کا سمجھنا ”ب“ کے سمجھنے پر موقوف ہو اور ”ب“ کا سمجھنا ”ج“ پر موقوف ہو۔ ”ج“ کا سمجھنا ”الف“ کے سمجھنے پر موقوف ہو۔

اور تسلسل اس کو کہتے ہیں کہ امور واقعہ غیر متناہیہ کا اس طور پر مرتب ہونا کہ وہ تمام وجود میں مجتمع ہوں۔ (دستور العلماء: ۱/۱۹۸)

(۵) ضیاء النجوم: ۲۱۔ (۶) اساس المنطق ۲۴/۱، الحواشی: ۷۔ (۷) قاضی مبارک: ۶۸۔

## تمرین

امثلہ ذیل میں بتاؤ، کون تصور تصدیق کس قسم کا ہے جبکہ بدیہی کی اقسام کا تعین کرنا بھی ضروری ہے؟ نیز منطقی تطبیق کریں۔

إِسْمٌ، فِعْلٌ، مَبْنِيٌّ، الْحَرَارَةُ، مُعْرَبٌ، إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يَوْسُفَ، الْكَلَّ أَعْظَمُ مِنَ الْجُزْءِ، إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغَى، الْإِنْسُ، الْجِنُّ، رَسُولٌ، غَيْرُ مُنْصَرِفٍ، الْبُسْتَانُ جَمِيلٌ، أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ، الشَّمْسُ طَالِعَةٌ، الشَّبَعُ، لَيْلَةٌ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، الْمَعْرَبُ، يَعِيشُ السَّمَكُ فِي الْمَاءِ، السَّمَاءُ، دارالعلوم دیوبند مدرستہ عظیمہ من المدارس الاسلامیہ، النَّارُ مُحْرَقَةٌ، يَكْثُرُ النَّخِيلُ فِي مِصْرَ، الْبَاكِسْتَانُ مَمْلَكَةٌ مِنَ الْمَمَالِكِ الْإِسْلَامِيَّةِ، الْخَبِزُ مَشْبَعَةٌ، السَّمَاءُ مُمَطَّرَةٌ، اللَّيْلُ مُظْلِمٌ، حَدِثٌ، قَدِيمٌ، الْحَدِيقَةُ جَمِيلَةٌ، الْمَبْنِيُّ، نَبِيٌّ، حُصُولِي، الْكَلَاءُ وَالْمَاءُ يَذْهَبَانِ الْحَزْنَ، تَطْلُعُ الشَّمْسُ، حُلُوٌّ، الثَّلَجُ مَبْرَدٌ، مُرٌّ، الْعَطَشُ، مُفْرَدٌ، كُلِّيٌّ، الطَّائِرُ فَوْقَ الشَّجَرَةِ، حُضُورِيٌّ، اسْتَخْلَفَ أَبُو بَكْرٌ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ، يَلْعَبُ الْغِلْمَانُ بِالْكُرَّةِ، الْكَلِمَةُ، الْجُزْءُ أَصْغَرُ مِنَ الْكُلِّ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، الْمَاءُ بَارِدٌ، الْمَاءُ مَرُوبَةٌ، الْعَقَّةُ جَيْشٌ لَا يَهْزَمُ، النَّارُ تَأْكُلُ نَفْسَهَا، إِنَّ لِلْحَيَاطَانِ آذَانًا، التَّفَاحُ مُضِرٌّ لِلْحَافِظَةِ، الْإِنْسَانُ عَدُوٌّ مَا جَهِلَ، أَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ، الرَّجَالُ بِالْأَمْوَالِ، زَيْدٌ، عَمْرُو، الْأَرْضُ مُخْضَرَّةٌ، اللَّهُ وَاحِدٌ، الْكَافِرُ مُخَلَّدٌ فِي النَّارِ، الْإِسْمُ، اعْبُدُوا رَبَّكُمْ، الْجُوعُ، الْمَكَّةُ مُوجُودَةٌ، لَوْنُ السَّمَاءِ أَزْرَقٌ.

حل شدہ مثالیں:

❖.....إِسْمٌ:

موجود موجود یعنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے.....علم اس لیے کہ حصول صورۃ اشئی فی العقل ہے.....علم حصولی انطباعی اس لیے کہ شئی معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے.....علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے.....تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے.....تصور کی پہلی قسم.....تصور نظری کسی اس لیے کہ محتاج الی التعریف ہے۔

❖.....الشَّمْسُ طَالِعَةٌ:

موجود موجود یعنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے.....علم اس لیے کہ حصول صورۃ اشئی فی العقل ہے.....علم حصولی انطباعی اس لیے کہ شئی معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے.....علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے.....تصدیق اس لیے کہ علم مع الحکم ہے.....تصدیق کی پہلی قسم یقین اس لیے کہ موضع یقین میں ہے.....تصدیق بدیہی ضروری اس لیے کہ محتاج الی الدلیل نہیں۔

=====

= (۸) قاضی مبارک: ۱۹. (۹) آداب البحث والمناظرۃ: ۱۹۹. (۱۰) قاضی مبارک: ۳۹.

## فصل ششم: دلالت اور وضع کا بیان

دلالت کی لغوی تعریف: دلالت لغت میں ”راہ نمودن“ راستہ دکھانے کو کہتے ہیں۔

دلالت کی اصطلاحی تعریف: کون الشیء بحیث یلزم من العلم به العلم بشیء آخر۔

یعنی کسی شئی کا اس طرح ہونا کہ اس کے جاننے سے دوسرے شئی کا علم ہو جائے، اول کو دال اور دوسرے کو مدلول کہتے ہیں، جیسے دھواں دال اور آگ مدلول ہے۔ ☆

وضع کی تعریف: وضع لغت میں ”نہادن“ رکھنے کو کہتے ہیں۔

وضع کی اصطلاحی تعریف: تخصیص شیء بشیء بحیث متی أطلق أو احس الشیء الأول فہم منه الشیء الثانی۔  
یعنی ایک شئی کو دوسری شئی کیساتھ اس طرح خاص کر دینا کہ پہلے شئی کے جاننے سے دوسری شئی کا علم ہو، جیسے فون کی گھنٹی کے بجنے سے کسی کا پیغام آنے کا علم ہونا۔

دلالت کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ لفظیہ ۲۔ غیر لفظیہ

دلالت لفظیہ کی تعریف: وہ دلالت ہے، جس میں دال لفظ ہو، جیسے لفظ زید کی دلالت ذات زید پر۔

غیر لفظیہ کی تعریف: وہ دلالت ہے، جس میں دال لفظ نہ ہو، جیسے دھوئیں کی دلالت آگ پر۔

وجہ حصر: دال لفظ ہو گا یا نہیں، اگر ہو تو دلالت لفظیہ اور اگر نہ ہو تو دلالت غیر لفظیہ۔

### قواعد

قاعدہ نمبر ۱: مناطقہ دال کو لفظ اور موضوع اور مدلول کو معنی اور موضوع کہ بھی کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: منطق میں مدار بحث معروف اور حجت ہیں جو موجودات ذہنیہ میں سے ہیں، لیکن افہام و تفہیم الفاظ کے بغیر ممکن نہیں، اس لیے دلالت کی بحث کی جاتی ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: معلوم یا مدرک بالحواس سے غیر مدرک بالحواس کے جاننے کو دلالت کہتے ہیں (۳)۔

=====

☆ دلالت کی بحث کو سمجھنے کے لیے یہ تمہید ذہن نشین رکھیں کہ تمام موجودات پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں بعض اشیاء کے درمیان ایسا تعلق و ارتباط پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے ان میں ایک چیز کے جاننے سے دوسری چیز کا جاننا لازم آتا ہے، مثلاً: آگ اور دھوئیں میں ایسا تعلق و ارتباط پایا جاتا ہے کہ ہم جب دھواں دیکھتے ہیں تو فوراً آگ کا تصور ذہن میں محسوس کرتے ہیں، اس مثال میں غور کرنے سے تین چیزیں سمجھ میں آتی ہیں، دھواں، آگ اور دونوں میں وہ خاص تعلق و ارتباط جس کی سے دھوئیں کے سمجھنے سے آگ کا سمجھنا لازم آتا ہے تو ان میں دھوئیں کو دال، آگ کو مدلول اور دونوں میں جو خاص تعلق و ارتباط پایا جاتا ہے اسے دلالت کہیں گے۔ (معین المنطق: ۵۴)

(۱) الحواشی: ۳۶۔ (۲) توضیح المنطق: ۱۰، قطبی: ۱۰۱۔ (۳) تفہیم المنطق: ۴۴۔

قاعدہ نمبر ۴: اگر وضع میں مفہوم کلی کا ملاحظہ ہو تو وضع نوعی ہوگا، اور اگر نہ ہو تو وضع شخصی کہلائے گا (۱)۔ ☆

قاعدہ نمبر ۵: وضع شخصی کو وضع جزئی اور وضع عینی اور وضع نوعی کو وضع کلی بھی کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۶: کبھی دال اور مدلول دونوں لفظ ہوں گے، کبھی دال لفظ اور مدلول غیر لفظ ہوگا، کبھی اس کے برعکس ہوگا اور کبھی دونوں غیر لفظ ہوں گے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۷: لفظ موضوع کی دلالت اپنے معنی موضوع لہ پر بلا قرینہ ہوتی ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۸: لفظ موضوع کی دلالت غیر موضوع پر مع القرینہ ہوگی (۵)۔

### تمرین

امثلہ ذیل میں غور کر کے اقسام دلالت کی نشاندہی کریں، نیز کون دال اور کون مدلول ہے؟

الْكَلِمَةُ (من حيث النقوش)، اِسْمٌ، اِبْرَاهِيْمٌ، كُتُبِي، مُرَكَّبٌ، دلالة لفظ "سلمان" على مسماه، دلالة لفظ السقف على الجدار، دلالة لفظ الشجرة على ثمرتها، دلالة لفظ السيارة على محركها، دلالة لفظ الدار على غرفها، الفعل، أحمد (من حيث النقوش) كتاب، قلب، مدير، الدجاجة، دلالة لفظ الفرس على مسماه .  
حل شدہ مثال:

..... مُرَكَّبٌ.

موجود موجود یعنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے..... علم اس لیے کہ حصول صورۃ اشئی فی العقل ہے..... علم حصولی اس لیے کہ شئی معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے..... تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے..... تصور کی پہلی قسم..... تصور نظری کسی اس لیے کہ محتاج الی التعریف ہے..... دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال ہے۔

=====

(۱) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۲، ۱۷۹۵، کشف القناع: ۲، قاضی مبارک: ۱۲۲، سیف البندی: ۷۵۔

(۲) کشاف اصطلاحات الفنون: ۲/۲، ۱۷۹۶، (۳) کشاف: ۱/۱، ۸۷۔ (۴) توحیح المنطق: ۱، سلم العلوم: ۴۳، (۵) سلم العلوم: ۴۲۔

☆ یہ بات ذہن نشیں رکھیں کہ وضع کی چار قسمیں ہیں:-

۱۔ وضع خاص موضوع لہ خاص ۲۔ وضع عام موضوع لہ عام ۳۔ وضع عام موضوع لہ خاص ۴۔ وضع خاص موضوع عام

۱۔ وضع خاص موضوع لہ خاص، جیسے: زید کی وضع اس کی ذات کے لیے۔ اس میں دونوں متعین ہیں۔

۲۔ وضع عام موضوع لہ عام، جیسے: اسم فاعل کی وضع اس ذات کے لیے جس کیساتھ فعل قائم ہو، اس میں کسی جانب میں تعین نہیں۔

۳۔ وضع عام موضوع لہ خاص، جیسے: ضار، اسائے اشارہ اور اسمائے موصولہ کہ ان میں وضع کے اعتبار سے تو عموم ہے، لیکن موضوع لہ ان سب کا خاص ہے۔

۴۔ وضع خاص موضوع عام، جیسے: انسان کی وضع امر کلی کے لیے، لیکن یہ مستقل قسم نہیں بلکہ پہلی قسم وضع خاص موضوع لہ خاص میں داخل ہے، اس لیے کہ خصوص سے مراد تعین

ہے، خواہ وہ نوعی ہو یا شخصی ہو اور اس قسم میں موضوع لہ میں تعین نوعی موجود ہے۔

## فصل ہفتم: دلالت کی تقسیم

دلالت لفظیہ کی تین قسمیں ہیں:- ۱۔ وضعیہ ۲۔ طبعیہ ۳۔ عقلیہ

دلالت لفظیہ وضعیہ کی تعریف: وہ دلالت ہے، جس میں دال لفظ ہو، اور دلالت باعتبار وضع ہو، یا جس میں ارتباط کسی واضح کی تعیین و تخصیص سے ہو، جیسے لفظ فعل کی دلالت ”ضرب یضرب“ وغیرہ پر۔

دلالت لفظیہ طبعیہ کی تعریف: وہ دلالت ہے، جس میں دال لفظ ہو اور دلالت باعتبار طبیعت ہو، یا جس میں ارتباط و تعلق کا باعث طبیعت ہو، جیسے آہ کی دلالت تکلیف و صدمہ پر۔

دلالت لفظیہ عقلیہ کی تعریف: وہ دلالت ہے، جس میں دال لفظ ہو، اور دلالت باعتبار عقل ہو، یا جس میں ارتباط و تعلق کا باعث عقل ہو، جیسے اس لفظ کی دلالت جو دیوار کے پیچھے سے سنا جائے، بولنے والے کے وجود پر۔

وجہ حصر: دلالت لفظیہ باعتبار وضع واضح ہوگی یا باعتبار طبیعت ہوگی یا باعتبار عقل ہوگی، اگر باعتبار وضع واضح ہو تو دلالت لفظیہ وضعیہ، اگر باعتبار طبیعت ہو تو دلالت لفظیہ طبعیہ اور اگر باعتبار عقل ہو تو دلالت لفظیہ عقلیہ۔

دلالت غیر لفظیہ کی بھی تین قسمیں ہیں:- ۱۔ غیر لفظیہ وضعیہ ۲۔ غیر لفظیہ طبعیہ ۳۔ غیر لفظیہ عقلیہ

دلالت غیر لفظیہ وضعیہ کی تعریف: وہ دلالت ہے، جس میں دال لفظ نہ ہو، اور دلالت باعتبار وضع ہو، یا جس میں ارتباط کسی واضح کی تعیین و تخصیص سے ہو، جیسے مدرسہ میں گھنٹی بجنے کی دلالت سبق کا وقت ہونے پر۔

دلالت غیر لفظیہ طبعیہ کی تعریف: وہ دلالت ہے، جس میں دال لفظ نہ ہو، اور دلالت باعتبار طبیعت ہو، یا جس میں ارتباط و تعلق کا باعث طبیعت ہو، جیسے گرم آنسو بہنے کی دلالت غم پر۔

دلالت غیر لفظیہ عقلیہ کی تعریف: وہ دلالت ہے، جس میں دال لفظ نہ ہو، اور دلالت باعتبار عقل ہو، یا جس میں ارتباط و تعلق کا باعث عقل ہو، جیسے دھوپ کی دلالت سورج کے طلوع ہونے پر۔

وجہ حصر: دلالت غیر لفظیہ باعتبار وضع واضح ہوگی یا باعتبار طبیعت ہوگی یا باعتبار عقل ہوگی، اگر باعتبار وضع واضح ہو تو دلالت غیر لفظیہ وضعیہ، اگر باعتبار طبیعت ہو تو دلالت غیر لفظیہ طبعیہ اور اگر باعتبار عقل ہو تو دلالت غیر لفظیہ عقلیہ۔

## قواعد

قاعدہ نمبر ۱: مناطقہ دلالت لفظیہ وضعیہ سے بحث کرتے ہیں، کیونکہ افادہ اور استفادہ اسی پر موقوف ہے (۱)۔

=====

(۱) سلم العلوم: ۳۱، شرح تہذیب: ۳۶، مرقاة: ۱۷۰۔



قاعدہ نمبر ۲: ایک شے کی دلالت دوسرے شے پر عقلی یا طبعی یا وضعی ہو سکتی ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۳: دلالت طبعیہ کو دلالت فطریہ اور دلالت عقلیہ کو عقلیہ کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۴: ہر وہ ملزوم جو اپنے لازم عقلی تحت (خالص) پر دلالت کرے تو وہ دلالت عقلیہ کہلاتی ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۵: دلالت عقلیہ میں لازم اور ملزوم میں ارتباط عقلی کا ہونا ضروری ہے اور دلالت طبعیہ میں ارتباط عقلی نہیں پایا جاتا ہے، کیونکہ اس میں فطرت اور حس انسانی دلیل کا کام دیتی ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۶: جملہ اصطلاحات اور محاورات کی دلالت اپنے معنی پر دلالت وضعیہ کہلاتی ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۷: اشارات المرور (ٹریفک اشارے) مساجد و مدارس کے بورڈ، فوج اور پولیس کی وردی اور مخصوص ٹوپی، موبائیل کی گھنٹی اور گھڑی کی اوقات کی تعیین وغیرہ دلالت غیر لفظیہ وضعیہ کہلاتے ہیں (۶)۔

قاعدہ نمبر ۸: دلالت کی اقسام ستہ میں حصراستقرائی ہے نہ کہ عقلی، علامہ سید سند کے نزدیک دلالت کی پانچ قسمیں ہیں، کیونکہ انہوں نے دلالت غیر لفظیہ طبعیہ کو صرف الفاظ میں منحصر مانا ہے، تاہم یہ مذہب مرجوح ہے، اس لیے کہ دلالت غیر لفظیہ طبعیہ کے امثلہ شائع ہیں (۷)۔

فائدہ نمبر: دلالت عقلیہ میں دال اور مدلول کے درمیان علاقہ ذاتیہ (تاثیر) ہوتا ہے، یعنی دال اور مدلول کے درمیان علاقہ علیت ہو، خواہ معلول سے علت کی طرف انتقال ہو، جیسے دھوئیں کی دلالت آگ پر۔ یا علت سے معلول کی طرف انتقال ہو، جیسے طلوع شمس کی دلالت وجودِ نہار پر۔ یا ایک معلول سے دوسرے معلول کی طرف انتقال ہو، بشرطیکہ دونوں کسی علت واحدہ کے معلول ہو، جیسے دھوئیں کی دلالت حرارت پر کہ دونوں آگ کے معلول ہیں۔ ☆

قاعدہ نمبر ۹: لفظ موضوع کی اپنے معنی پر دلالت وضعی اور متکلم کے وجود پر دلالت عقلی ہوتی ہے، تو ایک لفظ سے ایک وقت دو دلالتیں مراد ہو سکتی ہیں، اگر لفظ مبہمل ہو تو صرف دلالت عقلیہ ہوگی (۸)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: علامہ صادق حلوائی نے حاشیہ طیبی میں دلالت کو پہلے طبعیہ، عقلیہ اور وضعیہ کی طرف تقسیم کیا ہے، پھر ہر ایک کو لفظیہ اور غیر لفظیہ کی طرف منقسم کیا ہے (۹)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: دلالت عقلیہ کا اطلاق دلالت التزامیہ (حسب ما کان العقلی بمعنی الخارج عن المعنی الموضوع لہ) اور تفصیلیہ (حسب ما کان بمعنی

=====

(۱) ضوابط المعرف: ۲۶، (۲) ضوابط المعرف: ۲۶، تفہیم المنطق: ۴۳، (۳) ضوابط المعرف: ۲۶،

(۴) ضوابط المعرف: ۲۶، تفہیم المنطق: ۴۳، (۵) ضوابط المعرف: ۲۷، (۶) ملخص ضوابط المعرف: ۲۷،

(۷) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۸۸، ہاشم المرقاۃ: ۱۷، ☆ اسعاد الفہوم: ۲۸۔

(۸) ہاشم توضیح المنطق: ۱۱، (۹) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۸۸۔

اُن لا یكون تمام المعنی الموضوع له) پر بھی ہوتا ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۲: دلالت عقلیہ میں لزوم عام ہے، خواہ استلزام المعلول للعلت ہو، جیسے دخان للنار، یا اس کے برعکس ہو، جیسے استلزام النار للحرارة، یا دونوں کسی علت آخر کے معلول ہوں، جیسے دھواں اور حرارت، ان دونوں کے لیے علت آگ ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۳: کبھی دلالات ثلاثہ اپنے علاقے ثلاثہ کے اعتبار سے جمع بھی ہو سکتے ہیں جیسے لفظ اح اح کو کھانسی کے لیے موضوع تسلیم کیا جائے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۱۴: دلالت وضعیہ میں عقل اور وضع، دلالت طبعیہ میں طبع اور عقل اور دلالت عقلیہ میں صرف عقل ہی کا ملاحظہ پایا جاتا ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۱۵: ہر علاقہ طبعیہ علاقہ عقلیہ کو استلزم ہوتا ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۱۶: مناطقہ کے نزدیک دلالت میں معنی مدلول مراد ہونے کے لیے قصد اور ارادہ شرط نہیں، اور اہل عربیت کے نزدیک قصد اور ارادہ کا ہونا ضروری ہے (۶)۔

قاعدہ نمبر ۱۷: مناطقہ اس میں اختلاف ہے کہ الفاظ کی وضع بالذات کس کے لیے ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ الفاظ کی وضع صور خارجیہ کے لیے ہے اس لیے کہ موضوع لہ بالذات وہ ہوتا ہے جو ملتفت الیہ بالذات ہو اور یہ بات صور خارجیہ کو حاصل ہے نہ کہ صور ذہنیہ کو، اس لیے موضوع لہ بالذات صور خارجیہ ہوں گی۔ بعض کا قول ہے کہ موضوع لہ بالذات صور ذہنیہ ہیں، اس لیے کہ موضوع لہ بالذات وہ ہوتا ہے جو معلوم بالذات ہو اور یہ بات صور ذہنیہ کے اندر ہوتی ہے نہ کہ صور خارجیہ میں۔ اس لیے موضوع لہ بالذات صور ذہنیہ ہوں گی۔ بعض کا خیال ہے کہ مطلقاً معانی موضوع لہ ہیں قطع نظر صور خارجیہ اور صور ذہنیہ سے۔ یعنی ان میں سے خصوصیت کیساتھ کسی کا اعتبار نہیں کیا گیا۔ صاحب سلم العلوم کا مذہب یہی ہے۔ (۷)

### تمرین

امثلہ ذیل میں غور کر کے اقسام دلالت کی تعیین کریں۔

تصور، تصدیق، علم، دلالة لفظ "أخ أخ" علی وجع الصدر، دلالة الخطوط علی مدلولاتها، دلالة الإشارات علی مدلولاتها، دلالة غليان الماء بلوغ الحرارة، دلالة اصفرار الوجه عند الخوف، دلالة حركة رأس المسؤول الى الأسفل علی الرضاء، دلالة كثرة الكلام علی قلة الرزانة، دلالة سرعة النبض علی الحمى، دلالة صوت المؤذن علی دخول وقت الصلوة، دلالة حركة النبض بالسرعة علی الحمى، الإحمرار عند الخجل، دلالة إشارات المرور والخطوط فی الطريق لتقدير المسافات، دلالة سهيل الفرس علی طلب الماء والكلاء، دلالة لفظ الفعل علی نصرينصر، دلالة الشغب علی المخاصمة، دلالة سيلان الماء من الأنف علی الزكام، دلالة لفظ أف علی الألم۔

=====

(۱) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۸۸۔ (۲) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۸۸۔ (۳) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۸۹۔

(۴) میرابا غوی: ۱۱۔ (۵) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۸۹۔ (۶) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۹۲۔ (۷) اسعاد المہموم: ۱/۳۰۔

## فصل ہشتم: دلالت لفظیہ وضعیہ کی تقسیم

دلالت لفظیہ وضعیہ کی تین قسمیں ہیں ☆:- ۱۔ مطابقیہ ۲۔ تفسیمیہ ۳۔ التزامیہ

دلالت مطابقیہ کی تعریف: وہ دلالت وضعیہ ہے، جس میں لفظ کی دلالت کل معنی موضوع لہ پر ہو، جیسے انسان کی دلالت مجموعہ حیوان ناطق پر۔ یا اسم کی دلالت مستقل بالمفہومیت اور غیر مقرر بالزمان دونوں پر۔

دلالت تفسیمیہ کی تعریف: وہ دلالت وضعیہ ہے، جس میں لفظ کی دلالت معنی موضوع لہ کے کسی جزء پر ہو، جیسے انسان کی دلالت صرف حیوان، یا صرف ناطق پر، یا اسم کی دلالت صرف مستقل بالمفہومیت، یا صرف غیر مقرر بالزمان پر۔

دلالت التزامیہ کی تعریف: وہ دلالت وضعیہ ہے، جس میں لفظ کی دلالت معنی موضوع لہ کے خارج لازم پر ہو، جیسے انسان کی دلالت قابلیت علم اور صنعت کتابت پر۔

وجہ حصر: لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہو گا یا جزء پر دال ہو گا یا خارج لازم پر دال ہو گا، اگر کل پر دال ہو تو دلالت مطابقی، اگر جزء پر دال ہو تو دلالت تفسیمی اور اگر خارج لازم پر دال ہو تو دلالت التزامی۔

### قواعد

قاعدہ نمبر ۱: صاحب مختصر الاصول نے دلالت لفظیہ وضعیہ کو دو قسموں (لفظیہ، غیر لفظیہ) میں تقسیم کیا ہے، پھر اگر لفظیہ میں کل معنی موضوع لہ مراد ہو تو مطابقی، اگر جزء مراد ہو تو تفسیمی کہلائے گی، اور غیر لفظیہ (عقلیہ) دلالت التزامی کہلاتی ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: جمہور مناطقہ کے نزدیک دلالت التزامی میں لازم بین بالمعنی الاخص پائی جاتی ہے، اکثر متاخرین اور امام رازی کے نزدیک دلالت التزامی میں لزوم بین بالمعنی الاعم متحقق ہوتی ہے تاہم سید شریف کے نزدیک مطلق لزوم (خواہ بین بالمعنی الاعم ہو یا بین بالمعنی الاخص ہو) پایا جاتا ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: جمہور مناطقہ کے نزدیک ہر ماہیت کے لیے لازم کا ہونا ضروری نہیں، لیکن امام رازیؒ کے نزدیک ضروری ہے، امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں کہ اگر اور کچھ نہ ہو تو کم از کم ”لیس غیرہ“ (یعنی وہ شئی اپنا غیر نہیں مثلاً زید زید ہے عمر نہیں) ضرور ہوگا، تاہم یہ بات صحیح

=====

(۱) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۷۹۱۔ (۲) میرایا فوجی: ۱۵-۱۶۔

☆ حضرت شاہ رفیع الدین دہلویؒ نے دلالت کی چار قسمیں بیان فرمائی ہیں:- ۱۔ مطابقی ۲۔ تفسیمی ۳۔ التزامی ۴۔ تقطنی۔

تقطنی کی مثال، جیسے ”الکلمۃ“، ”کو“، ”کلم“ سے مشتق ہے، کیونکہ ”کلم“ کا معنی زخمی کرنے کے ہیں اور کلمات بھی بعض اوقات دلوں کو زخمی کرنے کا باعث بنتے ہیں، لیکن یہ لازم نہیں، اس لیے فکر کی دلالت کلم کے مدلول پر دلالت تقطنی ہے۔ اسی طرح مسکین ”سکن“ سے مشتق ہے جس کا معنی ٹھہرنا ہے، لیکن مسکین کو ٹھہرانا لازم نہیں ہے، البتہ مسکین کو آنے جانے میں مشکلات ہوتی ہیں تو مسکین کی دلالت سکن کے مدلول پر دلالت تقطنی ہوگی۔ دلالت التزامی اور تقطنی میں فرق یہ ہے کہ التزامی میں مدلول کی طرف ذہن ضرور جاتا ہے اور تقطنی میں ذہن کا مدلول کی طرف منتقل ہونا ضروری نہیں ہوتا، بلکہ عموماً غور و فکر کے بعد انتقال ہوتا ہے۔ (تکمیل الاذہان: ۴۴)

نہیں، کیونکہ کبھی کسی شے کا تصور کرتے ہوتے غیر کا تصور بھی نہیں آتا، چہ جائے کہ ”لیس غیرہ“ اور ”لا غیرہ“ کا تصور آجائے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۴: اعلام اور اسماء کی دلالت اپنے مسمیات پر مطابقی کہلاتی ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۵: افعال کی دلالت اپنے تمام معنی موضوع لہ (خواہ حقیقی ہو یا مجازی ہو) پر اور جملہ کی دلالت اپنے کل معنی موضوع لہ (خواہ حقیقی ہو یا مجازی ہو) پر مطابقی کہلاتی ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۶: دلالت التزامی میں کبھی لزوم عقلی اور کبھی لزوم عرفی ہوتی ہے، تاہم مناطہ کے نزدیک دلالت التزامی میں صرف لزوم عقلی معتبر ہوتی ہے، البتہ فقہاء کرام اور اصولیین دلالت عرفی سے بحث کرتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر ۷: اگر کسی چیز کے تصور سے اس کی ضد کا تصور ضروری ہو تو یہ بھی دلالت التزامی کہلاتی ہے، جیسے ناپینا کے تصور کرنے سے پینا کا تصور ضرور آجاتا ہے، غیر مسلم کے تصور سے مسلم کا تصور ضرور ہوتا ہے اور غیر موحد سے موحد کا تصور ضرور ہوتا ہے (۵)۔

فائدہ نمبر: دلالات ثلاثہ کی عام فہم مثال یہ ہے کہ جب کوئی شخص جوارش جالینوس کا لفظ بولتا ہے، عام انسان تو اس سے تیار شدہ دوائی سمجھے گا، لیکن ایک طبیب اس سے اجزاء کا تصور بھی کرے گا، پھر اس کا فائدہ بھی ذہن میں آئے گا، اگر فائدہ نہ ہو تو سمجھے گا کہ دوائی صحیح نہیں ہے، اب جوارش جالینوس کی دلالت تیار شدہ دوائی پر مطابقی، اس کے اجزاء پر تفصیلی اور فوائد پر التزامی ہے۔

قاعدہ نمبر ۸: دلالت تفصیلی اور التزامی مطابقی کے بغیر نہیں پائے جاتے ہیں، اس لیے کہ تفصیلی میں جزء پر دلالت ہوتی ہے اور التزامی میں لازم پر۔ اور یہ مسلم ہے کہ جزء پر دلالت بغیر کل کے نہیں ہوتی۔ اسی طرح لازم پر بغیر ملزوم کے دلالت نہیں ہو سکتی۔ البتہ دلالت مطابقی تفصیلی اور التزامی کے بغیر پائی جاتی ہے، جیسے ایک لفظ ایسے معنی بسیط کے لیے وضع کیا جائے جس کے لیے لازم نہ ہو۔ چونکہ وہ معنی بسیط ہیں، لہذا اس کے لیے جزء نہ ہوگا اور جب جزء نہیں تو تفصیلی نہیں پائی جائے گی اور لازم بھی نہیں اس لیے دلالت التزامی بھی نہیں ہوگی (۶)۔

قاعدہ نمبر ۹: دلالت تفصیلی التزامی کے بغیر تحقق ہو سکتی ہے، جیسے ایک لفظ ایسے معنی مرکب کے لیے وضع کیا جائے جس کے لیے لازم نہ ہو تو وہاں دلالت تفصیلی ہوگی التزامی نہ ہوگی اور التزامی تفصیلی کے بغیر تحقق ہو سکتی ہے، جیسے ایک لفظ معنی بسیط کے لیے وضع کیا جائے جس کے لیے لازم نہ ہو تو وہاں دلالت التزامی ہوگی اور تفصیلی نہ ہوگی (۷)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور کلام عرب میں دلالت التزامی بکثرت پائی جاتی ہے جس سے کلام انتہائی بلیغ بن جاتا ہے (۸)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: جمہور مناطہ کے نزدیک دلالت وضعیہ بمع جملہ اقسام (مطابقی، تفصیلی، التزامی) علوم اور محاورات میں معتبر ہے، لیکن امام رازیؒ اور علامہ ابن حاجبؒ کے نزدیک دلالت التزامی علوم میں مجبور ہے، کیونکہ دلالت التزامی میں ملزوم سے لازم کی طرف انتقال ہوتا ہے جو محض عقل سے سمجھا جاتا ہے اور امر عقلی کا علوم میں اعتبار نہیں، اس لیے کہ اس سے تعلیم اور تعلم میں سہولت نہیں ہوتی، لہذا التزام کا علوم میں اعتبار نہ ہوگا، البتہ محاورات میں بلغاء اسے استعمال کرتے ہیں۔ جمہور کا مذہب رائج ہے (۹)۔

=====

(۱) سلم العلوم: ۳۳، مرآۃ: ۱۹، ضوابط المعرفۃ: ۲۸، (۲) ضوابط المعرفۃ: ۲۸، (۳) سلم العلوم: ۳۳، ضوابط المعرفۃ: ۳۱، تفہیم المنطق: ۴۹، (۴) ملخص اساس المنطق: ۴۹/۱، (۵) سلم العلوم: ۲۳، شرح تہذیب: ۲۸، مرآۃ: ۱۹، (۶) سلم العلوم: ۲۳، ہاشم مرآۃ: ۱۹، (۷) سلم العلوم: ۲۳، ہاشم مرآۃ: ۱۹، (۸) ضوابط المعرفۃ: ۳۰، (۹) سلم العلوم: ۳۳، کشاف: ۷۲/۱، ہاشم مرآۃ: ۱۷۔

قاعدہ نمبر ۱۲: معانی مرکبہ میں دلالت مطابقی کے لیے تفسمی لازم ہے، کیونکہ مرکب میں اجزاء ہوں گے اور جزء پر دلالت تفسمی ہوتی ہے بخلاف بسیط کے کہ اس کے لیے جزء نہیں، اس لیے دلالت تفسمی کا تحقق بھی بسیط میں نہ ہوگا۔

قاعدہ نمبر ۱۳: مناطہ دلالت مطابقی اور تفسمی کو حقیقت اور دلالت التزامی کو مجاز کا درجہ دیتے ہیں اور حقیقت و مجاز میں کوئی علاقہ ضرور ہوتا ہے، اس لیے دلالت التزامی میں علاقہ عقلیہ یا عرفیہ کا ہونا ضروری ہے، یعنی موضوع لہ کا تصور بغیر لازم کے عقلاً یا عرفاً نہ ہو سکتا ہو۔ اول کولزوم عقلی اور ثانی کولزوم عرفی کہتے ہیں، جیسے ”عمی“ کے لیے ”بصر“ کا تصور عقلاً لازم ہے اور حاتم کے تصور کے لیے جو کا تصور عرفاً لازم ہے۔ (۱۱)

قاعدہ نمبر ۱۲: دلالت مطابقی بالاتفاق وضعی ہے، لیکن تفسمی اور التزامی میں اہل علم کے تین مذاہب ہیں، اکثر مناطہ کے نزدیک یہ دونوں بھی وضعی ہیں، عام بیانیہ کے نزدیک یہ دونوں عقلی ہیں اور جمہور اصولیین فرماتے ہیں کہ تفسمی وضعی اور التزامی عقلی ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۳: دلالت التزامی رفیق ملازم و ملاصق کی مانند ہوتی ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۴: دلالت تفسمی اور التزامی میں یہ شرط ہے کہ لفظ معنی موضوع اور جزء معنی موضوع اسی طرح لازم معنی موضوع لہ پر بالاشتراك دال نہ ہوں بلکہ انتقال عقلی شرط ہے (۳)۔

### تمرین

درج ذیل مثالوں میں دلالت مطابقی، تفسمی اور التزامی کی تعیین کیجئے، نیز منطقی تطبیق کریں۔

هذا السرير جيد، أنا حافظ القرآن الكريم، حامد طالب مجتهد، القرآن كتاب الله، المعلم في المدرسة، يسقى الفلاح الزرع، قذف اللاعب الكرة، حبس الشرطي اللص، الدواة مملوئة، المعلم حاضر، دلالة لفظ المسجد على النظافة، دلالة لفظ الفعل على غير المستقل في المفهوم، دلالة لفظ الكافية على الكافية (مبنى)، الشمس مشرقة، الضعيف يرى العمل جبلاً، الكتاب نافع، الحجرة مظلمة، وجه حبيبي بدر، دلالة الحاسوب على الشاشة، ينزل المطر من السماء، تبقى الشمس في بيتنا حتى المساء، دلالة لفظ كنز الدقائق على كتاب الطهارة، دلالة الشجرة على ثمرتها، دلالة الشجرة على الأغصان، دلالة الحاسوب على الشاحن، دلالة لفظ المنطق على الثقة في العلوم.

حل شدہ مثال:

..... الدار.

موجود موجود یعنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے الخ..... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے۔

(۱) فن المنطق للشيخ أبي: (۲) روضة الناظر لابن قدامة: ۱/۷۱، الاشارات لابن سينا: ۱/۱۳۹، (۳) شرح الاشارات: ۱۳۹.

## فصل نہم: مفرد اور مرکب کا بیان

لفظ دال کی باعتبار افراد ترکیب کی دو قسمیں:- ۱۔ مفرد ۲۔ مرکب  
مفرد کی تعریف: وہ لفظ موضوع ہے، جس کے اجزاء سے معنی کے اجزاء پر دلالت مقصود نہ ہو، جیسے زید۔  
مرکب کی تعریف: وہ لفظ موضوع ہے، جس کے اجزاء سے معنی کے اجزاء پر دلالت مقصود ہو، جیسے ”زید قائم“۔  
وجہ حصر: جزء لفظ، جزء معنی پر دال ہوگا یا نہیں، اگر نہ ہو تو مفرد اور اگر ہو تو مرکب۔  
مفرد کی چار قسمیں ہیں:-

وجہ حصر: لفظ کے اجزاء ہوں گے یا نہیں، اگر نہ ہو تو مفرد کی قسم اول، جیسے ب، ت، ج اور ہمزہ استفہام وغیرہ، اگر ہوں تو پھر دو حال سے خالی نہیں معنی دار ہوں گے یا نہیں، اگر نہ ہوں تو مفرد کی قسم ثانی، جیسے احمد، اگر معنی دار ہوں تو پھر دو حال سے خالی نہیں، دلالت کریں گے یا نہیں، اگر دلالت نہ کریں تو مفرد کی قسم ثالث، جیسے عبد الرحمن بوقت علیت، (علیت کے وقت اس سے وہ شخص مراد ہوگا جس کا یہ نام ہونہ یہ کہ اے رحمن کے بندے!) اور اگر دلالت کریں، لیکن ہمارا مقصود نہ ہو تو مفرد کی قسم رابع، جیسے حیوان ناطق بوقت علیت (علیت کے وقت اس سے وہ شخص مراد ہوگا جس کا یہ نام ہونہ یہ کہ اے بولنے والے جاندار!)، یا مستقل بالمفہومیت اور غیر مقرر بالزمان بوقت علیت۔

## قواعد

قاعدہ نمبر ۱: نجات کے نزدیک افراد اور ترکیب بالذات لفظ اور بالتبع معنی کی صفت ہیں اور مناطقہ کے نزدیک اس کے برعکس ہے، کیونکہ نجات الفاظ اور مناطقہ معانی سے بحث کرتے ہیں (۱) ☆۔

قاعدہ نمبر ۲: مرکب میں مذکورہ چیزوں کا بیک وقت ہونا شرط ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: اگر مذکورہ چیزوں میں سے کوئی ایک نہ ہو تو مفرد تصور ہوگا (۳)۔

قاعدہ نمبر ۴: اجزاء معنی دار نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان اجزاء کا اپنا کوئی معنی نہ ہو، یعنی اجزاء ذو معنی نہ ہوں، جیسے زید میں ز، ی، د کا کوئی

=====

(۱) ضیاء العلوم: ۳۷۔ (۲) ضیاء العلوم: ۳۳، ہاشم مرقاۃ: ۲۰، توضیح المنطق: ۱۳، الرشیدی علم المنطق: ۸۷۔

(۳) میزان العلوم: ۵۲، ہاشم مرقاۃ: ۲۰، توضیح المنطق: ۱۳۔

☆ مناطقہ اور اہل عربیت کا اختلاف ہے کہ افراد اور ترکیب حقیقۃً اور بالذات لفظ کی صفات ہیں یا معنی کی؟ مناطقہ چونکہ معنی سے بحث کرتے ہیں اس لیے کہ وہ معنی کی صفت قرار دیتے ہیں اور اہل عربیت الفاظ سے بحث کرتے ہیں اس لیے وہ لفظ کی صفت کہتے ہیں۔ مناطقہ اس طرح تعریف کرتے ہیں کہ مرکب وہ معنی ہے جس کے جزء پر اس کے لفظ کا جزء دلالت کرے اور اہل عربیت تعریف یوں کرتے ہیں مرکب وہ لفظ ہے جو اپنے معنی کے جزء پر دلالت کرے۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ اختلاف صرف لفظی ہے جس نے دال کا لحاظ کیا اس کو لفظ کی صفت قرار دیا ہے اور جس نے مدلول کا اعتبار کیا ہے اس کی معنی کی صفت قرار دی ہے۔ (اسعاد الفہوم: ۱/۳۴)

معنی نہیں (۱)۔ ☆

قاعدہ نمبر ۵: قسم ثالث میں اجزاء سے ذومعنی اجزاء مراد ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۶: تمام حروف ہجاء از قبیل مفرد کہلاتے ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر ۷: قول اور مولف لفظ متراف ہیں، لیکن بعض حضرات فرق کرتے ہیں کہ اگر اجزاء کے درمیان مناسبت ہو تو اس کو مولف کہتے ہیں ورنہ مرکب اور قول کہتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر ۸: مفرد کی تیسری اور چوتھی قسم عموماً علم کیساتھ پائی جاتی ہیں (۵)۔

قاعدہ نمبر ۹: اعلام مرکبہ (عبداللہ، عبدالرحمن، رشید احمد وغیرہ) بعد از علیست مفرد بن جاتے ہیں (۶)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: وہ اسماء اور افعال جو تعلیل کے بعد محض ایک حرف رہے چکے ہوں وہ مفرد کہلاتے ہیں (۷)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: اگر کسی لفظ کے جزء سے معنی کے جزء پر دلالت مقصود نہ ہو تو ترکیب یا تحلیل منطقی میں وہ مفرد شمار ہوگا جیسے محمود الحسن، محمد طاہر، ولی اللہ، عبدالشکور وغیرہ (۸)۔

قاعدہ نمبر ۱۲: مفرد کی قسم ثالث اور قسم رابع میں فرق یہ ہے کہ قسم رابع میں ماہیت شئی کو علم شئی قرار دیا جاتا ہے (۹)۔

قاعدہ نمبر ۱۳: مفرد اور مرکب ہونے کا انحصار الفاظ اور معانی دونوں کے تعدد پر ہے، اگر کلمات دو یا دو سے زیادہ ہو اور معنی ایک ہو تو یہ مفرد کہلائے گا، جیسے محمد طیب یہ دو کلمات بول ایک ہی معنی مراد لیا گیا ہے (۱۰)۔

قاعدہ نمبر ۱۴: منطقی مفرد اور نحوی مفرد میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، نحوی مفرد عام مطلق ہے اور منطقی مفرد خاص مطلق ہے، ہر منطقی مفرد نحوی مفرد کہلاتا ہے، لیکن ہر نحوی مفرد منطقی مفرد نہیں کہلاتا ہے (۱۱)۔

=====

(۱) قال اقول: ۱۰. (۲) قال اقول: ۱۰. (۳) ہاش قال اقول: ۱۰. (۴) سلم اعلوم: ۳۵. قال اقول: ۹.

(۵) اساس المنطق: ۵۶/۱. (۶) اساس المنطق: ۵۶/۱. قطبی: ۶۷. (۷) دورس المنطق للأضاری: ۲۲.

(۸) طحس اساس المنطق: ۱/۵۸. (۹) ملخصاً قطبی: ۷۳. (۱۰) طحس تسہیل المنطق: ۵۲. (۱۱) مارب الطبیۃ: ۵۰.

☆ مفرد اور مرکب کی اقسام جاننے سے پہلے یہ تمہید ذہن نشین رکھیں کہ ہم آپس میں بات چیت کرتے ہیں تو اس میں مفرد الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں اور مرکب بھی۔ اس لیے افہام و تفہیم کے لیے مفرد مرکب اور ان کے اقسام کا جاننا ضروری ہے۔ مفرد اور مرکب میں امتیاز کا آسان قاعدہ یہ ہے کہ جس لفظ کے متعلق یہ معلوم کرنا چاہو کہ یہ مفرد یا مرکب۔ تو پہلے یہ غور کرو کہ وہ لفظ زید، کتاب، قلم کی طرح تھا ایک ہی لفظ ہے یا زید آیا، کتاب لاؤ، قلم رکھو کی طرح چند الفاظ کا مجموعہ ہے تو پھر اس پر غور کرو کہ اس مجموعہ کے ہر لفظ سے ترکیب وقت وہی معنی مراد لیے گئے ہیں جو ترکیب سے قبل تھے یا نہیں۔ اگر وہ لفظ ایسے چند الفاظ کا مجموعہ ہو کہ جن معانی پر حالت انفرادی میں وہ دلالت کرتے تھے انہیں معانی پر حالت ترکیب میں بھی دلالت کرتے ہوں تو اس کو مرکب کہیں گے۔ اور اگر وہ لفظ تھا ایک ہی لفظ ہو، جیسے زید یا چند الفاظ سے مرکب ہو مگر اس میں ہر لفظ سے وہ معنی مراد نہ ہوں جو انفرادی حالت میں مراد تھے تو اس کو مفرد کہیں گے، جیسے کسی کا نام عبداللہ یا حیوان ناطق رکھا جائے تو ظاہر ہے کہ جب اس کو عبداللہ یا حیوان ناطق کہہ کر پکارا جائے گا تو پکارنے والے کی غرض محض وہ شخصیت ہوگی جس کے لیے یہ اسماء رکھے گئے ہوں گے نہ یہ کہ اے اللہ بندے یا اے بولنے والے جاندار۔ مفرد مرکب کی معرفت کے لیے یہ آسان طریقہ ہے۔ (معین المنطق: ۵۷)

## تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ میں مفرد اور مرکب کی تعیین کریں، نیز یہ بھی بتاؤ کہ مفرد کی کونسی قسم ہے؟ نیز منطقی تطبیق کریں۔

يَرْمِي، يَعْلَمُ، سَمِعَ، أَضْرَبْتُ، لَنْ، فِي، مِنْ، اللهُ. عبدالرحمن [حين العلمية]، ضَارِبٌ، اِ، ج، مُجَاهِدٌ، زَيْدٌ قَاعِدٌ، الْأَكْلُ الْكَثِيرُ يُفْسِدُ الْمِعْدَةَ، قِ، لِ، حيوان ناطق [حين العلمية]، رَ، كَافِرُونَ، زيد مجاهد [حين عدم العلمية] فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَى، كل بني آدم خطّائون، حيوان ناهق [حين العلمية لحمار متعين] لَفِي، يَسْتَفِيدُ الْإِنْسَانُ مِنْ قِرَاءَةِ الْكُتُبِ، ب، حيوان صاهل [حين العلمية لفرس معين] حصول صورة الشئ عند العقل [حين ماكان علما للعلم]، ت، أبوحنيفة [حين العلمية]، لفظ وضع لمعنى مفرد [حين ماكان علما للكلمة]، ث، زيد ضرب، ق، رحمن، ولي الله [حين عدم العلمية]، لِمَ، ضاربون، ارشاد الرحمن [حين العلمية]، محمد طاهر [حين العلمية]، حيوان صاهل [حين العلمية لزيد]، ضاربون [حين العلمية]، زيد قائم [حين العلمية]۔

## حل شدہ مثالیں

❖..... یومی:

موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے..... علم اس لیے کہ حصول صورة الشئ فی العقل ہے..... علم حصولی اس لیے کہ شئ معلوم کی صورت عند المدرك موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے..... تصور اس لیے کہ علم بدون الحكم ہے..... تصور کی پہلی قسم..... تصور بدیہی ضروری اس لیے کہ محتاج الی التعریف نہیں..... دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال ہے..... دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضح ہے..... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے..... مفرد اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال نہیں..... مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ جزء لفظ معنی دار نہیں۔

❖..... نَعْبُدُ:

موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے..... علم اس لیے کہ حصول صورة الشئ فی العقل ہے..... علم حصولی اس لیے کہ شئ معلوم کی صورت عند المدرك موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے..... تصدیق اس لیے کہ علم مع الحكم ہے..... تصدیق کی پہلی قسم یقین اس لیے کہ موضع یقین میں ہے..... تصدیق بدیہی ضروری اس لیے کہ محتاج الی الدلیل نہیں..... دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال ہے..... دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضح ہے..... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے..... مرکب اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال ہے۔



## فصل دہم: مفرد کی تقسیم

مفرد کی افراد ترکیب کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں:-

۱۔ اسم ۲۔ کلمہ ۳۔ ادات

اسم کی تعریف: وہ مفرد ہے، جو اپنے معنی مستقل پر دلالت کرے اور اپنی ہیئت صیغہ کی وجہ سے کسی زمانہ کیساتھ ملا ہوا نہ ہو، جیسے ”رجل“۔  
کلمہ کی تعریف: وہ مفرد ہے، جو اپنے معنی مستقل پر دلالت کرے اور اپنی ہیئت صیغہ کی وجہ سے کسی زمانہ کیساتھ ملا ہوا ہو، جیسے ”ضرب“،  
يَضْرِبُ“ وغیرہ۔

ادات کی تعریف: وہ مفرد ہے، جس کا معنی مستقل نہ ہو، جیسے ”مِنْ، اِلَى“ وغیرہ۔

وجہ حصر: لفظ اپنے معنی پر بالذات خود دال ہو گیا نہیں، اگر نہ ہو تو ادات، اور اگر ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، مقترن باحد الا زمۃ الثلاثہ ہو گیا نہیں، اگر ہو تو کلمہ اور اگر نہ ہو تو اسم۔

اداة کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ زمانیہ ۲۔ غیر زمانیہ

اداة زمانیہ کی تعریف: وہ ادات ہیں، جن میں زمانہ پایا جائے، جیسے ”كَانَ، صَارَ“ وغیرہ۔

اداة غیر زمانیہ کی تعریف: وہ ادات ہیں، جن میں زمانہ نہ پایا جائے، جیسے ”مِنْ، اِلَى“ وغیرہ۔

وجہ حصر: ادات مقترن بالزمان ہوں گے یا نہیں، اگر ہوں تو اداة زمانیہ اور اگر نہ ہوں تو اداة غیر زمانیہ۔

## قواعد

قاعدہ نمبر ۱: فعل اور کلمہ میں مفہوم اور مصداق کے اعتبار سے فرق یہ ہے کہ فعل عام اور کلمہ خاص ہے جیسے ”ضربت“ م یں ”ضرب“ اور ”ضرب“ فعل اور ”ت“ ضمیر فاعل پر دال ہے، یعنی جزء لفظ جزء معنی پر دال ہے، اس لیے یہ کلمہ مفرد کی قسم نہیں، بلکہ مرکب ہے، اور کلمہ مفرد کی قسم ہے اور نجات کے نزدیک ”ضربت“ فعل ہی ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: فعل اور کلمہ میں تساوی نہیں بلکہ عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، کلمہ اخص اور فعل اعم مطلق ہے، مادہ اجتماعی کی مثال ”یضرب“ اور مادہ افتراقی کی مثال ”اضرب“ ہے (۲)۔

=====

(۱) ہاش توضیح المنطق: ۱۴۰۔

(۲) سلم العلوم: ۳۶، ہاش مرقاة: ۲۱۰۔

قاعدہ نمبر ۳: مناطقہ کے نزدیک فعل کے غائب اور غائبہ کے صیغے جن میں ضمیر مستتر ہو تو وہ کلمہ اور جن میں ضمیر بارز ہو تو وہ مرکب کہلاتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۴: مناطقہ کے نزدیک فعل کے مخاطب، مخاطبہ اور متکلم کے صیغے مرکب کہلاتے ہیں، کیونکہ یہ معنی حدی اور فاعل سے مرکب ہیں، لہذا ان کے جو کلمہ بھی آئے گا، وہ ان کا فاعل نہیں بن سکتا، البتہ تاکید بن سکتا ہے، اور اس کے برخلاف ”یمشی“ مفرد ہے، کیونکہ اس میں صرف معنی حدی ہے اس کی ذات میں کوئی فاعل موجود نہیں، لہذا اس کے بعد ”خالد“ اور ”عمرو“ وغیرہ آئے تو وہ اس کا فاعل بنے گا (۲)۔

قاعدہ نمبر ۵: مناطقہ کے نزدیک ”تضرب“ واحدہ مونث غائبہ مفرد اور ”تضرب“ واحد مذکر مخاطب مرکب ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۶: اسم میں واحد اور جمع مکسر مفرد ہیں، لیکن تشنیہ اور جمع سالم مرکب کہلاتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر ۷: علامہ ابن خالویہ نے ”لیس فی کلام العرب“ میں امر اور نہی کو مناطقہ کے ہاں اسم قرار دیا ہے (۵)۔ ☆

قاعدہ نمبر ۸: منطقی اسم اور نحوی اسم میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، منطقی اسم خاص مطلق اور نحوی اسم عام مطلق ہے، یعنی ہر اسم منطقی اسم نحوی کہلاتا ہے، لیکن ہر اسم نحوی اسم منطقی نہیں کہلاتا، جیسے اسمائے افعال نحات کے نزدیک اسم ہیں، لیکن مناطقہ کے نزدیک کلمہ ہیں (۶)۔

قاعدہ نمبر ۹: منطقی ادات اور نحوی حروف میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، منطقی ادات عام مطلق اور نحوی حروف خاص مطلق ہیں، یعنی ہر نحوی حرف مناطقہ کے نزدیک ادات ہے، لیکن منطقی ادات کو نحاۃ حروف نہیں کہتے ہیں، جیسے افعال ناقصہ مناطقہ کے نزدیک ادات ہیں، لیکن نحات کے نزدیک یہ افعال ہیں (۷)۔

=====

(۱) اساس المنطق: ۱/۳۶۔

(۲) کشف العلوم: ۵۵، دروس المنطق: ۲۳۔

(۳) اساس المنطق: ۱/۵۷، دروس المنطق: ۲۳۔

(۴) اساس المنطق: ۱/۵۷۔

(۵) تفہیم المنطق: ۴۱۔

☆ یہ بات ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی نے تفہیم المنطق میں ”لیس فی کلام العرب“ کے حوالہ سے نقل کی ہے، تاہم یہ بات ہمیں تلاش بسیار کے باوجود ”لیس فی کلام العرب“ میں نمل سکی، لیکن یہ بات کئی وجوہ سے محل نظر ہے، پہلی وجہ یہ ہے کہ یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ مناطقہ کے نزدیک فعل کے مخاطب، مخاطبہ اور متکلم کے صیغے مرکب کہلاتے ہیں، نیز امر اور نہی مناطقہ کے نزدیک از قبیل انشاء معلوم تصوری ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اسم کی تعریف ان پر منطبق نہیں ہوتی، بلکہ منطقی قواعد کی رو سے یہ مرکب کہلاتے ہیں، نیز آخر وہ کونسا معیار ہے جس کی بنیاد پر انہیں اسماء قرار دیا گیا ہے؟ تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ قول خلف عن السلف ہے، محققین اور متاخرین مناطقہ میں سے کسی سے منقول نہیں۔ واللہ اعلم۔

(۶) اسعاد الفہوم: ۱/۳۶، مآرب الطلبة: ۵۰۳۔

(۷) اسعاد الفہوم: ۱/۳۶، مآرب الطلبة: ۵۰۵-۵۰۶۔

قاعدہ نمبر ۱۰: اکثر مناطقہ کے نزدیک ”لیس“ کے علاوہ جملہ افعال ناقصہ (بشرطیکہ اسمائے مشتقات نہ ہوں) ادات زمانیہ ہیں (۱)۔ ☆  
قاعدہ نمبر ۱۱: مناطقہ افعال ناقصہ کو افعال وجودیہ بھی کہتے ہیں (۲)۔

### تمرین

امثلہ ذیل میں اسم، کلمہ اور اداة کی نشاندہی کریں، نیز منطقی تطبیق کریں۔

رَبِّ. مَشْرِقٍ. يَسْقِي. يُخْلَقُونَ. مِنْ. كَانَ. اَنْعَمْتَ. قَدْ. سَرِيعٌ. حَتَّى. فِي. سَمِعْنَا. ضَرَبُوا. طَوِيلٌ. سَمِعْتَ.  
اعْبُدُوا. كَنْزٌ. جَنَّةٌ. يَقُولُ. مُسْتَدِيرَةٌ. جَمِيلٌ. مَفْتَرَسٌ. يَمْشُونَ. صَارَ الْأَوَّلُ آخِرًا. مُشْرِقَةٌ. مُظْلَمَةٌ. كَانَ.  
إِنَّ. لَعَلَّ. الحرف. كَادَتِ الشَّمْسُ تَغِيبُ. أَصْبَحَ الْحِصَانُ جَائِعًا. بَاتَ زَيْدٌ نَائِمًا. لَيْسَ الْمِيدَانُ فَسِيحًا.  
يُوشِكُ الْمَرِيضُ أَنْ يَبْرَأَ. أَمْسَى الْغَنِيُّ فَقِيرًا. أَضْحَى السَّجِينُ طَلِيقًا. ظَلَّ الْعِنَبُ كَثِيرًا. كَرَبَ الْمَاءُ يَجْمَدُ.  
أَوْشَكَ الْمَالُ أَنْ يَنْفَدَ. عَسَى الضُّيْقُ أَنْ يَنْفَرَجَ. تَكَادُ الْحَرْبُ تَضَعُ أَوْرَارَهَا. الاسم.

### حل شدہ مثال:

..... يَقُولُ:

موجود موجود یعنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے..... علم اس لیے کہ حصول صورۃ الاشی فی العقل ہے..... علم حصولی اس لیے کہ شئی معلوم کی صورت  
عند المذکر موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے..... تصور اس لیے کہ علم بدون الحكم ہے..... تصور کی پہلی قسم..... تصور بدیہی  
ضروری اس لیے کہ محتاج الی التعریف نہیں..... دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال ہے..... دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضح  
ہے..... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے..... مفرد اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال نہیں..... مفرد کی دوسری قسم  
اس لیے کہ جزء لفظ معنی دار نہیں..... کلمہ اس لیے کہ مستقل بالمفہومیت مقترن بالزمان ہے۔

=====

(۱) الرشیدی علم المنطق: ۹۳، دروس المنطق: ۲۵.

☆ افعال ناقصہ کے متعلق مناطقہ کا اختلاف ہے کہ آیا یہ ادات ہیں یا فعل (کلمہ) ہیں، بعض مناطقہ کے نزدیک یہ افعال ہیں، کیونکہ جس طرح فعل میں تصرف صرنی ہوتی ہے  
تو اسی طرح ان کے بھی صیغے (ماضی، مضارع، امر وغیرہ) بنتے ہیں، نیز ان میں دلالت علی الزمان بھی پایا جاتا ہے، لہذا یہ کلمہ میں داخل ہیں۔ تاہم بعض حضرات کے نزدیک یہ  
ادات میں داخل ہیں، کیونکہ جس طرح ادات نسبت کے لیے آتے ہیں اسی طرح یہ بھی نسبت اور ربط کے لیے مستعمل ہوتے ہیں، چونکہ افعال ناقصہ میں دود چیزیں ہوتی ہیں  
، ایک ان کا من حیث المادہ نسبت پر دال ہونا اور دوسرا ان کا من حیث الہیئۃ زمانہ پر دال ہونا، بعض حضرات نے ہیئت کو دیکھ کر انہیں کلمہ کے زمرے میں داخل کیا ہے اور بعض نے  
مادہ کا لحاظ رکھتے ہوئے انہیں ادات میں شمار کیا ہے، صاحب سلم العلوم نے ”والحق ان الکلمات الوجودیہ منها“ کہہ کر ادات ہونے کو رائج قرار دیا۔ (سلم العلوم: ۳۵،

ضیاء النجوم: ۳۵، انوار العلوم: ۳۹)

(۸) دروس المنطق: ۲۵.

## فصل یازدہم: مفرد کی معنی قلت و کثرت کے اعتبار سے تقسیم

مفرد (اسم) کی معنی قلت اور کثرت کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں:-

۱۔ متحد المعنی ۲۔ متکثر المعنی

متحد المعنی کی تعریف: وہ اسم ہے، جس کا ایک معنی ہو، جیسے انسان، احمد وغیرہ۔

متکثر المعنی کی تعریف: وہ اسم ہے، جس کے ایک سے زائد معانی ہوں، جیسے لفظ ”صلوٰۃ“ جو نماز اور دعا وغیرہ معانی پر آتے ہیں۔

وجہ حصر: لفظ ایک معنی پر دال ہوگا، یا متعدد معانی پر دال ہوگا، ایک معنی پر دال ہو تو متحد المعنی اور اگر متعدد معانی پر دال ہو تو متکثر المعنی۔ متحد المعنی کی تین قسمیں ہیں:-

۱۔ علم (جزئی حقیقی) ۲۔ کلی متواطی ۳۔ کلی مشکک

علم (جزئی حقیقی) کی تعریف: وہ اسم ہے، جس کا معنی متعین مشخص ہو، جیسے احمد، مدینہ، مکہ، دیوبند وغیرہ۔

کلی متواطی کی تعریف: وہ اسم ہے، جس کا صدق اپنے افراد پر علی سبیل الاستواء (برابر) ہو، جیسے انسان اپنے افراد زید، عمرو، بکر وغیرہ پر برابر صادق آتا ہے، یعنی انسان ہونے کے اعتبار سے افراد میں کوئی فرق نہیں، اسی طرح کلمہ اپنے افراد اسم، فعل، حرف پر برابر صادق آتا ہے، کلمہ ہونے میں سب برابر ہیں۔

کلی مشکک کی تعریف: وہ اسم ہے، جس کا صدق اپنے افراد پر علی سبیل الاستواء (برابر) نہ ہو، جیسے سیاہی، سفیدی، روشنی وغیرہ۔ ان میں ہر ایک اپنے افراد پر کمی بیشی کیساتھ صادق آتا ہے۔

وجہ حصر: اسم متحد المعنی دو حال سے خالی نہیں، متعین مشخص ہوگا یا نہیں، اگر ہو تو علم، اگر نہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، اس کا صدق اپنے افراد پر علی سبیل الاستواء ہوگا یا نہیں، اگر ہو تو متواطی، اگر نہ تو مشکک۔

## قواعد

قاعدہ نمبر ۱: علم کو جزئی حقیقی بھی کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: علمی اصطلاحات کلی متواطی کہلاتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: تمام مصادر کلی متواطی ہیں اور جملہ مشتقات کلی مشکک ہیں، بشرطیکہ کلی ذاتی نہ ہوں (۳)۔

قاعدہ نمبر ۵: تمام کلیات ذاتیہ کلی متواطی ہیں، کیونکہ ماہیات میں تشکیک نہیں ہوتی (۳)۔

=====

قاعدہ نمبر ۶: اکثر مناطقہ کا نقطہ نظریہ ہے کہ صرف اسم متواطی، اور مشکل ہو سکتا ہے، کلمہ اور اداۃ متواطی اور مشکل نہیں ہو سکتے، کیونکہ متواطی اور مشکل وہی ہو سکتا ہے، جو کلی یا جزئی ہو سکے، جب کہ کلمہ اور اداۃ کلی اور جزئی نہیں ہو سکتے، اس لیے جو شئی کلیت و جزئیت کیساتھ متصف ہوتی ہے وہ محکوم علیہ بھی ہوتی ہے، جب کہ کلمہ اور اداۃ محکوم علیہ نہیں بن سکتے (۱)۔ ☆

قاعدہ نمبر ۷: وجوہ التشکیک عام مناطقہ کے نزدیک اولیت، اولویت، اشدیت، ازدیت اور اسکے اضداد ہیں اور علامہ تفتازانی کے نزدیک صرف اولیت اور اولویت اور اسکے اضداد ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۸: تشکیک بالاولیۃ کا معنی یہ ہے کہ کلی کا اپنے بعض افراد پر صادق آنا علت ہو، دوسرے بعض افراد پر صادق آنے کے لیے، جیسے وجود ایک کلی ہے اس کے دو فرد ہیں، ایک واجب اور دوسرا ممکن، وجود کا باری تعالیٰ پر صادق آنا علت ہے ممکنات کے وجود پر صادق آنے کے لیے، یعنی ذات باری تعالیٰ کا وجود ممکنات کے وجود کے لیے علت ہے اور ممکنات کا وجود معلول ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۹: تشکیک بالاولیۃ کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کلی کا اپنے بعض افراد پر صادق آنا بلا واسطہ ہو اور دوسرے بعض افراد پر صادق آنا بالواسطہ ہو، جیسے وجود صدق باری تعالیٰ پر بلا واسطہ اور ممکن پر بالواسطہ ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: تفاوت بالشدۃ والضعف کا مطلب یہ ہے کہ عقل کا وہم کے ذریعے کسی کلی کے فرد اشد سے فرد اضعف کے کئی امثال کا انتزاع کرے، جیسے برف ایک کلی ہے اس کے افراد میں سے برف کی سفیدی اشد ہے کاغذ کی سفیدی اضعف ہے تو برف کی سفیدی سے کاغذ جیسی کئی سفیدیاں نکل سکتی ہیں (۵)۔ ☆☆

قاعدہ نمبر ۱۱: علم شخصی اور علم جنسی جزئی کہلاتے ہیں۔ (۶)

قاعدہ نمبر ۱۲: تفاوت بالزیادۃ والنقصان کا معنی یہ ہے کہ وہم کے ذریعے کسی کلی کے فرد ازید سے فرد نقص کے کئی امثال کا انتزاع کیا

=====

(۱) میزان العلوم: ۵۶، شرح تہذیب: ۳۳، (۲) شرح تہذیب: ۳۶، (۳) تحفہ شاہجہانی: ۳۶، بدرالنجوم: ۲۵۷۔

(۴) تحفہ شاہجہانی: ۳۶، بدرالنجوم: ۲۵۷، (۵) تحفہ شاہجہانی: ۳۶، بدرالنجوم: ۲۵۷۔

(۶) فن المنطق: ۲۰۔

☆ متواطی اسم فاعل کا صیغہ ہے اور ”تواطو“ سے ماخوذ ہے جس کے معنی توافق کے ہیں اس کلی کے افراد بھی متوافق ہوتے ہیں ان میں کسی قسم کا تفاوت اور اختلاف نہیں ہوتا، اس لیے اس کا نام متواطی ہے اور مشکل اسم فاعل کا صیغہ ہے اور تشکیک سے ماخوذ ہے جس کے معنی شک میں ڈالنا۔ دراصل اس کلی میں دو جہتیں ہیں: ایک وحدۃ المعنی دوسرے اختلاف فی الصدق۔ تو اگر اول جہت کا لحاظ کیا جائے کہ اصل معنی میں سب افراد متحد ہیں تو خیال ہوتا ہے کہ یہ متواطی ہے اور دوسری حیثیت دیکھی جائے کہ اس کلی کا صدق تمام افراد میں برابر نہیں ہے تو یہ شبہ ہوتا ہے کہ ان افراد کے معانی علیحدہ علیحدہ ہیں اور یہ کلی ان کے درمیان مشترک ہیں تو گویا کہ اس نے دیکھنے والے کو شک میں ڈال دیا۔ وہ بے چارہ کبھی اس کو متواطی سمجھتا ہے اور کبھی مشترک۔ اس لیے اس کلی کا نام مشکل ہوا۔

☆☆ جو امثال اشد سے معتزع ہوتے ہیں وہ معتزع عنہ سے نہ تو وجود میں متباین ہوتے ہیں اور نہ وضع میں، یعنی اشارہ حسیہ میں بخلاف ان امثال میں جو ازید سے معتزع ہوتے ہیں کہ وہ معتزع عنہ سے یا تو وجود اور وضع دونوں میں متباین ہوتے ہیں یا صرف وجود میں یا صرف وضع میں۔ (اسعاد الفہوم: ۳۰/۱)

جاسکے، جیسے خطوط ایک کلی ہے، اس کے افراد میں خط طویل فرد ازید ہے اور خط قصیر فرد انقص ہے، تو اس خط ازید سے کئی خط انقص منترع ہو سکتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۲: اشدیت اور ازدیت میں فرق یہ ہے کہ اشدیت مقولہ کیف میں سے ہے اور ازدیت مقولہ کم میں سے ہے (۲)۔  
قاعدہ نمبر ۱۳: مضمرات، موصولات اور اسمائے اشارات جزئی حقیقی ہیں، کیونکہ ان میں وضع اگرچہ عام ہے، لیکن موضوع لہ خاص ہے، لیکن علامہ تفتازانی کے نزدیک کلی ہیں (۳)۔

### تمرین

مندرجہ ذیل میں اقسام مفرد علم، متواطی اور مشکک کی تعیین کریں، نیز منطقی تطبیق کریں۔

إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً. انسان.. شریف. كثير. إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ. هو. وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ. أجمل. حجر. رافع. مظلّم. بكر. لَا تَعْمَلُنَّ عَمَلًا لَيْسَ لَكَ فِيهِ مَنفَعَةٌ. قليل. فرس. الجلوس مع الإخوان مَسَلَةٌ لِلْأَحْزَانِ. أنت. أجمل. أحمر. بقر. يُسْتَدَلُّ عَلَى عَقْلِ الرَّجُلِ بِقَلَّةِ مَقَالِهِ وَعَلَى فَضْلِهِ بِكَثْرَةِ احْتِمَالِهِ. أشرف. أنا. الْمُزَاخُ يُذْهِبُ الْمَهَابَةَ وَيُورِثُ الْمَهَانَةَ. أرفع. شجر. بياض. إن يكن الشغل مَجْهَلَةً فَإِنَّ الْفِرَاقَ مَفْسَدَةٌ. منير. الصلاة عماد الدين. كافر. الْأَمَانَةُ تَجْلِبُ الرِّزْقَ. الْخِيَانَةُ تَجْلِبُ الْفَقْرَ. إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ. الأطول. سواد. أقصر. ضارب. مضىء. مشرق. طول.

حل شدہ مثال:

..... إبراهيم.

موجود موجود یعنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے..... علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشئ فی العقل ہے الخ..... مفرد اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پردال نہیں..... مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزاء لفظ معنی دائر نہیں..... اسم اس لیے کہ مستقل بالمفہومیت غیر مقترن بالزمان ہے..... علم جزئی حقیقی اس لیے کہ معین مشخص ہے۔

=====

(۱) تحفہ شاہجہانی: ۳۶، بدرالنجوم: ۲۵۷۔ (۲) تحفہ شاہجہانی: ۳۶، بدرالنجوم: ۲۵۷۔

(۳) سلم العلوم: ۳۸، ضیاء النجوم: ۳۸، شرح تہذیب: ۴۳، آداب الحج والمنةظرہ: ۲۹۔

☆ علامہ تفتازانی فرماتے ہیں کہ اسماء اشارہ اور ضمائر میں جس طرح وضع عام ہے اسی طرح ان کا موضوع لہ بھی عام ہے، یعنی امر کلی ہے، البتہ ان کا استعمال جزئیات میں ہوتا ہے، لہذا یہ مجاز متروک الحقیقہ کے قبیل سے ہیں، صاحب سلم العلوم کہتے ہیں کہ علامہ صاحب کی یہ بات خلاف تحقیق ہے اس لیے کہ لفظ کو معنی مجازی میں استعمال کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے معنی حقیقی کا لحاظ کیا جائے اور علامہ کے نزدیک حقیقت کے اعتبار سے ان کا موضوع لہ امر کلی ہے تو جزئیات میں استعمال کرتے وقت امر کلی کا لحاظ کرنا چاہیے، حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ علامہ صاحب کی بات صحیح نہیں۔ (اسعاد الفہوم: ۱/۳۸)

## فصل دوازدهم متکثر المعنی کی تقسیم

متکثر المعنی کی چار قسمیں ہیں:-

۱۔ مشترک ۲۔ منقول ۳۔ حقیقت ۴۔ مجاز

۱۔ مشترک کی تعریف: وہ اسم ہے، جو چند معانی میں سے ہر ایک کے لیے جدا جدا وضع کیا گیا ہو، جیسے لفظ عین جو آنکھ، آفتاب، چشمہ، گھٹنا، سونا وغیرہ میں سے ہر ایک کے لیے جدا جدا وضع کیا گیا ہے۔

۲۔ منقول کی تعریف: وہ اسم ہے، جو پہلے ایک معنی کے لیے موضوع ہو، پھر کسی مناسبت کی بناء پر دوسرے معنی میں مستعمل ہو، اور پہلا معنی بالکل متروک ہو، جیسے لفظ ”دابہ“ پہلے ہر زمین پر چلنے والے کے لیے موضوع تھا، پھر اس کا استعمال صرف چوپائے کے لیے ہونے لگا، اور پہلا معنی متروک ہوا۔ یا جیسے حج کا معنی قصد کرنے کے ہیں، پھر یہ ایک مخصوص عبادت میں استعمال ہونے لگا، پہلا معنی متروک ہوا۔

۳۔ حقیقت کی تعریف: وہ اسم ہے، جو اپنے معنی موضوع لہ میں مستعمل ہو، جیسے ”اسد“ کا استعمال شیر کے معنی میں۔

۴۔ مجاز کی تعریف: وہ اسم ہے، جو کسی مناسبت کی وجہ سے غیر معنی موضوع لہ میں مستعمل ہو، جیسے ”اسد“ کا استعمال بہادر آدمی میں۔  
وجہ حصر: اسم متکثر المعنی دو حال سے خالی نہیں، اس کی وضع اپنے افراد کے لیے علی سبیل الاستواء ہوگی یا نہیں، اگر ہو تو مشترک، اور اگر نہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں ایک معنی کے لیے موضوع اور دوسرے میں مستعمل ہو تو پہلا معنی متروک ہو گیا نہیں، اگر متروک ہو تو منقول اور اگر متروک نہ تو پھر دو حال سے خالی نہیں، معنی موضوع لہ میں مستعمل ہو گیا یا غیر معنی موضوع لہ، اگر معنی موضوع لہ میں مستعمل ہو تو حقیقت، اور اگر غیر معنی موضوع لہ میں مستعمل ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، کسی علاقہ (مناسبت) کی وجہ سے مستعمل ہو گیا نہیں، اگر نہ تو مرتجل اور اگر ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، علاقہ تشبیہ کا ہو گا یا غیر تشبیہ کا ہو گا، اگر غیر تشبیہ کا ہو تو مجاز مرسل اور اگر تشبیہ کا ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، ادا تشبیہ مذکور ہوں گے یا نہیں، اگر ہوں تو تشبیہ اور اگر نہ ہوں تو استعارہ۔ (۱)

پھر ناقل کے اعتبار سے منقول کی تین قسمیں ہیں:-

۱۔ شرعی ۲۔ عرفی ۳۔ اصطلاحی

وجہ حصر: ناقل اہل شرع ہوں گے یا نہیں، اگر اہل شرع ہوں تو منقول شرعی جیسے لفظ ”صلوٰۃ“ وغیرہ، اور اگر نہ ہوں تو پھر دو حال سے خالی

=====

(۱) تشبیہ، مجاز مرسل اور استعارہ کی تفصیل کے لیے دیکھئے ہماری کتاب قواعد البلاغۃ۔

نہیں، عرف خاص ہوگا یا عرف عام ہوگا، اگر عرف خاص ہو تو منقول اصطلاحی جیسے اسم، فعل وغیرہ، اور اگر عرف عام ہو تو منقول عرفی جیسے لفظ ”دآبہ“ وغیرہ۔

### قواعد

- قاعدہ نمبر ۱: جمہور مناطقہ کے نزدیک اعلام بعض منقول ہیں اور بعض مرتجل ہیں، لیکن امام سیبویہ کے نزدیک تمام منقولات ہیں (۱)۔
- قاعدہ نمبر ۲: امام سیبویہ کے نزدیک منقول منہ اور منقول الیہ میں مناسبت کوئی شرط نہیں، اس لیے ان کے نزدیک مرتجل منقول کی ایک قسم ہے، لیکن جمہور کے نزدیک منقول منہ اور منقول الیہ میں مناسبت شرط ہے، اس لیے ان کے نزدیک منقول اور مرتجل آپس میں قسم ہیں (۲)۔
- قاعدہ نمبر ۳: تمام اصطلاحات شرعیہ منقول شرعی ہیں (۳)۔
- قاعدہ نمبر ۴: فنون کے جملہ اصطلاحات از قبیل منقول اصطلاحی ہیں (۴)۔
- قاعدہ نمبر ۵: منقول میں معنی ثانی منقول الیہ اور معنی اول منقول منہ کہلاتا ہے (۵)۔
- قاعدہ نمبر ۶: بسا اوقات منقول میں معنی اولی (منقول منہ) اصلاً مجہور ہوتا ہے (۶)۔
- قاعدہ نمبر ۷: اگر منقول میں وضع خاص کا ملاحظہ ہو تو منقول تعینی ہوگا جیسے کسی نو مولود بچے کا نام زید یا عمرو وغیرہ رکھنا، اور اگر وضع کا ملاحظہ نہ ہو تو منقول تعینی کہلاتا ہے جیسے لفظ ”صلوٰۃ“، اور ”حج“ وغیرہ (۷)۔
- قاعدہ نمبر ۸: اگر ناقل معین ہو تو منقول تعینی کہلائے گا اور اگر ناقل غیر معین ہو تو منقول تعینی ہوگا (۸)۔
- قاعدہ نمبر ۹: اکثر منقولات اصطلاحیہ اور شرعیہ از قبیل منقول تعینی کہلاتے ہیں (۹)۔
- قاعدہ نمبر ۱۰: اکثر اعلام شخصیہ از قبیل اسمائے مرتجلہ ہیں (۱۰)۔
- قاعدہ نمبر: مشترک اس کو کہتے ہیں کہ جو ہر معنی کے لیے علیحدہ علیحدہ وضع کیا گیا ہو۔ ☆

=====

- (۱) ضیاء النجوم: ۴۲، سلم العلوم: ۴۲.. (۲) اسعاد الفہوم: ۱/۴۷. (۳) دورس المنطق: ۱۹.
- (۴) دورس المنطق: ۱۹. (۵) دورس المنطق: ۱۹. (۶) دورس المنطق: ۱۹.
- (۷) دورس فی علم المنطق: ۴۳-۴۴. (۸) المرشد فی علم المنطق: ۷۳، المنطق للمظفر: ۴۲.
- (۹) المرشد فی علم المنطق: ۷۳، المنطق للمظفر: ۴۲. (۱۰) دورس فی علم المنطق: ۴۳، المرشد فی علم المنطق: ۷۳، المنطق للمظفر: ۴۲.
- ☆ مشترک کے بارے میں پانچ طرح سے اختلاف ہے: ۱۔ مشترک ممکن ہے یا نہیں؟ ۲۔ اگر ممکن ہے تو واقع ہے یا نہیں؟ ۳۔ اگر واقع ہے تو ضدین کے درمیان واقع ہوتا ہے یا نہیں؟ ۴۔ اگر ضدین کے درمیان واقع ہے تو اس میں عموم ہے یا نہیں؟ ۵۔ اگر عموم ہے تو حقیقہ ہے یا مجازاً؟ صاحب سلم العلوم نے ان سب کا ایک جملے میں دیا ہے کہ مشترک ممکن ہے اور واقع ہے حتیٰ کہ ضدین کے درمیان بھی واقع ہے، البتہ اس میں عموم حقیقہ نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے: اسعاد الفہوم: ۴۳/۱۔



قاعدہ نمبر ۱۱: اسمائے مرتجلہ میں وضع اولی کا ملاحظہ نہیں ہوتا (۱)۔ ☆

قاعدہ نمبر ۱۲: مجاز منقول اور مشترک سے اولی ہوتا ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۳: مجاز اور مشترک کا حدود اور براہین میں استعمال جائز نہیں، بشرطیکہ کوئی قرینہ نہ ہو (۳)۔

قاعدہ نمبر ۱۴: جمہور کے نزدیک مفرد اور مرکب میں ترادف متحقق نہیں ہو سکتا، البتہ عند البعض متحقق ہو سکتا ہے (۴)۔

## تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ میں منقول، مشترک، حقیقت اور مجاز کی تعیین کریں، نیز منطقی تطبیق کریں۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ . إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ . إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا . إِنِّي أَرَانِي أَعِصِرُ خَمْرًا . إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ . وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ رِزْقًا . الاسم ما دل على معنى فى نفسه . زيد . زيد حمار . فى قلوبهم مرض . بل نَقِذِفْ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ . وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ . بايعت العين بالعين . وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا . طلعت العين . تجرى الجارية فى البحر . وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً . وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ . وقوى عينا . إن الله كتب عليكم الحج . جهاد كن الحج . الصوم جنة . الزكاة قنطرة الإسلام . الحج والعمرة فريضتان . زيد أسد . يجعلون أصابهم فى آذانهم . الذابة: هى ذات القوائم الأربع . عمرو . نزلت السماء على الأرض . إنك بأعيننا .

حل شدہ مثال:

..... الصَّلَاةُ .

موجود موجود فی الخ ..... مفرد اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال نہیں ..... مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزاء لفظ معنی دار نہیں ..... اسم اس لیے کہ مستقل بالمفہومیت غیر مقرر بالزمان ہے ..... منقول منقول شرعی اس لیے ناقل اہل شرع ہیں۔

=====

(۱) دورس فی علم المنطق: ۴۳، المنطق للمنطق: ۴۲، (۲) سلم العلوم: ۴۳.

(۳) سلم العلوم: ۴۴، دورس المنطق: ۱۹، (۴) ضیاء الخوم: ۴۵.

☆ اس میں اختلاف ہے کہ مرتجل کو مشترک میں داخل کیا جائے یا منقول میں۔ بعض لوگ اول کے قائل ہیں اور بعض ثانی کے۔ جو حضرات مشترک میں داخل کرتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ جس طرح مشترک میں معانی کثیرہ کے لیے وضع ہوتی ہے بغیر مناسبت کے۔ اسی طرح بغیر مناسبت کے اس میں بھی معانی کثیرہ کے لیے وضع ہے جو منقول میں داخل ماننے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ مرتجل میں معنی اول سے معنی ثانی کی طرف نقل پائی جاتی ہے اور مشترک میں معنی اول سے معنی ثانی کی طرف نقل نہیں پائی جاتی، بلکہ ہر معنی کے لیے علیحدہ علیحدہ وضع ہوتی ہے، لہذا اس کو منقول سے مناسبت ہوئی نہ کہ مشترک سے۔ اس لیے منقول میں داخل ہونا چاہیے، لیکن یہ نزاع لفظی ہے۔ اس لیے کہ جن کے نزدیک مشترک میں یہ شرط ہے کہ اس کے معانی کے درمیان نقل کا تخلل نہ ہو ان کے نزدیک مرتجل مشترک سے خارج ہے اور منقول میں داخل ہے، کیونکہ اس میں نقل کا تخلل ہے اور جن کے نزدیک عدم تخلل نقل مشترک میں شرط نہیں ان کے نزدیک مرتجل مشترک میں داخل ہے۔ (اسعاد الفہوم: ۱/۴۶)

## فصل سیزدہم: مرکب کی تقسیم

مرکب کی دو قسمیں ہیں ☆:- ۱۔ مرکب تام ۲۔ مرکب ناقص

۱۔ مرکب تام کی تعریف: وہ مرکب ہے، جس سے سامع کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو، جیسے ”زید قائم“ وغیرہ۔

۲۔ مرکب ناقص کی تعریف: وہ مرکب ہے، جس سے سامع کو کوئی خبر یا طلب معلوم نہ ہو، جیسے ”غلام زید“ وغیرہ۔

وجہ حصر: سکوت متکلم مفید للسامع ہو گا یا نہیں، اگر ہو تو مرکب تام اور اگر نہ ہو تو مرکب ناقص۔

مرکب تام کی دو قسمیں ہیں:- ۱۔ خبر (قضیہ) ۲۔ انشاء

۱۔ خبر (قضیہ) کی تعریف: وہ مرکب تام ہے، جس میں صدق و کذب کا احتمال ہو، جیسے ”قام زید“ وغیرہ۔

۲۔ انشاء کی تعریف: وہ مرکب تام ہے، جس میں صدق و کذب کا احتمال نہ ہو، جیسے ”اضرب، لا تضرب“ وغیرہ۔

وجہ حصر: کلام متکلم محتمل صدق و کذب ہو گا یا نہیں، اگر ہو تو خبر (قضیہ) اور اگر نہ تو انشاء۔

وجہ حصر بالفاظ دیگر: مرکب تام کے ذریعے کسی واقعہ کی حکایت مقصود ہوگی یا نہیں، اگر ہو تو خبر (قضیہ) اور اگر نہ تو انشاء۔

## قواعد

قاعدہ نمبر ۱: مرکب تام کو قضیہ بھی کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: مناطقہ جملہ خبریہ کو عقد حمل اور انشاء کو معلوم تصوری بھی کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: مناطقہ عقد وضع کو ترکیب تقیدی اور عقد حمل کو ترکیب خبری بھی کہتے ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر ۴: سکوت متکلم مفید للسامع کا مطلب یہ ہے کہ متکلم اپنی کلام میں مسند (محمول) اور مسند الیہ (موضوع) ذکر کریں (۴)۔

=====

(۱) سلم العلوم: ۴۵۔ (۲) تحفہ شاہجہانی: ۷، کشاف اصطلاحات الفنون: ۱۱۹۳/۲۔

(۳) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱۱۹۳/۲۔ (۴) ضیاء العجوم: ۴۵، بدر النجوم: ۲۸۰۔

☆ مرکب کی اقسام سمجھنے سے پہلے یہ تمہید ذہن نشین رکھیں کہ جس طرح کہ تمام معاشرتی اور تمدنی امور کے کچھ شروط و قیود ہوتے ہیں جن کی پابندی موجب تحسین اور خلاف ورزی باعث تذلیل و ملامت سمجھی جاتی ہے اسی طرح تکلم اور گفتگو کے بھی کچھ شروط و قیود ہیں، مثلاً متکلم کا فرض منہی یہ ہے کہ مخاطب کو سمجھائے اور مخاطب کا فرض منہی یہ ہے کہ وہ سمجھے، اگر متکلم زیر بحث مضمون کو اتنے الفاظ کے ذریعہ بیان کر لے جن سے ایک متوسط فہم کا مخاطب اس مضمون کو سمجھ سکے تو اس قدر کہنے سے متکلم اور مخاطب اپنا اپنا فرض منہی (سمجھنے اور سمجھانے کا) ادا کر چکیں گے اور اب اگر وہ دونوں سلسلہ گفتگو منقطع کر لیں تو ان پر اپنے اپنے فرض منہی کے متعلق کوئی ملامت عائد نہ ہوگی۔ لیکن اگر متکلم نے ایسے الفاظ نہیں کہے جن سے متوسط فہم کا مخاطب زیر بحث مضمون سمجھ سکے تو ایسی حالت میں کلام کو تا تمام چھوڑ کر سلسلہ گفتگو منقطع کرنا دونوں کے فرض منہی کے خلاف ہوگا کہ متکلم سمجھانے سے پہلے خاموش کیوں ہوا اور مخاطب نہ سمجھنے پر بھی سوال سے خاموش کیوں رہا۔ اس واسطے ایسی حالت میں دونوں کا سکوت عرفاً ناجائز اور غیر صحیح تصور کیا جائے گا۔ اس تمہید کے بعد سمجھو کہ مرکب کی دو قسمیں ہیں مرکب تام اور مرکب ناقص۔

قاعدہ نمبر ۵: مفرد (جب محدود اور معرف واقع ہو) اور مرکب (جب حد اور معرف واقع ہو) میں بعض مناطقہ کے نزدیک ترادف ہے اور بعض حضرات ترادف کے قائل نہیں جیسے انسان اور حیوان ناطق (۱)۔

قاعدہ نمبر ۶: ہر وہ مرکب تام جس کے ذریعے کسی واقعہ اور نفس الامر سے حکایت اور نقل مقصود ہو تو وہ خبر اور قضیہ کہلاتا ہے (۲)۔ ☆  
قاعدہ نمبر ۷: خبر اور قضیہ میں محکی عنہ کا واقع اور نفس الامر میں ہونا ضروری ہے اور انشاء میں نہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر ۸: مناطقہ انشاء اور خبر کی توضیح کے لئے ایک عجیب و غریب مثال دیتے ہیں کہ اگر کسی مصور اور نقاش نے پہلی مرتبہ نقشہ بنایا ہو تو اس میں نہ غلط ہونے کا احتمال ہے اور نہ صحیح ہونے کا احتمال ہے یہ انشاء کی مثال ہے اور اگر مصور اور نقاش نے کسی صورت کو دیکھ کر نقشہ بنایا ہے تو اس میں صحیح اور غلط ہونے کا احتمال ہے، یہ خبر کی مثال ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۹: منطقی مرکب اور نحوی مرکب میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، منطقی مرکب عام مطلق ہے اور نحوی مرکب خاص مطلق ہے، ہر نحوی مرکب منطقی مرکب کہلاتا ہے اور ہر منطقی مرکب نحوی مرکب نہیں کہلاتا ہے، کیونکہ ضرب عند المناطقہ مرکب ہے، لیکن عند الخاقہ مفرد ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: مرکب تام کو محتمل صدق و کذب ہونے کی حیثیت سے خبر، حکم پر مشتمل ہونے کی حیثیت سے قضیہ، اور مفید حکم ہونے کی حیثیت سے اخبار کہتے ہیں، اس حیثیت سے کہ وہ دلیل کیساتھ طلب کیا جاتا ہے مطلوب کہا جاتا ہے، اور اس حیثیت سے کہ وہ دلیل کا جزء ہوتا ہے مقدمہ کہتے ہیں، اور اس حیثیت سے کہ وہ دلیل سے حاصل ہوتا ہے نتیجہ کہتے ہیں اور اس حیثیت سے کہ اس سے سوال کیا جاتا ہے مسئلہ کہتے ہیں اور اس حیثیت سے کہ کلی ہو تو قاعدہ اور قانون کہتے ہیں۔

=====

(۱) ضیاء النجوم ۴۵، (۲) سلم العلوم ۴۶، بدر النجوم: ۲۸۰، (۳) سلم العلوم ۴۶، بدر النجوم: ۲۸۰۔

(۴) سلم العلوم: ۱۰۵، بدر النجوم: ۲۸۱، (۵) مآرب الطلبة: ۵۰۶، (۶) التلویح علی التوضیح: ۶۱، الرشیدیہ فی المناظرہ: ۱۲، ۱۱۔

☆ خبر یا قضیہ اس قول کو کہتے ہیں جو صدق و کذب دونوں کا احتمال رکھے یا جس سے کہنے والے کو سچا بوجھنا کہہ سکیں۔ انشاء اس کو کہتے ہیں کہ نہ احتمال صدق و کذب رکھے اور نہ اس کے کہنے والے کو سچا بوجھنا کہہ سکیں۔ اب یہ امر بحث طلب ہے کہ خبر صدق و کذب کا احتمال کیوں رکھتا ہے اور انشاء کیوں نہیں رکھتا؟ تو اس کے لیے خود صدق و کذب کی ماہیت کے متعلق تحقیق کی ضرورت ہے اور وہ یہ ہے کہ اس عالم ہستی کے موجودات میں سے خواہ کسی موجود کو معین کر لو اور باقی تمام موجودات کو اس کی طرف منسوب کر لو تو تم کو صاف نظر آئے گا وہ تمام موجودات کیساتھ ہے نہیں ہے، اتحاد، عدم اتحاد، رشتہ، عدم رشتہ وغیرہ خاص تعلقات اور نسبتوں میں جکڑا ہوا ہے جیسے زید کی طرف موجودات میں سے علم، جہل، باپ، بیٹا، لائق نالائق وغیرہ کی نسبت کریں اور ہم اپنے کلام میں زید کیساتھ ان اشیاء کا وہی تعلق اور نسبت ظاہر کریں جن کیساتھ وہ واقع میں موصوف ہے تو ہمارا کلام سچا سمجھا جائے گا جس کی وجہ سے ہم بھی سچے کہے جائیں گے اور اگر اپنے کلام میں ایسی نسبت ظاہر کریں جو زید کیساتھ اس شئی کی واقعی نسبت کے خلاف ہو تو ہمارا کلام جھوٹا متصور ہوگا جس کی وجہ سے ہم بھی جھوٹے کہے جائیں گے اس معلوم ہوا کہ صدق و کذب کا اصلی باعث واقعی نفس الامر نسبت کی موجودگی ہے جو تمام خبری جملوں میں موجود ہے اور کلامی نسبت کی واقعی نسبت کیساتھ مطابقت کو صدق کہتے ہیں اور مخالفت کو کذب اور تمام خبری جملوں میں چونکہ واقعی نسبت موجود ہوتی ہے اس لیے کہ وہ صدق و کذب کا احتمال بھی رکھتے ہیں اور انشاء میں چونکہ واقعی نفس الامری نسبت نہیں ہوتی بلکہ اس میں نئی نسبت کے ایجاد کا مطالبہ ہوتا ہے اس لیے وہ صدق و کذب کا احتمال بھی نہیں رکھتا۔ (معین المنطق: ۶۲-۶۳)

## تمرین

امثلہ ذیل میں مرکب تام اور مرکب ناقص کی تعیین کریں، نیز منطقی تطبیق کریں۔

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ، الْحَيَاةُ الدُّنْيَا، أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ، وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ، إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ، عَالِمُ الْغَيْبِ، أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ، وَاللَّهُ، انْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ، كُلُّ شَيْءٍ، لَعَلَى آتِيكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ، لَعَلَى أَعْمَلُ صَالِحًا، رَبَّنَا، إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ، أَفَأَنْبِئُكُمْ بِشَرٍّ مِنْ ذَلِكَ، يَا أَيَّتِي اتَّخَذَتْ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا، يَا أَيَّتِ قَوْمِي يَعْلَمُونَ، لِقَاءَ يَوْمِكُمْ، يَا حَسْرَةَ عَلَى الْعِبَادِ، إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُبِينٌ، إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا، عِيَادَةُ الْمَرِيضِ أَوَّلَ يَوْمِ سُنَّةٍ، مَوْتُ الْبَنَاتِ مِنَ الْمَكْرَمَاتِ، الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى، إِنَّ لِلْمُهَاجِرِينَ مَنَابِرَ مِنْ ذَهَبٍ يَجْلِسُونَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

## حل شدہ مثالیں

❖..... إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ.

موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے..... علم اس لیے کہ حصول صورتہ اشئی فی العقل ہے..... علم حصولی اس لیے کہ شئی معلوم کی صورت عند المدرك موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے..... تصدیق اس لیے کہ علم مع الحکم ہے..... تصدیق کی پہلی قسم یقین اس لیے کہ موضع یقین میں ہے..... تصدیق نظری کسی اس لیے کہ محتاج الی الدلیل ہے..... دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال ہے..... دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضح ہے..... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے..... مرکب اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال ہے..... مرکب تام اس لیے کہ سکوت متکلم مفید للسامع ہے..... خبر قضیہ اس لیے کہ کلام محتمل صدق و کذب ہے۔

❖..... أَطِيعُوا اللَّهَ.

موجود موجود ذہنی الخ..... مرکب اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال ہے..... مرکب تام اس لیے کہ سکوت متکلم مفید للسامع ہے..... انشاء معلوم تصوری اس لیے کہ کلام محتمل صدق و کذب نہیں۔

## فصل چہارم مرکب ناقص کی تقسیم

مرکب ناقص کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ مرکب تقیدی ۲۔ مرکب غیر تقیدی

۱۔ مرکب تقیدی کی تعریف: وہ مرکب ہے، جس کا دوسرا جزء پہلے جزء کے لیے قید بن رہا ہو، جیسے ”غلام زید“ میں دوسرا جزء ”زید“ پہلے جزء ”غلام“ کے لیے قید ہے۔  
مرکب تقیدی کی تین قسمیں ہیں:-

۱۔ مرکب اضافی، جیسے ”غلام زید“ ۲۔ مرکب توصیفی، جیسے ”رجل عالم“ ۳۔ مرکب حالی (حال ذوالحال کا مجموعہ)، جیسے ”جاء زید را کبا۔“

۲۔ مرکب غیر تقیدی کی تعریف: وہ مرکب ہے، جس کا دوسرا جزء پہلے جزء کے لیے قید نہ ہو، جیسے ”بعلبک“ اور ”خمسة عشر“ وغیرہ۔  
مرکب غیر تقیدی کی چھ قسمیں ہیں:-

۱۔ مرکب بنائی (عددی) جیسے ”خمسة عشر“ ۲۔ مرکب منع صرف، جیسے ”بعلبک“ ۳۔ مرکب صوتی جیسے ”سیدویہ“ اور ”زنجویہ“ وغیرہ ۴۔ مرکب من أداة واسم جیسے ”فی الدار“ ۵۔ مرکب من أداة وکلمة جیسے ”لن يضرب“ ۶۔ مرکب من ادا تین جیسے ”لفی“۔  
وجہ حصر: جزء ثانی جزء اول کے لیے قید ہوگا یا نہیں، اگر ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، باعتبار اضافت ہوگا یا باعتبار صفت ہوگا، یا باعتبار حالت ہوگا، اگر باعتبار اضافت ہو تو مرکب اضافی اور اگر باعتبار صفت ہو تو مرکب توصیفی اور اگر باعتبار حالت ہو تو مرکب حالی، اگر جزء ثانی جزء اول کے لیے قید نہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، جزء ثانی صوت ہوگی یا نہیں، اگر ہو تو مرکب صوتی، اور اگر نہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، جزء ثانی متضمن بحرف ہوگا یا نہیں، اگر ہو تو مرکب بنائی اور اگر نہ ہو تو مرکب منع صرف۔

### قواعد

قاعدہ نمبر ۱: قید وہ مفہوم ہے، جو دوسرے کے اندر ملحوظ ہو، اور مقید وہ چیز ہے، جس میں اپنے معنی کے علاوہ کوئی دوسرا مفہوم بھی ملحوظ ہو، جیسے ”غلام زید“ یعنی ایسا غلام جس میں زید کی ملکیت کا مفہوم ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: تصورات میں مرکب تقیدی عمدہ کہلاتی ہے (۲)۔

=====

(۱) توضیح المنطق: ۱۸۔

(۲) کبری: ۲۸۔

قاعدہ نمبر ۳: مرکب تقيیدی کے درمیان جوڑ کو نسبت تقيید یہ کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۴: ہر وہ مرکب ناقص جس میں دو جزوں کے ملانے سے جملہ (قضیہ) نہ بن سکے، لیکن ایک دوسرے کے لئے قید ہوں تو وہ مرکب تقيیدی کہلاتا ہے جیسے مرکب اضافی، مرکب توصیفی، مرکب حالی، مرکب تمیزی (مميز اور تمیز کا مجموعہ)، مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ، فعل اور مفعول، فعل اور مفعول مطلق، موصول اور صلہ، ظرف اور مظهر و غیرہ (۲)۔

قاعدہ نمبر ۵: جار مجرور مرکب غیر تقيیدی ہوتا ہے، لیکن اپنے متعلق سے مل کر مرکب تقيیدی بن جاتے ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر ۶: اعلام مرکبہ (خواہ مرکب اضافی ہو یا مرکب منع صرف ہو یا مرکب صوتی ہوں) بعد از علمیت مفرد کی قسم ثالث کہلاتے ہیں (۴)۔  
قاعدہ نمبر ۷: مرکب من اداة واسم جیسے ”فی الدار“ (یہاں ”فی“ ظرفیت کلی کے لئے مستعمل نہیں، بلکہ ظرفیت جزئی کے لئے مستعمل ہے، ورنہ پھر یہ مرکب تقيیدی کی مثال ہوگی) اور مرکب من اداة وکلمۃ جیسے ”لم يضرب“ مرکب غیر تقيیدی کہلاتے ہیں (۵)۔

قاعدہ نمبر ۸: مرکب بنائی کو مرکب عددی اور مرکب منع صرف کو مرکب امتزاجی بھی کہتے ہیں (۶)۔

### تمرین

درج ذیل مثالوں میں مرکب ناقص کی جملہ اقسام کی نشاندہی کریں، نیز منطقی تطبیق کریں۔

زَلَزَلَةُ السَّاعَةِ. شَيْءٌ عَظِيمٌ. مِنْ تُرَابٍ. خُمُسَةُ عَشَرَ. جَاءَ زَيْدٌ وَهُوَ يَسْكِي. كِتَابٌ مُبِيرٌ. لَنْ يَنْصُرَ. مِنْ  
عَلَقَةٍ. فِي الْأُسْبُوعِ سَبْعَةِ أَيَّامٍ. لَفِي. لَنْ يَنَالَ. لَا يُحِبُّ. فِي الْمَسْجِدِ عَشْرَةُ أَعْمَدَةٍ. مِنْ عِلْمٍ. فِيضٌ  
آبَادٍ. ذَاتُ الْيَمِينِ. ذَاتُ الشَّمَالِ. مِنْ نُطْقَةٍ. لَمْ. سَيَّوِيهِ. أَحَدُ عَشَرَ. اسْلَامٌ آبَادٍ. زَنْجُوِيهِ. مَسْكَوِيهِ.  
فِي الشَّجَرَةِ تِسْعَةُ عَشَرَ غَصْنًا. مِنْهُمْ. رَجَعَ الْقَائِدُ مَنْصُورًا. عَمَّا. أُحِبُّ التَّلْمِيذَ مُجْتَهِدًا. بَعْلَبَك.  
بَيْتٌ لِحِمٍّ. حَضَرُ مَوْتٍ. بَرَزَوِيهِ؟. نَفْطَوِيهِ. خَالَوِيهِ. عَمْرَوِيهِ. حَمْدَوِيهِ. ثَلَاثَةُ عَشَرَ. لَنْ. أَنْ جَاءَ.

=====

(۱) توضیح المنطق: ۱۸. (۲) اساس المنطق: ۱۸/۱. (۳) اساس المنطق: ۱۸/۱.

(۴) ہامش ضیاء السالک إلى أوضح المسالک: ۱۳۲/۱، ہامش انخوا الوافی: ۳۰۲/۱. (۵) قطبی: ۷۳، تہذیب شاہ جہانی: ۲۱، بدیع المیزان: ۲۴.

(۶) سلم العلوم: ۳۸، انخوا الوافی: ۳۰۰/۱، شرح الأشمونی علی کفییۃ ابن مالک: ۱۱۶/۱.

☆ واضح رہے کہ جس طرح نحو میں جملہ موصول کے لیے صلہ، مبتداء کے لیے خبر، موصوف کی صفت، ذوالحال کا حال بن جاتا ہے اسی طرح منطق میں بسا اوقات قضیہ ذوالحال موصوف کے بعد آ جانے سے مرکب تقيیدی کا جزء بن جاتا ہے، بلکہ کبھی جملہ کبری کے تحت آنے کے بعد انشاء بن کر قضیہ کی تعریف سے خارج ہو جاتا ہے، جیسے ﴿قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُمْ عَلَيَّكُمْ﴾ میں ﴿لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُمْ عَلَيَّكُمْ﴾ قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ ہے، لیکن اس سے پہلے ”قُلْ“ ہے اس کو موضوع ”انت“ ہے اور محمول ”قُلْ“ ہے جس کے لیے قضیہ شرطیہ قید ہے، لہذا ”قُلْ“ مقید اس قید سے مل کر مرکب تقيیدی ہو کر محمول بن رہا ہے، چونکہ امر ہے اس لیے قضیہ نہیں بلکہ انشاء بنے گا۔

## حل شدہ مثالیں

..... عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ.

موجود موجود یعنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے..... علم اس لیے کہ حصول صورۃ الاشیء فی العقل ہے..... علم حصولی اس لیے کہ شئی معلوم کی صورت عند المدرك موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے..... تصدیق اس لیے کہ علم مع الحکم ہے..... تصدیق کی پہلی قسم یقین اس لیے کہ موضع یقین میں ہے..... تصدیق نظری کسی اس لیے کہ محتاج الی الدلیل ہے..... دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال لفظ ہے..... دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضح ہے..... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے..... مرکب اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال ہے..... مرکب تام اس لیے کہ سکوت متکلم مفید للسامع ہے..... خبر قضیہ اس لیے کہ کلام متکلم محتمل صدق و کذب ہے۔

باز ”عَذَابُ الْقَبْرِ“..... موجود موجود یعنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے..... علم اس لیے کہ حصول صورۃ الاشیء فی العقل ہے..... علم حصولی اس لیے کہ شئی معلوم کی صورت عند المدرك موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے..... تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے..... تصور کی تیسری قسم نسبت ناقصہ..... تصور نظری کسی اس لیے کہ محتاج الی التعریف ہے..... دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال لفظ ہے..... دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضح ہے..... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے..... مرکب اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال ہے..... مرکب ناقص اس لیے کہ سکوت متکلم مفید للسامع نہیں..... مرکب ناقص تقیدی اس لیے کہ جزء ثانی جزء اول کے لیے قید ہے۔

باز ”عَذَابُ“..... موجود موجود یعنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے..... علم اس لیے کہ حصول صورۃ الاشیء فی العقل ہے..... علم حصولی اس لیے کہ شئی معلوم کی صورت عند المدرك موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے..... تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے..... تصور کی پہلی قسم..... تصور بدیہی ضروری اس لیے کہ محتاج الی التعریف نہیں ہے..... دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال لفظ ہے..... دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضح ہے..... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے..... مفرد اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال نہیں..... مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزاء لفظ معنی دار نہیں..... اسم اس لیے کہ مستقل بالمفہومیت غیر مقترن بالزمان ہے..... کلی متواطی اس لیے کہ اس کا صدق اپنے افراد پر علی سبیل الاستواء ہے۔

”الْقَبْرِ“..... موجود موجود یعنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے..... علم اس لیے کہ حصول صورۃ الاشیء فی العقل ہے..... علم حصولی اس لیے کہ شئی معلوم کی صورت عند المدرك موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے..... تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے..... تصور کی پہلی قسم..... تصور نظری کسی اس لیے کہ محتاج الی التعریف ہے..... دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال لفظ ہے..... دلالت لفظیہ

وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضح ہے..... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے..... مرکب اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال ہے..... مرکب ناقص اس لیے کہ سکوت متکلم مفید للمانع نہیں..... مرکب غیر تفیدی اس لیے کہ جزء ثانی جزء اول کے لیے قید نہیں..... مرکب ناقص کی چھٹی قسم مرکب من اداءۃ واسم۔

”اَل“ موجود موجودہی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے..... علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشیء فی العقل ہے..... علم حصولی اس لیے کہ شئی معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے..... تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے..... تصور کی پہلی قسم..... تصور بدیہی ضروری اس لیے کہ محتاج الی التعریف نہیں ہے..... دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال لفظ ہے..... دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضح ہے..... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے..... مفرد اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال نہیں..... مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزاء لفظ معنی دار نہیں..... ادات ادات غیر زمانیہ اس لیے کہ غیر مقترن بالزمان ہے۔

”قَبْر“ موجود موجودہی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے..... علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشیء فی العقل ہے..... علم حصولی اس لیے کہ شئی معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے..... تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے..... تصور کی پہلی قسم..... تصور بدیہی ضروری اس لیے کہ محتاج الی التعریف نہیں ہے..... دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال لفظ ہے..... دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضح ہے..... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے..... مفرد اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال نہیں..... مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزاء لفظ معنی دار نہیں..... اسم اس لیے کہ مستقل بالمفہومیت غیر مقترن بالزمان ہے..... کلی متواطی اس لیے کہ اس کا صدق اپنے افراد پر علی سبیل الاستواء ہے۔

”حَقِّ“ موجود موجودہی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے..... علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشیء فی العقل ہے..... علم حصولی اس لیے کہ شئی معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے..... تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے..... تصور کی پہلی قسم..... تصور بدیہی ضروری اس لیے کہ محتاج الی التعریف نہیں ہے..... دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال لفظ ہے..... دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضح ہے..... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے..... مفرد اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال نہیں..... مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزاء لفظ معنی دار نہیں..... اسم اس لیے کہ مستقل بالمفہومیت غیر مقترن بالزمان ہے..... کلی متواطی اس لیے کہ اس کا صدق اپنے افراد پر علی سبیل الاستواء ہے۔

..... إِيَّاكَ نَعْبُدُ.

موجود موجودہی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے..... علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشیء فی العقل ہے..... علم حصولی اس لیے کہ شئی معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے..... تصدیق اس لیے کہ علم مع الحکم ہے..... تصدیق کی



یہی قسم یقین اس لیے کہ موضع یقین میں ہے..... قصد بق نظر کی کسی اس لیے کہ محتاج الی الدلیل ہے..... دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال لفظ ہے..... دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضح ہے..... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے..... مرکب اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال ہے..... مرکب تام اس لیے کہ سکوت متکلم مفید للسامع ہے..... خبر قضیہ اس لیے کہ کلام متکلم محتمل صدق و کذب ہے۔

”إِيَّاكَ“ موجود موجود یعنی الخ۔۔۔۔۔ مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزاء لفظ معنی دار نہیں..... اسم اس لیے کہ مستقل بالمفہومیت غیر مقرر بالزمان ہے..... جزئی حقیقی اس لیے کہ متعین شخص ہے۔

”نَعْبُدُ“ موجود موجود یعنی الخ۔۔۔۔۔ مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزاء لفظ معنی دار نہیں..... کلمہ اس لیے کہ مستقل بالمفہومیت مقرر بالزمان ہے..... اس میں ”نحن“ ضمیر موجود موجود یعنی الخ۔۔۔۔۔ مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزاء لفظ معنی دار نہیں..... اسم اس لیے کہ مستقل بالمفہومیت غیر مقرر بالزمان ہے..... جزئی حقیقی اس لیے کہ متعین شخص ہے۔

## باب دوم

یہ باب درج ذیل سولہ فصلوں پر مشتمل ہے:

❖ فصل اول مفہوم کا بیان۔ ❖ فصل دوم خارج کے اعتبار سے کلی کی تقسیم۔ ❖ فصل سوم حقیقت اور ماہیت کا بیان۔ ❖ فصل چہارم کلی کی تقسیم۔ ❖ فصل پنجم کلی ذاتی کا بیان۔ ❖ فصل ششم جنس، فصل اور نوع کی تقسیم۔ ❖ فصل ہفتم جنس قریب اور بعید کی معرفت کا قاعدہ۔ ❖ فصل ہشتم مانوق اور ماتحت کے اعتبار سے فصل کی تقسیم۔ ❖ فصل نہم مراتب الاجناس اور مراتب الانواع کا بیان۔ ❖ فصل دہم کلی عرضی کا بیان۔ ❖ فصل یازدہم وجود کے اعتبار سے عرض لازم کی تقسیم۔ ❖ فصل دوازدہم کلی کی تقسیم۔ ❖ فصل سیزدہم مطالب اور ماہیت کا بیان۔ ❖ فصل چہار دہم نسب اربعہ کا بیان۔ ❖ فصل پانزدہم تعریف، معرف اور قول شارح کا بیان۔ ❖ فصل شانزدہم تعریف صحیح کے شرائط۔

## فصل اول: مفہوم کا بیان

مفہوم کی تعریف: ما حصل فی الذہن۔ جو معنی ذہن میں حاصل ہو۔ یعنی ذہن میں جب کسی چیز کی صورت آتی ہے تو اس صورتِ ذہنی کو اس چیز کا علم، معنی اور مفہوم کہتے ہیں۔

مفہوم کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ کلی ۲۔ جزئی

۱۔ جزئی کی تعریف: وہ مفہوم ہے، جس کا مصداق شخص معین ہو، جیسے زید کا مفہوم، یعنی زید کی جو صورت ہمارے ذہن میں موجود ہے وہ اسی شخص پر صادق آتا ہے، جس کا نام زید ہے۔

۲۔ کلی کی تعریف: وہ مفہوم ہے، جس کا مصداق متعدد افراد ہو، خواہ وہ افراد موجود ہوں یا نہ ہوں، جیسے انسان کا مفہوم زید، عمرو، بکرو وغیرہ بہت افراد پر صادق آتا ہے، یا جیسے شمس و قمر کا مفہوم بہت سے افراد پر صادق آ سکتا ہے، اگرچہ خارج میں ایک ہی فرد موجود ہے۔  
وجہ حصر: نفس تصور کسی شے کے مفہوم کا شرکت علی کثیرین سے مانع ہوگا یا نہیں، اگر ہو تو جزئی، اور اگر نہ ہو تو کلی۔  
مذکورہ تعریف کے مطابق کلی کو کلی حقیقی اور جزئی کو جزئی حقیقی کہتے ہیں۔

کلی اور جزئی کی دوسری تعریف: ۱۔ کلی اضافی ۲۔ جزئی اضافی

۱۔ کلی اضافی کی تعریف: ہر وہ مفہوم ہے، جس کے افراد دوسرے مفہوم کے اعتبار سے زیادہ ہوں جیسے کلمہ کے افراد اسم، فعل اور حرف کے افراد سے زیادہ ہیں، لہذا یہ کلی اضافی ہیں۔

۲۔ جزئی اضافی کی تعریف: ہر وہ مفہوم ہے، جس کے افراد دوسرے مفہوم کے اعتبار سے کم ہوں جیسے اسم کے افراد کلمہ کے افراد سے کم ہیں، لہذا یہ جزئی اضافی ہے۔

وجہ حصر: کلی کا مفہوم اعم تحتہ الاخص ہوگا یا اخص تحتہ الاعم ہوگا، اگر اعم تحتہ الاخص ہو تو کلی اضافی اور اگر اخص تحتہ الاعم ہو تو جزئی اضافی۔

## قواعد

قاعدہ نمبر ۱: مفہوم کو علم، صورت، معنی، مدلول اور موجود ذہنی بھی کہتے ہیں (۱)۔

=====

(۱) توضیح المنطق: ۱۹، شرح تہذیب: ۳۹۔

☆ کلی اور جزئی کو سمجھنے سے پہلے تمہید کے طور پر یہ بات ذہن نشیں رکھیں کہ ذہن میں جب کسی چیز کی صورت آتی ہے تو اس صورتِ ذہنی کو اس چیز کا علم، معنی اور مفہوم کہتے ہیں، اس مفہوم کی دو قسمیں ہیں: کلی اور جزئی۔ جزئی چونکہ زید، عمرو، بکرو وغیرہ کی طرح خاص معین چیز کی صورت اور فوٹو ہوتا ہے، اس لیے وہ ساری موجودات میں سے اس معین چیز کے سوا کسی پر صادق نہیں آ سکتی اور کلی کے معنی میں چونکہ تعین اور تشخص نہیں ہوتا، اس لیے وہ اپنے معنی کی عمومیت کی وجہ سے افراد کثیرہ پر صادق آنے کی صلاحیت رکھتی ہے جو اس کلی کے افراد اور جزئیات کہلاتی ہے۔

قاعدہ نمبر ۲: معروف بمنزلہ جزئی اور نکرہ بمنزلہ کلی ہوتا ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۳: اکثر اسماء اور اعلام جزئی کہلاتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۴: تمام نکرے کلی ہیں اور وہ معارف (جیسے الف لام عہد ذہنی کا مدخول) جو نکرہ کی قوت میں ہوتے ہیں وہ بھی کلی کہلاتے ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر ۵: الف لام جنسی، استغراقی اور عہد ذہنی کا مدخول کلی ہوتا ہے، البتہ عہد خارجی کا مدخول جزئی کہلاتا ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۶: کلی اضافی اخص مطلق اور کلی حقیقی اعم مطلق ہے، یعنی ہر کلی اضافی کلی حقیقی ہوتی ہے، لیکن ہر کلی حقیقی کلی اضافی نہیں ہو سکتی ہے جیسے کلیات فرضیہ (لاشی، لاموجود) وغیرہ (۵)۔

قاعدہ نمبر ۷: ہر اعم تحتہ الاخص کلی اضافی ہوتا ہے اور ہر اخص تحتہ الاعم جزئی اضافی کہلاتا ہے (۶)۔

قاعدہ نمبر ۸: جزئی اضافی ہر وہ مفہوم ہے جو دوسری کلی کے تحت داخل ہو، خواہ اس میں تلکثر جائز ہو یا نہ ہو (۷)۔

قاعدہ نمبر ۹: کلی حقیقی اور جزئی حقیقی باہم قسیمین ہیں، لہذا کوئی کلی حقیقی جزئی حقیقی نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی جزئی حقیقی کلی حقیقی ہو سکتی ہے (۸)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: جملہ کلیات فرضیہ کلی حقیقی ہیں (۹)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: جزئی حقیقی اخص مطلق اور جزئی اضافی اعم مطلق ہے، یعنی ہر جزئی حقیقی جزئی اضافی ہو سکتی ہے، لیکن ہر جزئی اضافی جزئی حقیقی نہیں ہو سکتی ہے (۱۰)۔

قاعدہ نمبر: منطق کی غرض مناسب معلومات کے ذریعہ سے مجہولات حاصل کرنا ہے اور جزئیات یہ کام نہیں دے سکتا، کیونکہ اول تو جزئیات میں بتائیں کی وجہ سے وہ مناسبت ہی نہیں پائی جاتی جو ایک دوسرے کے حصول کا ذریعہ ہوتی ہے، دوم وہ اپنی کثرت کی وجہ سے اس قدر بے شمار ہیں کہ انسان اپنی مختصر عمر میں اس کے لاکھوں حصوں میں سے کیا ایک حصہ کے حصول پر بھی قدرت نہیں پاسکتا، برخلاف اس کے صرف ایک ہی کلی کی معرفت بے شمار جزئیات کے حصول کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ اسی وجہ سے منطق اپنی بحث صرف کلیات ہی میں محدود رکھتے ہیں اور جزئیات سے بحث ہی نہیں کرتے۔ (۱۱)

قاعدہ نمبر ۱۲: جزئی اضافی کو جزئی اضافی اس لیے کہتے ہیں کہ اس کا جزئی ہونا اپنی ذات کی وجہ سے نہیں، بلکہ غیر کی وجہ سے ہے، اور وہ غیر کلی ہے جس کے تحت یہ مندرج ہے (۱۲)۔

=====

(۱) تسہیل المنطق نذیر: ۵۵۔ (۲) ضوابط المعرفة: ۳۴۔ (۳) ضوابط المعرفة: ۳۵۔

(۴) ملخص تحفہ شاہجہانی: ۱۰۔ (۵) شرح مطالع: ۴۵، تحفہ شاہجہانی: ۵۸۔

(۶) شرح مطالع: ۴۵، فن المنطق: ۱۷، تحفہ شاہجہانی: ۵۸، میزان المنطق: ۶۴۔ (۷) شرح مطالع: ۴۳، بدرا الخوم: ۳۰۷۔

(۸) تحفہ شاہجہانی: ۵۸۔ (۹) کشف العلوم: ۳۳۱، تحفہ شاہجہانی: ۵۸۔

(۱۰) شرح تہذیب: ۵۸۔ (۱۱) معین المنطق: ۶۷۔ (۱۲) تحفہ شاہجہانی: ۵۸۔

قاعدہ نمبر ۱۳: جزئی حقیقی کا حقیقی ہونا اپنی ذات کی وجہ سے ہوتا ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۴: جب تک کوئی شے حاصل فی الذہن نہ ہو تو وہ کلیت اور جزئیت کیساتھ متصف نہیں ہو سکتا، کیونکہ کلیت اور جزئیت از قبیل معقولات ثانویہ ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۶: کلی میں تکرر مفہوم افراد اور اشخاص کے اعتبار سے ہوتا ہے، اجزاء کے اعتبار سے نہیں ہوتا، کیونکہ اجزاء کی کثرت جزئی میں بھی متحقق ہو سکتی ہے، جس طرح ایک بکری کو ذبح کر کے متعدد ٹکڑے کی جائیں تو یہ جزئی ہے کلی نہیں، کیونکہ اس میں تکرر بحسب الاجزاء ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۱۷: ہر جزئی ضرور کسی نہ کسی کلی کے تحت مندرج ہوتی ہے اگر کوئی دوسری شے نہ تو کم از کم مفہوم اور ممکن کے ماتحت ضرور ہوگی (۴)۔

قاعدہ نمبر ۱۸: جزئی کا سب (یعنی اس سے کسی شے کو حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے) اور ممکن (یعنی اس کو کسی شے سے حاصل نہیں کیا جاسکتا) نہیں ہو سکتی ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۱۹: جزئی میں اجزاء کے اعتبار سے کثرت متحقق ہو سکتی ہے (۶)۔

قاعدہ نمبر: کلی اور جزئی کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ہر کلی اپنے ماتحت جزئی کا جزء ہے اور جزئی اس کے لیے کل ہے، مثلاً حیوان کلی ہے اور انسان اس کی جزئی ہے اور حیوان انسان کے لیے جزء ہے۔ اسی طرح انسان کلی ہے اور زید، عمرو، بکرو وغیرہ اس کی جزئی ہیں اور انسان ان کے لیے جزء ہے، پس جب کلی جزء ہے جزئی کا اور جزئی کل ہے کلی کے لیے، تو کلی میں نسبت الی الکل پائی جاتی گئی، اس لیے اس نام کیساتھ ان دونوں کو موسوم کیا گیا ہے۔ ☆

قاعدہ نمبر ۲۰: محققین منطقہ کے نزدیک مضمرات، موصولات اور اسمائے اشارات کلی ہیں، اور متاخرین کے نزدیک جزئی ہیں اور بعض حضرات کے یہاں وضع کلی اور استعمال جزئی ہیں (۷)۔

قاعدہ نمبر ۲۱: کلی اور جزئی ہونا علم اور معلوم دونوں کی صفت ہیں، تاہم جمہور کے نزدیک اولاً بالذات معلوم کی صفت ہیں، اور ثانیاً بالعرض اور بالتبع علم کی صفت ہیں اور علامہ سید سند کے نزدیک اولاً بالذات علم کی صفت ہیں اور ثانیاً بالعرض اور بالتبع معلوم کی صفت ہیں، اور بعض حضرات کے نزدیک اولاً بالذات ہر دونوں (علم، معلوم) کی صفت ہیں (۸)۔

قاعدہ نمبر: مفہوم کی تفسیر میں اختلاف ہے، بعض لوگوں نے اس کی تفسیر الصورة الحاصلة من الشئ فی العقل کی ہے، ان کے نزدیک کلی اور جزئی صرف علم حصولی کی قسمیں ہوں گی، کیونکہ یہ تفسیر علم حضوری کو شامل نہیں اور بعض حضرات نے مفہوم کی تفسیر ما حصل فی الذہن سے کی ہے

=====

(۱) ضیاء النجوم: ۵۴، بدر النجوم: ۳۰۸، (۲) ضیاء النجوم: ۲۸، (۳) ملا حسن: ۹۶، بدر النجوم: ۲۸۹، کشف العلوم: ۳۱۷۔

(۴) شرح تہذیب: ۵۸، (۵) سلم العلوم: ۵۴، ☆ کل اور کلی، جزء اور جزئی میں فروق کے لیے خاتمہ ملاحظہ ہو۔

(۶) ضیاء النجوم: ۲۸، (۷) فن المنطق: ۱۶، ہاشم مختصر التقریر شرح الکوکب المیر: ۱/۱۳۵، آداب الحجۃ والمناظرہ: ۲۹۔

(۸) بدر النجوم: ۳۰۳، ضیاء النجوم: ۵۴۔

- اور حصول کو عام رکھا ہے، خواہ بالواسطہ ہو، جیسے علم حصولی میں ہوتا ہے یا بغیر واسطہ ہو، جیسے علم حضوری میں۔ اس صورت میں کلی اور جزئی علم حصولی اور حضوری دونوں کی قسمیں ہوں گی۔ (۱)
- قاعدہ نمبر ۲۲: کلیت و جزئیت کا مناط تعیین ہے (۲)۔
- قاعدہ نمبر ۲۳: کلیت و جزئیت کسی شخص دون شخص کے اعتبار سے نہیں ہوتی (۳)۔
- قاعدہ نمبر ۲۴: تکثر سے مراد علی سبیل الاجتماع ہے نہ کہ علی سبیل البدلیت (۴)۔
- قاعدہ نمبر ۲۵: جمہور کے نزدیک جزئی حقیقی محمول واقع ہو سکتا ہے، البتہ علامہ سید سند کے نزدیک محمول واقع نہیں ہو سکتا (۵)۔

### تمرین

امثلہ ذیل میں بتاؤ کون کلی اور کون جزئی ہے؟ نیز منطقی تطبیق کریں۔

إِبْرَاهِيمَ. رَسُولَ. شَهِيدَ. مُوسَى. أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ. غُلُومَ الْيُونَانِ. شَجَرَةَ. نَجْمَ. الَّذِي. الَّذِينَ. أَنَا. نَحْنُ.  
هَذَا. ذَلِكَ. جَنَّاتٍ. أَعْنَابٍ. زُرْعٌ. نَخِيلٌ. موجود. صِنَوَانٍ. العَرَشِ. الشَّمْسِ. الْقَمَرِ. أَنْتَ كَرِيمٌ.  
النُّورِ. أَوْدِيَةِ. قَارِعَةٍ. خَالِدٌ شَجَاعٌ. هَذِهِ وَرْدَةٌ. إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ. هُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ اللَّهِ. جَاءَتْ  
سَيَّارَةٌ. وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَى أَمْرِهِ. هَذَا غُلَامٌ. وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَنَا. قَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ. شَجَرَةُ التَّيْنِ. مَا هَذَا  
بَشَرًا. قِطْعٌ مُتَجَاوِرَاتٍ. مُعَقَّبَاتٍ. الظُّلُمَاتِ. بَيَاضٍ. إِنِّي أَرَى سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ. عَاقِبَةُ الصَّبْرِ مَحْمُودَةٌ.  
سَرَقَ اللَّصُوصُ أَثَاثَ بَيْتٍ. ذَبَحَ الْقَصَابُ شَاةً. سِيرَةٌ مُعَاوِيَةَ حَمِيدَةٌ. سَوَادٌ.

### حل شدہ مثال

❦.....رَسُولٌ.

موجود و موجود ہونی الخ۔۔۔ اسم اس لیے کہ مستقل بالمفہومیت غیر مقترن بالزمان ہے..... کلی متواطی اس لیے کہ اس کا صدق اپنے افراد پر علی سبیل الاستواء ہے..... مفہوم اس لیے کہ حاصل فی الذہن ہے..... کلی اس لیے کہ نفس تصور شرکت علی کثیرین سے مانع نہیں..... کلی اضافی اس لیے کہ اعم تحت الاخص ہے..... جزئی اضافی اس لیے کہ اخص تحت الاعم ہے۔

=====

(۱) قاضی مبارک: ۱۶۰، اسعاد الفہوم: ۵۹/۱۔ (۲) قاضی مبارک: ۱۵۹۔

(۳) قاضی مبارک: ۱۶۱، (۴) سلم العلوم: ۵۰، (۵) ضیاء النجوم: ۵۲۔

## فصل دوم: خارج کے اعتبار سے کلی کی تقسیم

افراد خارجیہ کے اعتبار سے کلی کی چھ قسمیں ہیں:-

- ۱۔ ممتنع الوجود جیسے شریک باری تعالیٰ، لاشکی اور لاممکن وغیرہ۔ ۲۔ ممکن الوجود خارج میں غیر موجود، جیسے عنقاء، جبل یا قوت اور عاد و ثمود وغیرہ۔ ۳۔ ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر مع امتناع غیر، جیسے واجب الوجود، الہ، رب وغیرہ (عند المناطقہ)۔ ۴۔ ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر مع امکان غیر، جیسے شمس، قمر وغیرہ۔ ۵۔ ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں غیر منحصر متناہیۃ الافراد، جیسے کواکب سبعہ سیارہ اور مخلوقات وغیرہ۔ ۶۔ ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں غیر منحصر غیر متناہیۃ الافراد، جیسے معلومات باری تعالیٰ۔

وجہ حصر: کلی خارج میں ممتنع الوجود ہوگی یا ممکن الوجود ہوگی، اگر ممتنع الوجود ہو تو کلی کی پہلی قسم، اگر ممکن الوجود ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں خارج میں موجود ہوگی یا نہیں، اگر نہ ہو تو کلی کی دوسری قسم اگر موجود ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں فرد واحد میں منحصر ہوگی یا نہیں، اگر فرد واحد میں منحصر ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں مع امتناع غیر کے ہوگی یا مع امکان غیر کے ہوگی، اگر مع امتناع غیر کے ہو تو کلی کی تیسری قسم، اور اگر مع امکان غیر کے ہو تو کلی کی چوتھی قسم اگر فرد واحد میں منحصر نہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں متناہیۃ الافراد ہوگی یا غیر متناہیۃ الافراد ہوگی، اگر متناہیۃ الافراد ہو تو کلی کی پانچویں قسم، اور اگر غیر متناہیۃ الافراد ہو تو کلی کی چھٹی قسم۔

### قواعد

- قاعدہ نمبر ۱: جس چیز کا وجود عدم دونوں مساوی ہوں تو وہ ممکن کہلاتا ہے (۱)۔
- قاعدہ نمبر ۲: ممکن کو جائز بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس کا وجود عدم نہ تو واجب ہوتا ہے اور نہ ہی محال کہلاتا ہے (۲)۔
- قاعدہ نمبر ۳: جو چیز عقلاً معدوم ہو تو وہ ممتنع (مستحيل) الوجود کہلاتی ہے (۳)۔
- قاعدہ نمبر ۴: اجتماع تقيضین اور ارتقاغ تقيضین از قبیل ممتنع الوجود ہیں (۴)۔
- قاعدہ نمبر ۵: کلیات فرضیہ (لاشی، لاموجود، لاممکن) ممتنع الوجود کہلاتے ہیں (۵)۔
- قاعدہ نمبر ۶: جن تساویین میں تساوی تام ہو اور کوئی مخرج بھی موجود نہ ہو تو یہ بھی من جملہ از قبیل مستحيل عقلی کہلاتا ہے (۶)۔

=====

(۱) ضوابط المعرفۃ: ۳۱۷۔ (۲) ضوابط المعرفۃ: ۳۱۷۔

(۳) ضوابط المعرفۃ: ۳۱۹۔ (۴) بدر النجوم: ۲۹۱، کشف النجوم: ۳۳۱۔

(۵) قطبی: ۹۲۔ (۶) ضوابط المعرفۃ: ۳۲۰۔

قاعدہ نمبر ۷: توقف وجود الشیء علی وجودہ اور توقف انعدام الشیء علی انعدامہ بھی از قبیل مستحیل عقلی کہلاتا ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۸: دور اور تسلسل بھی من جملہ مستحیلات عقلیہ کہلاتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۹: جس چیز کے وجود کو عقل واجب قرار دے تو وہ واجب الوجود کہلاتا ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: نفوس ناطقہ بھی حکماء کے نزدیک غیر متناہیۃ الافراد ہیں، لیکن یہ بات صحیح نہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: کلیت اور جزئیت کا مناط (مدار) وجود عقلی پر ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۱۲: کلی کا کثیرین پر صادق آنا عام ہے خواہ بالفعل ہو، جیسے انسان وغیرہ یا بالفعل نہ ہو، جیسے شمس و قمر وغیرہ (۶) ☆۔

قاعدہ نمبر ۱۳: جزئی کا صدق علی کثیرین فرض کرنا ممتنع کہلاتا ہے (۷)۔

قاعدہ نمبر ۱۴: کلی (کلیات فرضیہ) کا صدق علی کثیرین فرض کرنا ممتنع نہیں بلکہ ممکن ہے (۸) ☆☆۔

### تمرین

درج ذیل مسئلہ میں کلی کے اقسام کی نشاندہی کریں، نیز منطقی تطبیق کریں۔

نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ. اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ. الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ. رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ.

=====

(۱) ضوابط المعرفۃ: ۳۲۰۔ (۲) ضوابط المعرفۃ: ۳۲۵۔ (۳) ضوابط المعرفۃ: ۳۲۰۔ (۴) قطبی: ۲۰۱۔

(۵) قطبی: ۱۹۹۔ (۶) میرایا غوجی: ۱۹۔ (۷) میرایا غوجی: ۲۰۔ (۸) میرایا غوجی: ۲۰۔

☆ قال العلامة الشنقيطي رحمه الله: الثالث كلی وجد منه فرد واحد مع استحالة وجود غيره من الأفراد عقلاً كإله فإنه كلی ولذا لم يمنع العرب تعقل مدلوله من قبول الشراكة كما ذكر الله عنهم في قوله: ﴿اجعل الآلهة إلهاً واحداً إن هذا شيء عجاب﴾. ومن فوائد كون الإله كلياً بحسب الوضع أنه تدخل عليه لا النافية للمجنس في كلمة: لا إله إلا الله وهي لا تدخل إلا على كلی من أسماء الأجناس إلا أن هذا الكلی الذي هو الإله دل العقل الصحيح والكتاب والسنة والإجماع على أنه لم يوجد منه إلا فرد واحد وهو خالق السموات والأرض جل وعلا إذ لا معبود بالحق موجوداً يستحق العبادة إلا هو وحده جل وعلا. فكل معبود سواه عبادته كفر ووبال على صاحبها يخلد بسببها في النار فهو ليس بمعبود بحق ولا بشريك حقاً، كما قال تعالى: ﴿وما يتبع الذين يدعون من دون الله شركاء إن يتبعون إلا الظن وإن هم إلا يخرصون﴾. فإن قيل: المعبودات من دون الله من أنواع الطواغيت قد وجدت بكثرة؟ فالجواب: أن المعلوم شرعاً كالمعلوم حساً فهي ليست بمعبودات ولكن الكفار افتروا ذلك على الله واختلقوه كذباً من تلقاء أنفسهم بغير علم ولا هدى ولا كتاب منير أنهم شركاء له سبحانه وتعالى عن ذلك علواً كبيراً. (فن المنطق: ۲۳-۲۴)

☆ فإن الشمس التي هي الكوكب الناري لا يمنع تعقل مدلولها من وقوع الشراكة إلا أن هذا الكلی لم يوجد منه إلا فرد واحد وهو هذه الشمس المعروفة مع مكان أن يكثر الله من أفراد الشمس كما أكثر من أفراد النجوم حتى تشعشع الدنيا نوراً ويحترق العالم من شدة حر تلك الشمس الكثيرة. (فن المنطق: ۲۴)

☆☆ محال اور ممتنع میں فرق یہ ہے کہ محال وہ ہے جو نہ خارج میں پایا جائے اور نہ ہی اس کا تصور کیا سکتا ہے، جیسے ایک جسم کا ایک ہی وقت میں سیاہ و سفید ہونا محال ہے اور ممتنع وہ ہے جو خارج میں نہ پایا جائے، البتہ اس کا تصور کیا جاسکے، جیسے کسی دعا دیتے ہوئے کہنا: ”عش ابدأ“ کسی کا ہمیشہ زندہ رہنا ممتنع ہے اگرچہ اس کا تصور کیا جاسکتا ہے۔ (الفروق

المفویہ: ۵۵، دستور الطباء: ۳۲۳)



وَتِلْكَ عَادَ جَحَدُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ. هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ. قَالَتْ نَمْلَةٌ. قَالَ عِفْرِيتٌ مِنَ الْجِنِّ. إِنَّهُ صَرَخَ مُمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ. لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَى ثَمُودَ. وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ. إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ. هَذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ. وَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ. النِّجْمُ. وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ. وَعَادًا وَثَمُودَ وَأَصْحَابُ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَلِكَ كَثِيرًا. كَذَبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَأَصْحَابُ الرَّسِّ وَثَمُودَ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ وَإِخْوَانُ لُوطٍ وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ. إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ. إِذَا السَّمَاءُ انفطرت. الكوكب.

ایک حل شدہ مثال:

..... إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ.

موجود موجود یعنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے..... علم اس لیے کہ حصول صورتہ الشیء فی العقل ہے..... علم حصولی اس لیے کہ شئی معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے..... تصدیق اس لیے کہ علم مع الحکم ہے..... تصدیق کی پہلی قسم یقین اس لیے کہ موضع یقین میں ہے..... تصدیق نظری کسی اس لیے کہ محتاج الی الدلیل ہے..... دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال لفظ ہے..... دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضح ہے..... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے..... مرکب اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال ہے..... مرکب تام اس لیے کہ سکوت متکلم مفید السامع ہے..... خبر قضیہ اس لیے کہ کلام متکلم محتمل صدق کذب ہے۔

”إِنْ“ موجود موجود یعنی الخ۔۔۔ مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزاء لفظ معنی دار نہیں..... ادات ادات غیر زمانیہ اس لیے کہ غیر مقرر بالزمان ہے۔ ”الْمُتَّقِينَ“ موجود موجود یعنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے..... علم اس لیے کہ حصول صورتہ الشیء فی العقل ہے..... علم حصولی اس لیے کہ شئی معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے..... تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے..... تصور کی پہلی قسم..... تصور نظری کسی اس لیے کہ محتاج الی التعریف ہے..... دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال لفظ ہے..... دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضح ہے..... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے..... مرکب اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال ہے..... مرکب ناقص اس لیے کہ سکوت متکلم مفید السامع نہیں..... مرکب غیر تہیدہ اس لیے کہ جزء ثانی جزء اول کے لیے قید نہیں..... مرکب ناقص کی چھٹی قسم مرکب من اداء واسم۔

”أَنْ“ موجود موجود یعنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے..... علم اس لیے کہ حصول صورتہ الشیء فی العقل ہے..... علم حصولی اس لیے کہ شئی معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے..... تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے..... تصور کی پہلی قسم..... تصور بدیہی ضروری اس لیے کہ محتاج الی التعریف نہیں ہے..... دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال لفظ ہے..... دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضح ہے..... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے.....

ہے..... مفرد اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پردال نہیں..... مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزاء لفظ معنی دار نہیں..... ادات ادات غیر زمانیہ اس لیے کہ غیر مقترن بالزمان ہے۔

”مُتَّفِقِينَ“ موجود موجود یعنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے..... علم اس لیے کہ حصول صورة اشئی فی العقل ہے..... علم حصولی اس لیے کہ شئی معلوم کی صورت عند المدرك موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے..... تصور اس لیے کہ علم بدون الحكم ہے..... تصور کی پہلی قسم..... تصور بدیہی ضروری اس لیے کہ محتاج الی التعریف نہیں ہے..... دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال لفظ ہے..... دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضح ہے..... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پردال ہے..... مفرد اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پردال نہیں..... مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزاء لفظ معنی دار نہیں..... اسم اس لیے کہ مستقل بالمفہومیت غیر مقترن بالزمان ہے..... کلی مشکک اس لیے کہ اس کا صدق اپنے افراد پر علی سبیل الاستواء نہیں..... مفہوم اس لیے کہ ما حصل فی الذہن ہے..... کلی حقیقی اس لیے کہ نفس شرکت علی کثیرین سے مانع نہیں..... کلی اضافی اس لیے کہ اعم تحت الاخص ہے..... جزئی اضافی اس لیے کہ اخص تحت الاعم ہے..... کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں تنہائیہ الافراد۔

”فِی“ موجود موجود یعنی الخ..... مفرد اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پردال نہیں..... مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزاء لفظ معنی دار نہیں..... ادات ادات غیر زمانیہ اس لیے کہ غیر مقترن بالزمان ہے۔

”جَنَّاتٍ“ موجود موجود یعنی الخ..... اسم اس لیے کہ مستقل بالمفہومیت غیر مقترن بالزمان ہے..... کلی متواطی اس لیے کہ اس کا صدق اپنے افراد پر علی سبیل الاستواء ہے..... مفہوم اس لیے کہ ما حصل فی الذہن ہے..... کلی حقیقی اس لیے کہ نفس شرکت علی کثیرین سے مانع نہیں..... کلی اضافی اس لیے کہ اعم تحت الاخص ہے..... جزئی اضافی اس لیے کہ اخص تحت الاعم ہے..... کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں تنہائیہ الافراد۔

”و“ موجود موجود یعنی الخ..... مفرد اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پردال نہیں..... مفرد کی پہلی قسم اس لیے کہ لفظ ذواجزاء نہیں..... ادات ادات غیر زمانیہ اس لیے کہ غیر مقترن بالزمان ہے۔

”عُیُونٍ“ موجود موجود یعنی الخ..... اسم اس لیے کہ مستقل بالمفہومیت غیر مقترن بالزمان ہے..... کلی متواطی اس لیے کہ اس کا صدق اپنے افراد پر علی سبیل الاستواء ہے..... مفہوم اس لیے کہ ما حصل فی الذہن ہے..... کلی حقیقی اس لیے کہ نفس شرکت علی کثیرین سے مانع نہیں..... کلی اضافی اس لیے کہ اعم تحت الاخص ہے..... جزئی اضافی اس لیے کہ اخص تحت الاعم ہے..... کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں تنہائیہ الافراد۔

❦ ..... ادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ

موجود موجود یعنی الخ..... مرکب اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پردال ہے..... مرکب تام انشاء معلوم۔

## فصل سوم

### حقیقت اور ماہیت کا بیان

کسی شئی کے ایسے اجزاء جس سے وہ شئی مل کر بنے اگر ان میں سے کوئی ایک جزء نہ ہو تو وہ شئی موجود نہ ہو جیسے روٹی کے ٹکڑے اور شوربے سے مل کر تیار ہوتا ہے اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک جزء بھی نہ ہو تو تیار نہیں بن سکتا ہے، لہذا یہ تریڈ کی حقیقت ہے۔ اسی طرح انسان کی حقیقت حیوان ناطق ہے، اگر ان میں کوئی ایک جزء نہ ہو تو انسان متصور نہیں ہو سکتا، بخلاف ضاحک اور کاتب کے کہ اس کے بغیر انسان کا تصور ممکن ہے، کیونکہ یہ عوارض ہیں۔

### قواعد

قاعدہ نمبر ۱: حقیقت کے علاوہ جو چیزیں افراد کو لاحق ہوتی ہیں وہ عوارض کہلاتی ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: تشخیص ان عوارض کو کہتے ہیں جن کے ذریعے ایک حقیقت کے افراد ایک دوسرے سے ممتاز ہوں جیسے کالا، گورا، موٹا، پتلا وغیرہ کے ذریعے افراد انسان زید، عمرو، بکرو وغیرہ میں امتیاز ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے ہمیں ایک دوسرے میں اشتباہ نہیں ہوتا (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: حقیقت اور تشخیص کے مجموعہ کو شخص کہتے ہیں جیسے ذات زید (۳)۔

قاعدہ نمبر ۴: ماہیت ان ارکان اساسیہ کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے شئی کو وجود ملتا ہے (۴)۔ ☆

قاعدہ نمبر ۵: ماہیت ان اوصاف کو کہتے ہیں جو تمام افراد میں مشترک ہو (۵)۔

قاعدہ نمبر ۶: مطلقاً ماہی لشی ہو ہو (ای ماکان بہ الشئی شیئاً) یعنی وہ عقلی مفہوم جس سے شئی کا قوام ہو کو ماہیت کہتے ہیں اور ماہی لشی موجود و متحقق ہونے کے اعتبار سے حقیقت ہے، یعنی ماہیت کو خارج میں متحقق ہونے کے اعتبار حقیقت کہتے ہیں، جیسے حقیقت انسان حیوان ناطق جو خارج میں موجود ہے اور اسی ماہیت کو متعین و مشخص (ماہی الامتیاز) ہونے کے اعتبار سے ہویت کہتے ہیں، جیسے زید، بکر، خالد وغیرہ میں حیوان ناطق ہے اور مخصوص تشخصات نے ان کو گھیر رکھا ہے (۶)۔

=====

(۱) توضیح المنطق: ۱۹. (۲) توضیح المنطق: ۱۹. (۳) توضیح المنطق: ۱۹. (۴) شرح عقائد: ۸. (۵) توضیح المنطق: ۱۹.

(۶) شرح عقائد: ۸. جواہر الفرائد: ۶۲.

☆ ماہیت اصل میں ”ماہویۃ“ تھا۔ یاء نسبی اور تاء مصدریت کے لیے ہے، واو کو یاء سے بدلا گیا اور یاء کا یاء میں ادغام کیا اور یاء کی مناسبت سے ہاء کو کسرہ دیا گیا تو ”ماہیۃ“ ہو گیا۔ ماہیت وہ حقیقت کلیہ ہے جو ”ماہو“ کے سوال کے جواب میں واقع ہو۔ بعض اوقات ماہیت کا اطلاق ”ماہیۃ الشئی ہو ہو“ (وہ عقلی مفہوم جس سے چیز کا قوام ہو) پر بھی ہوتا ہے، جیسے ڈسک کی ماہیت لکڑی اور کیل ہے۔ پہلی تعریف کے مطابق ماہیت کا اطلاق حقیقت کلیہ پر ہوگا اور دوسری تعریف کے مطابق ماہیت کا اطلاق حقیقت کلیہ و جزئیہ دونوں پر ہوگا۔ (دستور العلماء: ۲۲۰/۳)

قاعدہ نمبر ۷: گاہ لگاہ حقیقت اور ماہیت ایک معنی میں مستعمل ہوتے ہیں۔ ☆

قاعدہ نمبر ۸: بسا اوقات ہویت کو وجود خارجی کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔

قاعدہ نمبر ۹: ہر وہ شئی جو ”ماہو“ کے جواب میں آئے تو وہ ماہیت کہلاتی ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: ہر ماہیت کے لئے ذوالماہیۃ ضروری ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: ہویت حقیقت جزئیہ (غیر سے ممتاز کرنے والے شخص) کو کہتے ہیں، یعنی جب ماہیت کا لحاظ شخص (ماہیہ

الامتیاز) کیساتھ کیا جائے تو اسے ہویت کہتے ہیں، جیسے ماہیت انسانیہ کیساتھ زید کے رنگ روپ اس کی پیشانی کا چوڑا ہونا وغیرہ کا لحاظ

کیا جائے گا تو حقیقت جزئیہ (یعنی ذات زید) ہی متصور ہوگی۔ بعض کہتے ہیں کہ ہویت ”ہوہو“ سے ماخوذ ہے اور غیریت کا مقابل

ہے۔ (ہوہو: دو چیزوں میں اتحاد بتانے کا محاورہ ہے)۔ (۳)

## تمرین

مندرجہ ذیل اشیاء کی حقائق بتاؤ۔

جوہر، کلمہ، جسم، جسم نامی، اسم، جسم مطلق، فعل، حیوان، لفظ، فرس، غنم، حمار، معرفہ، بقر، حرف،  
معرب، مبنی، نکرہ، اجوف، مثال، صحیح، ناقص، لفیف، معتل، جنس، فصل، علم، قدیم، حادث، تصور،  
تصدیق، حضوری، حصولی، دلالت، وضع، کلی، جزئی، مفرد، مرکب، انسان۔

=====

(۱) متن تہذیب المنطق والکلام: ۲۰. (۲) تحسین الفرائد: ۸۴. (۳) دستور العلماء: ۳/۵۵۶.

☆ الحقیقۃ: لہا معان بحسب الاستعمالات فإنہا قد تستعمل فی مُقابَلۃ الاعتبار فیراد بہا الذات والمراد بالاعتبارات الحیثیات  
اللاحقۃ للذات. وقد تطلق فی مُقابَلۃ الفرض والوہم ویُراد بہا حیثیۃ نفس الأمر. وقد تستعمل فی مُقابَلۃ المفہوم کما یقال إن البصر  
داخل فی مفہوم العمی لا فی حقیقۃ ونسبۃ تدبیر البدن داخلۃ فی مفہوم النفس لا فی حقیقۃ. وقد تستعمل فی مُقابَلۃ الحکم أما سمعت  
أن اللفظ ما یلَفظ بہ الإنسان حقیقۃً أو حکماً. وقد تطلق فی مُقابَلۃ المجاز کما یقال إن کلمۃ الأسد حقیقۃ فی حیوان المفترس مجاز  
فی الرجل الشجاع. (دستور العلماء: ۳/۸۴)

## فصل چہارم: کلی کی تقسیم

کلی کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ ذاتی ۲۔ عرضی

۱۔ کلی ذاتی کی تعریف: وہ کلی ہے، جو اپنے افراد کی پوری حقیقت ہو، یا حقیقت کا جزء ہو، جیسے انسان اپنے افراد زید، عمرو، بکر وغیرہ کی پوری حقیقت ہے اور حیوان اپنے افراد انسان، فرس اور غنم وغیرہ کی حقیقت کا جزء ہے۔ بالفاظ دیگر کلی ذاتی وہ ہے جس کے وجود و عدم پر ماہیت کے وجود و عدم کا دار و مدار ہو۔

۲۔ کلی عرضی کی تعریف: وہ کلی ہے، جو اپنے افراد کی نہ پوری حقیقت ہو، اور نہ حقیقت کا جزء ہو، بلکہ خارج ہو جیسے ضاحک انسان کے لیے، یا مرفوع، منصوب اور مجرور ہونا کلمہ کے لیے۔ بالفاظ دیگر کلی عرضی وہ ہے جس کے وجود و عدم سے ماہیت کے وجود یا عدم پر کچھ اثر نہ پڑتا ہو۔

وجہ حصر: کلی اپنے افراد کی عین حقیقت یا جزء حقیقت ہوگی یا خارج ہوگی، اگر عین حقیقت یا جزء حقیقت ہو تو کلی ذاتی اور اگر خارج ہو تو کلی عرضی۔

## قواعد

قاعدہ نمبر ۱: ہر وہ کلی جو اپنے افراد کی تمام حقیقت ہو یا جزء حقیقت ہو تو وہ کلی ذاتی کہلائے گی (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: ہر خارج لاحق کو عرضی کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: اسم اور فعل وغیرہ کے علامات (الف لام، دخول، جر، سین، سوف وغیرہ) ان کے حقیقت سے خارج ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر: کلی ذاتی وہ ہے جس کے وجود و عدم پر ماہیت کے وجود و عدم کا دار و مدار ہوتا ہے اور کلی عرضی وہ ہے جس کے وجود یا عدم سے ماہیت کے وجود یا عدم پر کچھ اثر نہیں پڑتا ہے۔ (۴)

قاعدہ نمبر ۴: کلی ذاتی کو اپنے موضوع کے لیے ثابت کرتے وقت دلیل اور برہان کی ضرورت نہیں پڑتی، یہ کہنا درست نہیں کہ ”لَمْ صَارَ زَيْدٌ إِنْسَانًا؟ وَلَمْ صَارَ الْإِنْسَانُ حَيَوَانًا أَوْ نَاطِقًا؟“ البتہ کلی عرضی میں دلیل و برہان پیش کی جاتی ہے، یہ کہنا درست ہے۔ ”لَمْ صَارَ الْإِنْسَانُ ضَاحِكًا أَوْ مُتَعَجِّبًا؟“ (۵)۔

=====

(۱) سلم العلوم: ۶۱۔ (۲) توضیح المنطق: ۲۲۔ (۳) اساس المنطق: ۷۰/۱۔ (۴) معین المنطق: ۷۲۔

(۵) دورس المنطق للأ نصاری: ۴۰، دورس فی المنطق: ۹۱۔

قاعدہ نمبر ۵: کلی ذاتی سبب سے مستغنی ہوتی ہے، لیکن عرضی میں سبب کے متعلق استفسار کیا جاتا ہے جیسے ”ماہو السبب الموجود للضحك في الإنسان؟“ (۱)

قاعدہ نمبر ۶: کلی ذاتی نوع (نفس الماہیۃ)، جنس (جزء اعم للماہیۃ) اور فصل (جزء مساوی للماہیۃ) پر مشتمل ہوتی ہے (۲)۔  
قاعدہ نمبر: جنس اور فصل بالاتفاق کلی ذاتی ہیں اور نوع میں اختلاف ہے کہ اس لیے منسوب اور منسوب الیہ میں تغاثر ضروری ہوتا ہے اور یہ تغاثر جنس اور فصل میں تو ہے، لیکن نوع میں نہیں، اس لیے کہ نوع عین ذات ہے نہ کہ منسوب الی الذات ہے۔ بعض مناطقہ کہتے ہیں کہ یہ بھی ذاتی ہے اس لیے کہ جو چیز خارج عن الذات نہ ہو تو وہ ذاتی کہلاتی ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ نوع کلی عرضی ہے اس لیے کہ جو چیز داخل فی الذات نہ ہو تو وہ عرضی ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نوع نہ کلی ذاتی ہے اور نہ عرضی ہے، کیونکہ یہ تمام ماہیت ہوتی ہے نہ جزء ہوتی ہے کہ ماہیت میں داخل ہو۔ (۳)

قاعدہ نمبر ۷: اگر کلی عرضی کا حمل اپنی ذات پر بالواسطہ ہو تو اسے محمول بالضمیمہ کہتے ہیں، جیسے ”الانسان ضاحک“ ضحک انسان کو تعجب کے واسطہ سے لاحق ہوتی ہے اور اگر بلا واسطہ ہو تو اسے محمول بالضمیمہ کہتے ہیں، جیسے ”الانسان کاتب“ (۴)۔

### تمرین

امثلہ ذیل میں بتاؤ کون کس کے لیے کلی ذاتی اور کلی عرضی ہے؟

انسان/حامد۔ محمود۔ حیوان/فرس، حمار۔ ضاحک/انسان۔ کلمہ/اسم، فعل۔ ناطق/انسان۔  
اکل/خالد۔ اسم/معرب، مبنی۔ ماشی/غنم۔ مرفوع/اسم۔ فعل/منصوب۔ مجتہد/طالب علم۔  
تقویٰ/عالم۔ کامیرا/الحاسوب۔ مضاف/اسم۔ مسند الیہ/اسم۔ مسند/فعل۔ البطاقة/الجوال۔  
نصب/مفعول مطلق۔ جزم/مضارع۔ خارج/کلی عرضی۔ الشاحن/الجوال۔ حماقت/حمار۔  
عدالت/عمر بن عبدالعزیز۔ جود/حاتم طائی۔ وضع/کلمہ۔ لفظ/کلمہ۔ شجاعت/أسد۔  
چند حل شدہ مثالیں:

..... ”انسان“ حامد اور خالد کے لیے کلی ذاتی ہے، اس لیے کہ ان کی ماہیت میں داخل ہے۔

..... ”اکل“ خالد کے لیے کلی عرضی ہے اس لیے کہ اس کی ماہیت سے خارج ہے۔

..... ”تقویٰ“ عالم کے لیے کلی عرضی ہے اس لیے کہ اس کی ماہیت سے خارج ہے۔

=====

(۱) دورس المنطق للأ نصاری: ۴۰، دورس فی المنطق: ۹۱۔ آداب الحجۃ والمناظرۃ: ۵۱۔

(۲) دورس المنطق للأ نصاری: ۴۰۔ (۳) آداب الحجۃ والمناظرۃ: ۵۰۔ (۴) دورس المنطق للأ نصاری: ۴۱۔

## فصل پنجم: کلی ذاتی کا بیان

کلی ذاتی کی قسمیں تین ہیں:-

۱۔ جنس ۲۔ نوع ۳۔ فصل

۱۔ جنس کی تعریف: وہ کلی ذاتی ہے، جس کے افراد کی حقیقت الگ الگ ہوں، جیسے حیوان انسان، فرس اور غنم کے لیے یا کلمہ اسم، فعل وغیرہ کے لیے۔ بالفاظ دیگر جنس وہ کلی ہے جو اپنے افراد کی ماہیت کا جزء عام ہو۔ یا وہ کلی ہے جو اپنے افراد کی ماہیات کا تمام جزء مشترک ہو۔ یا وہ کلی ذاتی ہے جو مختلف الحقائق افراد پر ماہو کے جواب میں بولی جائے، جیسے ”حیوان“ کہ ”الانسان والفرس والبقر ماہم؟“ سے سوال کیا جائے تو جواب میں یہی حیوان آئے گا اور یہی ”حیوان“ انسان، فرس، بقر کی ماہیات کا جزء عام اور تمام جزء مشترک ہے۔

۲۔ نوع کی تعریف: وہ کلی ذاتی ہے، جس کے افراد کی حقیقت ایک ہوں، جیسے انسان اس کے افراد مثلاً زید، عمرو، بکر کی حقیقت ایک ہے، یا جیسے اسم، اس کے افراد زید، عمرو، بکر وغیرہ کی حقیقت ایک ہے۔ بالفاظ دیگر نوع وہ کلی ذاتی ہے جس کی ماہیت اپنے افراد کی ماہیت سے متحد ہو۔ یا وہ کلی ہے جو ایک یا کئی متفق الحقائق جزئیات پر ”ماہو“ کے جواب میں بولی جائے، جیسے ”زید، عمرو و بکر ماہم؟“ سے سوال کیا جائے تو یہی ”انسان“ جواب میں واقع ہوتا ہے۔

۳۔ فصل کی تعریف: وہ کلی ذاتی ہے، جو کسی حقیقت کا جزء ہو، اور اس کو دیگر افراد جنس سے جدا بھی کر رہی ہو، جیسے ناطق انسان کی حقیقت (حیوان ناطق) کا ایک جزء ہے اور انسان کو دیگر افراد حیوان (فرس، غنم، حمار وغیرہ) سے جدا بھی کر رہا ہے۔ بالفاظ دیگر وہ کلی ذاتی ہے جو اپنے افراد کی ماہیات کا جزء ہو۔ یا وہ کلی ہے جو کسی ماہیت کا اس غرض کے لیے جزء بن گئی ہو کہ اس کو مشارکات جنس سے ممتاز کر دے۔ یا وہ کلی ہے جو ”ای شئی ہوفی ذاتہ؟“ کے جواب میں واقع ہو، جیسے ناطق کہ انسان کی ماہیت کا جزء خاص ہے اور انسان کو مشارکات حیوانی سے ممتاز کر دیتا ہے اور اگر ”ای شئی ہوفی ذاتہ؟“ سے سوال کیا جائے تو جواب میں یہی ناطق واقع ہوگا۔

وجہ حصر: کلی اپنے جزئیات کی عین حقیقت ہوگی یا داخل ہوگی، اگر عین حقیقت ہو تو نوع، اگر داخل ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں تمام مشترک ہوگی یا نہیں، اگر تمام مشترک ہو تو جنس اور اگر نہ ہو تو فصل۔

## قواعد

قاعدہ نمبر ۱: تمام مشترک سے مراد وہ شئی ہے جو چند حقائق کے تمام مشترک اجزاء کا احاطہ کرے، جیسے حیوان انسان، فرس اور غنم وغیرہ کے تمام مشترک اجزاء (جسم نامی، جسم حساس، متحرک بارادہ) کو گھیرے ہوئے ہے، اسی طرح کلمہ اسم، فعل، حرف کے لیے تمام مشترک ہے، کیونکہ کلمہ اسم، فعل اور حرف کے تمام مشترک اجزاء (لفظ، معنی دار) کو گھیرے ہوئے ہے (۱)۔

- قاعدہ نمبر ۲: ہر جنس اپنے افراد کے درمیان تمام جزء مشترک ہوتی ہے (۱)۔ ☆
- قاعدہ نمبر ۳: فصل کو میتر ذاتی اور خاصہ کو میتر عرضی اور عرض خاص بھی کہتے ہیں (۲)۔
- قاعدہ نمبر ۴: ہر وہ مفہوم کلی جس کے افراد ماہیت میں مشترک اور ذاتی حقیقت کے اعتبار سے مختلف ہوں جنس کہلاتا ہے (۳)۔
- قاعدہ نمبر ۵: تمام مشترک کا مطلب یہ ہے کہ اس کے علاوہ دیگر جزء مشترک نہ ہو، اگر ہو تو وہ اس میں داخل ہو (۴)۔
- قاعدہ نمبر ۶: انواع کا امتیاز بالفصول ہوتا ہے جبکہ اشخاص اور افراد کا امتیاز بالاشخاص ہوتا ہے (۵)۔
- قاعدہ نمبر ۷: بعض حضرات کے نزدیک تشخص شخص کا جزء ہوتا ہے، البتہ عندا لجمہور تشخص شخص کو عارض ہوتا ہے (۶)۔

### تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ میں جنس، نوع اور فصل متعین کیجئے، نیز یہ بھی بتائیے کہ کون کس کے لیے جنس و فصل ہے؟

کلمۃ/للإسم. حیوان/للإنسان. ناطق/للإنسان. الکلی/للفصل. مستقل بالمفہومۃ/للإسم. غیر مقترون بالزمان/للإسم. کتاب/للقرآن. الخاصة/للكلی. جسم نامی/للإنسان. وضع لمعنی مفرد/للكلمۃ. الکلی/للجنس. غیر مستقل/للحرف. لفظ/للإسم. انسان/لرسول. مفید للسامع/مركب مفید. جسم نورانی/للملائکۃ. مفہوم/کلی. قائم بنفسہ/جوہر. مفترس/للأسد.

حل شدہ مثالیں:

- ..... ”کلمہ“ اسم کے لیے جنس ہے، اس لیے کہ اپنے افراد کی ماہیات کا تمام جزء مشترک ہو۔
- ..... ”انسان“ خالد، عمر و دیگر کے لیے نوع ہے اس لیے کہ اس کی ماہیت اپنے افراد کی ماہیت سے متحد ہو۔

=====

- (۱) توجیع المنطق: ۲۳. (۲) توجیع المنطق: ۲۶. (۳) تقییم المنطق: ۵۹. (۴) قطبی: ۸۳. (۵) صلیۃ النجوم غیر مطبوع. (۶) سلم العلوم: ۷۳.
- ☆ ذاتی کے اقسام میں جنس کو اس لیے پہلے بیان کیا جاتا ہے کہ وہ جزء عام اور اجلی و اشہر ہے اس کے بعد نوع کو بیان کریں گے، کیونکہ وہ ماہو کے جواب میں واقع ہونے کی وجہ سے جنس کے مشابہ ہے۔ فصل کو اخیر میں بیان کیا جاتا ہے اس لیے کہ اس میں خاصہ کیساتھ مشابہت ہے، اس لیے کہ دونوں ”ای شئی“ کے جواب میں واقع ہوتے ہیں۔ عرضی کے اقسام میں خاصہ کو پہلے اور عرض عام کو اخیر میں اس لیے بیان کیا جاتا ہے کہ خاصہ میں اختصاص ہے اور عرض عام میں نہیں۔ نیز یہ بات بھی ذہن نشین رکھیں کہ ایک شئی کے لیے ایک ہی مرتبہ میں دو جنسیں نہیں ہو سکتیں خواہ دونوں جنس قریب ہوں یا بعید اس لیے کہ ماہو طالب ہوتا ہے تمام ہیچ مشترک کا۔ پس اگر اسی کے جواب میں دو جنسوں میں سے ایک واقع ہوئی تو وہی حقیقت تمام مشترک ہوئی اور درحقیقت وہی جنس ہے دوسری کو جنس کہنا صحیح نہیں اور اگر دونوں جواب میں واقع ہوئیں تو دونوں مل کر جنس واحد ہوں گی، ان کو دو کہنا صحیح نہیں۔ نیز اگر شئی واحد کے لیے مرتبہ واحدہ کی دو جنس مانی جائے تو اس صورت میں استثناء ذات کا ذاتیت سے لازم آتا ہے، اس لیے کہ ایک جنس جب اپنی فصل قریب کیساتھ مل کر ماہیت نوحیہ کے لیے محصل بن گئی تو دوسری کی ضرورت نہ رہی۔ اب اس کا لانا بے کار ہوگا، حالانکہ جنس شئی اس شئی کے لیے ذاتی ہوتی ہے، اس لانا فتنہ ہونا چاہیے، کیونکہ اس میں اپنی ذاتی سے استثناء لازم آتا ہے وہو باطل۔ معلوم ہوا کہ دوسری جنس کا لانا ہی غلط ہے۔ اور اگر شئی کے لیے دو جنس دوسری کی ہوں تو اس میں کچھ حرج نہیں، جیسے انسان کے لیے جسم نامی اور جسم مطلق کہ یہ دونوں اس کے لیے جنس بعید ہیں، لیکن اول کو بعید یک مرتبہ اور ثانی بعید بہ دوسرے ہے۔ اور اگر دو ماہیت ہوں اور ایک ہی مرتبہ کی دو جنسیں ان دونوں کے لیے ثابت ہوں تو کوئی خرابی نہیں، جیسے حیوان انسان کے لیے اور جسم نامی حیوان کے لیے۔ پس حیوان اور جسم نامی یہ دونوں جنس قریب ہیں، لیکن ایک ماہیت کے لیے دونوں ثابت نہیں ہیں، اس لیے کوئی مسئلہ لازم نہیں آتا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ماہیت واحدہ کے لیے دو جنس دوسری کی ہوں یا دو جنس مرتبہ واحدہ کی دو ماہیوں کے لیے ہوں۔ ان دونوں صورتوں میں کوئی خرابی نہیں، البتہ ماہیت واحدہ کے لیے مرتبہ واحدہ کی دو جنس نہیں ہو سکتیں۔ (اسعاد الہوم: ۷۹)



## فصل ششم: جنس، فصل اور نوع کی تقسیم

جنس کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ جنس قریب ۲۔ جنس بعید

۱۔ جنس قریب کی تعریف: وہ جنس ہے، جو بلا واسطہ ہو، یعنی اس کے اور ماہیت کے درمیان کوئی اور جنس نہ ہو، جیسے حیوان انسان کے لئے، یا کلمہ اسم کے لئے۔ بالفاظ دیگر وہ جنس ہے جو ماہیت کیساتھ اس کی جنس میں شریک ہونے والی تمام چیزوں کے جواب میں واقع ہو، ایسا نہ ہو کہ بعض کے جواب میں آئے اور بعض کے جواب میں نہ آئے، جیسے حیوان کہ انسان کے جواب میں واقع ہے اور انسانوں کیساتھ حیوانیت میں جتنی چیزیں شریک ہیں، مثلاً غنم، حمار، فرس وغیرہ، ان میں سے ایک ایک کو انسان کیساتھ جمع کر کے سوال کریں یا سب کو ملا کر سوال کریں ان دونوں صورتوں میں جواب میں حیوان واقع ہوگا۔

۲۔ جنس بعید کی تعریف: وہ جنس ہے، جو بلا واسطہ ہو، یعنی اس کے اور ماہیت کے درمیان کوئی واسطہ ہو، جیسے جسم نامی انسان کے لیے جنس بعید ہے، کیونکہ درمیان میں حیوان کا واسطہ ہے، یا لفظ اسم کے لیے جنس بعید ہے۔ کیونکہ درمیان میں کلمہ کا واسطہ ہے۔ بالفاظ دیگر وہ جنس ہے جو ماہیت کیساتھ اس کی جنس میں شریک ہونے والی تمام چیزوں کے جواب میں واقع نہ ہو، بلکہ بعض کے جواب میں آئے اور بعض کے جواب میں نہ آئے، جیسے نامی کہ انسان کیساتھ نامی ہونے میں جتنی چیزیں شریک ہیں ان میں سے بعض کا جواب نامی کیساتھ صحیح ہے اور بعض کا نہیں، مثلاً انسان کیساتھ نامی ہونے میں تمام حیوان اور نباتات شریک ہیں، اگر انسان کیساتھ حیوان اور نباتات میں کسی کو لے کر سوال کریں گے تب تو جواب میں نامی آئے گا اور اگر صرف حیوان کے کسی فرد کو شریک کر کے سوال کریں تو نامی نہ آئے گا۔  
وجہ حصر: واسطہ بین الماہیۃ والجنس ہو گا یا نہیں، اگر نہ ہو تو جنس قریب اور اگر ہو تو جنس بعید۔

### جنس قریب اور بعید کی معرفت کا قاعدہ

جنس قریب اور بعید کی معرفت کا قاعدہ یہ ہے کہ جس ماہیت کی نسبت کسی جنس کا قرب یا بعد معلوم کرنا ہو تو یہ پہلے یہ غور کرو کہ اس ماہیت کیساتھ اس جنس میں کون کونسی ماہیات شریک ہیں اب ان مشارکات جنسی میں سے ایک ایک ماہیت اس مطلوب ماہیت کیساتھ ملا کر ”ماہو“ سوال کرتے جاؤ اور دیکھو کہ اگر ہر ایک سوال میں وہی جنس جواب میں واقع ہوتی ہے تو سمجھ لیں کہ وہ جنس اس ماہیت کی جنس قریب ہے اور اگر اس ماہیت کیساتھ بعض مشارکات کے ملانے سے تو وہ جنس جواب میں آتی ہو مگر بعض ایسے مشارکات ہوں جن کے ملانے سے یہ جنس جواب میں نہ آتی ہو، بلکہ دوسری جنس آتی ہو تو سمجھ لیں کہ وہ جنس بعید ہے، مثلاً انسان کی نسبت حیوان کی قرب و بعد معلوم کرنا ہو تو پہلے انسان کیساتھ حیوانی مشارکات کا تصور کیا کہ فرس، بقر، غنم وغیرہ انسان کیساتھ حیوانیت میں شریک ہیں۔ اب ہر ایک کے متعلق جدا جدا اس طرح سوال کرنے لگے کہ ”الانسان والفرس ماہما؟ الانسان والغنم ماہما؟“ تو ظاہر ہے کہ ہر ایک کے جواب میں حیوان ہی

آئے گا، کیونکہ ان میں حیوان ہی تمام جزء مشترک ہے، لہذا حیوان انسان کے لیے جنس قریب ہوا۔ اسی انسان کی نسبت اگر جسم مطلق یا جوہر کا قرب یا بعد معلوم کرنا ہو تو پہلے انسان کیساتھ جسم مطلق کے مشارکات پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ انسان کیساتھ مطلق جسم میں جس طرح فرس، بقر شریک ہیں ویسے ہی شجر و حجر بھی شریک ہیں۔ اب ان میں سے ایک ایک کو انسان کیساتھ ملا کر اس طرح سوال شروع کیا کہ ”الانسان والفرس ماہما؟ الانسان والشجر ماہما؟ الانسان والحجر ماہما“۔ تو ظاہر ہے کہ پہلے سوال کی ماہیت میں تمام جزء مشترک حیوان ہے، لہذا اس کے جواب میں حیوان ہی آئے گا اور دوسرے میں جسم نامی ہے، لہذا اس کے جواب میں جسم نامی آئے گا اور تیسرے میں جسم مطلق ہے لہذا اس کے جواب میں جسم مطلق آئے گا اور اگر انسان کیساتھ عقول یا فرشتے ملا کر یوں سوال کیا جائے کہ ”الانسان العقول والملائكة ماہم؟“ تو جواب میں ”جوہر“ آئے گا، کیونکہ ان ماہیات میں جوہر ہی تمام جزء مشترک ہے اس سے معلوم ہوا کہ انسان کے لیے حیوان جنس قریب ہے اور جسم مطلق بیک مرتبہ، جسم مطلق بدو مرتبہ اور جوہر سہ مرتبہ جنس بعید ہے۔

فصل کی بھی دو قسمیں ہیں:-

#### ۱۔ فصل قریب ۲۔ فصل بعید

۱۔ فصل قریب کی تعریف: وہ فصل ہے، جو کسی حقیقت کو جنس قریب کے افراد سے جدا کرے، جیسے ”معناہ ناقص“ حرف کو اسم اور فعل سے جدا کر رہا ہے۔ بالفاظ دیگر جنس قریب میں جو چیزیں شریک ہیں ان سے تمیز دینے والی فصل کو فصل قریب کہتے ہیں، جیسے ناطق انسان کے لیے کہ انسان کیساتھ حیوانیت میں جو چیزیں شریک ہیں ناطق نے ان سب سے انسان کو جدا کر دیا۔

۲۔ فصل بعید کی تعریف: وہ فصل ہے، جو کسی حقیقت کو جنس بعید کے افراد سے جدا کرے، لیکن جنس قریب کے افراد سے جدا نہ کرے، جیسے متحرک بالارادہ انسان کو جسم نامی کے ایک فرد مثلاً شجر سے جدا کر رہا ہے، حیوان کے افراد سے جدا نہیں کر رہا۔ اسی طرح معنی دار ہونا اسم کو لفظ کے ایک فرد مثلاً مہمل سے جدا کر رہا ہے، لیکن کلمہ کے افراد سے جدا نہیں کر رہا ہے۔ بالفاظ دیگر جنس بعید میں شریک ہونے والی چیزوں سے تمیز دینے والی فصل کو فصل بعید کہتے ہیں، جیسے حساس انسان کے لیے کہ جسم نامی میں جو چیزیں انسان کیساتھ شریک ہیں حساس نے انسان کو ان سب سے ممتاز کر دیا۔

وجہ صحر: فصل جنس قریب کے مشارکات سے جدا کرے یا جنس بعید کے مشارکات سے جدا کرے گا، اگر جنس قریب کے مشارکات سے جدا کرے تو فصل قریب اور اگر جنس بعید کے مشارکات سے جدا کرے تو فصل بعید۔

نوع کی بھی دو قسمیں ہیں:-

#### ۱۔ نوع حقیقی ۲۔ نوع اضافی

۱۔ نوع حقیقی کی تعریف: وہ کلی ذاتی ہے، جس کے افراد کی حقیقت ایک ہو جیسے انسان اس کے افراد مثلاً زید، عمرو، بکر کی حقیقت ایک ہے۔ بالفاظ دیگر نوع وہ کلی ذاتی ہے جس کی ماہیت اپنے افراد کی ماہیت سے متحد ہو۔ یا وہ کلی ہے جو ایک یا کئی متفق الحقائق جزئیات پر

ماہو کے جواب میں بولی جائے، جیسے ”زید، عمرو و بکر ماہم؟“ سے سوال کیا جائے تو یہی ”انسان“ جواب میں واقع ہوتا ہے۔

۲۔ نوع اضافی کی تعریف: وہ کلی ہے، جو بلا واسطہ کسی جنس کے ماتحت ہو، جیسے اسم نوع اضافی ہے، کیونکہ یہ بلا واسطہ کلمہ کے ماتحت ہے، اسی طرح کلمہ بھی نوع اضافی ہے، کیونکہ یہ لفظ کے ماتحت ہے، لفظ بھی نوع اضافی ہے کیونکہ یہ صوت کے ماتحت ہے۔ بالفاظ دیگر وہ کلی ہے کہ اگر اس کیساتھ دوسری ماہیت ملا کر ”ماہو“ کے ذریعہ سوال کیا جائے تو جواب میں جنس واقع ہو۔ جیسے انسان نوع اضافی ہے کہ جب ”الانسان والفرس ماہما“ سوال کیا جائے تو جواب میں جنس ”حیوان“ واقع ہوتا ہے۔ ☆

### قواعد

- قاعدہ نمبر ۱: جنس اور نوع امور اضافیہ میں سے ہیں، ایک چیز ایک اعتبار سے نوع اور دوسرے اعتبار سے جنس ہوتی ہے (۱)۔
- قاعدہ نمبر ۲: جنس کا قریب یا بعید ہونا ایک امر اضافی ہے کیونکہ ایک ہی جنس ایک ماہیت کے لیے قریب اور دوسرے کے لیے بعید ہو سکتی ہے (۲)۔
- قاعدہ نمبر ۳: ہر فصل اپنے اوپر والی نوع کے اعتبار سے فصل قریب ہے اور ایک سے زائد درجہ کے اعتبار سے فصل بعید ہے (۳)۔
- قاعدہ نمبر ۴: فصل کا قریب یا بعید ہونا امر اضافی کہلاتا ہے (۴)۔
- قاعدہ نمبر ۵: فصول کے لیے اجناس بمنزلہ عرض عام کہلاتے ہیں (۵)۔
- قاعدہ نمبر ۶: اجناس ماتحت حقائق مرکبہ کے لیے اجناس کہلاتے ہیں (۶)۔
- قاعدہ نمبر ۷: ہر وہ ماہیت جس کیساتھ دوسری ماہیت ملا کر ”ماہما“ کے ذریعے سوال کیا جائے اور جواب میں جنس واقع ہو تو اسے نوع اضافی کہتے ہیں جیسے انسان اور فرس کو لے کر ”ماہما“ کے ذریعے سوال کیا جائے تو جواب میں حیوان آئے گا۔ تو انسان نوع اضافی ہے (۷)۔
- قاعدہ نمبر ۸: جنس الا جناس کے علاوہ تمام اجناس نوع اضافی ہیں (۸)۔

=====

- (۱) تعظیم المنطق: ۶۶۔ (۲) توضیح المنطق: ۲۳۔ شرح کتاب المنطق: ۳۳۳/۱۔ (۳) شرح کتاب المنطق: ۳۲۸/۱۔
- (۴) شرح کتاب المنطق: ۳۳۳/۱۔ (۵) قاضی مبارک: ۴۵۔ (۶) قاضی مبارک: ۴۵۔ (۷) شرح تہذیب: ۶۰، میزان العلوم: ۶۳۔ (۸) ضوابط المعرفہ: ۱۳۔
- ☆ نوع حقیقی کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ اپنے افراد کو پوری حقیقت ہوتی ہے اس لیے درحقیقت نوع کہلانے کی دعی مستحق ہوئی۔ یا اس وجہ سے کہ مناطہ اپنے عرف میں جب نوع کا اطلاق کرتے ہیں تو معنی اول متبادر ہوتے ہیں اور تبادر حقیقت کی علامت ہے۔ اور نوع اضافی کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اضافت کے معنی ہیں دوسرے کی طرف نسبت کرنا اور اس کا نوع ہونا بھی اپنے اوپر والی جنس کی نسبت سے ہے، مثلاً حیوان پر نوع کا اطلاق اس وجہ سے کیا جائے گا کہ اس کے اور جسم نامی جنس ہے۔ (اسعاد اللہوم: ۸۷/۱)
- نوع حقیقی اور نوع اضافی کے درمیان کوئی نسبت ہے اس میں حقدین اور متاخرین مناطہ کا اختلاف ہے۔ حقدین مناطہ کا نقطہ نظریہ ہے کہ ان میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، نوع اضافی عام مطلق ہے اور نوع حقیقی خاص مطلق ہے اس لیے کہ ایسی کوئی صورت نہیں کہ نوع اضافی نہ ہو، کیونکہ ایسی کوئی بھی شئی نہیں کہ موجود ہو اور پھر مقولات عشرہ میں سے کسی مقولہ کے تحت نہ ہو۔ لہذا نوع اضافی بھی کسی نہ کسی مقولہ کے ماتحت ہوگی اور وہی مقولہ اس کے لیے جنس ہوگا، پس ایسا مادہ کہ نوع حقیقی ہو اور نوع اضافی نہ ہو نہیں پایا جاتا ہے اس لیے ان میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت نہیں پائی جاتی ہے۔ اور متاخرین کہتے ہیں کہ نوع حقیقی اور نوع اضافی میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے، مادہ اجتماری انسان ہے کہ نوع حقیقی اور نوع اضافی دونوں اس پر صادق ہیں اور حیوان نوع اضافی ہے کیونکہ اس پر جنس محمول ہے نوع حقیقی نہیں اس لیے کہ امور حقدہ الحقیقہ کے جواب میں واقع نہیں اور صورت جسمیہ نوع حقیقی ہے اپنے افراد کے لیے اور نوع اضافی نہیں اس لیے کہ اس کے اوپر جنس نہیں جو اس پر محمول ہو۔ (مسلم العلوم: ۴۰، اسعاد اللہوم: ۸۸/۱)

- قاعدہ نمبر ۹: اجناس کے ماتحت انواع، انواع کے ماتحت اصناف اور اصناف کے ماتحت اشخاص ہوتے ہیں مثلاً حیوان کے ماتحت انسان، انسان کے ماتحت پاکستانی اور پاکستانی کے ماتحت حامد، محمود اور احمد وغیرہ ہیں (۱)۔
- قاعدہ نمبر ۱۰: نوع حقیقی کو نوع الانواع بھی کہتے ہیں (۲)۔
- قاعدہ نمبر ۱۱: نوع حقیقی (نوع الانواع) کے اقسام کو انواع نہیں بلکہ اصناف کہا جاتا ہے مثلاً پاکستانی، افغانی، کالے اور گورے وغیرہ (۳)۔
- قاعدہ نمبر ۱۲: تمام انواع حقیقیہ انواع اضافیہ کہلاتے ہیں (۴)۔
- قاعدہ نمبر ۱۳: جملہ انواع متوسطہ انواع اضافیہ ہیں، انواع حقیقیہ نہیں کیونکہ وہ اجناس کہلاتے ہیں (۵)۔
- قاعدہ نمبر ۱۴: نوع حقیقی اور نوع اضافی میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے مادہ اجتماعی کی مثال انسان، مادہ افتراقی کی مثال (صدق الحقیقی بدون الاضافی) نقطہ ہے اور دوسری مثال (صدق الاضافی بدون الحقیقی) حیوان ہے، یہی مذہب رائج ہے (۶)۔
- قاعدہ نمبر ۱۵: فصل قریب تمام مشارکات سے جدا کرتی ہے اور فصل بعید بعض مشارکات سے جدا کرتی ہے (۷)۔
- قاعدہ نمبر ۱۶: ہر وہ ماہیت جس کے تحت جنس نہ ہو تو جنس قریب کہلائے گا اور جس کے ماتحت جنس ہو تو وہ جنس بعید کہلاتی ہے (۸)۔
- قاعدہ نمبر ۱۷: ایک ہی ماہیت کے لئے دو جنس ایک ہی مرتبہ میں نہیں آ سکتے (۹)۔
- قاعدہ نمبر ۱۸: جس شئی کے لیے جنس نہیں ہوتی اس کے لیے فصل بھی نہیں ہوتی، اس لیے کہ فصل کا کام ہے مشارکات جنسیہ سے تمیز دینا اور جب کوئی چیز ایسی ہو کہ اس کے لیے جنس نہ ہو تو اس کیساتھ شریک ہونے والی چیزیں نہ ہوں گی کہ فصل لا کر اس کو ان مشارکات سے ممتاز کر دیا جائے۔ (۱۰)

### تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ میں جنس قریب، جنس بعید، فصل قریب اور فصل بعید متعین کیجئے، نیز یہ بھی بتائیے کہ کون کس کے لیے جنس و فصل ہے؟

لفظ/للأسم. وضع/للفعل. جسم/للإنسان. لفظ/للكلمة. نامی/للإنسان. لفظ/للأسم المبینی.

مفهوم/للجنس. اشتمل على علم الفاعلية/للمرفوعات. لا يحتاج في تحصيله إلى فكر ونظر/للبديهي.

ماحصل في العقل/للفصل. يتوقف حصوله على الفكر/الغسبي. المضمحل/للمنفصل. كتاب المنطق/للتهذيب.

متكثر المعنى/للحقيقة. لم يستقل بنفسه/للمتصل. ناطق/للإنسان. حساس/للإنسان. قضية/ثنائية. يقال لقائله انه صادق فيه أو كاذب/ثلاثية. منقول/للمنقول الشرعي. مفرد/للكلي. كتاب/لكنز الدقائق.

=====

(۱) سراج المحدث: ۱۶۸. (۲) شرح تہذیب: ۶۷. (۳) سراج المحدث: ۱۶۸.

(۴) شرح تہذیب: ۶۳. (۵) شرح تہذیب: ۶۳. (۶) شرح تہذیب: ۶۳.

(۷) میرا یسافو جی: ۳۱. (۸) انوار العلوم: ۶۸. (۹) سلم العلوم: ۶۶. (۱۰) سلم العلوم: ۴۱.

## فصل ہفتم: مانوق اور ماتحت کے اعتبار سے فصل کی تقسیم

مانوق اور ماتحت کے نسبت اعتبار سے فصل کی دو قسمیں ہیں (۱)۔

### ۱۔ مقوم ۲۔ مقسم

۱۔ مقوم کی تعریف: وہ فصل ہے، جو نوع کی ماہیت میں داخل ہو، جیسے ناطق، یہ انسان کا مقوم ہے، کیونکہ انسان کی ماہیت (حیوان ناطق) میں داخل ہے۔

۲۔ مقسم کی تعریف: وہ فصل ہے، جو جنس کو دو حصوں میں تقسیم کرے، جیسے ناطق، یہ حیوان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتی ہے ایک قسم حیوان ناطق اور دوسری قسم حیوان غیر ناطق۔ یعنی یہ فصل جنس کیساتھ مل کر ایک قسم وجودی حاصل کرتی ہے اور ایک قسم عدمی، جیسے ناطق نے حیوان کیساتھ مل کر ایک قسم وجودی حیوان ناطق اور دوسری قسم عدمی حیوان غیر ناطق کو حاصل کیا۔

وجہ حصر: فصل مانوق کی طرف منسوب ہو گا یا ماتحت کی طرف منسوب ہو گا، اگر مانوق کی طرف منسوب ہو تو مقسم اور اگر ماتحت کی طرف منسوب ہو تو مقوم۔

=====

(۱) اس کو سمجھنے سے پہلے یہ تمہیدی مقدمہ ذہن نشین رکھیں کہ کسی شخص سے تعارف کرانے میں جس طرح پہلے اس کے بڑے عام قبیلے یا قومیت اور وطن کو ذکر کیا جاتا ہے تاکہ ایک قوم اور جماعت میں داخل ہونے سے اس کا عام انسانی ابہام ختم ہو جائے، پھر دلہ دیب، پیشہ وغیرہ ایسے مخصوص امور بیان کیے جاتے ہیں جن سے مخاطب کو اس کی معرفت اور وجود کے متعلق ایک گونہ تسلی ہو جاتی ہے اس کے بعد اگر اس کے اخلاق و کردار کے متعلق تفصیل کی جائے تو اگرچہ اس سے اس کی ہستی اور وجود کی معرفت میں مزید روشنی پڑے گی، مگر وہ ایسے خارجی عوارضات ہوتے ہیں جن کے وجود و عدم سے اس کی ذات پر اثر نہیں پڑتا۔ بعینہ اسی طرح ہر چیز کی تعریف میں ایک عام جزء (جنس) استعمال کیا جاتا ہے جس سے اس چیز کے ابہام میں کمی ہو جاتی ہے مگر قلبی تردد و غلبان کے لیے اب بھی کافی ابہام موجود رہتا ہے جس کے ازالہ کے لیے ایک مخصوص جزء (فصل) لایا جاتا ہے اور اس طرح اس مابہ الاشتراک (جنس) اور مابہ الاتیاز (فصل) کے مجموعہ سے اس چیز کی ایک مخصوص ماہیت پیدا ہو جاتی ہے جس سے وہ چیز ایک ممتاز ہستی بن جاتی ہے اور وہی جنس اور فصل اسکی ذاتیات کہلاتی ہیں۔ ان کے سوا اس چیز کے جتنے صفات و عوارضات مزید روشنی ڈالنے کے لیے یا دیگر اغراض کے لیے بیان کیے جائیں گے وہ عرضیات کہلائیں گے۔ اس تمہیدی مقدمہ سے یہ بات واضح ہوئی کہ کسی شئی کی ماہیت میں جب فصل کو جنس کے ملاتے ہیں تو اس سے اس جنس کے دو حصے بن جاتے ہیں ایک حصہ تو بدستور مبہم رہ جاتا ہے اور ایک حصہ ایک معین صورت میں نمودار ہو جاتا ہے، مثلاً انسانی ماہیت جب حیوان (جنس) اور ناطق (فصل) سے مرکب ہوئی تو ناطق کے ملانے سے حیوان (جنس) کے دو حصے ہو گئے، ایک تو حیوان ناطق ہوا جو موجودات میں ایک معین ہستی (انسان) بن گئی۔ اور دوسرا حیوان غیر ناطق ہوا جو حسب سابق اب بھی کافی مبہم ہے۔ تو معلوم ہوا کہ فصل جب جنس سے ملتی ہے تو جنس کے دو حصے کر دیتی ہے اور نوع کو توام اور وجود دیتی ہے اسی واسطے فصل کو جنس کا مقسم اور نوع کا مقوم کہتے ہیں۔ اور چونکہ سلسلہ کلیات میں ہر مانوق کلی ماتحت کا جزء ہوتی ہے اور ہر فصل نوع کا جزء ہوتی ہے، اس لیے یہ قاعدہ مقرر کیا گیا ہے کہ جو فصل مقوم نوع عالی ہو تو وہ مقوم نوع سافل بھی ہوگی، مگر جو فصل کہ مقوم نوع سافل ہو تو یہ ضروری نہیں کہ وہ مقوم نوع عالی بھی ہو اور جو فصل مقسم جنس سافل ہو تو وہ مقسم جنس عالی بھی ہوگی، مگر یہ ضروری نہیں کہ جو فصل مقسم جنس عالی ہو تو وہ مقسم جنس سافل بھی ہو۔ دیکھئے ”ذی نماء“ مقوم جسم نامی ہے تو مقوم حیوان اور انسان بھی ہے مگر مقوم جسم مطلق نہیں اور یہی ”ذی نماء“ جس طرح مقسم جسم مطلق ہے ویسے ہی مقسم جو ہر بھی ہے مگر مقسم جسم نامی اور حیوان نہیں بلکہ ان کا مقوم ہے۔ (معین المنطق: ۷۴-۷۵)

## مراتب الاجناس کا بیان

مرتبہ کے اعتبار سے جنس کی تین قسمیں ہیں:-

۱۔ جنس عالی ۲۔ جنس سافل ۳۔ جنس متوسط

۱۔ جنس عالی: وہ جنس ہے، جس کے اوپر کوئی جنس نہ ہو، جیسے جوہر۔

۳۔ جنس متوسط: وہ جنس ہے، جس کے اوپر بھی جنس ہو اور نیچے بھی جنس ہو، جیسے جسم مطلق، جسم نامی۔ کہ اس کے اوپر بھی جنس (جوہر) ہے اور نیچے بھی جنس (حیوان) ہے۔

۲۔ جنس سافل: وہ جنس ہے، جس کے نیچے کوئی جنس نہ ہو، جیسے حیوان، اس کے نیچے جنس نہیں، بلکہ انواع (انسان، بقر، غنم وغیرہ) ہیں۔

وجہ حصر: جنس کے ماتحت جنس ہو گا یا نہیں، اگر نہ ہو جنس سافل، اگر ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، اس کے مافوق جنس ہو گا یا نہیں، اگر ہو تو جنس متوسط، اور اگر نہ تو جنس عالی۔

## مراتب الانواع کا بیان

مرتبہ کے اعتبار سے نوع (اضافی) کی بھی تین قسمیں ہیں:-

۱۔ نوع عالی ۲۔ نوع متوسط ۳۔ نوع سافل

۱۔ نوع عالی: وہ نوع ہے، جس کے اوپر کوئی نوع نہ ہو، جیسے جسم مطلق، اس کے اوپر کوئی نوع نہیں، بلکہ جنس ہے۔

۲۔ نوع متوسط: وہ نوع ہے، جس کے اوپر بھی نوع ہو اور نیچے بھی نوع ہو، جیسے جسم نامی۔ اس کے اوپر جسم مطلق اور نیچے حیوان ہے۔

۳۔ نوع سافل: وہ نوع ہے، جس کے نیچے کوئی نوع نہ ہو، جیسے انسان اور فرس وغیرہ۔ کہ اس کے نیچے انواع نہیں اصناف ہیں۔

=====

(۱) منطق کی بعض کتابوں میں ان تین کے علاوہ ایک اور درجہ جنس مفرد اور نوع مفرد کا بھی بیان کیا گیا ہے۔ جنس مفرد اس کو کہتے ہیں کہ نہ اس کے اوپر کوئی جنس ہو اور نہ نیچے کوئی جنس ہو۔ اور نوع مفرد اس کو کہتے ہیں کہ نہ اس کے اوپر کوئی نوع ہو اور نہ اس کے نیچے کوئی نوع ہو۔ مناطقہ نے ان دونوں کی فرضی مثالیں بھی دی ہیں۔ جنس مفرد کی مثال: جیسے جوہر کو جنس نہ مانا جائے بلکہ اس کو عقل عشرہ کے لیے عرض مان لیا جائے اور عقل کو جنس ثابت کیا جائے اور اس کے نیچے عقل عشرہ کو اس جنس کے افراد نوعیہ بنایا جائے جیسا کہ جنس کے نیچے انواع ہوتے ہیں اور ان عقل عشرہ کی حقیقتیں مختلف فرض کر لی جائیں تاکہ یہ عقل کے لیے انواع بن سکیں۔ تو اس وقت عقل ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے اوپر بھی کوئی جنس نہیں کیونکہ اوپر جوہر ہے جو کہ عرض مان لیا گیا ہے اور نیچے بھی کوئی جنس نہیں کیونکہ عقل عشرہ کو اس کے لیے انواع بنایا گیا ہے اس لیے اس وقت عقل کو جنس مفرد کہیں گے۔ اور نوع مفرد کی مثال بھی یہی عقل ہے جب کہ جوہر کو عقل کے لیے جنس فرض کر لیں اور عقل کو نوع مان لیں اور ان عقل عشرہ کو اس کے لیے افراد مختلفہ الحقائق بنادیں تو اس وقت یہ عقل نوع مفرد ہوگی کیونکہ اس کے اوپر کوئی نوع نہیں بلکہ اوپر جنس (جوہر) ہے اور نیچے بھی کوئی نوع نہیں بلکہ نیچے عقل عشرہ افراد ہیں۔ اس وقت عقل نوع مفرد ہوگی۔ واضح رہے کہ یہ مثالیں مناطقہ نے تقریب فہم کے لیے دی ہیں ورنہ حقیقت میں ایک ہی عقل نوع مفرد اور جنس مفرد کی مثال کیسے بن سکتی ہے؟؟؟ مذکورہ بالا سطور میں ہم نے اسے بیان اس لیے نہیں کیا کہ ہماری اجناس و انواع سے وہ اجناس و انواع مراد ہیں جن میں سلسلہ ترتیب قائم ہو سکے اور ترتیب کے لیے کم از کم دو افراد کا ہونا ضروری ہوتا ہے اور یہاں جنس و نوع مفرد ہیں اس لیے ان میں ترتیب نہیں ہو سکتی ہے۔ نیز ان کا جنس مفرد اور نوع مفرد کا وجود یقینی نہیں کہ ایک ہی عقل جنس مفرد اور نوع مفرد کیسے ہو سکتی ہے؟؟؟

وجہ: نوع کے ماتحت نوع ہوگی یا نہیں، اگر نہ ہو تو نوع سافل، اگر ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں اس کے مافوق نوع ہوگی یا نہیں، اگر ہو تو نوع متوسط، اور اگر نہ تو نوع عالی۔

### قواعد

قاعدہ نمبر ۱: فصل کا تعلق نوع کیساتھ مقوم اور جنس کیساتھ مقسم کا ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: مقوم وہ ہوتا ہے جو نوع کی ماہیت میں داخل ہو جیسے ناطق انسان کی ماہیت میں داخل ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: مقسم وہ ہوتا ہے جو جنس کو دو حصوں میں تقسیم کرے جیسے ناطق نے حیوان کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، حیوان ناطق اور حیوان غیر ناطق (۳)۔

قاعدہ نمبر ۴: جو فصل نوع عالی کے لیے مقوم ہے وہ نوع سافل کے لیے بھی مقوم ہے، اس لیے کہ جو فصل نوع عالی کے لیے مقوم ہے وہ عالی کا جزء ہے اور عالی سافل کا جزء ہے اور جزء کا جزء اس شے کا جزء ہوتا ہے اس لیے فصل مقوم للعالی سافل کا جزء ہوگئی اور یہ جزء نوع عالی کو جن چیزوں سے تمیز دے گا ان ہی چیزوں سے نوع سافل کو بھی تمیز دے گا اس لیے کہ یہ جزء تمیز ہوگا اور جزء تمیز کو مقوم کہتے ہیں، جیسے حساس کہ وہ حیوان کے لیے مقوم ہے اور انسان کے لیے بھی مقوم ہے، اس لیے کہ حساس حیوان کا جزء ہے اور حیوان انسان کا جزء ہے اس لیے حساس بھی انسان کا جزء ہوگا (۴)۔

قاعدہ نمبر ۵: جو فصل نوع سافل کے لیے مقوم ہے یہ ضروری نہیں کہ وہ نوع عالی کے لیے بھی مقوم ہو۔ اس لیے کہ سافل عالی کا جزء نہیں، اس لیے کہ سافل عالی کا جزء نہیں تاکہ جزء الجزء کے قاعدے سے سافل کو مقوم عالی کے لیے مقوم ہو جائے، جیسے ناطق کہ سافل انسان کے لیے مقوم ہے اور عالی حیوان کے لیے مقوم نہیں بلکہ اس کے لیے مقسم ہے۔ (۵)۔

قاعدہ نمبر ۶: جو فصل جنس سافل کے لیے مقسم ہے وہ جنس عالی کے لیے بھی مقسم ہوگی، اس لیے کہ جو فصل جنس سافل کے لیے مقسم ہے وہ سافل کی ایک قسم ہے اور سافل عالی کی قسم ہے، لہذا قسم القسم قسم کے قاعدے سے فصل مقسم للسافل مقسم للعالی ہوگی، جیسے ناطق کہ وہ جنس سافل حیوان کے لیے مقسم ہے تو اسی طرح جنس عالی جسم نامی اور جسم مطلق وغیرہ کے لیے بھی مقسم ہے۔ یعنی اسی طرح جسم مطلق کو بھی دو حصوں (جسم مطلق ناطق، جسم مطلق غیر ناطق) میں تقسیم کرتا ہے (۶)۔

قاعدہ نمبر ۷: جو فصل جنس عالی کے لیے مقسم ہے یہ ضروری نہیں کہ وہ جنس سافل کے لیے بھی مقسم ہو۔ اس لیے کہ عالی سافل کی قسم نہیں تاکہ قسم القسم قسم کے قاعدہ سے عالی کا مقسم سافل کے لیے مقسم ہو، جیسے حساس کہ وہ جنس عالی یعنی جسم نامی کے لیے مقسم ہے اور جنس سافل حیوان کے لیے مقسم نہیں بلکہ اس کے لیے مقوم ہے۔ یعنی حساس جسم نامی کو دو حصوں جسم نامی حساس اور جسم نامی غیر حساس میں تقسیم

=====

(۱) شرح تہذیب: ۷۲، انوار العلوم: ۷۸۔ (۲) قطبی: ۱۲۶۔ (۳) قطبی: ۱۲۶۔

(۴) تہذیب: ۷۲۔ (۵) تہذیب: ۷۳۔ (۶) تہذیب: ۷۴۔

کرتا ہے، لیکن حیوان (سافل) کو تقسیم نہیں کر سکتا، کیونکہ ہر حیوان حساس ہوتا ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۸: ہر وہ ماہیت جس کے مافوق اجناس ہوتے ہیں تو اس کے لیے فصل مقسم ہوتا ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۹: ہر وہ ماہیت جس کے ماتحت انواع ہوں تو اس کے لیے فصل مقوم ہوتا ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: جنس کے لیے فصل مقوم ہو سکتا ہے اور نوع کے لیے فصل مقسم نہیں ہو سکتا (۴)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: جنس عالی کو جنس الاجناس اور نوع سافل کو نوع الانواع بھی کہتے ہیں، اس لیے کہ جنسیت باعتبار عموم کے ہے، یعنی اس میں ترتیب خاص سے عام کی طرف ہوتی ہے، لہذا جو جنس سب سے زیادہ عام ہوگی اس کو جنس الاجناس کہیں گے اور سب سے زیادہ عام جنس عالی ہے، اس لیے اس کو جنس الاجناس کہتے ہیں اور نوعیت باعتبار خصوص کے ہے، یعنی اس میں ترتیب عام سے خاص کی طرف ہوتی ہے، لہذا جو نوع سب سے زیادہ خاص ہوگی اس کو نوع الانواع کہیں گے اور سب سے زیادہ خاص نوع ساف ہے اس لیے اس کو نوع الانواع کہتے ہیں۔ (۵)۔

قاعدہ نمبر ۱۳: اجناس کی ترتیب صعودی اور انواع کی ترتیب نزولی کہلاتی ہے (۶)۔

### تمرین

امثلہ ذیل میں کون کس کے لیے مقوم اور مقسم ہے؟

لفظ/للأسم. ناطق/للإنسان. المستقل/للأسم. المستقل/للکلی. حساس/للإنسان. جوهر/للنفس.  
المستقل/للکلمة. نامی/للإنسان. موجود لافي الموضوع/للجوهر. سببان من أسباب منع الصرف او واحد  
يقوم مقام الاثنين/للکلمة. مَا يَتَوَقَّفُ حُضُورُهُ عَلَى الْفِكْرِ/للکسي. يختلف آخره باختلاف العوامل/للکلمة.  
ناطق/للحيوان. مختلفين بالحقائق/للکلی. مَا اعتل فاؤه/للمثال. لم يجوز العقل تكثره/للمفهوم. يختلف آخره  
باختلاف العوامل/للفظ. اعتل عينه/للأجوف. كلمة/للمصحيح. قابل للأبعاد/جسم مطلق. ناطق/للجسم.  
متحرك بإرادة/حيوان. يختلف آخره باختلاف العوامل/للأسم.  
چند حل شدہ مثالیں:

- ❖ ..... ”لفظ“ کلمہ کے لیے مقوم ہے اس لیے کہ یہ اس کی ماہیت میں داخل ہے۔
- ❖ ..... ”مستقل بالمفہومیت“ کلمہ کے لیے مقسم ہے اس لیے کہ یہ کلمہ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔
- ❖ ..... ”مَا فِيهِ حَرْفٌ عِلَّةٌ“ معتل کے لیے مقوم ہے اس لیے کہ یہ اس کی ماہیت میں داخل ہے۔

=====

(۱) تہذیب: ۷۴. سلم العلوم: ۵۲. (۲) قطبی: ۲۳۳. (۳) قطبی: ۲۳۳. (۴) رسالہ شمیہ: ۲۳۰.

(۵) تہذیب: ۶۷، ۶۸. سلم العلوم: ۴۱. (۶) تہذیب: ۶۷، ۶۸.



## فصل ہشتم: کلی عرضی کا بیان

کلی عرضی کی دو قسمیں ہیں:- ۱۔ خاصہ ۲۔ عرض عام

۱۔ خاصہ کی تعریف: وہ کلی عرضی ہے، جو صرف ایک ماہیت کے افراد کیساتھ خاص ہو، جیسے ”خُک“ صرف افراد انسان کیساتھ خاص ہے، یا صرف دخول الف لام اور جراسم اور دخول ”سین و سوف“ فعل کیساتھ خاص ہیں۔ بالفاظ دیگر خاصہ وہ کلی عرضی ہے جو صرف ایک ہی ماہیت کے افراد پر عارضی طور پر بولی جائے۔ (۱)۔

۲۔ عرض عام کی تعریف: وہ کلی عرضی ہے، جو چند ماہیات کے افراد کیساتھ خاص ہو، جیسے ”ماشی“ (پروں سے چلنا) انسان، بقر، غنم وغیرہ ہر جاندار کو لاحق ہے۔ بالفاظ دیگر عرض عام وہ کلی عرضی ہے جو مختلف الحقائق ماہیات کے افراد پر عرضی طور پر صادق آئے۔ وجہ حصر: حقیقت واحدہ کیساتھ مختص ہوگی یا نہیں، اگر ہو تو خاصہ اور اگر نہ ہو تو عرض عام۔

خاصہ کی دو قسمیں ہیں:- ۱۔ خاصہ شاملہ ۲۔ خاصہ غیر شاملہ

۱۔ خاصہ شاملہ کی تعریف: وہ خاصہ ہے، جو ایک ماہیت کے تمام افراد کو عارض ہو، جیسے خُک یا کتابت بالقوۃ، جو تمام افراد انسانی کو عارض ہے۔ بالفاظ دیگر خاصہ شاملہ اس کو کہتے ہیں کہ جو اپنے ماتحت تمام افراد پر صادق ہو، جیسے عالم بالقوۃ، تمام افراد انسانی کو عالم بالقوۃ کہہ سکتے ہیں۔

۲۔ خاصہ غیر شاملہ کی تعریف: وہ خاصہ ہے، جو ایک ماہیت کے بعض افراد کو عارض ہو، جیسے خُک بالفعل، یا کتابت بالفعل جو بعض افراد انسان کو عارض ہے۔ بالفاظ دیگر خاصہ غیر شاملہ اس کو کہتے ہیں کہ جو اپنے ماتحت تمام افراد کو شامل نہ ہو، جیسے یہی خُک بالفعل اور کتابت بالفعل کہ بعض افراد انسانی پر تو یہ بالفعل صادق ہیں، لیکن بعض افراد ایسے ہیں کہ جن پر یہ صادق نہیں۔

وجہ حصر: خاصہ ذی الخاصہ (جس کو خاصہ عارض ہو) کے تمام افراد کو شامل ہوگا یا نہیں، اگر ہو تو خاصہ شاملہ اور اگر نہ ہو تو خاصہ غیر شاملہ۔

لزوم اور عدم لزوم کے اعتبار سے خاصہ کی دو قسمیں ہیں:- ۱۔ خاصہ لازم ۲۔ خاصہ مفارق

۱۔ خاصہ لازم کی تعریف: وہ خاصہ ہے، جس کا اپنے معروض سے جدا ہونا ممتنع ہو، جیسے خُک بالقوۃ کا انسان سے جدا ہونا ممتنع ہے۔

۲۔ خاصہ مفارق کی تعریف: وہ خاصہ ہے، جس کا اپنے معروض سے جدا ہونا ممکن ہو، جیسے خُک بالفعل کا انسان سے جدا ہونا ممتنع ہے۔

وجہ حصر: خاصہ کا اپنے معروض سے انفکاک (جدائی) ممتنع ہوگا یا ممکن ہوگا، اگر ممتنع ہو تو خاصہ لازم، اور اگر ممکن ہو تو خاصہ مفارق۔

=====

(۱) بالفاظ دیگر خاصہ ایسی کلی عرضی ہے جو اپنے افراد کی نہ تو تمام ماہیت ہو اور نہ ماہیت کا جزء ہو، بلکہ ماہیت سے خارج ہو اور ایک ماہیت کے افراد پر محمول ہو، اگر وہ ماہیت نوع ہے تو اس کو خاصۃ النوع کہتے ہیں، جیسے ضاحک انسان کے لیے اور اگر وہ ماہیت جنس ہے تو اس کو خاصۃ الجنس کہتے ہیں، جیسے ماشی حیوان کے لیے۔ اور عرض عام ایسی کلی ہے جو اپنے افراد کی ماہیت سے خارج ہو اور افراد مختلفہ الحقائق پر محمول ہو، جیسے ماشی انسان اور فرس کے لیے۔

لزوم اور عدم لزوم کے اعتبار سے عرض عام کی دو بھی قسمیں ہیں:-

۱۔ عرض عام لازم ۲۔ عرض عام مفارق

۱۔ عرض لازم کی تعریف: وہ عرض عام ہے، جس کا اپنے معروض سے جدا ہونا ممنوع ہو، جیسے حرارت آگ کے لیے، یا حرکت نبض جاندار کے لیے۔ کہ حرارت آگ سے جدا نہیں ہو سکتی اور حرکت نبض جاندار سے جدا نہیں ہو سکتا۔

۲۔ عرض عام مفارق کی تعریف: وہ عرض عام ہے، جس کا اپنے معروض سے جدا ہونا ممکن ہو، جیسے زلہ، بخار جاندار کے لیے، یا مسند الیہ ہونا اسم کے لیے۔ کہ زلہ اور بخار جاندار سے جدا ہو سکتے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسم ہو، لیکن مسند الیہ نہ ہو۔

وجہ حصر: عرض عام اپنے معروض سے انفکاک (جدائی) ممنوع ہو گا یا ممکن ہو گا، اگر ممنوع ہو تو عرض عام لازم، اور اگر ممکن ہو تو عرض عام مفارق۔

### قواعد

قاعدہ نمبر: اگر خاصہ نوع کے افراد کیساتھ مختص ہو تو خاصہ نوع کہلاتا ہے، جیسے ضاحک انسان کے لیے، اور اگر جنس کے افراد کیساتھ مختص ہو تو خاصہ جنسی کہلاتا ہے، جیسے ماشی حیوان کے لیے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: خاصہ کو عرض خاص بھی کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: فصل اور خاصہ میں فرق یہ ہے کہ کسی شئی کا توام فصل کے بغیر نہیں ہو سکتا، البتہ خاصہ کی بغیر تحقق ہو سکتا ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ کسی شئی کے ماہیت کا ادراک فصل کے بغیر نہیں ہو سکتا، البتہ خاصہ کی بغیر ہو سکتا ہے۔ تیسرا فرق یہ ہے کہ فصل کی تعلیل بیان نہیں کی جاتی ہے جب کہ خاصہ کی تعلیل بیان کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ”لم صار الانسان ناطقا“ نہیں کہا جاتا ہے، البتہ ”ضاحک“ اور ”کاتب“ کو یہ

کہا جاتا ہے کہ ”ما هو السبب الذي اضحك؟ او ما هو السبب الذي حملك على الكتابة؟“ (۳)۔ ☆

قاعدہ نمبر ۵: متکلمین حضرات فصل کو صفت نفسیہ بھی کہتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر ۶: خاصہ اور عرض عام دونوں معنائی کلی ہیں، جنس کا خاصہ ماتحت انواع کے لیے عرض ہوتا ہے، مثلاً: ماشی حیوان کا خاصہ ہے جسم نامی کے بقیہ افراد اشجار وغیرہ میں نہیں پایا جاتا اور بہ نسبت انسان بقرو وغیرہ کے یہ عرض عام ہے۔

=====

(۱) شرح تہذیب: ۷۴۔ (۲) تفہیم المنطق: ۶۴۔ (۳) آداب البحث للشمس: ۳۶۔ (۴) تفہیم المنطق: ۷۷۔

☆ شیخ الاسلام ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) نے ”الرؤیٰ للمطقیین“ میں فن منطق پر جو نقض وار کیے ہیں ان میں من جملہ یہ بھی ہے کہ مناطقہ فصل اور خاصہ میں کوئی بنیادی امتیاز نہیں کر پائے، کیونکہ یہ دونوں طرد عکس کی میزان پر پورے اترتے ہیں۔ نیز ناطق (فصل) کہہ دینے سے سطح ذہن پر فی الحقیقت کوئی نئی حقیقت جلوہ گر نہیں ہوتی، بلکہ وہی مفہوم کچھ وضوح و تعین اختیار کرتا ہے جو پہلے سے انسان کے تصور میں داخل ہے۔

قاعدہ نمبر ۷: نطق سے قوت مفاہمت مراد ہے، گفتگو اور کلام مراد نہیں، کیونکہ یہ دیگر حیوانات میں پایا جاتا ہے، بلکہ اس سے مراد وہ عقلی و فکری قوت ہے، جس کے ذریعے انسان علم کا ادراک کرتا ہے، علامہ محمد امین شفقطنیؒ (م ۱۳۹۳ھ) فرماتے ہیں۔ والنطق فی الاصطلاح عند المنطقیین: القوۃ العاقلۃ المفکرۃ التی یقتدر بها علی ادراک العلوم والآراء، ولیس المراد به عندهم الکلام (۱)۔

الغرض ناطق کا معنی ہے: عاقل۔ بعض کہتے ہیں کہ ناطق کا معنی ہے: مدبر ک الکلیات والجزئیات۔ بعض کا کہنا ہے کہ انسان کا معنی ہے: ”هو الحي الناطق المائت“، وہ زندہ ہے جس میں نطق کی قوت ہو اور مرنے والا ہو۔

قاعدہ نمبر ۹: قوت عاقلہ سے مراد عقل استدلالی ہے یعنی معلومات کو ترتیب دے کر نامعلوم کو حاصل کرنا، دیگر حیوانات میں محض عقل معاش پائی جاتی ہے (۲)۔

### تمرین

درج ذیل مثالوں میں خاصہ اور عرض عام کی نشاہد ہی کریں۔

قابلیت علم/للانسان۔ مشی/للانسان۔ نوم/للحیوان۔ مشی/للحیوان۔ مرض/للحیوان۔ ضحک/للانسان۔ اکل و شرب/للحیوان۔ تصریف/للفعل مرفوع/للاسم۔ مجرور/لل اسم۔ دخول الف لام/لل اسم۔ تصریف/للماضی۔ مسند الیہ/لل اسم۔ مسند/للفعل۔ مشی/للبقر۔ اکل و شرب/للانسان۔ نوم/للكلب۔ عقل/للانسان۔ مریض/للانسان۔ خوف/للحیوان۔ خوف/للدجاجة۔ بکاء/للانسان۔ چند حل شدہ مثالیں:

❖..... ”قابلیت علم“ انسان کے لیے خاصہ ہے اس لیے کہ ماہیت واحدہ کے افراد کیساتھ مختص ہے، خاصہ شاملہ اس لیے کہ خاصہ ذی الخاصہ کے تمام افراد کو عارض ہے۔ خاصہ لازم اس لیے کہ اس کا انفکاک اپنے معروض سے ممتنع ہے۔

❖..... ”نوم“ حیوان کے لیے۔ عرض عام ہے اس لیے کہ ماہیت واحدہ کے افراد کیساتھ مختص نہیں۔ عرض عام مفارق اس لیے کہ عارض کا اپنے معروض سے جدا ہونا ممکن ہے۔

❖..... ”تنوین“ اسم کے لیے خاصہ ہے اس لیے کہ ماہیت واحدہ کے افراد کیساتھ مختص ہے، خاصہ غیر شاملہ اس لیے کہ خاصہ ذی الخاصہ کے تمام افراد کو عارض نہیں۔ خاصہ مفارق اس لیے کہ اس کا انفکاک اپنے معروض سے ممکن ہے۔

❖..... ”اکل و شرب“ انسان کے لیے۔ عرض عام ہے اس لیے کہ ماہیت واحدہ کے افراد کیساتھ مختص نہیں۔ عرض عام مفارق اس لیے کہ عارض کا اپنے معروض سے جدا ہونا ممکن ہے۔

=====

## فصل نہم: وجود کے اعتبار سے عرض لازم کی تقسیم

وجود کے اعتبار سے عرض لازم کی تین قسمیں ہیں:-

۱۔ لازم ماہیت ۲۔ لازم خارجی ۳۔ لازم ذہنی

۱۔ لازم ماہیت کی تعریف: وہ لازم ہے، جو ملزوم کی ماہیت و طبعیت کو لازم ہو، ماہیت و طبعیت کو لازم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ملزوم کو ذہن میں سوچو تو اس کو لازم ہو، ملزوم خارج میں موجود ہو تو اس کو لازم ہو، جیسے ”زوجیت لاربعة“ چار کے عدد کو زوج (جفت) ہونا لازم ہے، چار کا عدد ذہن میں سوچو تو بھی اس کو زوج (جفت) ہونا لازم ہے اور اگر خارج میں چار کا عدد ہو تو بھی زوج ہونا لازم ہے۔

۲۔ لازم خارجی کی تعریف: وہ لازم ہے، جو ملزوم کو صرف خارج میں لازم ہو، جیسے آگ کو خارج میں جلانا لازم ہے، لیکن ذہن میں لازم نہیں، یا سانس لینا جاندار کے لیے۔

۳۔ لازم ذہنی کی تعریف: وہ لازم ہے، جو ملزوم کو صرف ذہن میں لازم ہو، جیسے کلی ہونا انسان کے لیے، یا جزئی ہونا زید کے لیے۔ (۱)

وجہ حصر: عرض لازم ماہیت شئی کو لاحق ہو گا یا وجود شئی کو لاحق ہو گا، اگر ماہیت شئی کو لاحق ہو تو لازم ماہیت اور اگر وجود شئی کو لاحق ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں وجود ذہنی کو لاحق ہو گا یا وجود خارجی کو لاحق ہو گا، اگر وجود ذہنی کو لاحق ہو تو لازم ذہنی اور وجود خارجی کو لاحق ہو تو لازم خارجی۔

عرض لازم کی باعتبار تصور ملزوم کی چار قسمیں ہیں:-

۱۔ لازم بین بالمعنی الاخص ۲۔ لازم بین بالمعنی الاعم ۳۔ لازم غیر بین بالمعنی الاخص ۴۔ لازم غیر بین بالمعنی الاعم

۱۔ لازم بین بالمعنی الاخص کی تعریف: فقط ملزوم کے تصور سے لازم اور ملزوم دونوں کا تصور ذہن میں آئے، جیسے ”بصر للعمی“ میں فقط ”عمی“ ملزوم کے تصور سے ”بصر“ لازم کا تصور ذہن میں آتا ہے۔ یا جیسے آگ کی گرمی اور برف کی سردی کہ جب آگ یا برف کا تصور کیا جاتا ہے تو گرمی اور سردی کا تصور بھی لازم آتا ہے۔

۲۔ لازم بین بالمعنی الاعم کی تعریف: فقط ملزوم کے تصور سے جزم بالملزوم نہ ہو بلکہ لازم، ملزوم اور دونوں کے درمیان نسبت کے تصور سے جزم بالملزوم ہو، جیسے ”الزوجية لاربعة“ یہاں ملزوم (چار) کا معنی پہلے سوچنا پڑے گا (کہ چار وہ عدد ہے جو تین سے

=====

(۱) لازم کا اطلاق دو معنوں پر ہوتا ہے:- ۱۔ لازم اولیٰ ۲۔ لازم ثانوی

۱۔ لازم اولیٰ: جیسے سورج کے لیے دھوپ کا ہونا لازم ہے، اسی طرح چار کے لیے زوجیت لازم ہے اور یہی وہ لازم ہے جس کے متعلق یہ قاعدہ ہے کہ لازم کا انتفاء ملزوم کے انتفاء کو مستلزم ہے۔ ۲۔ لازم ثانوی: لازم ملزوم کے درمیان کی لزومیت کے لیے لزوم کا ہونا لازم ثانوی کہلاتا ہے۔ (دستور العلماء: ۳/۱۹۷)

اوپر اور پانچ سے نیچے ہو) پھر لازم (زوجیت) کو بھی سوچنا پڑے گا (کہ زوج وہ عدد ہے جو دو پر متساویین پر برابر تقسیم ہو سکے) اور پھر اس کے نسبت کو بھی سوچنا پڑے گا کہ کیا زوج ہونا چار چار کے عدد پر صادق آتا ہے یا نہیں۔

۳۔ لازم غیر بین بالمعنی الاخص کی تعریف: فقط ملزوم کے تصور سے لازم کا تصور اور اس کے لزوم کا یقین نہ آئے، بلکہ لازم کو بھی الگ سوچنا پڑے جیسے کاتب بالقوۃ ہونا انسان کو لازم ہے، یہاں فقط ملزوم کے تصور سے لازم (کتابت بالقوۃ) کا تصور اور اس کے لزوم کا یقین نہیں آتا، بلکہ لازم کو بھی الگ سوچنا پڑے گا۔

۴۔ لازم غیر بین بالمعنی الاعم کی تعریف: فقط ملزوم، لازم اور نسبت کے تصور سے جزم ملزوم نہ ہو، بلکہ دلیل خارجی کو سوچنا پڑے گا، جیسے ”حدوث للعالم“ یہاں پہلے عالم کا معنی پھر حادث کا معنی پھر دونوں کے درمیان نسبت سوچنا پڑے گا، پھر اس پر دلیل بھی قائم کرنی ہوگی کہ ”العالم متغیر وکل متغیر حادث فالعالم حادث۔“

عرض مفارق کی بھی دو قسمیں ہیں: ۱۔ دائمی ۲۔ غیر دائمی

۱۔ دائمی کی تعریف: وہ عرض ہے، جو معروض کو دائمی طور پر لاحق ہو لیکن اس کا جدا ہونا ممکن ہو جیسے فلک کی حرکت حکماء کے نزدیک دائمی ہے، لیکن اس کا انفکاک بھی ممکن ہے۔ (۱)

۲۔ غیر دائمی کی تعریف: وہ عرض ہے، جو معروض کو دائمی طور پر لاحق نہ ہو جیسے بچپن اور جوانی کہ یہ انسان کو دائمی طور پر عارض نہیں، ایک وقت انسان جوان ہوتا ہے اور پھر ایک وقت ایسے آتا ہے کہ انسان پیرانہ سالی اور بڑھاپے کے حصار میں داخل ہو جاتا ہے۔

پھر غیر دائمی کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ غیر دائمی سریشی ۲۔ غیر دائمی بطیعی

۱۔ غیر دائمی سریشی کی تعریف: وہ عرض غیر دائمی ہے، جو اپنے معروض سے جلدی جدا ہو، جیسے غصہ والے آدمی کے چہرے کی سرخی اور شرمندہ آدمی کے چہرے کی زردی۔ یہ دونوں جلدی زائل ہو جاتے ہیں۔

۲۔ غیر دائمی بطیعی کی تعریف: وہ عرض غیر دائمی ہے، جو اپنے معروض سے جلدی جدا نہ ہو، جیسے شباب (جوانی) انسان کو عارض ہے، لیکن دیر سے زائل ہوتی ہے۔

وجہ حصر: عارض کا اپنے معروض سے انفکاک سریرعا ہو گا یا بطیعا ہوگا، اگر سریرعا ہو تو عرض مفارق سریشی اور اگر بطیعا ہو تو عرض مفارق بطیعی۔

=====

(۱) جمہور منطق نے عرض مفارق کی دو قسمیں (دائمی و غیر دائمی) بیان کی ہیں۔ صاحب سلم العلوم کہتے ہیں کہ عرض دائمی کو عرض مفارق کی قسم نہیں قرار دینی چاہیے اس لیے کہ دوام لزوم سببی سے خالی نہیں ہوتا، یعنی عرض کا ثبوت معروض کے لیے جب دائمی ہوگا تو یقیناً اس کا سبب بھی دائمی ہوگا جس کی انتہاء واجب پر ہوگی، یعنی اس سبب کے دوام کی علت خواہ بالذات ہو یا بواسطہ واجب کی ذات ہوگی جس سے سبب لازم ہو جائے گا اور جب دوام کا سبب لازم ہے تو خود دوام جو سبب ہے وہ بھی لازم ہوگا، لہذا عرض دائمی کو لازم کی قسم قرار دینا چاہیے نہ کہ مفارق کی۔ جمہور کی طرف سے یہ جواب دیا گیا ہے کہ لازم سے مراد یہ ہے کہ اس کا انفکاک معروض سے بالذات منتہی ہو۔ اگر بالواسطہ منتہی ہو تو اس کو لازم نہ کہیں گے، بلکہ اس کا شمار مفارق میں ہوگا۔ (سلم العلوم: ۴۸، اسعاد المہوم: ۱۰۰/۱)

## قواعد

قاعدہ نمبر: لازم بین اس کو کہتے ہیں کہ جس کے لزوم پر دلیل کی حاجت نہ ہو، جیسے ”الاربعة زوج“۔ اس کے لیے دلیل کی ضرورت نہیں اور لازم غیر بین وہ ہے جس کے لزوم پر دلیل کی حاجت ہو، جیسے ”العالم حادث“۔ اس پر دلیل قائم کرنا ضروری ہے۔

قاعدہ نمبر ۱: لازم بین بالمعنی الاخص کے مقابلہ میں لازم غیر بین بالمعنی الاخص آتا ہے، اور لازم بین بالمعنی الاعم کے مقابلہ میں لازم غیر بین بالمعنی الاعم آتا ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: جہاں اخص ہو وہاں اعم کا ہونا ضروری ہے، لیکن جہاں اعم ہو تو وہاں اخص کا ہونا ضروری نہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: جہاں لازم بین بالمعنی الاخص ہو تو وہاں لازم بین بالمعنی الاعم ضرور ہوگا (۳)۔

قاعدہ نمبر ۴: جہاں لازم بین بالمعنی الاعم ہو وہاں لازم بین بالاخص کا ہونا ضروری نہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر ۵: جہاں لازم غیر بین بالمعنی الاخص ہو تو وہاں لازم غیر بین بالمعنی الاعم کا ہونا ضروری ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۶: جہاں لازم غیر بین بالمعنی الاعم ہو تو وہاں لازم غیر بین بالمعنی الاخص کا ہونا ضروری نہیں (۶)۔

قاعدہ نمبر ۷: مناطقہ کے نزدیک لازم بین بمعنی الاخص معتبر ہوتا ہے (۷)۔

قاعدہ نمبر ۸: لزوم بدیہیہ لازم بین میں داخل ہے اور لزوم نظریہ غیر بین میں داخل ہے (۸)۔

## تمرین

درج ذیل مثالوں میں عرض لازم اور عرض مفارق کی نشاندہی کریں نیز ہر ایک کی اقسام کی تعیین بھی کریں۔

الحرارة/النار. الكلية/للأسم. الفردية/للالثلاثة. البصر/للأعمى. خوف/للإنسان. حدوث/للعالم. الدخان/لنار.  
 كاتب بالقوة/للإنسان. حياة/للحيوان. البرودة/للتلج. حماقت/للحمار. ظلم/للحجاج. الزوجية/للأربعة.  
 السخاوة/للخاتم. الشباب/للإنسان. جهالت/لأبى جهل. صداقت/لأبى بكر الصديق. ضحك بالفعل/للإنسان.  
 نصب/للمفعول. الاحراق/لنار. الضوء/للمصباح. الظلمة/للليل. الرجل/للأعرج. اللسان/للأبكم.  
 الركل/للحمار. الحمرة/للدنم. التقوى/للعالم. حسن الخلقة/للإنسان.

چند حل شدہ مثالیں:

..... ”الحرارة/النار“ عرض عام ہے اس لیے کہ ماہیت واحدہ کے افراد کیساتھ مختص نہیں۔ عرض عام لازم اس لیے کہ عارض کا اپنے معروض سے جدا ہونا ممتنع ہے، لازم خارجی اس لیے کہ لزوم کو صرف خارج میں لازم ہو۔

..... ”الرجل/للأعرج“ عرض عام ہے اس لیے کہ ماہیت واحدہ کے افراد کیساتھ مختص نہیں۔ عرض عام لازم اس لیے کہ عارض کا اپنے معروض سے جدا ہونا ممتنع ہے، لازم جنسی اس لیے کہ لزوم کو صرف ذہن میں لازم ہو۔

(۱) شرح تہذیب: ۷۶۔ (۲) قطبی: ۱۱۹، تہذیب جہانی: ۷۷۔ (۳) قطبی: ۱۱۹، تہذیب جہانی: ۷۷۔  
 (۴) قطبی: ۱۱۹، (۵) تہذیب جہانی: ۷۷۔ (۶) تہذیب جہانی: ۷۷۔ (۷) مرآۃ: ۱۹۷۔ (۸) میاد النجوم غیر مطبوع۔

## فصل دہم: کلی کی تقسیم

کلی کی تین قسمیں ہیں:-

۱۔ کلی منطقی ۲۔ کلی طبعی ۳۔ کلی عقلی

۱۔ کلی منطقی کی تعریف: وہ مفہوم کلی ہے، جو شرکت علی کثیرین سے مانع نہ ہو، جیسے انسان اور حیوان وغیرہ۔

۲۔ کلی طبعی کی تعریف: وہ کلی ہے، جس پر مفہوم کلی صادق آئے، یعنی جس کو مفہوم کلی خارج میں عارض ہو، جیسے انسان اور حیوان وغیرہ۔

۳۔ کلی عقلی کی تعریف: وہ کلی ہے، جو عارض (مفہوم) اور معروض (مصادق) دونوں سے مرکب ہو، جیسے ”الانسان الکلی“ اور

”الحیوان الکلی“ وغیرہ۔

وجہ حصر: صرف مفہوم کلی مراد ہو گا یا مصداق کلی مراد ہو گا یا دونوں مراد ہوں گے، اگر صرف مفہوم کلی مراد ہو تو کلی منطقی، اگر صرف مصداق کلی مراد ہو تو کلی طبعی اور اگر دونوں مراد ہو تو کلی عقلی۔

## قواعد

قاعدہ نمبر ۱: مفہوم کلی کو کلی منطقی کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: کلی منطقی کے خارج میں مصداق کو کلی طبعی کہا جاتا ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: کلی منطقی اور کلی طبعی کے مجموعہ کو کلی عقلی کہتے ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر ۴: کلی منطقی کو منطقی اس لیے کہتے ہیں کہ مناطہ اسی مفہوم کلی سے بحث کرتے ہیں اور کلی طبعی کو طبعی اس لیے کہتے ہیں کہ طبعی کا معنی

=====

(۱) شرح تہذیب: ۷۸، قطبی: ۱۲۶، سلم العلوم: ۵۱، (۲) شرح تہذیب: ۷۸، قطبی: ۱۲۶، سلم العلوم: ۵۱، (۳) شرح تہذیب: ۷۸، قطبی: ۱۲۷، سلم العلوم: ۵۱۔

☆ کلی طبعی اپنی مختلف حیثیات کی وجہ سے تین قسموں پر ہے:- ۱۔ مجرد ۲۔ مخلوط ۳۔ مطلقہ یا مرسلہ

۱۔ مجرد: وہ کلی طبعی ہے جو بشرط لاشئ مخلوط ہو، یعنی خالص ماہیت مخلوط ہو۔ اور اس شرط کیساتھ مخلوط ہو کہ اس کیساتھ کسی عارض کا اتصاف نہیں ہے مثلاً ماہیت انسان کا تصور تمام عوارض مثلاً کتابت و محک وغیرہ سے خالی کر کے کیا جائے اور یہ شرط لگا دی جائے کہ انسان کیساتھ ان چیزوں کا عدم مخلوط ہے۔ گویا ہم اس انسان کا تصور کرنا چاہتے ہیں جو نہ کاتب ہو نہ ضاحک ہو، بلکہ اپنی تمام صفات کی نفی کیساتھ ہمارے ذہن میں آئے۔ ملازمین کہتے ہیں کہ مجرد کا کوئی وجود نہیں ہے، مجرد نہ ذہن میں موجود ہے نہ خارج میں، اس لیے کہ خارج و ذہن میں موجود ہونے والی چیز کسی نہ کسی صفت کیساتھ ضرور متصف ہوگی۔

۲۔ مخلوط: وہ کلی طبعی ہے جو بشرط شئ مخلوط ہو، مثلاً انسان کا تصور اس کی کسی صفت یا اس کے کسی عارض کیساتھ کیا جائے، ظاہر ہے کہ مخلوط کے موجود ہونے میں کوئی کلام ہی نہیں ہے۔

۳۔ مطلقہ یا مرسلہ: وہ کلی طبعی ہے جو بلا شرط شئ مخلوط ہو، یعنی وہ آزاد کلی جو اتصاف و عدم اتصاف یا عروض و عدم عروض ہر دو قیدوں سے مستغنی ہے۔ ملازمین فرماتے ہیں کہ کلی طبعی کا یہ درجہ پہلے دونوں درجات کا جامع ہے اور اس میں دونوں کا بوجھ اٹھانے کی صلاحیت ہے۔ (میزان العلوم: ۱۲۳-۱۲۴)

خارج کا ہے اور اس کا مصداق خارج میں موجود ہوتا ہے اور کلی عقلی کا وجود عقل میں ہوتا ہے تو اس لیے اسے عقلی کہا جاتا ہے (۱)۔ ☆  
قاعدہ نمبر ۵: تمام ماہیات منطقی، طبعی اور عقلی کیساتھ موصوف ہوتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۶: بعض مناطقہ کے نزدیک جزئی بھی منطقی، طبعی اور عقلی ہو سکتی ہے، لیکن جمہور مناطقہ اس کے قائل نہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر ۷: جمہور مناطقہ کے نزدیک کلی طبعی اپنے افراد کے ضمن میں پائی جاتی ہے اور متاخرین کے نزدیک کلی طبعی کے خارج میں افراد پائے جاتے ہیں، البتہ متاخرین کا مذہب رائج ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۸: کلیات خمسہ (جنس، نوع، فصل، خاصہ، عرض عام) بھی منطقی، طبعی اور عقلی ہو سکتے ہیں، یعنی جنس منطقی، جنس طبعی، جنس عقلی، نوع منطقی، نوع طبعی، نوع عقلی رائج۔۔۔ کیونکہ ہر ایک کی تعریف، مصداق اور دونوں کا مجموعہ بھی ہوتا ہے (۵)۔

### تمرین

درج ذیل مسئلہ میں کلی منطقی، طبعی اور عقلی کی تعیین کیجئے۔

هَذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ. إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوًّا. الْغِيْرَةُ مِنَ الْإِيْمَانِ وَالْمَذَاءُ مِنَ النِّفَاقِ. الْقُرْآنُ هُوَ الدَّوَاءُ. الْعِلْمُ أَفْضَلُ مِنَ الْمَالِ. الْأَعْمَالُ خَيْرٌ مِنَ الْأَقْوَالِ. الْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ. الْحُورُ عُرَائِسُ الْأَتْقِيَاءِ. أُرَاءَ الْمَفْكَرِينَ ضِيَاءَ. الْمَعَاوَنَةُ فِي الْحَقِّ دِيَانَةٌ. الْمَعَاوَنَةُ فِي الْبَاطِلِ خِيَانَةٌ. أَوْثَقُ الثُّرَى كَلِمَةُ التَّقْوَى. كَلِمَةُ الْحِكْمَةِ ضَالَّةٌ كُلُّ حَكِيمٍ. النَّاسُ مَعَادُنٌ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِصَّةِ. طَعَامُ الْجَوَادِ دَوَاءٌ وَطَعَامُ الْبَخِيلِ دَاءٌ. الْبِرُّ لَا يَبْلَى وَالذَّنْبُ لَا يُنْسَى. حَلَاوَةُ الدُّنْيَا مَرَارَةٌ وَالْآخِرَةُ مَرَارَةٌ الدُّنْيَا حَلَاوَةُ الْآخِرَةِ. شَرُّ الْعَمَى عَمَى الْقَلْبِ وَخَيْرُ الزَّادِ التَّقْوَى.

=====

(۱) قطبی: ۱۰۶، (۲) سراج احمدی: ۱۹۳، (۳) شرح تہذیب: ۸۰، (۴) شرح تہذیب: ۸۰، (۵) شرح تہذیب: ۷۸۔

☆ کلی منطقی، کلی طبعی اور کلی عقلی کے متعلق اختلاف ہے کہ آیا یہ کلیات موجود ہیں یعنی متصف بالوجود ہیں یا نہیں؟ اگر موجود ہیں تو موجود فی الخارج ہیں یا موجود فی الذہن؟ اور موجود ہونے کے بعد متعین ہیں یا نہیں؟ اس کی تفصیل یہ ہے کہ کلی منطقی موجود فی الخارج نہیں، کیونکہ یہ مقولات ثانیہ میں سے ہے جو کسی شئی کو ذہن میں عارض ہوتے ہیں ان کا معروض مقول اول ہے اور یہ مقول ثانی ہیں، گویا کلی منطقی موجود فی الذہن تو ہے لیکن موجود فی الخارج نہیں اور جب کلی منطقی موجود فی الخارج نہیں ہے تو کلی عقلی کو منطقی اور طبعی کا مرکب ہے وہ بھی خارج میں موجود نہیں ہے کیونکہ اس کا ایک جز خارج میں موجود نہیں اور انتفاء جزء سے انتفاء کل ہو جاتا ہے۔ کلی طبعی میں اختلاف ہے شیخ الرئیس اور محققین کی رائے یہ ہے کہ کلی طبعی خارج میں موجود ہے اور اس کے وجود اور اس کے افراد و مہمان عینیت ہے بالغاظر دیگر کلی طبعی اپنے افراد کے ضمن میں موجود ہے، صاحب سلم العلوم کے نزدیک یہی رائج مذہب ہے۔ انسان موجود ہے کیونکہ اس کے افراد ذید، عمرو، بکرو غیرہ موجود ہیں، انہی افراد کا جب ذہن میں ادراک ہوگا تو موجود ہوں گے، ایک ماہیت مطلقہ دوسرا اس کا تشخص اور وجود ان دونوں کا ایک ہوگا اور بحیثیت وحدت وجود دونوں کا عارض ہوگا۔ محققین کے برخلاف حکماء کا ایک قول اس بات کا قائل ہے کہ موجود صرف شخصیات، بسیط ہیں اور کلیات ان سے عقلی طور پر متصور ہوتی ہیں، مثلاً ذید، عمرو کی صورت میں انسان کا صرف تشخص موجود ہے خود ماہیت انسانہ موجود نہیں ہیں۔ ماہیت انسانہ یعنی حیوان اورناطق کا ذید سے ذہنی طور پر استخراج ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب تشخص کیساتھ کوئی دوسری شئی موجود نہیں مانی گئی تو تشخص بسیط ہوا۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ موجود شخصیات بسیط ہیں۔ علامہ صاحب سلم العلوم نے اس کو نظریے کو غیر مقول قرار دیا ہے۔ واضح رہے کہ یہ اختلاف کلی طبعی کے دو قسموں یعنی مطلقہ اور مخلوط میں ہے، لیکن اس کی تیسری قسم مجردہ تو اس کے وجود خارجی کا افلاطون کے سوا کوئی قائل نہیں ہے، اسی لیے ماہیت مجردہ کو مثل افلاطونیہ (افلاطونی مثالیں) کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ بات اپنی جگہ حق ہے کہ مجردہ ذہن میں موجود ہے، کیونکہ ذہن ہال کی کمال نکالنے کی قدرت رکھتا ہے یعنی ذہن کے لیے یہ ممکن ہے کہ ماہیت کو ہر چیز سے الگ کرے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ "لاحجرفی التصور" تصور میں کوئی پابندی نہیں ہے تصور تو خود فیض تصور کا بھی ہو سکتا ہے۔ (سلم العلوم: ۵۲، میزان العلوم: ۱۲۶-۱۲۷)



## فصل یازدہم: مطالب اور ماہیت کا بیان

یہ ایک حقیقت ہے کہ نامعلوم تصورات و تصدیقات کا حصول عام طور پر تعلیم و تعلم اور سوال و جواب ہی کے ذریعہ سے ہوتا ہے، لیکن سوال و جواب اس وقت مفید ہو سکتے ہیں جب جواب سائل کے منشاء کے مطابق ہو اور سائل کا منشاء معلوم کرنے کے لیے سوالیہ الفاظ کی خصوصیت کا جاننا ضروری ہے، تمام سوالیہ الفاظ کے اصول اور مرجع چار لفظ ہیں: (هَلْ، لِمَ، مَا، أَيْ) انہیں اصول المطالب اور امہات المطالب کہتے ہیں۔ ان میں پہلے دو لفظ طلب تصدیق کے اور آخری دو لفظ طلب تصور کے لیے آتے ہیں، تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔۔۔ ”ماہو، ماہی؟“ مناطقہ کی ایک مشہور اصطلاح ہے، جس سے کسی چیز کے تصور اور حقیقت و ماہیت کے متعلق سوال کیا جاتا ہے اور اس کا استعمال عموماً تین چیزوں کے دریافت کرنے کے لیے آتا ہے۔

۱۔ کسی حقیقت کے کل اجزاء معلوم کرنا (یعنی پوری ماہیت اور حد) ۲۔ نوع دریافت کرنا ۳۔ جنس معلوم کرنا

اگر سائل ایک امر کلی کے متعلق ”ماہو“ کے ذریعے سوال کرے تو اس کا مقصد اس چیز کے کل اجزاء دریافت کرنا ہوتا ہے جیسے ”الانسان ماہو؟“ تو جواب میں ”حيوان ناطق“ آئے گا، اور ”الاسم ماہو؟“ تو جواب میں ”كلمة معناها كامل مافيه ازمن“ آئے گا۔ اگر سائل ایک جزئی یا چند متفق الاشياء کے متعلق ”ماہو“ کے ذریعے سوال کرے تو اس کا مقصد ان کے انواع کو دریافت کرنا ہوتا ہے جیسے ”زید ماہو؟“ جواب میں ”انسان“ آئے گا، یا ”کتاب، قلم، کرسی ماہم؟“ تو جواب میں ”هم اسم“ آئے گا۔ اور اگر مختلف الحقائق الاشياء کے متعلق ”ماہو“ کے ذریعے سوال کیا جائے تو سائل کا مقصد ان سب کی جنس دریافت کرنا ہوتا ہے جیسے ”الانسان والفرس والحمار ماہم؟“ تو جواب میں ”حيوان“ آئے گا، یا ”الاسم والفعل والحرف ماہم؟“ تو جواب میں ”كلمة“ آئے گا۔ (۱)

۲۔۔۔ ”اَی؟“ اس لفظ سے کسی شئی کا ممیز (ایسی کلی جو کسی شئی کو اس کے مشارکات جنسی سے تمیز دے) طلب کیا جاتا ہے، یعنی سائل کا مقصد ”اَی؟“ کے ذریعے ایسے چیز کو معلوم کرنا ہوتا ہے جو ایک جنس کے افراد میں سے کسی ایک فرد کو دوسرے سے جدا کر دے، جدا کرنے والی دو چیز ہیں۔ ۱۔ فصل ۲۔ خاصہ

اگر کوئی سوال کرے ”الانسان ای شئی ہو فی ذاته؟“ تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ انسان کا ممیز ذاتی کیا ہے؟ جواب میں ”هو ناطق“

=====

(۱) حاصل یہ ہے کہ ”ماہو“ کے جواب میں یا نوع واقع ہوتی ہے یا حد تام یا جنس۔ وجہ تمحار یہ ہے کہ سوال میں ایک امر مذکور ہوگا یا چند امور۔ اگر ایک امر ہے تو وہ جزئی ہوگا یا کلی، ان دونوں صورتوں میں سوال ماہیت شخصہ کے بارے میں ہوگا۔ امر جزئی کی صورت میں جواب میں نوع واقع ہوگی۔ اس لیے کہ یہی اس کی ماہیت شخصہ ہے، جیسے ”زید ماہو؟“ کے جواب میں ”انسان“ واقع ہوگا اور امر کلی کی صورت میں جواب میں حد تام واقع ہوگی۔ اس لیے کہ یہی اس کی ماہیت شخصہ ہے اور اگر سوال میں چند امور مذکور ہیں تو وہ حقائق میں یا مختلف الحقائق۔ ان دونوں صورتوں میں سوال تمام ماہیت مشترکہ کے بارے میں ہوگا، اول صورت میں نوع جواب میں واقع ہوگی۔ اس لیے کہ امور مختلف الحقائق کی تمام ماہیت مشترکہ نوع ہے، جیسے ”زید، خالد، ہکر ماہم“ کے جواب میں انسان۔ ثانی صورت میں جنس جواب میں واقع ہوگی۔ اس لیے کہ امور مختلف الحقائق کی تمام ماہیت مشترکہ جنس ہے، جیسے ”الانسان والفرس ماہما؟“ کے جواب میں ”حيوان“۔

آئے گا۔ اور اگر کوئی سوال کرے ”الانسان ای شئی ہوفی عرضہ“؟ تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ انسان کا ممیز عرضی کیا ہے؟ تو جواب میں ”ہو ضاحک“ آئے گا، ان دونوں صورتوں میں ”ناطق“ اور ”ضاحک“ نے انسان کو دوسرے افراد حیوان سے جدا کیا ہے۔

۳۔۔۔ ”ہل“: اس لفظ سے کسی چیز کے وجود یا عدم کے متعلق تصدیق کا مطالبہ کیا جاتا ہے، جیسے ”هل الانسان؟“ کیا انسان موجود ہے؟ ”هل الانسان يكذب؟“ کیا انسان جھوٹ بولتا ہے؟

۴۔۔۔ ”لم“: اس لفظ سے کسی تصدیق اور حکم کی علت اور سبب دریافت کیا جاتا ہے، جیسے ”لم يكذب الانسان؟“ انسان جھوٹ کیوں بولتا ہے؟

### قواعد

قاعدہ نمبر ۱: فصل کو ممیز ذاتی اور خاصہ کو ممیز عرضی بھی کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: مناطقہ نے کسی بھی قسم کے سوال کو چار کلمات (مآ، ائی، هل، لم) میں منحصر کیا ہے، انہیں مناطقہ امہات المطالب اور اصول المطالب کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: اصول المطالب میں پہلے دو (مآ، ائی) طلب تصور اور آخری دو (هل، لم) طلب تصدیق کے لیے آتے ہیں، یعنی تصورات کو (مآ، ائی) کے ذریعے حاصل کیا جائے گا اور تصدیقات کو (هل، لم) کے ذریعے حاصل کیا جائے گا (۳)۔

قاعدہ نمبر ۴: اگر ”مآ“ کے ذریعے کسی شئی کا تصور اور مفہوم طلب کیا جائے اور وجود کیساتھ متصف ہونے کا لحاظ نہ کیا جائے، تو اسے ”مآ“ شارحہ کہتے ہیں۔ اور اگر ”مآ“ کے ذریعے کسی شئی کا تصور حقیقت کے اعتبار سے مطلوب ہو، یعنی جس ماہیت کا وجود پہلے سے معلوم تھا اس کا تصور حقیقی مطلوب ہو تو اسے ”مآ“ حقیقیہ کہتے ہیں۔ بالفاظ دیگر ”مآ“ شارحہ وہ ہے جس کے ذریعے اسم کا صرف مفہوم طلب کیا جائے تو اس میں یہ لحاظ نہ ہو کہ وہ کسی حقیقت موجودہ پر منطبق ہے یا نہیں۔ چنانچہ ”مآ“ کے ذریعے موجودات و محدودات دونوں کے مفہوم طلب کیے جاسکتے ہیں، جیسے ”العنقاء ماہو؟“ اور ”الانسان ماہو؟“۔ ”مآ“ شارحہ کے جواب میں حد تام، رسم تام، حد ناقص، رسم ناقص سب بھی آسکتی ہیں۔ ”مآ“ حقیقیہ وہ ہے جس کے ذریعے کسی شئی کی حقیقت موجودہ کا سوال کیا جائے۔ اس کے جواب میں حد تام، رسم تام، حد ناقص، رسم ناقص سب بھی آسکتی ہیں، البتہ دونوں میں فرق یہ ہے کہ ”مآ“ شارحہ میں سوال اس کے علم بالوجود سے پہلے ہوگا اور ”مآ“ حقیقیہ میں سوال کے علم بالوجود کے بعد ہوگا (۴)۔

قاعدہ نمبر ۶: ”ای“ کسی شئی کے ممیز کے لیے آتا ہے، خواہ ممیز ذاتی ہو یا عرضی ہو، ممیز ذاتی مثال جیسے کہا جائے ”الانسان ای شئی ہوفی ذاته؟“ اس کا جواب ”ناطق“ آئے گا، اور ممیز عرضی کی مثال جیسے کہا جائے ”الانسان ای شئی ہوفی عرضہ؟“ جواب میں ”ضاحک“ آئے گا (۵)۔

=====

قاعدہ نمبر ۷: اگر ”هَلْ“ میں کسی شئی کی صرف وجود کی تصدیق مطلوب ہو، کردہ موجود ہے یا نہیں، اس کی کسی صفت پر ہونا مطلوب نہ ہو، تو اسے ”هَلْ“ بیٹھتے ہیں، جیسے ”هل العنقاء موجود أم لا؟“ اور اگر ”هَلْ“ میں کسی شئی کی صفت پر موجود ہونے کی تصدیق مطلوب ہو تو اس کو ”هل“ مرکبہ کہتے ہیں، جیسے ”هل الانسان عالم لوجاهل؟“۔ (۱)

قاعدہ نمبر ۸: ”ما“ شارحہ کے ذریعے موجود اور معدوم دونوں کے متعلق سوال کیا جاتا ہے اور ”ما“ حقیقہ سے صرف موجود کے متعلق سوال کیا جاتا ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۹: ”لِمَ“ سے کسی شئی کی علت اور دلیل کو طلب کیا جاتا ہے، جو مفید تصدیق اور مفید یقین ہو (۳)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: مناطقہ حضرات (مَنْ، كَمْ، كَيْفَ، مَتَى، أَيْنَ) کو امہات المطالب کے توابع اور ذنابات بھی کہتے ہیں۔ (۴)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: ”مَنْ“ سے ہویت شخصہ کو طلب کیا جاتا ہے۔ ”كَمْ“ سے کسی شئی کا عدد یا مقدار معلوم کی جاتی ہے۔ ”كَيْفَ“ سے کیفیت کی تعیین مطلوب ہوتی ہے۔ ”أَيْنَ“ سے مکان کے اعتبار سے تعیین طلب کی جاتی ہے اور ”مَتَى“ سے زمان سے اعتبار سے تعیین کیا جاتی ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۱۲: ”ای“ کے جواب میں ذاتیات بھی آتی ہیں اور عرضیات بھی آتی ہیں اگر ”ای“ کیساتھ ساتھ ”فی حد ذاته“ کا لفظ بڑھا دیا جائے تو جواب ذاتیات سے دیا جائے گا اور حسب موقع فصل قریب اور فصل بعید جواب میں آئیں گی اور اگر ”ای“ کیساتھ ”فی عرضہ“ کا لفظ بڑھایا گیا ہے تو جواب عرضیات سے ہوگا اور خاصہ حقیقیہ یا خاصہ اضافہ جواب میں آئیں گے۔ (۶)

## تمرین

مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیں۔

ماہو الوضع؟ المعرب أى شىء هو فى ذاته؟ ماہو المعرب؟ الاسم والكلمة ماہما؟ الانسان والفرس ماہما؟ البقر والشجر والحجر ماہما؟ الكلمة ماہی؟ ماہو الکلام؟ الاسم والفعل ماہما؟ التصور والتصدیق ماہما؟ الانسان اى شىء هو فى عرضہ؟ ماہی الدلالة؟ ماہی المركب؟ الکلی ماہو؟ الجنس والفصل والخاصة ماہما؟ المعرب والفعل ماہما؟ الفعل أى شىء هو فى ذاته؟ الاسم أى شىء هو فى عرضہ؟ البیع ماہو؟ بیع السلم والصرف ماہما؟ بیع السلم أى شىء هو فى ذاته؟ بیع الصرف أى شىء هو فى عرضہ؟

=====

(۱) اسعاد الفہوم: ۲۶/۱۔ (۲) بدر النجوم: ۱۶۸۔

(۳) سلم العلوم: ۲۸۔ (۴) سلم العلوم: ۲۸۔

(۵) سلم العلوم: ۲۸، اسعاد الفہوم: ۲۶/۲۔ (۶) میزان العلوم: ۳۹۔

### فصل سیزدہم: نسب اربعہ کا بیان

نسبت کا معنی تعلق ہے کہ جس طرح دو آدمیوں کے درمیان دوستی، دشمنی اور اجنبیت وغیرہ میں سے کوئی نہ کوئی تعلق ہوتا ہے، تو اسی طرح دو کلیوں کے درمیان بھی چار قسم کے تعلقات میں سے کوئی ایک ہونا ضروری ہے۔ نسبت کی چار قسمیں یہ ہیں:-

۱۔ تساوی ۲۔ تباین ۳۔ عموم خصوص مطلق ۴۔ عموم خصوص من وجہ

۱۔ تساوی کی تعریف: دو کلیوں کے ایسے تعلق کو کہتے ہیں، جن میں سے ہر ایک کلی دوسری کلی کے تمام افراد پر صادق آئے، جیسے انسان اور ناطق، کیونکہ ہر انسان ناطق ہے اور ہر ناطق انسان ہے، یا مومن اور جنتی، کیونکہ ہر مومن جنتی ہے اور ہر جنتی مومن ہے۔

۲۔ تباین کی تعریف: دو کلیوں کے ایسے تعلق کو کہتے ہیں، جن میں سے کوئی بھی کلی دوسری کلی کے کسی فرد پر صادق نہ آئے، جیسے انسان اور فرس، کیونکہ کوئی انسان فرس نہیں اور نہ ہی کوئی فرس انسان ہے، یا مسلمان اور کافر، کیونکہ کوئی مسلمان کافر نہیں اور کوئی کافر مسلمان نہیں۔

۳۔ عموم خصوص مطلق کی تعریف: دو کلیوں کے ایسے تعلق کو کہتے ہیں، جن میں سے ایک کلی دوسری کلی کے تمام افراد پر صادق آئے اور دوسری کلی پہلی کلی کے تمام افراد پر صادق نہ آئے، جیسے انسان اور حیوان، کیونکہ ہر انسان حیوان ہے، لیکن ہر حیوان انسان نہیں، یا حنفی اور مسلمان، کیونکہ ہر حنفی مسلمان ہے، لیکن ہر مسلمان حنفی نہیں۔

۴۔ عموم خصوص من وجہ کی تعریف: دو کلیوں کے ایسے تعلق کو کہتے ہیں، جن میں سے ہر ایک کلی دوسری کلی کے بعض افراد پر صادق ہو اور بعض پر صادق نہ ہو، جیسے حیوان اور ایض، کیونکہ بعض حیوان ایض ہیں اور بعض نہیں اور اسی طرح بعض ایض حیوان ہیں اور بعض نہیں۔ یا عالم اور ذہین، کیونکہ بعض عالم ذہین ہیں، بعض نہیں، اسی طرح بعض ذہین عالم ہیں اور بعض نہیں۔

وجہ حصر: دو کلیوں کے درمیان تصادق ہو گا یا تقارق ہو گا، اگر تقارق ہو تو تباین، اگر تصادق ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، جانبین سے ہو گا یا جانب واحد سے ہو گا، اگر جانب واحد سے ہو تو عموم خصوص مطلق، اور اگر جانبین سے ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں تصادق کلی ہو گا یا جزئی ہو گا، اگر تصادق کلی ہو تو تساوی اور تصادق جزئی ہو تو عموم خصوص من وجہ۔

### قواعد

قاعدہ نمبر ۱: نسب اربعہ کا تحقق صرف دو کلیوں میں ہو سکتا ہے، دو جزئیوں یا ایک جزئی اور ایک کلی میں نہیں ہو سکتا۔ دو جزئیوں میں یا تو تساوی کی نسبت ہو گی یا تباین کی۔ اگر دونوں جزئی متحد ہوں تو تساوی کی نسبت ہو گی، جیسے زید اور ”هذا الانسان“ جس میں ”هذا“ کا مشار الیہ زید ہی ہو۔ اور اگر دو جزئی متغایر ہیں تو تباین کی نسبت ہو گی، جیسے زید، عمرو۔ اسی طرح ایک کلی اور ایک جزئی میں یا تو تباین کی نسبت ہو گی یا عموم خصوص مطلق کی۔ اگر یہ جزئی اس کلی کا فرد نہیں تو تباین ہے، جیسے زید اور فرس۔ اور اگر اس کلی کا فرد ہے جس سے نسبت قائم کی

جاری ہے تو عموم خصوص مطلق ہے، جیسے زید اور انسان۔ (۱)

قاعدہ نمبر ۲: جن دوا کیوں میں تساوی کی نسبت ہو تو انہیں متساویین کہتے ہیں جن دو کیوں میں تباین کی نسبت ہو تو انہیں متباہین کہتے ہیں (۲)۔  
قاعدہ نمبر ۳: متساویین میں مفہوم علیحدہ علیحدہ اور مصداق اور مصداق ایک ہی ہوتا ہے اور مترادفین میں مفہوم اور مصداق دونوں ایک ہوتا ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۵: جن دو کیوں میں عموم خصوص کی نسبت ہو تو ان میں سے ایک کو اعم مطلق اور دوسرے کو اخص مطلق کہتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر ۶: جہاں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہو تو وہاں دو مادے ہوتے ہیں ایک مادہ اجتماعی اور ایک مادہ افتراقی۔ (۵)

قاعدہ نمبر ۷: جہاں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہو تو وہاں تین مادے ہوتے ہیں ایک اجتماعی اور دو افتراقی۔ (۶)

قاعدہ نمبر ۸: نسبت تساوی کا رجوع دو موجبہ کلیہ قضیوں کی طرف ہوتا ہے، جیسے ”کل انسان ناطق“ اور ”کل ناطق انسان“ (۷)۔

قاعدہ نمبر ۹: نسبت تباین میں دو سالبہ کلیہ قضیے تیار ہوتے ہیں، جیسے ”لا شئی من الحبر بانسان“ اور ”لا شئی من الانسان بحجر“ (۸)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: عموم خصوص مطلق میں ایک قضیہ موجبہ کلیہ تیار ہوگا، جس کا موضوع اخص اور محمول اعم ہوگا، جیسے ”کل انسان حیوان“ اور ایک قضیہ سالبہ جزئیہ تیار ہوگا، جس کا موضوع اعم اور محمول اخص ہوگا جیسے ”بعض الحيوان ليس بانسان“ (۹)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: عموم خصوص من وجہ میں تین قضیے تیار ہوں گے ایک موجبہ جزئیہ اور دو سالبہ جزئیہ۔ موجبہ جزئیہ، جیسے ”بعض الابيض حيوان“۔ سالبہ جزئیہ، جیسے ”بعض الابيض ليس بحيوان“۔ سالبہ جزئیہ، جیسے ”بعض الحيوان ليس بابيض“ (۱۰)۔

قاعدہ نمبر ۱۲: جب دو کیوں میں تساوی کی نسبت ہو تو ہر ایک کو لفظ ”کل“ کیساتھ موضوع اور دوسرے کو محمول بنا سکتے ہیں، جیسے بشر اور انسان۔ ان میں تساوی ہے، اس لیے ”کل انسان بشر“ بھی درست ہے اور ”کل بشر انسان“ بھی درست ہے۔ اور جب دو کیوں میں تباین ہوگا تو شروع میں حرف نفی لگا کر ہر ایک کو موضوع اور دوسرے کو محمول بنا سکتے ہیں، جیسے لفظ خالق و مخلوق کے درمیان تباین ہے، اس لیے ”لا شئی من الخالق بمخلوق“ اور ”لا شئی من المخلوق بخالق“ دونوں درست ہیں۔

قاعدہ نمبر ۱۳: عموم خصوص مطلق میں خاص مطلق کو موضوع بنائیں تو لفظ ”کل“ بڑھائیں گے، جیسے ”کل انسان حیوان“ اور عام مطلق کو موضوع بنائیں تو دو قضیے بنیں گے، ایک موجبہ اور دوسرا سالبہ اور دونوں کے شروع میں لفظ ”بعض“ لگے گا، جیسے ”بعض الحيوان

=====

(۱) قطبی: ۲۱۰، ہاشم مرقاۃ: ۳۱، اسعاد المہوم: ۶۵/۱، (۲) شرح تہذیب: ۵۰، توضیح المنطق: ۳۱۔

(۲) شرح تہذیب: ۵۰، توضیح المنطق: ۳۲، (۳) تفہیم المنطق: ۷۴، (۴) آسان منطق: ۲۸، (۵) قطبی: ۲۰۵۔

(۶) قطبی: ۲۰۵، (۷) شرح تہذیب: ۵۲، ہاشم مرقاۃ: ۳۱، (۸) قطبی: ۲۰۹، شرح تہذیب: ۵۳، ہاشم مرقاۃ: ۳۱۔

(۹) قطبی: ۲۰۹، شرح تہذیب: ۵۳، ہاشم مرقاۃ: ۳۱، (۱۰) قطبی: ۲۰۹-۲۱۰، شرح تہذیب: ۵۳، ہاشم مرقاۃ: ۳۲۔

انسان“ اور ”بعض الحيوان ليس بانسان“۔

قاعدہ نمبر: جب دو کلیوں کے درمیان عموم خصوص من وجہ ہو تو ہر ایک کو موضوع اور محمول بنا سکتے ہیں، مگر ”بعض“ یا اس کا ہم معنی شروع میں لانا ہوگا، خواہ جملہ موجب ہو یا سالبہ ہو، جیسے ”بعض الحيوان ابيض، بعض الحيوان ليس بابيض، بعض الابيض حيوان، بعض الابيض ليس بحيوان“۔

قاعدہ نمبر ۱۲: نسبت میں جن دو کلیوں کو پہلے ذکر کیا جاتا ہے، انہیں عینین کہتے ہیں، جیسے ”انسان“ اور ”ناطق“ یا ”لا انسان“ اور ”لا ناطق“۔ اور جن دو کلیوں کو ثانیاً ذکر کیا جاتا ہے، انہیں نقیضین کہتے ہیں، جیسے ”لا انسان“ اور ”لا ناطق“ یا ”انسان“ اور ”ناطق“۔ (۱)

قاعدہ نمبر ۱۳: جن دو کلیوں کے عینین میں تساوی کی نسبت ہو تو ان کے نقیضین میں بھی تساوی کی نسبت ہوگی، جیسے ”انسان“ اور ”ناطق“ ان کے عینین میں تساوی کی نسبت ہے، جہاں ”انسان“ ہے وہاں ”ناطق“ ہے اور جہاں ”ناطق“ ہے وہاں ”انسان“ ہے، اسی طرح ان کے نقیضین (لا انسان، لا ناطق) میں بھی تساوی کی نسبت ہے، جہاں ”لا انسان“ صادق آئے گا، وہاں ”لا ناطق“ بھی صادق آئے گا، جیسے کتاب اور قلم پر، یہ دونوں صادق آتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۴: جن دو کلیوں کے عینین میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہو تو ان کے نقیضین میں بھی عموم خصوص مطلق کی نسبت ہوگی، البتہ فرق صرف اتنا ہے کہ عینین میں جو اخص مطلق تھا، نقیضین میں وہ اعم مطلق ہوگا اور جو عینین میں اعم مطلق تھا وہ نقیضین میں اخص مطلق ہوگا، جیسے ”انسان“ اور ”حيوان“۔ یہ دو کلیاں عینین ہے۔ ”انسان“ اخص مطلق اور ”حيوان“ اعم مطلق ہے، ان دونوں کی نقیضین ”لا انسان“ اور ”لا حيوان“ میں بھی عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، عینین میں جہاں ”انسان“ صادق تھا وہاں ”حيوان“ بھی صادق تھا، لیکن یہاں اس کا عکس ہوگا، کیونکہ یہاں ”لا حيوان“ اخص اور ”لا انسان“ اعم ہے، جہاں ”لا حيوان“ صادق ہوگا، وہاں ”لا انسان“ بھی صادق ہوگا، جیسے ”کتاب“ پر ”لا حيوان“ اور ”لا انسان“ دونوں صادق آتے ہیں، لیکن جہاں ”لا انسان“ صادق آئے، وہاں ”لا حيوان“ کا صادق آنا ضروری نہیں، جیسے ”فرس و حمار“ پر ”لا انسان“ صادق ہے، لیکن ”لا حيوان“ صادق نہیں آتا، بلکہ ”حيوان“ صادق آتا ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۱۵: جب ہر کئی دوسری کلی کے بغیر صادق تو اسے بتاؤں جزئی کہتے ہیں، بتاؤں جزئی مقسم، بتاؤں کلی اور عموم خصوص من وجہ اس کی قسمیں ہیں، بتاؤں کلی میں ہر کئی دوسری کلی کے بغیر صادق آتی ہے، اسی طرح عموم خصوص من وجہ میں بھی ہر کئی دوسری کلی کے بغیر صادق آتی ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۱۶: جن دو کلیوں میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہو، تو ان کی نقیضین میں بتاؤں جزئی ہوگا، یعنی کبھی بتاؤں کلی اور کبھی عموم خصوص من وجہ ہوگا، جیسے حيوان اور ابيض میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے، ان کی نقیضین ”لا حيوان“ اور ”لا ابيض“ میں بھی عموم خصوص من وجہ کی

=====

(۱) سراج الہندیہ: ۱۳۶۔ (۲) سلم العلوم: ۵۶، قطبی: ۲۱۲، شرح تہذیب: مقالہ ۱۱۲۔

(۳) سلم العلوم: ۵۸، قطبی: ۲۱۳، شرح تہذیب: مقالہ ۱۱۲۔

(۴) سلم العلوم: ۵۹، قطبی: ۲۱۶، شرح تہذیب: ۵۴، مقالہ ۱۱۲۔

نسبت ہے، مادہ اجتماعی سیاہ پتھر، پہلا مادہ افتراقی: کالا گدھا۔ یہ ”لا ابيض“ ہے، لیکن ”لا حيوان“ نہیں، بلکہ ”حيوان“ ہے۔ دوسرا مادہ افتراقی: سفید پتھر۔ یہ ”لا حيوان“ تو ہے، لیکن ”لا ابيض“ نہیں، بلکہ ”ابيض“ ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۷: کبھی عینین میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہوگی، لیکن نقیضین میں بتاین کلی ہوگا، جیسے ”حيوان“ اور ”لا انسان“ ان میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے، مادہ اجتماعی: ”فرس“، یہ ”حيوان“ بھی ہے اور ”لا انسان“ بھی ہے۔ مادہ افتراقی کی پہلی مثال: زید، یہ ”حيوان“ ہے، لیکن ”لا انسان“ نہیں، بلکہ ”انسان“ ہے۔ مادہ افتراقی کی دوسری مثال: پتھر، یہ ”لا انسان“ تو ہے، لیکن ”حيوان“ نہیں۔ ان دو کلیوں کی نقیضوں میں (لا حيوان، انسان) میں بتاین کلی ہے، کبھی جمع نہیں ہو سکتے، کیونکہ جو چیز ”لا حيوان“ ہے وہ ”انسان“ نہیں ہو سکتی اور جو ”انسان“ ہے وہ ”لا حيوان“ نہیں ہو سکتی (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۸: جن دو کلیوں کی عینین میں بتاین کلی کی نسبت ہو تو ان کے نقیضین میں بتاین جزئی کی نسبت ہوگی، یعنی کبھی بتاین کلی ہوگا اور کبھی عموم خصوص من وجہ ہوگا، جیسے ”موجود اور معدوم“ میں بتاین کلی کی نسبت ہے، کیونکہ اس سے دوسالہ کلیہ بنتے ہیں اور ان کی نقیضوں (لا موجود، لا معدوم) میں بھی بتاین کلی کی نسبت ہے، کیونکہ اس سے بھی دوسالہ کلیہ بنتے ہیں، جیسے ”لا شئ من اللہ موجود بلا معدوم“ اور ”لا شئ من اللہ معدوم بلا موجود“ ہوگا اور عینین میں بتاین کلی ہو، نقیضین میں عموم خصوص من وجہ ہو اس کی مثال ”انسان“ اور ”حجر“ میں بتاین کلی ہے اور ان کی نقیضین (لا انسان، لا حجر) میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے۔ مادہ اجتماعی: حجر۔ اس پر ”لا انسان“ اور ”لا حجر“ دونوں صادق ہیں۔ مادہ افتراقی کی دوسری مثال: حجر۔ اس پر ”لا انسان“ صادق ہے، لیکن ”لا حجر“ صادق نہیں، بلکہ ”حجر“ صادق ہے۔ مادہ افتراقی کی دوسری مثال: خالد۔ اس پر ”لا حجر“ صادق ہے، لیکن ”لا انسان“ صادق نہیں، بلکہ ”انسان“ صادق ہے (۳)۔

### تمرین

درج ذیل کلیات میں کون کونسی نسبتیں ہیں؟

النبي / الرسول . المسلم / الباكستاني . الحيوان / الفرس . الكلمة / الاسم . الإنسان / الناطق . الاسم / اللفظ .  
الأبيض / الحيوان . الاسم / الفعل . الناس / الملائكة . العقدة / الشجاعة . الأديب / الخطيب . التباين / التساوي .  
القلب / العقل . العلم / الحصول . التصور / النظرى . التصور / التصديق . الإنسان / الجمل . الدم / النجس .  
الكلب / النجس . الورد / الأحمر . منقول / مشترك . مجاز / حقيقة . نور / ظلمة . صوم / عبادة . عالم / مؤمن .  
علم / زهد ، عالم / زاهد . بشر / رسول . كلمة / أداة . مركب / مركب ناقص . خبر / إنشاء . أسود / حلو .  
الديوبندی / المسلم . المسلم / السلفى . الإسلام / الكفر . الكلى / الجزئى . الشرط / الجزاء .

=====

(۱) سلم العلوم: ۵۹، قطبی: ۲۱۸، شرح تہذیب: ۵۵، مفتاح احمدیہ: ۳۲۔ (۲) سلم العلوم: ۵۹، قطبی: ۲۱۸، شرح تہذیب: ۵۵، مفتاح احمدیہ: ۳۳۔

(۳) سلم العلوم: ۵۹، قطبی: ۲۱۸، شرح تہذیب: ۵۶، مفتاح احمدیہ: ۳۳۔

## فصل چہارم: تعریف، معارف اور قول شارح کا بیان

دو یا زیادہ معلوم تصوروں کو ملا کر کسی نامعلوم تصور کے معلوم کرنے کو تعریف، معارف اور قول شارح کہتے ہیں۔

تعریف کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ حقیقی ۲۔ لفظی

۱۔ تعریف حقیقی: وہ تعریف ہے جس کے ذریعے غیر حاصل صورت کو حاصل کیا جائے، جیسے مجہولات کی تعریف۔ بالفاظ دیگر تعریف حقیقی وہ ہے جس کے ذریعے مسمیٰ کا تعارف مقصود ہو، جیسے روٹی اور شوربے کے مجموعے سے شید کا تعارف کیا جاتا ہے۔

۲۔ تعریف لفظی: وہ تعریف ہے جس میں غیر حاصل صورت کو حاصل کرنا نہ ہو، بلکہ ذہن میں موجود صورتوں میں سے کسی ایک صورت کو متعین کیا جائے۔ بالفاظ دیگر تعریف لفظی وہ ہے جس میں محض لفظ کا تعارف مقصود ہو، جیسے غنفر کی تعریف اسد (شیر) سے کرنا۔

وجہ صحر: تعریف میں مسمیٰ اور مدلول کا تعارف مقصود ہوگا یا محض لفظ کا تعارف مقصود ہوگا، اگر مسمیٰ اور مدلول کا تعارف مقصود ہو تو تعریف حقیقی اور اگر محض لفظ کا تعارف مقصود ہو تو تعریف لفظی۔

تعریف حقیقی کی چار قسمیں ہیں: ۱۔ حد تام ۲۔ حد ناقص ۳۔ رسم تام ۴۔ رسم ناقص

۱۔ حد تام: وہ تعریف ہے، جو معارف کے جنس قریب اور فصل قریب سے مرکب ہو، جیسے ”حیوان ناطق“ انسان کی حد تام ہے یا ”کلمۃ تدل علی معنی فی نفسہا غیر مقتون باحد الا زمنا الثلاثة“ اسم کی حد تام ہے، اس لیے کہ ”کلمۃ تدل علی معنی فی نفسہا“ اسم کے لیے جنس قریب ہے اور ”غیر مقتون باحد الا زمنا الثلاثة“ اسم کے لیے فصل قریب ہے۔

۲۔ حد ناقص: وہ تعریف ہے، جو معارف کے جنس بعید اور فصل قریب، یا صرف فصل قریب سے مرکب ہو، جیسے ”جسم ناطق“ یا ”ناطق“ انسان کی حد ناقص ہے، یا ”لفظ تدل علی معنی فی نفسہا غیر مقتون باحد الا زمنا الثلاثة“ یا صرف ”غیر مقتون باحد الا زمنا الثلاثة“ اسم کی حد ناقص ہے، اس لیے کہ ”لفظ“ اسم کیلئے جنس بعید ہے اور ”غیر مقتون الخ.“ اسم کیلئے فصل قریب ہے۔

۳۔ رسم تام: وہ تعریف ہے، جو معارف کے جنس قریب اور خاصہ سے مرکب ہو جیسے ”حیوان ضاحک“ یا ”ضاحک“ انسان کی رسم تام ہے اور ”کلمۃ مسند الیہ“ اسم کی رسم تام ہے، اس لیے کہ ”کلمۃ“ اسم کے لیے جنس قریب ہے اور ”مسند الیہ“ اسم کا خاصہ ہے۔

=====

(۱) واضح رہے کہ تعریف کی دو قسمیں ہیں، حقیقی اور لفظی۔ پھر تعریف حقیقی کی دو قسمیں ہیں: (۱) تعریف بحسب الھیچہ (۲) تعریف بحسب الاسم (۱) تعریف بحسب الھیچہ: وہ تعریف حقیقی ہے جس میں کسی صورت غیر حاصلہ کی تحصیل اس طرح ہو کہ اس کا وجود خارجی بھی معلوم ہو جائے، جیسے انسان کی تعریف حیوان ناطق سے کرنا اس طور پر کہ مخاطب کو اس تعریف سے انسان کا خارج میں موجود ہونا بھی معلوم ہو جائے۔

(۲) تعریف بحسب الاسم: وہ تعریف حقیقی ہے جس میں صرف کسی صورت غیر حاصلہ کی تحصیل ہو اور اس کا وجود محض فی اصطلاح ہونے کے اعتبار سے ہو، جیسے کلمہ کی تعریف: ”لفظ وضع لعی مفرد“ کرنا۔ اس تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ علوم جو تعریفات ہیں وہ تعریف حقیقی بحسب الاسم کے قبیل سے ہیں۔ (رشیدیہ: ۱۲، اسعاد المہوم: ۱۰۹/۱)



۴۔ رسم ناقص: وہ تعریف ہے جو معرّف کے جنس بعید اور خاصہ یا صرف خاصہ سے مرکب ہو، جیسے جسم ضاحک یا صرف ضاحک انسان کی رسم ناقص ہے، یا ”لفظ مسند الیہ“ یا فقط ”مسند الیہ“ اسم کی رسم ناقص ہے، اس لیے کہ ”لفظ“ اسم کیلئے جنس بعید ہے اور ”مسند الیہ“ خاصہ ہے۔  
وجہ حصر: تعریف فصل قریب پر مشتمل ہونے کیساتھ ساتھ جنس قریب پر مشتمل ہوگی یا نہیں، اگر ہو تو حد تام اور اگر نہ ہو، عام ازیں کہ جنس بعید پر مشتمل ہو یا نہ ہو تو یہ حد ناقص ہے، اور اگر خاصہ پر مشتمل ہونے کیساتھ ساتھ جنس قریب پر مشتمل ہوگی یا نہیں، اگر مشتمل ہو تو رسم تام اور اگر خاصہ پر مشتمل ہونے کیساتھ ساتھ جنس قریب پر مشتمل نہ ہو، عام ازیں کہ جنس بعید پر مشتمل ہو یا نہ ہو یہ رسم ناقص ہے۔

### قواعد

قاعدہ نمبر: تصورات میں اصل مقصود قول شارح ہے جیسا کہ تصدیقات میں اصل مقصود دلیل و حجت ہے (۱)۔  
قاعدہ نمبر: معرّف وہ لفظ ہے جو کسی شئی پر اس لیے محمول ہو کہ اس کے ذریعے اس شئی کا تصور ہو جائے۔  
قاعدہ نمبر ۲: قول شارح کو تعریف، حد، رسم اور معرّف بھی کہتے ہیں اور جس چیز کی تعریف کی جائے اسے معرّف، محدود، مرسوم اور مقول علیہ الشارح بھی کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: تعریف کے پانچ نام ہیں: ۱۔ قول شارح ۲۔ تعریف ۳۔ معرّف ۴۔ حد ۵۔ رسم (۳)۔  
قاعدہ نمبر ۴: معرّف کے بھی پانچ نام ہیں: ۱۔ مقول علیہ الشارح ۲۔ معرّف ۳۔ ذو تعریف ۴۔ محدود ۵۔ مرسوم (۴)۔  
قاعدہ نمبر ۵: تعریف ہمیشہ کلیات خمسہ سے کی جاتی ہے (۵)۔ ☆

قاعدہ نمبر ۶: تعریف سے غرض اطلاع علی الذاتیات یا امتیاز عن جمیع المشارکات ہوتا ہے، یہ قضیہ مانعہ الخلو ہے یعنی یہ دونوں جمع ہو سکتے ہیں جیسے انسان کی تعریف حیوان ناطق سے کرنا، یہ اطلاع علی الذاتیات بھی ہے اور امتیاز عن جمیع المشارکات بھی ہے، لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ تعریف سے نہ اطلاع علی الذاتیات اور نہ ہی امتیاز عن جمیع المشارکات حاصل ہو۔ (۶)

قاعدہ نمبر ۷: عرض عام کو تعریف میں ذکر نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ اس سے امتیاز عن جمیع المشارکات حاصل نہیں ہوتا (۷)۔  
قاعدہ نمبر ۸: عرض خاص تعریف میں واقع ہو سکتا ہے، جیسے انسان کی تعریف ”ماشئ مستقیم القامة“ سے کرنا، لیکن یہ خاصہ مرکبہ کہلائے گا (۸)۔

قاعدہ نمبر ۹: نوع ہمیشہ تعریف میں معرّف واقع ہوتی ہے باقی تینوں (جنس، فصل، خاصہ) تعریف میں واقع ہوتے ہیں (۹)۔  
قاعدہ نمبر: تعریف حقیقی میں صورت غیر حاصلہ کی تحصیل ہوتی ہے اور تعریف لفظی میں صورت حاصلہ کی تفسیر ہوتی ہے۔ (۱۰)

=====

(۱) شرح تہذیب: ۸۱۔ (۲) صرح الملیب: ۲۶۶۔ (۳) صرح الملیب: ۲۶۶۔

(۴) صرح الملیب: ۲۶۶۔ (۵) صرح الملیب: ۲۶۷۔ (۶) سراج التہذیب: ۲۰۳۔

(۷) شرح تہذیب: ۸۵۔ (۸) شرح تہذیب: ۸۵۔ (۹) سراج التہذیب: ۲۰۷۔ (۱۰) اسعاد الفہوم: ۱۰۹/۱۔

قاعدہ نمبر ۱۰: جس تعریف میں فصل مذکور ہوا سے حد اور جس میں خاصہ مذکور ہوا سے رسم کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: تعریف بالذاتیات کو حد اور تعریف بالعرضیات کو رسم کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۲: ہر وہ قضیہ جو حد یا رسم پر مشتمل ہو وہ قضیہ مطردہ منکسہ کہلاتا ہے۔ مطرد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جہاں تعریف صادق آئے وہاں معرّف بھی صادق آئے، اسی سے لازماً یہ ثابت ہوا کہ تعریف میں معرّف کے سوا دوسرے افراد داخل نہیں ہیں، لہذا تعریف دخول غیر سے مانع ہو۔ اور منکس ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جن افراد سے تعریف منثی ہو، یعنی جہاں تعریف صادق نہ آئے وہاں معرّف بھی صادق نہ آئے اور یہ اس وقت ہوگا جب تعریف معرّف کے تمام افراد کو جامع ہو۔ الغرض اطراد کا معنی دخول غیر سے مانع ہونا ہے اور انعکاس کا معنی اپنے افراد پر جامع ہونا ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۱۳: جو قضیہ معرّف اور معرّف پر مشتمل ہو وہ قضیہ طبعیہ کہلاتا ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۱۴: معرّف قضیہ کا موضوع اور معرّف محمول ہوتا ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۱۵: ہر تعریف صحیح کے لیے فصل قریب یا خاصہ پر مشتمل ہونا ضروری ہے (۶)۔

قاعدہ نمبر ۱۶: حدود اور رسوم میں جنس، فصل، خاصہ اور عرض عام فرض فارض اور اعتبار معتبر پر موقوف ہیں (۷)۔

قاعدہ نمبر ۱۷: تعریف لفظی کو ترجمہ سے بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے (۸)۔

قاعدہ نمبر ۱۸: حدود اور رسوم بحسب الحقیقۃ ماہیات حقیقیہ ہیں اور بحسب الاسم ماہیات اعتباریہ ہے (۹)۔

قاعدہ نمبر ۱۹: رسوم کا درجہ حدود کے بعد ہوتا ہے (۱۰)۔

قاعدہ نمبر ۲۰: حد حقیقی اور رسم حقیقی عمیر التحق (دشوار و مشکل) کہلاتے ہیں، اس لیے کہ حد حقیقی کے لیے ضروری ہے کہ شئی کی جنس واقعی اور فصل واقعی ہو۔ ہو سکتا ہے کہ جس کو ہم نے جنس قرار دیا ہے وہ عرض عام ہو اور جس کو فصل قرار دیا ہے وہ خاصہ ہو، کیونکہ ان کا آپس میں اشتباہ ہوتا ہے اور ہمارے پاس کوئی قطعی دلیل ایسی نہیں کہ جس سے جنس اور عرض عام اور فصل اور خاصہ میں فرق کر سکیں۔ البتہ مفاہیم لغویہ اور اصطلاحیہ کے اعتبار سے فرق کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ عام طور پر جو تعریفات کی جاتی ہیں، یہ محض تعبیرات ہیں، انہیں حد توسعی اور رسم توسعی کہا جاتا ہے (۱۱)۔

فائدہ نمبر: قوت مدرکہ (خیال و حافظہ) میں خزانہ کی ہوئی صورتوں میں سے کسی ایک صورت کو متعین اور متخضر کرنا اور یہ تصور کرنا کہ یہی

=====

(۱) سلم العلوم: ۹۸، شرح تہذیب: ۸۳، (۲) تفہیم المنطق: ۸۱، سلم العلوم: ۹۸،

(۳) سلم العلوم: ۹۶، قطبی: ۱۵۸، فن المنطق: ۳۵، میزان العلوم: ۱۲۹، (۴) تحفہ شاہجہانی: ۱۱، (۵) تحفہ شاہجہانی: ۱۱،

(۶) تفہیم المنطق: ۸۶، (۷) تحفہ شاہجہانی: ۱۱، (۸) تفہیم المنطق: ۸۶، (۹) الرشیدیہ فی المناظرہ: ۱۸،

(۱۰) تفہیم المنطق: ۸۱، (۱۱) تحریر کندیا: ۱۹۰، رشد العلوم

صورت اس لفظ کی حقیقت ہے تعریف لفظی کہلاتی ہے، جیسے لفظ ”اللہ“ کی تعریف کرنا کہ وہ ”علم للذات الواجب الوجود المستجمع لجميع صفات الکمال۔“ ☆

فائدہ نمبر: تعریف کا مقصد یا تو کسی ایسی صورت کو حاصل کرنا ہے جو ذہن میں نہیں، یا ذہن میں موجود صورتوں میں سے کسی ایک صورت کو متعین کرنا ہوتا ہے، قسم اول کو تعریف حقیقی اور قسم ثانی کو تعریف لفظی کہتے ہیں، پھر تعریف حقیقی کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ تعریف حقیقی بحسب الحقیقۃ ۲۔ تعریف حقیقی بحسب الاسم۔ واضح رہے کہ مقسم میں تعریف حقیقی سے تعریف لفظی کا مقابل مراد ہے اور تعریف بحسب الحقیقۃ میں لفظ حقیقت سے مقابل فرض و وہم مراد ہے۔ ☆☆

قاعدہ نمبر: ملازمین میں ہے کہ مذکورہ تفصیل سے تعریف کی نو قسمیں حاصل ہوں گی، چار تعریف حقیقی بحسب الحقیقت کی یعنی حد تام، حد ناقص، رسم تام، رسم ناقص اور چار قسمیں تعریف بحسب الاسم کی یعنی حد تام، حد ناقص، رسم تام، رسم ناقص اور نویں قسم تعریف لفظی ہے۔ (۲)

قاعدہ نمبر: منطق کی غرض معلومات کے ذریعہ سے مجہولات کو حصول اور ناواقفیت کی وجہ سے اس میں جو غلطیاں واقع ہوتی ہیں ان سے محفوظ رہنا ہے۔ حصول مجہولات کے قواعد کو منضبط کرنے کے لیے معلومات کے دو حصے کیے گئے ہیں: موصل تصوری اور موصل تصدیقی۔ موصل تصوری وہ تصورات معلومہ ہیں جن سے تصورات مجہولہ حاصل کیے جاتے ہیں جن کو معرف و قول شارح بھی کہتے ہیں اور موصل تصدیقی وہ تصدیقات معلومہ ہیں جن سے تصدیقات مجہولہ حاصل کیے جاتے ہیں جن کو حجت اور دلیل کہتے ہیں، چونکہ تصدیقات اپنی موجودیت میں تصورات کے محتاج ہوتے ہیں اس لیے موصل تصوری کی بحث موصل تصدیقی پر مقدم کی جاتی ہے۔ (۳)

قاعدہ نمبر: تحصیل مجہولات کا طریقہ یہ ہے کہ ذہن تمام معلومات کے لیے بمنزلہ ایک خزانہ اور کارخانہ کے ہے کہ جس کسی چیز کی معرفت و ماہیت مطلوب ہوتی ہے تو انہی ذہنی معلومات میں سے مناسب معلومات کو ترتیب دے کر مطلوب ماہیت حاصل کی جاتی ہے: کسی چیز کی تعریف کرنے کا عام طریقہ یہ ہے کہ اپنی ذہنی معلومات میں سے معرف کیساتھ مناسبت رکھنے والے ایسے دو معلومات لیے جاتے ہیں کہ جن میں سے ایک معرف سے عام (جنس) ہو اور دوسرا اس کیساتھ خاص اور مساوی (فصل) ہو۔ اب ان ہر دو معلومات کو ملا کر معرف پر حمل کرتے ہیں جس سے اس کا نام معلوم تصور حاصل ہو جاتا ہے، مثلاً: تم کو انسان کی نام معلوم ماہیت مطلوب تھی تو تم نے اپنے ذہنی معلومات میں سے انسان کیساتھ حیوان (جنس) اور ناطق (فصل) کو مناسب پایا۔ اس لیے دونوں کو ملا کر انسانی ماہیت کے حصول کے لیے اس پر حمل کر کے یوں کہا کہ: انسان حیوان ناطق ہے۔ اس میں انسان محدود اور معرف کہلائے گا اور حیوان ناطق اس کی ماہیت و معرف کہلائے گی، جس کے حمل کرنے سے اس کی ماہیت (عقل مندی سے بولنے والا جاندار ہے) معلوم ہوئی۔ (۴)

=====

☆ دستور العلماء: ۱/۳۱۵ - ☆ دستور العلماء: ۱/۳۶۱۔

(۲) میزان العلوم: ۱۲۸۔ (۳) معین المنطق: ۸۱۔

(۴) معین المنطق: ۸۱۔

قاعدہ نمبر ۲۱: حد ناقص اور رسم ناقص دونوں مفید تعریف کہلاتے ہیں، تاہم دونوں میں فرق یہ ہے کہ حد ناقص مفید تعریف ذاتی اور رسم ناقص مفید تعریف عرضی کہلاتا ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲۲: تعریف لفظی، تعریف بالمثال اور تعریف بالتقسیم من جملہ رسم میں داخل ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۲۳: جس تعریف سے اطلاع علی الذاتیات حاصل ہو اسے تصور بالکنہ اور جس سے امتیاز عن جمیع المشارکات حاصل ہو اسے تصور بوجہ کہتے ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر ۲۴: جب کسی معرّف کا تصور بالکنہ حاصل ہوگا تو اس کے معرّف کے اجزاء کا بھی تصور بالکنہ حاصل کرنا ہوگا جیسے انسان کی تعریف حیوان ناطق کیساتھ تصور بالکنہ ہے تو اب حیوان اور ناطق کا بھی تصور بالکنہ کرنا ہوگا۔ اگر معرّف کا تصور بالوجہ ہو تو اس کے معرّف کے اجزاء کا بھی تصور بالوجہ ہوگا جیسے انسان کی تعریف عرض عام (ماشی) کیساتھ کی جائے تو معرّف (ماشی) کا بھی تصور بوجہ کرنا ہوگا (۴)۔

قاعدہ نمبر ۲۶: عرض عام اور فصل کیساتھ تعریف کرنا اس تعریف سے زیادہ اقویٰ ہے جو صرف فصل کے ذریعے ہو (۵)۔

قاعدہ نمبر ۲۷: جنس بعید اور فصل کیساتھ تعریف صرف فصل کیساتھ تعریف سے اقویٰ ہے (۶)۔

قاعدہ نمبر ۲۸: فصل اور خاصہ کیساتھ تعریف صرف فصل اور عرض عام کیساتھ تعریف کرنے سے زیادہ اقویٰ ہے (۷)۔

قاعدہ نمبر ۲۹: عرض عام اور خاصہ کیساتھ تعریف اکمل اور صرف خاصہ کیساتھ تعریف مکمل ہوتی ہے (۸)۔

قاعدہ نمبر ۳۰: حد کو ممیز ذاتی اور رسم کو ممیز عرضی کہتے ہیں (۹)۔

قاعدہ نمبر ۳۰: معرّف کی کنہ اور حقیقت تک پہنچانے والے چیز حد تام ہی ہے، حد تام کے سوا حد ناقص اور رسم تام و رسم ناقص کے ذریعہ حقیقت تک رسائی نہیں ہوتی (۱۰)۔

قاعدہ نمبر ۳۱: تعریف میں مستحسن یہ ہے کہ جنس کو مقدم کیا جائے اور فصل یا خاصہ کو مؤخر کیا جائے، کیونکہ جنس اپنے عموم کی وجہ سے اظہر بھی ہے اور مبہم بھی ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جو چیز زیادہ اعم ہو تو اس کو مقدم کیا جاتا ہے اور جس میں کسی قدر خصوص ہو تو اس کو مؤخر کیا جاتا ہے، تاکہ ایضاً بعد الالبہام کا نکتہ بھی پیدا ہو جائے (۱۱)۔

قاعدہ نمبر ۳۲: حد تام حقیقت کا تعارف کراتی ہے اور حقائق میں کمی بیشی نہیں ہوتی، اس لیے حد تام زیادت و نقصان کو قبول نہیں کرتی۔ حد تام میں یہ نہیں ہو سکتا کہ اس میں کچھ الفاظ یا کچھ مفہم کو بڑھ جائیں یا گھٹ جائیں، حد تام ہمیشہ یکساں ہوگی۔ البتہ حد ناقص میں چونکہ جنس

=====

(۱) کتاب المنطق ۴/۲۲ (۲) تفہیم المنطق ۸۶۔

(۳) صرح الملیب ۲۶۵ (۴) تحفہ شاجہانی ۷۶، تفہیم المنطق ۸۶۔

(۵) تفہیم المنطق ۸۶ (۶) تفہیم المنطق ۸۶ (۷) تفہیم المنطق ۸۶ (۸) تفہیم المنطق ۸۶۔

(۹) دستور العلماء ۱۲/۲ (۱۰) میزان العلوم ۱۳۱ (۱۱) میزان العلوم ۱۳۱۔

بعید ہوتی ہے اور جنس بعید کے مراتب ہیں، ایک جنس بیک مرتبہ ہے دوم بعید بدو مرتبہ ہے، اس لیے جب جنس بعید بدو مرتبہ مذکور ہوگی تو دو فصلیں ذکر کرنی پڑیں گی۔ اسی طرح رسم میں تعریف خواص اور لوازم کے ذریعہ ہوتی ہے اور لوازم ایک شئی کے متعدد ہو سکتے ہیں اور اس کے لزوم میں بھی تفاوت ہو سکتا ہے، اس لیے لوازم کی خصوصیت کے لحاظ سے رسم میں گھٹا و بڑھاؤ ہو سکتا ہے۔ (۱) ☆

قاعدہ نمبر ۳۰: ہر تعریف میں دس احتمالات ہوتے ہیں جن میں ایک حد اور ایک رسم تام، تین احتمال حد ناقص میں، چار رسم ناقص میں اور ایک احتمال حد اور رسم کا مشترک ہے۔ (۲) ذیل میں تفصیل ملاحظہ ہوں۔

- |                                    |   |
|------------------------------------|---|
| ۱۔ جنس قریب + فصل قریب = حد تام    | ۲۔ جنس بعید + فصل قریب = حد ناقص              |
| ۳۔ فقط فصل قریب = حد ناقص          | ۴۔ عرض عام + فصل قریب = حد ناقص               |
| ۵۔ جنس قریب + خاصہ شاملہ = رسم تام | ۶۔ جنس بعید + خاصہ شاملہ = رسم ناقص           |
| ۷۔ فقط خاصہ شاملہ = رسم ناقص       | ۸۔ عرض عام + خاصہ شاملہ = رسم ناقص            |
| ۹۔ فصل قریب + خاصہ شاملہ = حد ناقص | ۱۰۔ عرض عام + عرض عام (خاصہ مرکبہ) = رسم ناقص |

### تمرین

درج ذیل امثلہ میں تعریف اور معرّف کی تعیین کریں نیز اقسام تعریف کی تعیین کریں؟ نیز ترکیب منطقی کریں۔

الكلمة لفظ وضع لِمَعْنَى مُفْرَد. اللَّفْظُ : مَا يَتَلَفَّظُ بِهِ الْإِنْسَانُ. الْإِعْرَابُ : مَا اخْتَلَفَ آخِرُهُ بِهِ لِيَدُلَّ عَلَى الْمَعْنَى الْمَعْتَوْرَةِ عَلَيْهِ. غَيْرُ الْمُنْصَرِفِ : اللَّفْظُ الَّذِي يَمْتَنِعُ صَرْفُهُ عِنْدَ عَدَمِ الضَّرُورَةِ لِعِلَّةِ. الْحَيَوَانُ جَوْهَرٌ مُتَحَرِّكٌ بِالْإِرَادَةِ حَسَّاسٌ. الْمَرْفُوعَاتُ مَا اشْتَمَلَتْ عَلَى عِلْمِ الْفَاعِلِيَةِ. الْمَنْصُوبَاتُ مَا اشْتَمَلَتْ عَلَى عِلْمِ الْمَفْعُولِيَةِ. الْمَبْنِيّ كَلِمَةٌ نَاسَبَتْ مَبْنَى الْأَصْلِ أَوْ وَقَعَتْ غَيْرَ مُرَكَّبَةٍ. الْمُنْفَصِلُ : الْمُضْمَرُ الْمُسْتَقِلُّ بِنَفْسِهِ. الْمُتَّصِلُ : مَا لَمْ يَسْتَقِلَّ بِنَفْسِهِ. الْأَسْمَاءُ : كَلِمَةٌ تَدْخُلُ عَلَيْهَا الْأَلْفُ وَاللَّامُ. الْإِنْسَانُ : حَيَوَانٌ ضَاحِكٌ. الْفِكْرُ : تَرْبِيبُ أُمُورٍ مَعْلُومَةٍ لِلتَّادِي إِلَى مَجْهُولٍ. الْإِنْسَانُ : هُوَ كَاتِبٌ. الْبَدِيهِي : مَا لَا يَحْتَاجُ فِي تَحْصِيلِهِ إِلَى فِكْرٍ وَنَظَرٍ. الْكَسْبِي : مَا يَتَوَقَّفُ حُصُولُهُ عَلَى الْفِكْرِ. الْمُرَكَّبُ : مَا

=====

(۱) میزان العلوم: ۱۳۱. (۲) تحفہ شاہجہانی ۷۶.

☆ یہاں یہ مسئلہ زیر بحث ہے کہ آیا تعریف لفظی مطلوب تصوری ہے یا مطلوب تصدیقی؟ علامہ سید سند نے شرح مواقف میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ تعریف لفظی مطلوب تصدیقی ہے اور اس میں حکم ہے۔ علامہ تفتازانی کا نظریہ یہ ہے کہ تعریف لفظی مطالب تصوریہ میں سے ہے۔ صاحب سلم العلوم کی رائے یہ ہے کہ علم منطق میں جب تعریف لفظی آئے گی تو مطلوب تصوری ہوگی اور جب اس کا استعمال علم لغت میں ہوگا تو مطلوب تصدیقی ہوگی۔ منطق میں مطلوب تصوری اس لیے ہے کہ ”ماہو“ کے جواب میں واقع ہوتی ہے اور جو چیز ”ماہو“ کے جواب میں واقع ہوتی ہے وہ مطلوب تصوری ہوتی ہے۔ (سلم العلوم: ۶۴)

قصد بِجُزء لَفْظِهِ الدَّلَالَةُ عَلَى جُزء مَعْنَاهُ , الانسان : كاتب وضاحك . الفعل : هو المسند . المركبُ الناقصُ : مَا ركب من اسم وأداة . الفعل : كلمة فيها تصريف . المركبُ التامُّ : مَا يدل كل لفظ مِنْهُ دَلَالَةً تَامَّةً . المتواطئُ : الاسم الدال على معان استَوَتْ أفراده الذهنية والخارجية . العَلَمُ : هُوَ الاسم الدال على شخص معين من الأشخاص . الجنس : مفهوم مقول على كثيرين مختلفين بالحقائق . النوع : كلى مقول على كثيرين متفقين في الحقائق . الحرف : لفظ . الانسان كاتب وضاحك . الحرف : لفظ لا يكون مسندا ولا مسند اليه . الاسم : هو المسند والمسند اليه . الكلى : مفهوم جوز العقل تكثره . الانسان : الماشى الضاحك . الفرس : الماشى الصاهل .

### ایک حل شدہ مثال

..... الكلمة لفظ وضع لمعنى مفرد .

پہلا احتمال : موجود موجودہنی الخ۔۔۔۔۔ مرکب اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پردال ہے۔۔۔۔۔ مرکب تام اس لیے کہ سکوت متکلم مفید للسامع ہے۔۔۔۔۔ خبر قضیہ اس لیے کہ کلام متکلم محتمل صدق و کذب ہے۔۔۔۔۔ قضیہ طبعیہ اس لیے کہ معرّف اور معرّف پر مشتمل ہے۔۔۔۔۔ موجبہ اس لیے کہ ثبوت الشئ للشئ ہے۔۔۔۔۔ مطردہ منعکسہ اس لیے کہ حد و رسم پر مشتمل ہے۔

”الکلمة“ ، موجود موجودہنی الخ۔۔۔۔۔ مرکب اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پردال ہے۔۔۔۔۔ مرکب ناقص اس لیے کہ سکوت متکلم مفید للسامع نہیں۔۔۔۔۔ مرکب غیر تقييدی اس لیے کہ جزء ثانی جزء اول کے لیے قید نہیں۔۔۔۔۔ مرکب ناقص کی چھٹی قسم مرکب من اداعة واسم۔

”ال“ موجود موجودہنی علم علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقہ مفرد مفرد کی دوسری قسم ادات

ادات غیر زمانیہ جزء اول۔

”کلمة“ موجود موجودہنی علم علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفهوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کلی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جزء ثانی۔۔۔۔۔ جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقييدی ہو کر معرّف موضوع۔

”لفظ“ موجود موجودہنی علم علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفهوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کلی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جنس قریب۔

”وضع لمعنى مفرد“ موجود موجودہنی علم علم حصولی حادث تصدیق یقین تصدیق بدیہی ضروری دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقہ مرکب

مرکب تام خبر قضیہ ہو کر فصل قریب..... جنس قریب با فصل قریب حد تام..... موضوع با محمول..... ویا کہ معرّف با تعریف..... قضیہ طبعیہ موجبہ مطرودہ منعکسہ۔

دوسرا احتمال: ”کلمہ“ موجود موجود یعنی علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفهوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کلی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جزئی جزئی..... جزاء اول جزئی جزئی سے مل کر مرکب غیر تنقیدی ہو کر معرّف موضوع۔

”لفظ“ موجود موجود یعنی علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفهوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کلی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جنس بعید۔

”وضع لمعنی مفرد“، موجود موجود یعنی علم حصولی حادث تصدیق یقین تصدیق بدیہی ضروری دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مرکب مرکب تام خبر قضیہ ہو کر فصل قریب..... جنس بعید با فصل قریب حد ناقص..... موضوع با محمول..... ویا کہ معرّف با تعریف..... قضیہ طبعیہ موجبہ مطرودہ منعکسہ۔

تیسرا احتمال: ”کلمہ“ موجود موجود یعنی علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفهوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کلی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جزئی جزئی..... جزاء اول جزئی جزئی سے مل کر مرکب غیر تنقیدی ہو کر معرّف موضوع۔

”لفظ وضع لمعنی مفرد“، موجود موجود یعنی علم حصولی حادث تصدیق یقین تصدیق بدیہی ضروری دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مرکب مرکب تام خبر قضیہ ہو کر فصل قریب..... حد ناقص محمول..... موضوع با محمول..... ویا کہ معرّف با تعریف..... قضیہ طبعیہ موجبہ مطرودہ منعکسہ۔

چوتھا احتمال: ”کلمہ“ موجود موجود یعنی علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفهوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کلی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جزئی جزئی..... جزاء اول جزئی جزئی سے مل کر مرکب غیر تنقیدی ہو کر معرّف موضوع۔

”لفظ“ موجود موجود یعنی علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفهوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کلی منطقی کلی طبعی کلی عقلی عرض عام۔

”وضع لمعنی مفرد“، موجود موجود یعنی علم حصولی حادث تصدیق یقین تصدیق بدیہی ضروری دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مرکب مرکب تام خبر قضیہ ہو کر فصل قریب..... عرض عام با فصل قریب حد ناقص..... موضوع با محمول..... ویا کہ معرّف با تعریف..... قضیہ طبعیہ

موجبه مطرودہ منعکسہ۔

پانچویں احتمال: ”کلمہ“ موجود موجودہ یعنی علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں تنہا یہی الافراد کی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جزء ثانی..... جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقییدی ہو کر معرّف موضوع۔

”لفظ“ موجود موجودہ یعنی علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں تنہا یہی الافراد کی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جنس قریب۔

”وضع لمعنی مفرد“ موجود موجودہ یعنی علم حصولی حادث تصدیق یقین تصدیق بدیہی ضروری دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مرکب مرکب تام خبر قضیہ ہو کر خاصہ شاملہ..... رسم تام محمول..... موضوع با محمول..... ویا کہ معرّف بالتعریف..... قضیہ طبعیہ موجبہ مطرودہ منعکسہ۔

چھٹا احتمال: ”کلمہ“ موجود موجودہ یعنی علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں تنہا یہی الافراد کی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جزء ثانی..... جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقییدی ہو کر معرّف موضوع۔

”لفظ“ موجود موجودہ یعنی علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں تنہا یہی الافراد کی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جنس بعید۔

”وضع لمعنی مفرد“ موجود موجودہ یعنی علم حصولی حادث تصدیق یقین تصدیق بدیہی ضروری دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مرکب مرکب تام خبر قضیہ ہو کر خاصہ شاملہ..... رسم ناقص محمول..... موضوع با محمول..... ویا کہ معرّف بالتعریف..... قضیہ طبعیہ موجبہ مطرودہ منعکسہ۔

ساتواں احتمال: ”کلمہ“ موجود موجودہ یعنی علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں تنہا یہی الافراد کی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جزء ثانی..... جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقییدی ہو کر معرّف موضوع۔

”لفظ وضع لمعنی مفرد“ موجود موجودہ یعنی علم حصولی حادث تصدیق یقین تصدیق بدیہی ضروری دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مرکب مرکب تام خبر قضیہ ہو کر خاصہ شاملہ..... رسم ناقص محمول..... موضوع با محمول..... ویا کہ معرّف بالتعریف..... قضیہ طبعیہ موجبہ مطرودہ منعکسہ۔

آٹھواں احتمال: ”کلمہ“ موجود موجودہ یعنی علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں



متناہیۃ الافراد کی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جز ءثانی..... جز ءاول جز ءثانی سے مل کر مرکب غیر تنقیدی ہو کر معرّف موضوع۔

”لفظ“ موجود موجودہ یعنی علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کی منطقی کلی طبعی کلی عقلی عرض عام۔

”وضع لمعنی مفرد“، موجود موجودہ یعنی علم حصولی حادث تصدیق یقین تصدیق بدیہی ضروری دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مرکب مرکب تام خبر قضیہ ہو کر خاصہ شاملہ..... رسم ناقص محمول..... موضوع با محمول..... ویا کہ معرّف بالتعریف..... قضیہ طبعیہ موجبہ مطردہ متعکسہ۔  
نواں احتمال: ”کلمہ“ موجود موجودہ یعنی علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جز ءثانی..... جز ءاول جز ءثانی سے مل کر مرکب غیر تنقیدی ہو کر معرّف موضوع۔

”لفظ“ موجود موجودہ یعنی علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کی منطقی کلی طبعی کلی عقلی فصل قریب۔

”وضع لمعنی مفرد“، موجود موجودہ یعنی علم حصولی حادث تصدیق یقین تصدیق بدیہی ضروری دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مرکب مرکب تام خبر قضیہ ہو کر خاصہ شاملہ..... حد ناقص محمول..... موضوع با محمول..... ویا کہ معرّف بالتعریف..... قضیہ طبعیہ موجبہ مطردہ متعکسہ۔  
دسواں احتمال: ”کلمہ“ موجود موجودہ یعنی علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جز ءثانی..... جز ءاول جز ءثانی سے مل کر مرکب غیر تنقیدی ہو کر معرّف موضوع۔

”لفظ“ موجود موجودہ یعنی علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کی منطقی کلی طبعی کلی عقلی عرض عام۔

”وضع لمعنی مفرد“، موجود موجودہ یعنی علم حصولی حادث تصدیق یقین تصدیق بدیہی ضروری دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مرکب مرکب تام خبر قضیہ ہو کر عرض عام..... رسم ناقص محمول..... موضوع با محمول..... ویا کہ معرّف بالتعریف..... قضیہ طبعیہ موجبہ مطردہ متعکسہ۔

## فصل پانزدہم: تعریف صحیح کے شرائط

تعریف صحیح کے لیے دو قسم کے شرائط ہیں:-

۱۔ مصداق کے اعتبار سے ۲۔ مفہوم کے اعتبار سے

۱۔ مصداق کے اعتبار سے تعریف کے لیے شرائط

مصداق کے اعتبار سے تعریف کے لیے پانچ شرائط ہیں، جن میں ایک وجودی اور چار عددی ہیں۔ اور مفہوم کے اعتبار سے ایک شرط ہے، یہ کل چھ شرائط ہیں۔

پہلی شرط: معرّف اور معرّف دونوں کا مصداق ایک ہو جیسے انسان (معرّف) ہے اور حیوان ناطق معرّف ہے، جو انسان کا مصداق ہے وہی حیوان ناطق کا مصداق ہے اور اسی طرح جو حیوان ناطق کا مصداق ہے وہی انسان کا مصداق ہے۔

دوسری شرط: معرّف معرّف سے مبالغہ نہ ہو جیسے انسان کی تعریف حجر کیساتھ کرنا، یہ تعریف درست نہیں، کیونکہ معرّف کا معرّف پر حمل ہوتا ہے اور حجر کا حمل انسان پر صحیح نہیں۔ اس لیے یہ تعریف بالمبالغہ ہے۔

تیسری شرط: معرّف معرّف سے اعم مطلق نہ ہو جیسے انسان کی تعریف حیوان کیساتھ کرنا، یہ صحیح نہیں کیونکہ تعریف کا مقصد اطلاع علی الذاتیات یا امتیاز عن جمیع المشاركات ہوتا ہے، یہاں دونوں مفقود ہیں (۱)۔

چوتھی شرط: معرّف معرّف سے اعم من وجہ بھی نہ ہو جیسے حیوان کی تعریف ابیض سے کرنا، یہ تعریف صحیح نہیں، کیونکہ اس میں اطلاع علی الذاتیات اور امتیاز عن جمیع المشاركات دونوں مفقود ہیں۔

پانچویں شرط: معرّف معرّف سے اخص بھی نہ ہو جیسے حیوان کی تعریف ”جسم حساس متحرک ناطق“ سے کرنا، اب اس تعریف میں اتنی خصوصیت پیدا کر دی گئی ہے کہ یہ صرف انسان ہی پر صادق آتا ہے اس کے علاوہ فرس، بقر اور حمار وغیرہ پر صادق نہیں آتا۔ یا نحو میں کلمہ کی تعریف یوں کرنا کہ کلمہ اسم یا فعل ہوتا ہے، لیکن یہ تعریف ناقص ہے کیونکہ حرف بھی کلمہ کا قسم ہے۔ (۲)

=====

(۱) تعریف کا مقصد یہ ہے کہ معرّف اپنے ماعد اسے ممتاز ہو جائے اور اعم، اخص کو ممتاز نہیں کرتا، اس لیے تعریف کا اعم ہونا بھی جائز نہیں اور اسی طرح اخص کے افراد اعم کے مقابلہ میں کم ہوتے ہیں جس کی بنا پر اخص اخصی ہوتا ہے، اس لیے تعریف کا اخص ہونا بھی جائز نہیں ہے۔ یاد رہے کہ تعریف بالاعم میں اختلاف ہے متاخرین کا کہنا ہے کہ تعریف بالاعم جائز نہیں اس لیے کہ اعم سے امتیاز تام حاصل نہیں ہوتا، متقدمین کی رائے یہ ہے کہ اعم سے اتنا امتیاز حاصل ہو جائے کہ معرّف کے علم میں اشتباہ نہ رہے تو تعریف بالاعم جائز ہے۔ صاحب سلم العلوم نے متقدمین کے مذہب کو اختیار کیا ہے۔ (سلم العلوم: ۵۹)

(۲) بظاہر ایک سوال وارد ہوتا ہے کہ تعریف بالاعم کس طرح جائز نہیں؟ حالانکہ تعریف کبھی مثال کیساتھ ہوتی ہے اور مثال مثال لہ سے خاص ہوتا ہے، جیسے ”الاسم کزید، و الفعل کضرب“ وغیرہ۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تعریف بالامثال درحقیقت تعریف بالمشابہۃ المختصہ ہوتی ہے، لہذا یہ تعریف بالخاصہ ہوگی جو کہ رسم ہے۔ (سلم العلوم: ۵۹)

چھٹی شرط: معرّف کا مفہوم معرّف سے واضح اور اجلی ہو، اگر معرّف کا مفہوم معرّف سے کم یا برابر ہو تو تعریف صحیح نہیں ہوگی، برابر کی مثال جیسے ”اب“ تعریف ”من له الابن“ سے اور ”ابن“ کی تعریف ”من له الاب“ سے کرنا۔ کم کی مثال جیسے آگ کی تعریف ”جسم كالنفس“ سے کرنا۔ یہاں ”نفس“ کا لفظ معرّف سے بھی زیادہ خفی ہے۔ (۱)

### تمرین

درج ذیل امثلہ میں تعریف صحیح اور غیر صحیح کی نشاندہی کریں، نیز کس تعریف میں کون سے شرائط ملحوظ ہیں؟

الکلی: هو مقول على كثيرين مختلفين بالحقائق. الانسان: هو الحيوان. الکلی: ما حصل في العقل. الاسم: هو المعرب المركب الذي لم يشبه مبنى الأصل. الکلی: ما لم يجوز العقل تكثره. الانسان: هو الانسان. بيع السلم: بيع. الفعل: مادل على معنى في نفسه مقترون بأحد الأزمنة الثلاثة. الجزئي الاضافي: هو الأخص تحت الأعم. الاسم: كلمة. المبنى: ما ناسب مبنى الأصل او وقع غير مركب. الجزئي: ما لم يجوز العقل تكثره. النوع: کلی مقول على كثيرين مختلفين في الحقائق في جواب ما هو. الأسد: هو الغضنفر. الذهب: هو اللجين. الاسم: لفظ. الكلمة: لفظ. بيع السلم: هو بيع الصرف. البيع: هو مبادلة المال بالمال بالتراضي. الفرس: هو الماشي. المقايضة: بيع السلعة بالسلعة. الجنس: کلی مقول على كثيرين مختلفين بالحقائق. چندل شدہ مثالیں:

❖.....الاسم: كلمة دلت على معنى في نفسه:

تعريف غير صحيح، اس لیے کہ معرف معرّف سے اعم ہے۔

❖.....لاسم: هو الفعل:

تعريف غير صحيح، اس لیے کہ معرف معرّف سے مبین ہے۔

❖.....الفرس: حيوان صاهل:

تعريف غير صحيح، اس لیے کہ معرف معرّف دونوں کا مصداق ایک ہے۔

❖.....الكلمة: الاسم:

تعريف غير صحيح، اس لیے کہ معرف معرّف سے اخص ہے۔

=====

(۱) معرّف کی بحث میں ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ آیا بسیط معرّف یا معرّف ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بسیط معرّف (محدود) نہیں ہو سکتا اس لیے کہ حد ذاتیات پر مشتمل ہوتی ہے اور ذاتیات اس چیز کی ہوتی ہیں جو ذواجزاء ہو اور چونکہ بسیط ذواجزاء نہیں ہوتا اس لیے یہ محدود واقع نہیں ہوتا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ بسیط حد میں واقع ہو جائے، جیسے انسان کی تعریف میں جو ہر واقع ہے جو جنس عالی ہے اور بسیط ہے۔ اور مرکب محدود بھی واقع ہوتا ہے اور حد بھی واقع ہوتا ہے۔ (سلم العلوم: ۶۰)

# باب سوم

تصدیقات

یہ باب درج ذیل انیس فصلوں پر مشتمل ہے:

- ..... فصل اول مرکب تام کی تقسیم. .... فصل دوم ترکیب کے لحاظ سے قضیہ کی تقسیم. .... فصل سوم رابطہ کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم. .... فصل چہارم حمل کا بیان. .... فصل پنجم ذات موضوع کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی تقسیم.
- ..... فصل ششم محصورات اربعہ کا بیان. .... فصل ہفتم وجود موضوع کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم. .... فصل ہشتم موضوع کے محقق اور مقدر ہونے کے اعتبار سے قضیہ تقسیم. .... فصل نہم عدول اور تحصیل کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم.
- ..... فصل دہم شرطیات کا بیان. .... فصل یازدہم شرطیہ متصلہ کی تقسیم. .... فصل دوازدہم جہت انفصال کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم. .... فصل سیزدہم انفصال کی قوت اور ضعف کے اعتبار سے منفصلہ کی تقسیم. .... فصل چہار دہم قضیہ شرطیہ کی باعتبار مقدم کی تقسیم. .... فصل پانزدہم قضیہ شرطیہ کے اسوار کا بیان. .... فصل شانزدہم تناقض کا بیان. .... فصل ہفدہم قضایا کے درمیان تقابل کا بیان. .... فصل ہیزدہم عکس کا بیان. .... فصل نو دہم عکس نقیض کا بیان.

## فصل اول: مرکب تام کی تقسیم

مرکب تام کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ خبر (قضیہ) ۲۔ انشاء

۱۔ خبر (قضیہ) کی تعریف: وہ مرکب تام ہے، جس کے کہنے والے سچایا جھوٹا کہہ سکیں جیسے ”زید قائم“ اور ”زید لیس بقائم“ وغیرہ۔

۲۔ انشاء کی تعریف: وہ مرکب تام ہے، جس کے کہنے والے سچایا جھوٹا نہ کہہ سکیں جیسے ”اضرب“ اور ”لا تضرب“ وغیرہ۔ (۱)

وجہ حصر: کلام متکلم محتمل صدق و کذب ہو گا یا نہیں اگر ہو تو خبر قضیہ، اور اگر نہ ہو تو انشاء۔

قضیہ کی دو قسمیں ہیں:- ۱۔ حملیہ ۲۔ شرطیہ

۱۔ قضیہ حملیہ کی تعریف: وہ قضیہ ہے، جس میں ایک چیز کو دوسرے چیز کے لیے ثابت ہونے یا نہ ہونے کو ظاہر کیا گیا ہے ہو، جیسے ”إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا“ اور ”ما ضلّ صاحبکم“ وغیرہ۔

۲۔ قضیہ شرطیہ کی تعریف: وہ قضیہ ہے، جس میں دو نسبتوں کے درمیان اتصال (جوڑ) اور انفصال (جدائی) کے ہونے یا نہ ہونے کو ظاہر کیا جائے جیسے ”لَوْ أَنزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَّرَأَيْنَاهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ.“ یہاں دونوں نسبتوں میں اتصال ہے اور ”الانسان اما شقی او سعيد“ یہاں دونوں نسبتوں میں انفصال ہے۔

وجہ حصر: ثبوت الشئ بالشئ یا نفی الشئ عن الشئ ہو گا، یا نہیں، اگر ہو تو حملیہ ورنہ شرطیہ۔

بالفاظ دیگر: قضیہ منحل الی المفردین ہو گا یا منحل الی مفرد و قضیہ ہو گا، یا منحل الی القصبتین ہو گا، اگر منحل الی المفردین ہو یا منحل الی مفرد و قضیہ ہو تو حملیہ اور اگر منحل الی القصبتین ہو تو شرطیہ۔

=====

(۱) قضیہ کی تعریف میں مرکب کہہ کر غیر مرکب خارج ہو گئے، اب ”ضرب“ میں اگر ضمیر ”هو“ مستتر مانیں تو قضیہ ہے اور اگر نہ مانیں تو مفرد ہے، یعنی بشرط الشئ ”هو“ قضیہ اور بشرط لا شئ ”عدم هو“ مفرد ہے۔ سچایا جھوٹا کہہ سکنے کی قید سے جملہ انشائیہ اور شک و غیرہ خارج ہو گئے۔ یاد رہے کہ ”لا اله الا الله، محمد رسول الله“ قضایا ہیں ان میں کذب کا احتمال نہیں مگر صدق تو ہے، لہذا یہ قضایا ہیں۔ ”ان الله ثالث ثلاثه“ کذب صریح ہے یہ بھی قضیہ ہے۔ قضیہ میں صدق و کذب دونوں میں سے ایک کا ہونا کافی ہے، اگر دونوں نہ ہوں تب تصور ہے، یعنی ان میں سے ایک مانعہ الخلو کے طور پر پایا جائے۔ حقیقیہ یا مانعہ الجمع کے طریقہ پر ضروری نہیں۔ یا یہ کہ نفس جملہ دونوں کا محتمل ہے اگر چہ واقع میں دوسری جانب محال ہے۔

(۲) قضیہ حملیہ کی چند صورتیں یہ ہیں:- (۱) دونوں جزاء لفظوں میں ایک جیسے ہوں اور قضیہ موجب ہو، جیسے ”والسابقون السابقون“۔ اسی طرح حدیث میں ہے۔ ”الایمن فالایمن“۔ (۲) لفظ ایک جیسے ہوں اور قضیہ سالبہ ہو، جیسے کسی کا نام جمیلہ ہو اور وہ خوبصورت نہ ہو تو کہا جائے۔ ”جمیلہ لیست جمیلہ“۔

(۳) طرفین (موضوع محمول) کے لیے الگ الگ لفظ ہوں، جیسے ”زید قائم“۔

قضیہ حملیہ کی نسبت کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں:- ۱۔ موجبہ ۲۔ سالبہ

- ۱۔ موجبہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جو نسبت ایجابیہ (یعنی یہ حکم ہو کہ موضوع محمول ہے) پر مشتمل ہو، جیسے ”اللہ أحد“ وغیرہ۔
  - ۲۔ سالبہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جو نسبت سلبیہ (یعنی یہ حکم ہو کہ موضوع محمول نہیں) پر مشتمل ہو، جیسے ”لا شریک له“ وغیرہ۔
- وجہ حصر: قضیہ میں نسبت ایجابی ہوگی یا سلبی ہوگی، اگر نسبت ایجابی ہو تو قضیہ موجبہ اور اگر نسبت سلبی ہو تو قضیہ سالبہ۔

### قواعد

قاعدہ نمبر ۱: تصدیقات میں اصل مقصود دلیل و حجت ہے اور اس کے مبادیات ہیں، اور مبادیات تصدیقات تین ہیں:- ۱۔ تعریف قضیہ ۲۔ اقسام قضیہ ۳۔ احکام قضیہ۔ احکام قضیہ پانچ ہیں: ۱۔ تناقض ۲۔ عکس مستوی ۳۔ عکس نقیض ۴۔ تلازم شرطیات ۵۔ تعاند شرطیات۔ موخر الذکر دونوں کو رسالہ شمس، قطبی اور شرح مطالع وغیرہ نے ذکر کیا ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: قضیہ حملیہ وہ کلام ہے جو اپنے مفہوم کے اعتبار سے صدق و کذب کا احتمال رکھتا ہو۔ اپنے مفہوم کے اعتبار سے مطلب یہ ہے کہ قرآن خارجہ سے قطع نظر کر کے دو کلام صدق و کذب کا احتمال رکھتا ہو، جیسے ”اللہ ربنا، السماء فوقنا“ قضایا ہیں، کیونکہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے صدق و کذب کا احتمال رکھتے ہیں، اگرچہ پہلا قضیہ وحی کیساتھ اور دوسرا قضیہ مشاہدہ کیساتھ مؤید ہونے کی وجہ سے جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ قرآن خارجہ سے قطع نظر کرتے ہوئے یہ قضایا صدق و کذب کا احتمال رکھتے ہیں۔ (۲)

قاعدہ نمبر ۳: صدق کا معنی ہے: ”مطابقة النسبة للواقع“ کلام کی نسبت کا واقع کے مطابق ہونا۔ نسبت سے نسبت کلامی مراد ہے، جیسے ”زید قائم فی المسجد“ (زید مسجد میں کھڑا ہے) اس قضیہ میں ”زید“ اور ”قائم“ میں نسبت ایجابی ہے، جس کا ترجمہ اردو میں ”ہے“ ہے یہ نسبت کلامی ہے اور خارج میں زید کا مسجد میں کھڑا ہونا یہ واقع ہے، اب اگر واقع میں بھی زید کھڑا ہے تو نسبت کلامی واقع کے مطابق ہے، اسی مطابقت کا نام صدق ہے۔ اور کذب کا معنی: ”عدم مطابقة النسبة للواقع“ نسبت کلامی کا واقع کے مطابق نہ ہونا۔ مثلاً مثال مذکور میں اگر واقع یعنی خارج میں زید مسجد میں کھڑا نہیں ہے تو ”زید قائم فی المسجد“ کلام کا زب ہے، کیونکہ اس صورت میں نسبت کلامی واقع کے مطابق نہیں ہے۔ (۳)

قاعدہ نمبر ۴: جملہ خبریہ (خواہ اسمیہ ہو یا فعلیہ ہو) کو مناطقہ قضیہ کہتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر ۵: قضیہ حملیہ کے جزء اول (مثبت لہ یا منفی عنہ) کو موضوع اور جزء ثانی (مثبت یا منفی) کو محمول کہتے ہیں (۵)۔

قاعدہ نمبر ۶: اگر محمول کا موضوع کیساتھ تعلق ثبوت کا ہے تو اس تعلق کو نسبت ایجابیہ یا نسبت ثبوتیہ کہتے ہیں، اور اگر محمول کا موضوع کیساتھ تعلق نفی کا ہے تو اس تعلق کو نسبت سلبیہ کہتے ہیں (۶)۔

=====

(۱) صرح الملیب: ۲۷۵۔ (۲) مفتاح التہذیب: ۵۴۔ (۳) مفتاح التہذیب: ۵۴۔ (۴) ضوابط المعرفہ: ۶۸، ۲۱۔ دستور العلماء: ۵۵/۳۔

تفہیم المنطق: ۸۸۔ (۵) توضیح المنطق: ۳۵۔ (۶) توضیح المنطق: ۳۵۔



قاعدہ نمبر ۱۴: اگر قضیہ کا جزء اساسی (موضوع یا محمول) محذوف ہو تو اسے ماننا ضروری ہے، اگر طرف کا متعلق محذوف ہو تو اسے نکالنے کی ضرورت نہیں، جارحہ و یا ظرف عموماً مرکب غیر تقييدی ہوتا ہے اسے محمول بنا کر قضیہ تیار کریں گے جیسے ”زید فی الدار“ میں زید موضوع ”فی“ جزء اول اور ”الدار“ جزء ثانی ہے، جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقييدی ہو کر قید ہوا ”ثابت“ محذوف کے لئے، مقید اور قید مل کر مرکب تقييدی ہو کر محمول، موضوع محمول مل کر قضیہ حلیہ ہوا (۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۵: کبھی قضیہ (جملہ اسمیہ) کے دونوں جزء موضوع اور محمول بن سکتے ہیں، تاہم وہاں موضوع اور محمول کی تعیین مقتضی حال کے اعتبار سے کی جائے گی، جیسے ”محمد خاتم النبیین“ اور ”خاتم النبیین محمد“ وغیرہ (۲)۔

### تمرین

درج ذیل قضایا کی تعیین کیجئے، نیز منطقی ترکیب کریں۔

هُوَ شَاعِرٌ. هَذَا ذِكْرٌ مُبَارَكٌ. مَا هُوَ لَا يَنْطِقُونَ. كُلُّ إِلَيْنَا رَاجِعُونَ. لَوْ كَانُوا عِنْدَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا. وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا. جَاءَتْ سَيَّارَةٌ. وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَى أَمْرِهِ. لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ. وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ أَهْلِهَا. لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَى مَضَاجِعِهِمْ. مَا هَذَا بَشَرًا. مَا كَانَ لَنَا أَنْ نَشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ. مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ. وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ. لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا. وَمَا أَغْنَى عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ. وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ. لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا. لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَا تَبْعَانَا. لَيْسَ لَوْقَعَتِهَا كَاذِبَةٌ. إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ. وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ. إِنَّا لَهُ لَنَاصِحُونَ. إِنَّ الدِّينَ لَيْسَ بِمُضِيِّ. لَيْسَ مِنَّا مِنْ غَشْنَا.

حل شدہ مثالیں:

..... هُوَ شَاعِرٌ.

قضیہ حلیہ موجبہ۔

”هُوَ“ موضوع..... ”شاعر“ محمول..... موضوع با محمول قضیہ حلیہ موجبہ۔

..... وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا.

قضیہ حلیہ سالبہ۔

”و“ ادات غیر زمانیہ..... ”مَا“ ادات سلب..... ”أَنْتَ“ موضوع..... ”بِمُؤْمِنٍ لَّنَا“ محمول..... موضوع با محمول قضیہ حلیہ سالبہ۔

=====

(۱) میر تقی: ۵۰، اساس المنطق: ۱۷۹۔ (۲) ضوابط المعرفہ: ۲۱، تفہیم المنطق: ۴۰۔



## فصل دوم: ترکیب کے لحاظ سے قضیہ کی تقسیم

ترکیب کے اعتبار سے قضیہ کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ سازجہ ۲۔ مرکبہ

۱۔ قضیہ سازجہ کی تعریف: وہ قضیہ ہے، جو صرف ایک تصدیق پر مشتمل ہو، یعنی جس میں ایک موضوع اور ایک محمول ہو، جیسے ”زید قائم“ وغیرہ۔ اس میں صرف ایک موضوع (زید) اور ایک محمول (قائم) ہے۔

۲۔ قضیہ مرکبہ کی تعریف: وہ قضیہ ہے، جو ایک سے زائد تصدیقات پر مشتمل ہو، یعنی جس میں متعدد موضوع اور متعدد محمول ہو، جیسے ”جاء زید و عمرو“ وغیرہ۔ اس میں دو موضوع (زید، عمرو) اور دو محمول (جاء، جاء) ہیں۔

وجہ حصر: قضیہ ایک تصدیق پر مشتمل ہو گا یا ایک سے زائد پر، اگر ایک پر مشتمل ہو تو سازجہ اور اگر ایک سے زائد پر مشتمل ہو تو مرکبہ۔

## فصل سوم: رابطہ کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم

قضیہ میں رابطہ کے مذکور یا محذوف ہونے کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں:-

۱۔ ثنائیہ ۲۔ ثلاثیہ

۱۔ قضیہ ثنائیہ کی تعریف: وہ قضیہ ہے، جس میں ادات ربط مذکور نہ ہو، جیسے ”اولئک علی ہدی من ربہم“۔

۲۔ قضیہ ثلاثیہ کی تعریف: وہ قضیہ ہے، جس میں ادات ربط مذکور ہو جیسے ”اولئک ہم المفلحون“۔

وجہ حصر: قضیہ میں رابطہ مذکور ہو گا یا نہیں اگر نہ ہو تو ثنائیہ اور اگر ہو تو ثلاثیہ۔

پھر قضیہ ثلاثیہ کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ ثلاثیہ تامہ ۲۔ ثلاثیہ ناقصہ

۱۔ ثلاثیہ تامہ کی تعریف: وہ قضیہ ہے جس میں رابطہ غیر زمانیہ مذکور ہو، جیسے ”اولئک ہم الراشدون“۔

۲۔ ثلاثیہ ناقصہ کی تعریف: وہ قضیہ ہے جس میں رابطہ زمانیہ مذکور ہو، جیسے ”انّ الباطل کان زھوقا“۔

وجہ حصر: قضیہ میں رابطہ زمانیہ مذکور ہو گا یا غیر زمانیہ، اگر رابطہ غیر زمانیہ مذکور ہو تو قضیہ ثلاثیہ تامہ اور اگر رابطہ زمانیہ مذکور ہو تو ثلاثیہ ناقصہ۔

پھر رابطہ کی دو قسمیں ہیں:-

=====

(۱) موضوع اور محمول میں جو تعلق اور نسبت ہے اس پر دلالت کرنے والے لفظ کو رابطہ کہتے ہیں اور رابطہ کے معنی ہیں: بانندھنے والا، جوڑنے والا۔ نسبت بھی چونکہ موضوع اور محمول کو آپس میں جوڑتی ہے اس لیے اس کو رابطہ کہتے ہیں۔

۱۔ رابطہ زمانیہ ۲۔ رابطہ غیر زمانیہ

- ۱۔ رابطہ زمانیہ کی تعریف: وہ حرف ربط ہے، جو تینوں زمانوں (ماضی، حال، مستقبل) میں سے کسی ایک زمانے پر دال ہو، جیسے ”ان قرآن الفجر کان مشہوداً“۔ اس میں ”قرآن الفجر“ موضوع اور ”مشہوداً“ محمول ہے اور ”کان“ رابطہ زمانیہ ہے۔
  - ۲۔ رابطہ غیر زمانیہ کی تعریف: وہ حرف ربط ہے، جو کسی زمانے پر دال نہ ہو، جیسے ”أُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا“۔ اس میں ”أُولَئِكَ“ موضوع اور ”الْكَافِرُونَ“ محمول ہے اور ”ہم“ رابطہ غیر زمانیہ ہے۔
- وجہ حصر: رابطہ مقترن بالزمان ہو گیا نہیں، اگر ہو تو رابطہ زمانیہ، اور اگر نہ ہو تو رابطہ غیر زمانیہ۔

### قواعد

قاعدہ نمبر ۱: مناطقہ ضمیر فصل کو رابطہ غیر زمانیہ کہتے ہیں (۱)۔ ☆

قاعدہ نمبر ۲: اکثر منطقی حضرات افعال ناقصہ (سوائے لیس) کو رابطہ زمانیہ کہتے ہیں، کیونکہ ”لیس“ ادات سلب ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: مناطقہ کبھی افعال عامہ (کون، ثبوت، حصول، وجود) کے مشتقات کو رابطہ غیر زمانیہ کہتے ہیں، جیسے ”زید موجود فی الدار“ (۳)۔

قاعدہ نمبر ۴: عربی لغت میں عموماً حرف ربط کو حذف کیا جاتا ہے اور بعض مناطقہ کے نزدیک حرکات اعرابیہ اس کے قائم مقام ہوتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر ۵: جن مناطقہ کا نقطہ نظریہ ہے کہ حرکات اعرابیہ رابطہ کے قائم مقام ہیں، تو ان کے نزدیک معربات میں قضیہ ثلاثیہ ہوگا، اور مبنیات میں قضیہ ثنائیہ ہوگا (۵)۔

قاعدہ نمبر ۶: جس قضیہ کا محمول کلمہ یا اسم مشتق ہو تو امام رازیؒ کے نزدیک لفظ کے اعتبار سے ثنائیہ ہوگا اور ماہیت کے اعتبار سے ثلاثیہ ہوگا (۶)۔

قاعدہ نمبر ۷: مناطقہ حروف مشبہ بالفعل ان، ان، حروف نفی، لما، لم، لن، حروف جارہ کو اداتہ غیر زمانیہ کہتے ہیں (۷)۔

=====

(۱) ضوابط المعرفۃ: ۲۰۔

☆ منطقی حضرات ادات کو رابطہ کے لیے استعمال کرتے ہیں، تاہم کبھی یہ روابط اسم کے قالب میں ہوتے ہیں، جیسے ”ہو“ اور بقیہ ضار و غیرہ، چنانچہ رابطہ فی صورتہ الاسم کا نام غیر زمانی رابطہ ہے، اور افعال ناقصہ (سوائے لیس) اکثر مناطقہ کے نزدیک رابطہ زمانی کے لیے مستعمل ہوتے ہیں، لیکن بحر العلوم فرماتے ہیں کہ ”ہو“ کو رابطہ سے شمار کرنا اہل عربیہ کے اجماع کے خلاف ہے، بلکہ ان کا نقطہ نظریہ ہے کہ افعال ناقصہ اور اس کے مشتقات کو رابطہ غیر زمانی میں شمار کرنا قرین قیاس ہے، کیونکہ وہ فرماتے ہیں۔ ”أهل العربية مصرحون بكونها غير مشتملة على الحدث الذي به الاستقلال في المشتقات۔“ دیکھئے بحر العلوم شرح سلم العلوم: ۱۳۳، انوار العلوم: ۱۱۲۔

(۲) شرح تہذیب: ۸۹، تحفہ شاہجہانی: ۸۰، ۱۱، مفتاح احمدیہ: ۵۵۔

(۳) ضیاء النجوم: ۱۱۸، مفتاح احمدیہ: ۵۵، (۴) تحفہ شاہجہانی: ۸۸، تسہیل المنطق للماثری: ۳۵۔

(۵) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۱۲۴۲، (۶) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۱۲۴۲، (۷) تفہیم المنطق: ۹۲۔

## تمرین

درج ذیل کوئے قضایا ہیں؟ نیز منطقی ترکیب کریں۔

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ . إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ . أُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ . أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ . إِنَّمَا أَمْرٌ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ . وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ . إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ . وَمَا أُولَئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ . مَا بِصَاحِبِهِمْ مِنْ جَنَّةٍ . أُولَئِكَ هُمُ الْعَافِلُونَ . إِنَّهُمْ هُمُ السَّفَهَاءُ . وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ . كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ . وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ . إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ . وَمَكَرَ أُولَئِكَ هُوَ يُبْزَرُ . وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَى . وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتَ وَأَحْيَا . إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيدُ . كَانَ عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ غَلَامًا فِي حِجْرِ رَسُولِ اللَّهِ . مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا . لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرْعَةِ . وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ . الْجِدَالُ فِي الْقُرْآنِ كُفْرٌ . الْجُلُوسُ مَعَ الْفُقَرَاءِ مِنَ التَّوَاضُعِ . كَانَ النَّبِيُّ ﷺ دَائِمَ الْحُزَنِ . الْجَمَاعَةُ بَرَكَةٌ . التَّحَدُّثُ بِنِعْمَةِ اللَّهِ شُكْرٌ . أَصْبَحَ النَّاسُ أَغْنِيَاءَ . لَا يَشْكُرُ اللَّهُ مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ . الْجَنَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ الْأَمْهَاتِ . الْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ . كَانَتْ هَجْرَةُ الْمُنَافِقِينَ لِلدُّنْيَا . حَامِلُ الْقُرْآنِ حَامِلُ رَايَةِ الْإِسْلَامِ . كَانَ عُبَيْدَةُ بْنُ الْجُرَّاحِ حَامِلًا لِرَايَةِ الْإِسْلَامِ . الْيَهُودُ هُمُ الْعَدُوُّ . كَانَتْ هَجْرَةُ الصَّحَابَةِ لِلَّهِ .

## حل شدہ مثالیں

❖ ..... إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ .

قضیہ حملیہ ساذجہ ثنائیہ موجبہ۔

”إِنَّمَا“ ادوات غیر زمانیہ ..... ”نَحْنُ“ موضوع ..... ”مُصْلِحُونَ“ محمول ..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ ساذجہ ثنائیہ موجبہ۔

❖ ..... أُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ .

قضیہ حملیہ ساذجہ ثلاثیہ تامہ موجبہ۔

”أُولَئِكَ“ موضوع ..... ”هُمُ“ رابطہ غیر زمانیہ ..... ”الْخَاسِرُونَ“ محمول ..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ ساذجہ ثلاثیہ تامہ موجبہ۔

## فصل چہارم: حمل کا بیان

حمل کا لغوی معنی: حمل لغت میں اٹھانے کو کہتے ہیں۔

حمل کا اصطلاحی معنی: اتحاد المتغائرین فی المفہوم بحسب الوجود (۱)۔

وجود کے اعتبار سے ایسی دو چیزوں کا متحد ہونا ہے، جو مفہوم کے اعتبار سے متغائر ہوں، جیسے ”زید کاتب“ میں زید کا مفہوم کاتب کے مفہوم سے متغائر ہے، لیکن خارج میں زید اور کاتب کا وجود ایک ہے۔

حمل کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ حمل اولیٰ ۲۔ حمل شائع متعارف

۱۔ حمل اولیٰ کی تعریف: وہ حمل ہے، جس میں موضوع عین محمول ہو، یعنی موضوع اور محمول میں عینیت کا علاقہ ہو، جیسے ”الانسان

انسان“۔ یہاں موضوع عین محمول ہے۔

۲۔ حمل شائع متعارف کی تعریف: وہ حمل ہے، جس میں موضوع عین محمول نہ ہو، یعنی موضوع اور محمول میں عینیت کا علاقہ نہ ہو،

جیسے ”زید شاعر“۔ یہاں موضوع اور محمول میں تغائر ہے۔

وجہ حصر: موضوع (وجود اور ذات) عین محمول ہو گا یا نہیں اگر ہو تو حمل اولیٰ اور اگر نہ ہو تو حمل شائع متعارف۔

حمل اولیٰ کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ بدیہی ۲۔ نظری

۱۔ حمل بدیہی کی تعریف: وہ ہوتا ہے، جس میں موضوع اور محمول کے درمیان بالکل تغائر نہ ہو جیسے ”الانسان انسان“۔ یا محمول

موضوع کا معنون ہو، جیسے ”بعض النوع انسان“۔ کہ اس میں ”بعض النوع“ عنوان اور ”انسان“ معنون ہے، یا موضوع

اور محمول کی ذات ایک ہو، اگر چہ ان میں اجمال اور تفصیل کا فرق ہو جیسے ”الانسان هو الحيوان الناطق“ وغیرہ۔ (۲)

=====

(۱) علامہ محبت اللہ بہاری سلم العلوم (ص ۱۳۳) میں حمل کی تعریف یوں فرماتے ہیں۔ ”الحمل هو اتحاد المتغائرین فی نحو من التعقل بحسب

نحو آخر من الوجود بالذات أو بالعرض۔“ یعنی حمل اس کا نام ہے کہ دو چیزیں جو تعقل کی کسی قسم کے اعتبار سے متغائر ہوں ان کو جوہ کی کسی قسم (اتحاد بالذات

کیا تھا یا اتحاد بالعرض کیا تھا) کے اعتبار سے متحد کرنا۔ اتحاد بالذات کا مفہوم یہ ہے کہ احدهما آخر کے لیے ذاتی ہو، جیسے ”الانسان حیوان“ یا دونوں شئی ثالث

کے لیے ذاتی ہوں، جیسے ”الناطق حیوان“۔ اور اتحاد بالعرض کا مفہوم یہ ہے کہ ایک کا مبدء دوسرے کیا تھا قائم ہو، جیسے ”الانسان ضاحك“۔ یا دونوں کا مبدء

شئی ثالث کیا تھا قائم ہو، جیسے ”الضاحك كاتب“۔ (ضیاء النجوم: ۱۳۴)

(۲) حمل بدیہی کی چار قسمیں ہیں، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ ضیاء النجوم: ۱۳۴۔

۲۔ حمل نظری کی تعریف: وہ ہوتا ہے، جس میں موضوع اور محمول کے درمیان بظاہر تغائر ہو، لیکن درحقیقت اتحاد ہو، جیسے اشاعرہ کا قول ہے۔ ”الوجود هو الماهية“۔ اس لیے کہ ماہیت اور وجود میں عینیت ہے، کیونکہ ماہیت سے ماہیت منقرض رہے اور ماہیت منقرض یہی وجود ہے۔ (۱)

### حمل شائع متعارف کی پہلی تقسیم

حمل شائع متعارف کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ ذاتی ۲۔ عرضی

۱۔ ذاتی کی تعریف: وہ حمل شائع متعارف ہے، جس میں محمول موضوع کا جزء ہو، جیسے ”الانسان حيوان“۔ اس میں محمول ”حيوان“ موضوع ”انسان“ کا جزء ہے، کیونکہ انسان کی ماہیت حیوان ناطق ہے۔

۲۔ عرضی کی تعریف: وہ حمل شائع متعارف ہے، جس میں محمول موضوع کا جزء نہ ہو، بلکہ خارج ہو، جیسے ”الانسان كاتب“۔ اس میں محمول ”كاتب“ موضوع ”انسان“ کا جزء نہیں، بلکہ انسان کی ماہیت سے خارج ہے۔  
وجہ حصر: محمول موضوع کا جزء ہو گا یا خارج ہو گا، اگر جزء ہو تو ذاتی اور اگر خارج ہو تو عرضی۔

### حمل شائع متعارف کی دوسری تقسیم

۱۔ حمل بالمواطاة ۲۔ حمل بالاشتقاق

۱۔ حمل بالمواطاة کی تعریف: وہ حمل ہے، جو حروف جارہ یا ”ذو“ کے واسطے سے نہ ہو، جیسے ”زید قائم“۔

۲۔ حمل بالاشتقاق کی تعریف: وہ حمل ہے، جو حروف جارہ یا ”ذو“ کے واسطے سے ہو، جیسے ”زید فی الدار“ یا ”زید ذو مال“۔  
وجہ حصر: حمل حروف جارہ یا ”ذو“ کے واسطے سے ہو گا یا نہیں اگر تو حمل بالاشتقاق اور اگر نہ ہو تو حمل بالمواطاة۔

=====

(۱) ہر قضیہ میں حمل ہوتا ہے اور ہر قضیہ دو عقداں پر مشتمل ہوتا ہے، ایک عقد وضعی اور دوسرا عقد حملی، اور یہ بات ظاہر ہے کہ موضوع میں دو اعتبار ہوتے ہیں، ایک ذات موضوع اور دوسرا مفہوم موضوع، ذات موضوع کو فرد موضوع اور مصداق موضوع بھی کہتے ہیں، مفہوم موضوع کو ذات موضوع کے لیے ثابت کرنا، اس کو عقد وضع کہتے ہیں، جیسے ”الانسان حيوان“۔ میں انسان موضوع ہے، اس میں ذات موضوع زید، بکر اور عمر وغیرہ ہیں اور انسانیت جو کہ انسان (موضوع) کا مفہوم ہے، اسی مفہوم کو ذات موضوع (زید، عمر، بکر) کے لیے ثابت کرنا عقد وضعی ہے۔

اسی طرح محمول میں بھی دو اعتبار ہوتے ہیں، ایک ذات محمول اور دوسرا مفہوم محمول، ذات محمول کا ثبوت نہیں ہوتا (کیونکہ وہ من قبیل الذات ہے) مفہوم محمول کو ذات موضوع کے لیے ثابت کرنا، اسے عقد حملی کہتے ہیں، جیسے ”کل انسان ناطق“ اس میں انسان کے لیے ناطقیت کا ثبوت ہے۔ وہ قضیہ جس میں عقد حملی عقد وضعی سے مغائر ہو تو وہ حمل مفید ہوگا، اگر عقد حملی سے عقد وضعی مغائر نہ ہو تو وہ حمل مفید نہ ہوگا، جیسے ”الانسان ناطق“ میں عقد وضعی اور عقد حملی میں تغائر ہے، اسی وجہ سے یہ حمل مفید ہے۔ اور ”الانسان انسان“ میں عقد وضعی اور عقد حملی میں عینیت ہے، لہذا یہ حمل مفید نہیں۔ (توضیح الفلسفہ غیر مطبوع: ۷۶-۷۷)

## قواعد

قاعدہ نمبر ۱: حمل بالاشتقاق کو حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی اور حمل بالمواطاة کو حمل مواطاتی، حمل ہوہو بھی کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: حمل شائع متعارف کو حمل شائع صناعی بھی کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: فعل کا مسند الیہ پر حمل بالاشتقاق کہلاتا ہے جیسے ”قام زید“ بمعنی ”زید ذو قیام“ اور ”زید یمشی“ بمعنی ”زید ذو مشی“۔ (۳)

قاعدہ نمبر ۴: علوم میں صرف حمل شائع متعارف معتبر ہوتا ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۵: اگر محمول موضوع کے لیے ذاتی ہو، یعنی موضوع کی حقیقت کا جزء ہو تو اس کو حمل شائع بالذات کہتے ہیں، جیسے ”الانسان حیوان“ اور اگر محمول موضوع کی حقیقت سے خارج ہو اور موضوع کے لیے عارض ہو تو اس کو حمل شائع بالعرض کہتے ہیں، جیسے ”الانسان کتاب“ وغیرہ۔

قاعدہ نمبر ۵: حمل شائع متعارف میں مقصود اتحاد المحمول مع الموضوع فی الوجود ہوتا ہے، جیسے ”زید“ اور ”قیام“ کے مفہوم میں تغائر ہے، ہر ایک کا علیحدہ مفہوم ہے، لیکن جب ”قیام“ کو ”زید“ پر محمول کیا گیا، تو دونوں وجود میں متحد ہو گئے، یعنی ”زید“ کا وجود ”قیام“ کا وجود ہے اور ”قائم“ کا وجود ”زید“ کا وجود ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۶: حمل بالمواطاة کا مدار اتحاد فی الوجود پر ہوتا ہے اور حمل بالاشتقاق کا مدار علاقہ بین الموضوع والمحمول پر ہوتا ہے (۶)۔

قاعدہ نمبر ۷: حمل بالمواطاة کو ”مقول بعلی“ بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ کلمہ ”علی“ کیساتھ مستعمل ہوتا ہے جیسے ”الانسان حیوان“ میں کہا جاتا ہے۔ ”الحیوان محمول علی الانسان“۔ (۷)

قاعدہ نمبر ۸: ثبوت الشئ للشئ اور نفی الشئ عن الشئ کو حمل لغوی کہتے ہیں (۸)۔

قاعدہ نمبر ۹: علامہ میرزا ہد اور دیگر مناطقہ نے حمل اولی اور حمل شائع متعارف کو حمل بالمواطاة کی قسم قرار دی ہے (۹)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: امام فارابی نے حمل کی چار قسمیں بنائی ہیں: ۱۔ حمل الکلی علی الجزئی، جیسے ”زید انسان“۔ ۲۔ حمل الکلی علی الکلی، جیسے

”الانسان حیوان“۔ ۳۔ حمل الجزئی علی الجزئی، جیسے ”هذا انسان“۔ ۴۔ حمل الجزئی علی جزئی آخر۔ (۱۰)

=====

(۱) تجرید المنطق للطوسی: ۱۰، الکلیات لابن البقاء: ۳۷۹، کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۱۶، دستور العلماء: ۳/۳۲، تحفہ شاہجہانی: ۹، قطبی: ۱۹۶-۱۹۷۔

(۲) دستور العلماء: ۳/۳۳، دروس المنطق للانصاری: ۶۳۔

(۳) ملخصا کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۱۶، ۷۱، رفع الاشتباہ شرح حمد اللہ: ۲۸۔

(۴) سلم العلوم: ۱۳۵، کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۱۶۔ (۵) توضیح الفلک غیر مطبوع: ۷۵۔

(۶) توضیح الفلک غیر مطبوع: ۷۶۔ (۷) سلم العلوم: ۱۳۵، ضیاء النجوم: ۱۳۵۔

(۸) کشاف اصطلاحات الفنون: ۶/۷۱، دستور العلماء: ۳/۳۰، (۹) دستور العلماء: ۳/۳۰، (۱۰) دستور العلماء: ۱/۳۰۔

قاعدہ نمبر ۱۱: حمل میں تغائر من وجہ اور اتحاد من وجہ ہونا ضروری ہے اس لیے ہر اعتبار سے تغائر ہو اور اتحاد بالکل نہ ہو تو حمل صحیح نہیں ہوگا، اور اسی طرح ہر اعتبار سے تغائر تو حمل مفید نہیں ہوگا (۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۲: جس قضیہ میں حمل شائع متعارف ہو اسے قضیہ متعارفہ کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۳: حمل مواطاتی کی حقیقت دو چیزوں کا ایک کرنا ہے، جبکہ حمل اشتقاقی کی حقیقت حلول ہوتا ہے، یعنی ایک چیز کا اپنے محل میں متحقق ہونا ہے (۳)۔

## تمرین

درج ذیل مثالوں میں اقسام حمل کی نشاہد ہی کریں، نیز منطقی ترکیب کریں۔

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ. إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ. لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ. الْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ. خَلَقَ الْإِنْسَانَ. وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ. وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ. وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ. إِنَّ اللَّهَ لَغَفِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ. زَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالُهُمْ. الْإِنْسَانُ أَنْسَانٍ. الْحَمَارُ حَيَوَانٌ. الْفَرَسُ صَائِلٌ. هَجْرَةُ الْفَاسِقِ لِلدُّنْيَا، حُبُّ الْأَنْصَارِ آيَةُ الْإِيمَانِ، الْخَلْقُ كُلُّهُمْ عِيَالُ اللَّهِ، الْخَيْرُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، السُّؤَالُ نَصْفُ الْعِلْمِ، السَّخَاءُ شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ، السَّخَى قَرِيبٌ مِنَ اللَّهِ، وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ، بَعْضُ الْإِنْسَانِ كَاتِبٌ بِالْفِعْلِ. هَجْرَةُ الْمَخْلُصِ لِلَّهِ.

حل شدہ مثالیں:

❖..... أَوْلَيْكَ عَلَى هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ.

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ موجبہ۔

”أَوْلَيْكَ“ موضوع..... ”عَلَى هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ“ محمول تحمل الالفاظ، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... موضوع بالمحمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ موجبہ۔

❖..... وَأَوْلَيْكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ.

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثلاثیہ تامہ موجبہ۔

”و“ ادات غیر زمانیہ..... ”أَوْلَيْكَ“ موضوع..... ”هُم“ رابطہ غیر زمانیہ..... ”الْمُفْلِحُونَ“ محمول تحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہوہو..... موضوع بالمحمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثلاثیہ تامہ موجبہ۔

=====

(۱) اسعاد الفہوم: ۳۰/۲، ضیاء النجوم: ۱۳۳۔ (۲) دستور العلماء: ۶۳/۳۔

(۳) حمد اللہ شرح سلم العلوم: ۵۲۔

## فصل پنجم

### ذات موضوع کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی تقسیم

ذات موضوع کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی چار قسمیں ہیں:-

۱۔ شخصی (مخصوصہ) ۲۔ طبعیہ ۳۔ محصورہ (مسورہ) ۴۔ مہملہ

۱۔ قضیہ شخصی مخصوصہ: وہ قضیہ حملیہ ہے، جس کا موضوع شخص معین ہو، جیسے ”محمد رسول اللہ“۔

۲۔ قضیہ طبعیہ: وہ قضیہ حملیہ ہے، جس میں حکم موضوع کی طبیعت و ماہیت پر ہو، جیسے ”الرَّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ“۔

۳۔ قضیہ مہملہ: وہ قضیہ حملیہ ہے، جس میں حکم موضوع کے افراد پر ہو، لیکن افراد کی کمیت معلوم نہ ہو جیسے ”تَأْكُلُهُ النَّارُ“۔

۴۔ قضیہ محصورہ: وہ قضیہ حملیہ ہے، جس میں حکم موضوع کے تمام یا بعض افراد پر ہو، جیسے ”كل نفس ذائقة الموت“ اور ”إِنَّ

بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ“۔

وجہ حصر: قضیہ کا موضوع شخص معین ہو گا یا امر کلی، اگر شخص معین ہو تو قضیہ شخصی، اگر امر کلی ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، حکم افراد پر ہو گا یا ماہیت پر، اگر حکم ماہیت پر ہو تو قضیہ طبعیہ اگر افراد پر ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، افراد کی کمیت کلاً یا بعضاً بیان ہوگی یا نہیں، اگر ہو تو قضیہ محصورہ اور اگر نہ ہو تو قضیہ مہملہ۔

مذکورہ قضیوں میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں:-

۱۔ موجبہ ۲۔ سالبہ

۱۔ شخصی موجبہ کی مثال جیسے ”محمد رسول اللہ“ ۲۔ شخصی سالبہ کی مثال جیسے ”وَمَا أَنْتَ بِتَابِعٍ قَبْلَتِهِمْ“

۳۔ طبعیہ موجبہ کی مثال جیسے ”ان الشُّرَكَاءَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ“ ۴۔ طبعیہ سالبہ کی مثال جیسے ”الانسان ليس بجنس“۔

۵۔ محصورہ موجبہ کی مثال جیسے ”كل من عليها فان“ ۶۔ محصورہ سالبہ کی مثال جیسے ”لا شيء فيها“

۷۔ مہملہ موجبہ کی مثال جیسے ”وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا“ ۸۔ مہملہ سالبہ کی مثال جیسے ”الطلاب لا يجتهدون“

## قواعد

قاعدہ نمبر ۱: قضیہ شخصی کو مخصوصہ اور محصورہ کو مسورہ بھی کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: ہر وہ قضیہ جس کا موضوع علم یا معرف باللام (عہد خارجی) ہو تو قضیہ شخصی ہوگا (۲)۔

=====

(۱) توضیح المنطق ص ۳۶۔

(۲) ضوابط المعرفۃ ص ۷۲۔



قاعدہ نمبر ۳: جس قضیہ کا موضوع اسم ضمیر، اسم اشارہ اور اسم موصول ہو تو اس میں منطقہ کا اختلاف ہے، متاخرین کے نزدیک قضیہ شخصہ ہوگا اور متقدمین کے نزدیک قضیہ قرآن یا سور کے اعتبار سے طبعیہ یا محصورہ یا مہملہ ہوگا (۱)۔

قاعدہ نمبر ۴: قضیہ شخصہ کلیہ کی قوت میں ہوتا ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۵: جس قضیہ کا موضوع علم جنسی ہو تو وہ قضیہ شخصہ ہوگا، بشرطیکہ قرآن خارجی کلیت یا بعضیت پر دال نہ ہو جیسے ”عاد جحدو اربھا“ ورنہ مہملہ یا محصورہ ہوگا جیسے ”قوم نوح لما کذب الرسل“ (۳)۔

قاعدہ نمبر ۶: ہر وہ قضیہ جس کا موضوع مصدر ہو تو طبعیہ کہلائے گا، بشرطیکہ قرآن خارجی کلیت یا جزئیت پر دال نہ ہو جیسے ”الصدق ینجی“ وغیرہ (۴)۔

قاعدہ نمبر ۷: کمرہ تحت الاثبات عمومی طور پر تعین کا فائدہ دیتا ہے جیسے ”وجوه یومئذنا عمہ“ یہ موجبہ جزئیہ ہے، البتہ کبھی تعین کے لیے بھی آتا ہے جیسے ”علمت نفس ما احضرت“ یہ موجبہ کلیہ ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۸: ہر وہ قضیہ جس کا موضوع معرف بالالف لام جنسی ہو تو قضیہ طبعیہ کہلاتا ہے، (بشرطیکہ مع لحاظ عموم ہو) اور وہ قضیہ جس کا موضوع معرف بالالف واللام جنسی ہو تو قضیہ مہملہ قدما یہ کہلاتا ہے (بشرطیکہ بلا لحاظ عموم و خصوص ہو)، جس کا موضوع معرف بالالف لام استغراقی ہو تو قضیہ محصورہ موجبہ کلیہ کہلاتا ہے، جس کا موضوع معرف بالالف لام خارجی ہو تو وہ قضیہ شخصہ مخصوصہ کہلاتا ہے، اور جس کا موضوع معرف بالالف لام ذاتی ہو تو وہ قضیہ مہملہ کہلاتا ہے (۶)۔

قاعدہ نمبر ۹: ہر وہ قضیہ جس کا موضوع متعین مشخص ہو تو وہ قضیہ شخصہ مخصوصہ کہلاتا ہے (۷)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: قضیہ مہملہ جزئیہ کی قوت میں ہوتا ہے کیونکہ دونوں میں محکوم علیہ غیر معلوم ہوتا ہے، پھر اگر موجبہ ہو تو موجبہ جزئیہ کی قوت میں ہوگا اور اگر سالبہ ہو تو سالبہ جزئیہ کی قوت میں ہوگا (۸)۔

=====

(۱) تحفہ شاہ جہانی: ۱۰۔

(۲) ضوابط المعرفۃ: ۷۹، ۷۰، تفہیم المنطق: ۹۰، ۹۱۔

(۳) ضوابط المعرفۃ: ۸۵، تفہیم المنطق: ۱۰۹۔

(۴) توضیح المنطق: ۳۷۔

(۵) اساس المنطق: ۱۹۲/۲۔

(۶) طحش تحفہ شاہ جہانی: ۱۰۔

(۷) تحفہ شاہ جہانی: ۸۳، شرح تہذیب: ۸۳، کبری: ۳۷۔

(۸) شرح تہذیب: ۸۳، ضوابط المعرفۃ: ۷۰، تفہیم المنطق: ۹۱، تسہیل المنطق للامری: ۴۱۔

قاعدہ نمبر ۱۱: ہر وہ قضیہ جس کا موضوع علم (خواہ مفرد ہو یا تشبیہ ہو یا جمع ہو)، یا کثرت ہو، یا لفظ ہو تو قضیہ شخصیت کہلاتا ہے، جیسے محمد طیب، صاحبین، شیخین، علماء، فقہاء، ابوبکر، ابو ہریرہ، ابن ہشام، ابن ابی الدنیا، امام الحرمین، بدر الدین، امیر المؤمنین، شیخ القرآن، شیخ الحدیث، محقق العصر اور امام الصرف والنحو وغیرہ (۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۲: مہملہ قد مائے وہ قضیہ ہوتا ہے، جس میں موضوع (محکوم علیہ) ماہیت من حیث ہی ہو، جیسے ”الحيوان مقوم للانسان“ (۲)۔  
قاعدہ نمبر ۱۳: ہر وہ قضیہ جس میں محکوم علیہ بالذات افراد ہو تو وہ قضیہ محصورہ متاخرہ کہلاتا ہے اور جس میں محکوم علیہ بالذات طبیعت ہو تو وہ محصورہ قد مائے کہلاتا ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۱۴: قضیہ طبعیہ، مہملہ قد مائے اور محصورہ قد مائے میں فرق یہ ہے کہ قضیہ طبعیہ میں محکوم علیہ طبیعت من حیث العموم ہوتا ہے، مہملہ قد مائے میں محکوم علیہ طبیعت من حیث ہی ہی ہوتا ہے اور محصورہ قد مائے میں طبیعت من حیث الانطباق علی الافراد ہوتا ہے (۴)۔  
قاعدہ نمبر ۱۵: مہملہ قد مائے میں موضوع اس قضیہ کی نفس ماہیت ہوتی ہے اور مہملہ متاخرہ میں موضوع افراد ہوتے ہیں، لیکن افراد کی مقدار بیان نہیں کی جاتی ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۱۶: ہر وہ قضیہ جس کا موضوع متعین ہو خواہ ایک فرد ہو یا متعدد افراد ہوں تو وہ قضیہ شخصیت کہلاتا ہے (۶)۔  
قاعدہ نمبر ۱۷: قضیہ طبعیہ خارج میں موجود نہیں، کیونکہ اس میں حکم نفس ماہیت پر ہوتا ہے (۷)۔  
قاعدہ نمبر ۱۸: قضیہ محصورہ اور مہملہ میں موضوع کا اعتبار ہوتا ہے، مفعول بہ اور مجرور وغیرہ کا اعتبار نہیں ہوتا، جیسے ”ما أنزل الله على بشر من شيء“ میں کفار کے قول میں دو جگہ (بشر، شیء) سلب کلی یا عموم سلب ہے، لیکن یہ قضیہ شخصیت ہے، محصورہ نہیں (۸)۔

قاعدہ نمبر ۱۹: قرآن مجید میں بہت سے مقامات میں انسان پر حکم لگایا گیا ہے اور مراد خاص افراد ہیں، تو یہ بھی قضیہ مہملہ ہوگا، جیسے ”فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ“ (الفجر: ۱۵) ”وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ إِذَا مَا مِثْلُ لَسَوْفَ“

(۱) تلخیص تفہیم المنطق ۹۳، ۹۴، ضوابط المعرفۃ ۷۱-۷۲۔

(۲) سیف المبتدی: ۳۳۔

(۳) سیف المبتدی: ۳۵۔

(۴) سیف المبتدی: ۳۵۔

(۵) اسعاد الفہوم: ۱۷/۲۔

(۶) ضوابط المعرفۃ: ۷۲، تفہیم المنطق: ۹۴۔

(۷) شرح تہذیب: ۸۴۔

(۸) اساس المنطق: ۱۸۴/۱۔

أَخْرَجَ حَيًّا. (مریم: ۶۶). ”أَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ“ (یس: ۷۷). وغیرہ (۱)۔  
 قاعدہ نمبر ۲۰: قضیہ موضوع اور محمول کی تقدیم و تاخیر کی وجہ سے بدل جاتا ہے، جیسے ”فَمِنْهُمْ مَنْ آمَنَ وَمِنْهُمْ مَنْ كَفَرَ“ (البقرہ: ۲۵۳) یہ  
 قضیہ موجبہ جزئیہ ہے اور اگر محمول کو مقدم کر کے یوں کہا جائے ”مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ وَمَنْ كَفَرَ مِنْهُمْ“ تو پھر یہ قضیہ مہملہ ہوگا (۲)۔

## تمرین

مثلاً ذیل میں اقسام قضیہ کی تعیین کیجئے، نیز منطقی ترکیب کریں۔

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ. مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ. وَمَا غَوَى. قَالَ نُوحٌ. وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ. لَا عِلْمَ لَنَا. هَذَا خَلْقُ اللَّهِ.  
 الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ. وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى. قَالَ لَقَمَانُ لِابْنِهِ. إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ. فَمَا رَيْبَتْ تِجَارَتُهُمْ.  
 فَإِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتَى. تَأْكُلُهُ النَّارُ. كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ. إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ. فَقَدْ كُذِّبَ رَسُولٌ مِنْ قَبْلِكَ.  
 تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ. الضِّيافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ. طَالِبُ الْعِلْمِ طَالِبُ الرَّحْمَةِ. مَا زَاغَ الْبَصَرُ. وَمَا طَغَى. الرَّجُلُ خَيْرٌ مِنْ  
 الْمَرْأَةِ. كُلُّ النَّاسِ يَحَاسِبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. طَلْحَةُ مِمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ. عَائِشَةُ زَوْجَتِي فِي الْجَنَّةِ. كُلُّ بَنِي آدَمَ حَسُودٌ.  
 عُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ. الْغَضَبُ مِنَ الشَّيْطَانِ. الْغِيْرَةُ مِنَ الْإِيمَانِ. مَا كَذَّبَ الْقَوَادُّ مَا رَأَى. فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ  
 الْجَنَّةِ. لَا عَقْلَ كَالْتَدْبِيرِ. الْكَذْبُ يَنْقُصُ الرِّزْقَ. الْكُوْثَرُ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ. لَا أَحَدٌ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ. كُلُّ ذِي نِعْمَةٍ  
 مُحْسُودٌ. كُلُّ شَجَرٍ عَظِيمٍ لَهُ شَوْكٌ. لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ. كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ. كُلُّ بَدْعَةٍ  
 ضَلَالَةٌ. إِنْ كُلُّ مُسْلِمٍ أَخُو الْمُسْلِمِ. إِنْ اللَّهُ لَا يَحِبُّ كُلَّ فَاخِشٍ مُتَفَحِّشٍ. كُلُّ النَّاسِ يَرْجُو النِّجَاةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.  
 بَعْضُ النَّاسِ فِي الْحَسَدِ أَفْضَلُ مِنْ بَعْضٍ. كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَاءٌ وَنَ. زَيْدٌ لَيْسَ بِقَائِمٍ. لَا إِيْمَانُ لِمَنْ لَا أَمَانَةٌ لَهُ.

## چند عمل شدہ مثالیں

..... عثمان فی الجنة.

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ۔

”عثمان“ موضوع..... ”فی الجنة“ مرکب غیر تقیدی محمول بحمل الاختقاق، حمل اختقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ  
 متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ۔

(۱) اساس المنطق: ۱/۱۹۶.

(۲) فہم اساس المنطق: ۱/۱۹۷.

..... يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ.

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین و مہملہ موجبہ عند المتقدمین۔

”یُقْبَلُ“ محمول تحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... ”و“ ضمیر موضوع..... ”الصَّلَاةُ“ مرکب غیر تقيیدی متعلق محمول..... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتقدمین و مہملہ موجبہ عند المتأخرین۔

❖..... الغيرة من الإيمان.

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ طبعیہ موجبہ۔

”الغيرة“ موضوع..... ”من الإيمان“ مرکب غیر تقيیدی محمول تحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ طبعیہ موجبہ۔

❖..... لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق.

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ طبعیہ سالبہ۔

”لا“ ادات سلب..... ”طاعة“ موضوع..... ”لمخلوق“ مرکب غیر تقيیدی محمول تحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... ”فی“ ادات غیر زمانیہ جزء اول ”معصية الخالق“ مرکب تقيیدی ہو کر جزء ثانی..... جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقيیدی ہو کر متعلق محمول..... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ طبعیہ سالبہ۔

❖..... كُلُّ ذِي نِعْمَةٍ مَحْسُودٌ.

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ۔

”كُلُّ“ سور موجبہ کلیہ..... ”ذی نعمة“ مرکب تقيیدی موضوع..... ”محسود“ محمول تحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہو ہو..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ۔

❖..... فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِكَ.

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ مہملہ موجبہ۔

”فقد“ ادوات غیر زمانیہ..... ”كُذِّبَ“ محمول تحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... ”رُسُلٌ“ موضوع..... ”من“ ادات غیر زمانیہ جزء اول..... ”قَبْلِكَ“ مرکب تقيیدی ہو کر جزء ثانی..... جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقيیدی ہو کر متعلق محمول..... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ مہملہ موجبہ۔

## فصل ششم

### محصورات اربعہ کا بیان

قضیہ محصورہ کی چار قسمیں ہیں:-

- ۱۔ موجبہ کلیہ ۲۔ موجبہ جزئیہ ۳۔ سالبہ کلیہ ۴۔ سالبہ جزئیہ
- ۱۔ موجبہ کلیہ کی تعریف: وہ قضیہ محصورہ ہے، جس میں محمول تمام افراد موضوع کے لیے ثابت ہو جیسے ”ان الانسان لفی خسر“۔
- ۲۔ موجبہ جزئیہ کی تعریف: وہ قضیہ محصورہ ہے، جس میں محمول بعض افراد موضوع کے لیے ثابت ہو جیسے ”ان بعض الظن اثم“۔
- ۳۔ سالبہ کلیہ کی تعریف: وہ قضیہ محصورہ ہے، جس میں تمام افراد موضوع سے محمول کی نفی کی گئی ہو جیسے ”لا لغو فیہا ولا نائیثم“۔
- ۴۔ سالبہ جزئیہ کی تعریف: وہ قضیہ محصورہ ہے، جس میں بعض افراد موضوع سے محمول کی نفی کی گئی ہو، جیسے ”وما بعضهم بتابع قبلہ بعض“۔

### سور کا بیان

سور اصل میں ”سور البلد“ سے ماخوذ ہے، یعنی وہ دیوار جس نے پورے شہر کا احاطہ کیا ہوا، تو اسی طرح یہ الفاظ بھی کلی کو گھیر لیتے ہیں اور اصطلاحی تعریف یہ ہے۔ ”ما یبین بہ کمیۃ الافراد من الکلیۃ والجزئیۃ“۔ یعنی وہ لفظ ہے جس کے ذریعے کل یا بعض افراد کی تعیین کی جائے۔

موجبہ کلیہ کا سور: ہر وہ لفظ ہے، جو عموم اور شمول پر دال ہو جیسے ”الف لام استغراقی، کل، جمیع، اجمع، اجمعون، كافة، قاطبة، عامة، سائرة، طرا“ وغیرہ۔

موجبہ جزئیہ کا سور: ہر وہ لفظ ہے، جو جزئیت اور بعضیت پر دال ہو جیسے ”بعض، قسم منه، فریق، منهم، قليل، من تبعیضہ، قليلة، فئة، طائفة، اکثر، واحد، کثیر، ربما، قلما“ وغیرہ۔

سالبہ کلیہ کا سور: ہر وہ لفظ ہے، جو شمول الہی اور عموم السلب پر دال ہو، جیسے ”لا شئی، نکرہ تحت النفی“ وغیرہ۔

سالبہ جزئیہ کا سور: ہر وہ لفظ ہے، جو رفع ایجاب کلی پر دال ہو، جیسے ”لیس کل، لیس واحد، لیس بعض، بعض لیس“ وغیرہ۔

(۱)۔

=====

(۱) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم المنطق: ۹۳-۹۵۔

## قواعد

قاعدہ نمبر ۱: قضیہ محصورہ کی علامت یہ ہوتی ہے کہ اس میں ایسا لفظ ہوتا ہے، جو کل یا بعض افراد پر دال ہوتا ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: مناطقہ کے نزدیک قضیہ کلیہ قضیہ شخصہ کی قوت میں ہوتا ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: اگر حرف نفی سور جزئی کے الفاظ پر بڑھا دیا جائے خواہ حرف نفی پہلے ہو یا بعد میں ہو تو وہ سالبہ جزئیہ کا سور بن جاتا ہے، جیسے ”

بعض الحيوان ليس بانسان“ اور ”ليس بعض الحيوان بانسان“ وغیرہ۔ (۳)

قاعدہ نمبر ۴: اگر سور کلی پر ادوات عموم سے پہلے حرف نفی داخل ہو تو سلب جزئی بن جاتا ہے، جیسے ”ليس كل عمارة مسجد“ اور ”ليس

كل لامع ذهب. ليس كل الناس يجذون الإبل. وليس كل عالم مجادلا. ليس كل فهم فقيها.“ وغیرہ (۴)۔

قاعدہ نمبر ۵: کبھی قضیہ جزئیہ بول کر صرف ایک شخص مراد ہوتا ہے، جیسے ”ومنهم من يقول ائذن لي ولا تفتني“۔ یہ آیت جد بن قیس

منافق کے بارے میں نازل ہوئی ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۶: علوم میں محصورات اربعہ ہی معتبر ہیں (۶)۔

قاعدہ نمبر ۷: کبھی سور (کلیت یا بعضیت) محمول کی جانب ذکر کیا جاتا ہے تو اسے قضیہ منخرفہ کہا جاتا ہے جیسے ”وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمُونَ وَمِنَّا

الْقَاسِطُونَ. (سورة الجن ۱۴) وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ.“ (الانفال ۷۵)۔ (۷)

قاعدہ نمبر ۸: لفظ ”کل“ کبھی مجموعہ افراد کے لیے ہوتا ہے، جیسے ”کل انسان لا يسعه هذا الدار.“ (سب انسانوں کو یہ گھر نہیں

ساتا) اور کبھی لفظ ”کل“ ایک ایک فرد کے لیے آتا ہے، جیسے ”كل طالب حاضر“ قضیہ محصورہ کے لیے ”کل“ افرادی استعمال

ہوتا ہے (۸)۔

قاعدہ نمبر ۹: لفظ ”كل“ لازم الاضافة ہے، یہ اضافت کے بغیر استعمال نہیں ہوتا، اگر مضاف الیہ محذوف ہو تو عوض میں تنوین لاتے

ہیں، جیسے ”كل امن بالله“ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ”كلهم امن بالله“ پھر ”كل“ کا مضاف الیہ عموماً موصوف ہوتا ہے اور اس کی صفت

=====

(۱) اساس المنطق: ۱۸۴/۱. (۲) تفہیم المنطق: ۹۰.

(۳) تفہیم المنطق: ۹۶.

(۴) تفہیم المنطق: ۹۶.

(۵) اساس المنطق: ۱۹۳/۱.

(۶) شرح تہذیب: ۸۴.

(۷) سلم العلوم: ۱۲۵، اساس المنطق: ۱۹۷.

(۸) اساس المنطق: ۱۸۵/۲.

مذکور یا محذوف ہوتی ہے، یعنی کبھی اس کا مضاف الیہ مذکور غیر موصوف ہوگا، جیسے ”إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَثْوًى“ (الاسراء: ۳۴) کبھی مضاف الیہ کی صفت محذوف ہوگی، جیسے ”كَمْثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةٌ حَبَّةٌ“ (البقرة: ۲۶۱) اس میں مضاف الیہ کی صفت محذوف ہے، تقدیر عبارت یوں ہوگی۔ ”كل سنبله من هذه السنابل“ کبھی اس کا مضاف الیہ مکرر غیر موصوف ہوگا، جیسے ”لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ“ (الأنعام: ۱۰۲)۔ (۱)

قاعدہ نمبر ۹: لفظ ”کل“ اس وقت موجب کلیہ کا سور ہوگا، جب یہ معنی حقیقی میں مستعمل ہو۔ (۲)

قاعدہ نمبر ۱۰: لفظ ”کل“ کبھی کثیر کے معنی میں آتا ہے، جیسے ”وَأَوْتَيْتَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ“۔ (النمل: ۲۳)۔ (۳)

### تمرین

مندرجہ ذیل مثالوں میں محصورات اربعہ کی تعیین کریں، نیز منطقی ترکیب کریں۔

إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ . لَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ . لَيْسَ كُلُّ أَمْرٍ كَمَا يَشْتَهِي صَاحِبِي . مِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللَّهَ . أَنْزِلَتْ سُورَةٌ . لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يَعْرِفُهُ . كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ . جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ . لَمْ تَكُنْ لَهُ فِئَةٌ . لَيْسَ كُلُّ سَاعَةٍ تَبْقَى لَنَا . فَأَبَى أَكْثَرَ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا . قَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ . مَا مِنْ ذَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا . نَبَذَهُ فَرِيقٌ مِنْهُمْ . فِئَةٌ تَقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ . جَاءَ الْمُعَذِّرُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ . فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ . فَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ . وَدَّتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ . وَلَا طَائِرٌ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَلُكُمْ . فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ . وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ . قَامَتِ طَائِفَةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ . وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ . كُلُّ رَاعٍ مَسْنُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ . بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ أَفْضَلُ مِنْ بَعْضٍ . كُلُّ عَيْنٍ بَاكِيةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . يَغَارُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ . أَجْمَعَ عَلَى ضَعْفِهِ . أَجْمَعَ مِنْ تَكَلَّمَ فِي الرِّجَالِ عَلَى ضَعْفِهِ . يَرْزُقُ اللَّهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ . انْهَزَمَ أَصْحَابُهُ أَجْمَعُونَ . لَيْسَ كُلُّ مَنْ تَوَكَّلَ عَلَيْهِ كَفَاهُ . كُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ مَنْقُطَعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . مَا فِي بَنِي سَلِيمٍ قَاطِبَةٌ رَجُلٌ هُوَ أَفْقَرُ مِنِّي . كُلُّ قَرْضٍ صَدَقَةٍ . لَيْسَ كُلُّ شَيْءٍ يُسَمَّى بِالْبَاطِلِ يُحَرَّمُ . يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ . لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ مِنْ أَجْرِ بَعْضٍ شَيْئًا . فِيهِ بَعْضُ الرِّوَاةِ . وَقَدْ حَسَنَ بَعْضُ مَشَائِخِنَا إِسْنَادَهُ . وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ . فَضَحِكَ بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي صَلَاتِهِ . لَيْسَ كُلُّ مُحِبٍّ مُعَظَّمًا . لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يَعْلَمُ مَا تَعْلَمُ . لَيْسَ كُلُّ الْبِرِّ هَذَا .

(۱) اساس المنطق: ۱/۱۸۵.

(۲) اساس المنطق: ۱/۱۸۵.

(۳) اساس المنطق: ۱/۱۸۶.

## چند عمل شدہ مثالیں

- ❖ ..... إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ .  
 قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ غیر منخرفہ الخ۔۔۔
- ❖ ..... كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ .  
 قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ غیر منخرفہ الخ۔۔۔
- ❖ ..... فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ .  
 قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ جزئیہ غیر منخرفہ الخ۔۔۔
- ❖ ..... فِتْنَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ .  
 قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ جزئیہ غیر منخرفہ الخ۔۔۔
- ❖ ..... لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ .  
 قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ کلیہ غیر منخرفہ الخ۔۔۔
- ❖ ..... وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا .  
 قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ کلیہ غیر منخرفہ الخ۔۔۔
- ❖ ..... لَيْسَ كُلُّ مَنْ مَرَضَ مَاتَ .  
 قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ جزئیہ غیر منخرفہ الخ۔۔۔
- ❖ ..... لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يَجْعَلُ سِقَاءً .  
 قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ جزئیہ غیر منخرفہ الخ۔۔۔



## فصل ہفتم

### وجود موضوع کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم

وجود موضوع کے اعتبار سے قضیہ کی تین قسمیں ہیں:-

۱۔ خارجیہ ۲۔ حقیقیہ ۳۔ ذہنیہ

- ۱۔ خارجیہ کی تعریف: وہ قضیہ حملیہ ہے، جس کا موضوع واقعہ خارج میں موجود ہو، جیسے ”النار محرقة. الثلج ليس بحار“ وغیرہ۔
  - ۲۔ حقیقیہ کی تعریف: وہ قضیہ حملیہ ہے، جس کا موضوع خارج میں واقعہ موجود نہ ہو، بلکہ مقدر ہو، یعنی خارج میں موضوع کے وجود کو فرض کر لیا گیا ہو، جیسے ”كل عنقاء طائر“۔ یہاں عنقاء حقیقہ خارج میں موجود نہیں، لیکن اس کے وجود کو خارج میں فرض کر لیا گیا ہے کہ اگر کوئی فرد ”عنقاء“ کا اس خارجی جہاں میں وجود پایا گیا اور وہ ”عنقاء“ ہو تو وہ ”طائر“ ہوگا۔
  - ۳۔ ذہنیہ کی تعریف: وہ قضیہ حملیہ ہے، جس کا موضوع خارج میں نہ حقیقہ ہو، اور نہ تقدیر ہو، بلکہ ذہن میں فرض کر لیا گیا ہو، جیسے ”شريك الباري ممتنع“ یہاں ”شريك الباري“ کا کوئی فرد نہ حقیقہ خارج میں موجود ہے اور نہ ہی تقدیراً موجود ہے، بلکہ ذہن میں اسے فرض کر لیا گیا ہے، یعنی اگر بالفرض عقل میں شريك باری تعالیٰ ہو تو امتناع والا حکم اس کے لیے ثابت ہوگا۔
- وجہ صر: قضیہ کا موضوع محقق الوجود ہوگا، یا مقدر الوجود ہوگا، یا مفروض ذہنی ہوگا، اگر محقق الوجود ہو تو خارجیہ، اگر مقدر الوجود ہو تو حقیقیہ اور مفروض ذہنی ہو تو ذہنیہ۔

پھر ایجاب اور سلب کے اعتبار سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں، کل چھ قسمیں ہوں گی:-

- ۱۔ خارجیہ موجبہ، جیسے ”زید قائم“ ۲۔ ”خارجہ سالبہ، جیسے ”زید ليس بقائم“ ۳۔ حقیقیہ موجبہ، جیسے ”العنقاء طائر“
- ۴۔ حقیقیہ سالبہ، جیسے ”النعقاء ليس بطائر“ ۵۔ ذہنیہ موجبہ، جیسے ”شريك الباري ممتنع“ ۶۔ ذہنیہ، جیسے ”شريك الباري ليس بموجود“۔

## قواعد

قاعدہ نمبر ۱: ہر قضیہ موجبہ کے لئے موضوع کا وجود ضروری ہے کیونکہ قضیہ موجبہ میں محمول کو موضوع کے لیے ثابت کیا جاتا ہے اور ثبوت الشئى للشيئ مثبت لہ کے لیے فرع ہوتی ہے، لہذا مثبت لہ (موضوع) کا ہونا ضروری ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: موضوع کا وجود صرف قضیہ موجبہ میں ضروری ہوتا ہے، سالبہ میں موضوع کا فرض کرنا بھی کافی ہے، موضوع کا حقیقی وجود ضروری

=====

(۱) سلم العلوم: ۱۲۸، شرح تہذیب: ۸۴۔

نہیں، جیسے ”النعفاء ليس بشئ“ اور ”جبل الذهب ليس بموجود“ وغیرہ۔ یہ قضایا سالبہ ہیں، ان کا موضوع ”نعفاء“ اور ”سوانے کا پہاڑ“ کہیں موجود نہیں، صرف فرضی چیزیں ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۳: قضایا شرعیہ خارجیہ کہلاتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۴: قضیہ خارجیہ کا رجحان قضیہ شرطیہ کی طرف ہوتا ہے، اور قضیہ حقیقیہ کی رجحان شرطیہ کی طرف نہیں ہوتا (۳)۔

قاعدہ نمبر ۵: قضیہ کی یہ تقسیم ابوعلی سینا کی اختراع ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۶: قضیہ ذہنیہ کا موضوع محال عقلی یا محال عادی ہوگا، اور یہ فرض فاض پر موقوف ہوتا ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۷: قضیہ ذہنیہ کو ذہنیہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ صرف عالم ذہن میں پایا جاتا ہے، خارج کیساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا (۶)۔

قاعدہ نمبر ۸: قرآن مجید کے قضایا حقیقیہ کہلاتے ہیں، جیسے ”إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ. وَقَوْلُهُ: إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ“ وغیرہ۔ یہ قوانین دائمی ہیں، کسی زمانے اور مکان کیساتھ مختص نہیں (۷)۔

قاعدہ نمبر ۹: قواعد اور قوانین (خواہ طبعی ہوں یا عقلی ہوں یا عرفی ہوں) از قبیل قضایا حقیقیہ ہیں (۸)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: علوم میں قضایا حقیقیہ مستعمل ہوتے ہیں، ذہنیہ اور خارجیہ مجبور ہوتے ہیں (۹)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: قضیہ ذہنیہ کی دو صورتیں ہیں، یا اس کا موضوع ممتنع الوجود ہوگا، یعنی خارج میں اس کا تحقق محال ہوتا ہے، جیسے ”کل اجتماع النقيضين مغاير لاجتماع المثلين“ اور یا اس کا موضوع ممکن الوجود ہوگا، یعنی محال عادی ہوگا، جیسے ”كل جبل من ذهب جميل“۔ (۱۰)

قاعدہ نمبر ۱۲: ہر وہ قضیہ خارجیہ جس کا وجود خارج میں بطور فرض ہو تو اسے خارجیہ حقیقیہ کہتے ہیں (۱۱)۔

=====

(۱) مفتاح الہدیہ: ۵۹۔

(۲) شرح کتاب المنطق: ۲/۲۵۷۔

(۳) شرح کتاب المنطق: ۲/۲۵۷۔

(۴) دروس المنطق: ۶۳۔

(۵) دروس المنطق: ۶۵۔

(۶) دور المنطق: ۶۵۔

(۷) دروس المنطق: ۶۵۔

(۸) دروس المنطق: ۶۳۔

(۹) دروس المنطق: ۵۶۔

(۱۰) دروس المنطق: ۶۳۔

(۱۱) اسعاد المہموم: ۳۸/۲، انوار العلوم: ۱۲۹۔

قاعدہ نمبر ۱۳: ہر وہ قضیہ ذہنیہ جس کا وجود ذہن میں بطور فرض ہو تو اسے ذہنیہ حقیقیہ کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۴: وجود موضوع کے اعتبار سے کل اقسام نو بنتی ہیں، موضوع محقق ہوگا، یا مقدر ہوگا، یا اعم منہما ہوگا، اسی طرح تین احتمال یہ ہیں، ذہن، خارج اور اعم منہما۔ تین کو تین میں ضرب دینے سے نو قسمیں بنتی جاتی ہیں، تاہم صاحب سلم العلوم اور دیگر حضرات نے یہ پانچ قسمیں ذکر کی ہیں، خارجیہ، خارجیہ حقیقیہ، ذہنیہ، ذہنیہ حقیقیہ، حقیقیہ محضہ (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۵: علامہ سید سندقر ماتے ہیں کہ خواہ مخواہ تکرر مفہومات قضایا کی ضرورت نہیں اور نہ ہی مناطقہ کی عام اصطلاح میں کسی خاص تغیر کرنے سے کوئی خاص فائدہ ہے، پس اتنا کافی ہے کہ قضیہ میں اگر حکم ثبوت المحمول للموضوع الخارجی ہو تو چاہے وہ محقق ہو یا مقدر ہو اس کا نام خارجیہ ہوگا، جس کی مثال قضایا طبعیہ ہوں گے، اگر موضوع ذہنی کی طرف ثبوت ہو تو چاہے وہ محقق ہو یا مقدر ہو اس سے قضیہ ذہنیہ بنے گا، جیسے عام طور پر اس فن کے قضایا ایسے ہوتے ہیں اور کہیں ثبوت المحمول للموضوع ہو تو حقیقیہ ہوگا کالقضایا الہندیہ۔ (۳)

### تمرین

درج ذیل مثالوں میں قضایا کی تعیین کیجئے، نیز منطقی ترکیب کریں۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ. إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ. النار محروقة. الثلج ليس ببادر. كل حديد يتمدد بالحرارة. كل كلب نجس العين. كل جبل من ذهب جميل. الإنسان نوع. الحيوان جنس. الناطق فصل. الشجر كلّي. زيد جزئي. كل جندي في المعسكر مدرب على حمل السلاح. بعض الدور المائلة للانهدام في البلد هُدمت. كل طالب في المدرسة مُجدّد. الشمس مشرقة. الكلمة جنس. الانسان كلّي. الستة ليست بفرد. الأربعة زوج. الماء بارد.

حل شدہ مثالیں:

☞ الشمس مشرقة.

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ خارجیہ الخ۔۔۔

☞ شریک الباری ممتنع.

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقیہ ذہنیہ الخ۔۔۔

=====

(۱) اسعاد الفہوم ۳۸/۲، انوار العلوم: ۱۲۹.

(۲) حمد اللہ: ۶۱، انوار العلوم: ۱۲۹.

(۳) انوار العلوم: ۱۲۹.

## فصل ہشتم

### موضوع کے محقق اور مقدر ہونے کے اعتبار سے قضیہ تقسیم

موضوع کے محقق اور مقدر (۱) ہونے کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ بقیہ ۲۔ غیر بقیہ

۱۔ قضیہ بقیہ کی تعریف: وہ قضیہ حملیہ ہے، جس کا موضوع محقق ہو، جیسے ”زید عالم“۔

۲۔ قضیہ غیر بقیہ کی تعریف: وہ قضیہ حملیہ ہے، جس کا موضوع مقدر ہو، جیسے ”شريك الباری ممتنع“ وغیرہ۔

پھر ان میں سے ہر ایک کی تین تین قسمیں ہیں، جو درج ذیل ہیں:-

۱۔ خارجیہ بقیہ ۲۔ خارجیہ غیر بقیہ ۳۔ ذہنیہ بقیہ ۴۔ ذہنیہ غیر بقیہ ۵۔ حقیقیہ بقیہ ۶۔ حقیقیہ غیر بقیہ

۱۔ خارجیہ بقیہ کی تعریف: وہ قضیہ خارجیہ ہے، جس کا موضوع محقق الوجود ہو، جیسے ”زید قائم“۔

۲۔ خارجیہ غیر بقیہ کی تعریف: وہ قضیہ خارجیہ ہے، جس کا موضوع مقدر الوجود ہو، جیسے ”العنقاء طائر“۔

۳۔ ذہنیہ بقیہ کی تعریف: وہ قضیہ ذہنیہ ہے، جس کا موضوع محقق الوجود ہو، جیسے ”الانسان کلی“۔

=====

(۱) بعض مناطقة نے قضیہ حملیہ کی عقد وضع کے اعتبار سے مذکورہ چھ قسمیں بنائی ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

عقد وضع کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ بقیہ ۲۔ غیر بقیہ

۱۔ قضیہ بقیہ کی تعریف: وہ قضیہ ہے، جس میں عقد وضع محقق الوجود (یعنی واقعی ہو) ہو، جیسے ”زید قائم“۔

۲۔ قضیہ غیر بقیہ کی تعریف: وہ قضیہ ہے، جس میں عقد وضع غیر محقق الوجود (یعنی فرضی) ہو، جیسے ”شريك الباری ممتنع“۔

پھر قضیہ بقیہ اور غیر بقیہ میں سے ہر ایک کی تین تین قسمیں ہیں:-

۱۔ خارجیہ بقیہ ۲۔ خارجیہ غیر بقیہ ۳۔ ذہنیہ بقیہ ۴۔ ذہنیہ غیر بقیہ ۵۔ حقیقیہ بقیہ ۶۔ حقیقیہ غیر بقیہ

۱۔ خارجیہ بقیہ: وہ قضیہ ہے، جس کا موضوع موجود فی الخارج ہو اور عقد وضع بھی واقعی اور نفس الامری ہو۔

۲۔ خارجیہ غیر بقیہ: وہ قضیہ ہے، جس کا موضوع موجود فی الخارج ہو اور عقد وضع فرضی ہو۔

۳۔ ذہنیہ بقیہ: وہ قضیہ ہے، جس کا موضوع موجود فی الذہن ہو اور عقد وضع واقعی اور نفس الامری ہو۔

۴۔ ذہنیہ غیر بقیہ: وہ قضیہ ہے، جس کا موضوع موجود فی الذہن میں ہو اور عقد وضع فرضی ہو۔

۵۔ حقیقیہ بقیہ: وہ قضیہ ہے، جس کا موضوع خارج اور ذہن دونوں سے قطع نظر ہو اور عقد وضع بھی واقعی اور نفس الامری ہو۔

۶۔ حقیقیہ غیر بقیہ: وہ قضیہ ہے، جس کا موضوع خارج اور ذہن دونوں سے قطع نظر ہو اور عقد وضع بھی فرضی ہو۔ (دیکھئے تیسرے القواعد المنطقیہ: ۱۱۴، تحقیق قضیہ بقیہ

(غیر مطبوع)

- ۴۔ ذہنیہ غیر بتیہ کی تعریف: وہ قضیہ ذہنیہ ہے، جس کا موضوع مقدرة الوجود ہو، جیسے ”شريك الباری ممتنع“۔
- ۵۔ حقیقیہ بتیہ کی تعریف: وہ قضیہ حقیقیہ (۱) ہے، جس کا موضوع محقق الوجود ہو، جیسے ”الأربعة ضعف الاثنین“۔
- ۶۔ حقیقیہ غیر بتیہ کی تعریف: وہ قضیہ حقیقیہ ہے، جس کا موضوع مقدرة الوجود ہو، جیسے ”اجتماع النقيضین محال“۔
- پھر ان میں سے ہر ایک کی ایجاب و سلب کے اعتبار سے دو دو تقسیمیں ہیں، کل بارہ قسمیں ہوں گیں:-

- ۱۔ خارجیہ بتیہ موجبہ، جیسے ”زید قائم“۔ ۲۔ خارجیہ بتیہ سالبہ، جیسے ”زید ليس بقائم“۔ ۳۔ خارجیہ غیر بتیہ موجبہ، جیسے ”العنقاء طائر“۔ ۴۔ خارجیہ غیر بتیہ سالبہ، جیسے ”العنقاء ليس بطائر“۔ ۵۔ ذہنیہ بتیہ موجبہ، جیسے ”الانسان کلی“۔ ۶۔ ذہنیہ بتیہ سالبہ، جیسے ”الانسان ليس بجزئی“۔ ۷۔ ذہنیہ غیر بتیہ موجبہ، جیسے ”شريك الباری ممتنع“۔ ۸۔ ذہنیہ غیر بتیہ سالبہ، جیسے ”شريك الباری ليس بموجود“۔ ۹۔ حقیقیہ بتیہ موجبہ، جیسے ”الأربعة ضعف الاثنین“۔ ۱۰۔ حقیقیہ بتیہ سالبہ، جیسے ”الأربعة ليس بفرد“۔ ۱۱۔ حقیقیہ غیر بتیہ موجبہ، جیسے ”اجتماع النقيضین محال“۔ ۱۲۔ حقیقیہ غیر بتیہ سالبہ، جیسے ”اجتماع النقيضین ليس بواقع“۔

### محمول کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم

محمول کے اعتبار سے قضیہ کی دو قسمیں ہیں:-

- ۱۔ بسیطیہ ۲۔ عدمیہ
- ۱۔ بسیطیہ کی تعریف: وہ قضیہ ہے، جس میں محمول ذات ہو، جیسے ”الانسان حیوان“ وغیرہ۔
- ۲۔ عدمیہ کی تعریف: وہ قضیہ ہے، جس میں محمول ذات نہ ہو، جیسے ”الانسان كاتب“ وغیرہ۔

### قواعد

قاعدہ نمبر ۱: اگر قضیہ حملیہ میں حکم بالفعل قطعی ہو تو اسے بتیہ کہتے ہیں اور اگر حکم تعلیق اور تقدیر کے طور پر ہو تو اسے غیر بتیہ کہتے ہیں (۱)۔

=====

(۱) یہاں حقیقیہ سے وہ قضیہ حقیقیہ مراد ہے، جس کا موضوع خارج اور ذہن دونوں سے قطع نظر ہو، یعنی جس میں محمول کا ثبوت مطلق موضوع کے لیے ہو، خواہ موضوع امر ذہنی محقق ہو یا مقدر ہو۔ تب حقیقیہ کی تقسیم بتیہ اور غیر بتیہ کی طرف صحیح ہوگی، ایک نفس الامری محقق اور دوسرا نفس الامری مقدر ہوگا، اول الذکر کو حقیقیہ بتیہ اور ثانی الذکر کو حقیقیہ غیر بتیہ کہتے ہیں، لیکن اگر یہاں حقیقیہ سے وہ قضیہ مراد لیا جائے، جس کا موضوع مقدرة الوجود ہو تو اس صورت میں حقیقیہ اور غیر بتیہ میں تضاد ہوگا، یعنی حقیقیہ صرف غیر بتیہ ہوگا، اور بتیہ محقق نہ ہوگا۔

ہاشم حمد اللہ، آداب الحجۃ والمناظرة اور دیگر کتب منطق کی عبارات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حقیقیہ مذکور دو معنوں (مقدرة الوجود ہو، موضوع منہما ہو) میں مشترک ہے، اسی اشتراک کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ماقبل تقسیم میں اول الذکر معنی مراد لیا گیا ہے اور اس تقسیم (فیما نحن) میں ثانی الذکر معنی مراد لیا گیا ہے۔ واللہ اعلم! (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہوں۔ ہاشم حمد اللہ: ۶۱، آداب الحجۃ والمناظرة: ۱۷۳)

(۲) حمد اللہ: ۶۱۔

قاعدہ نمبر ۲: قضیہ غیر بیتیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ کے مرتبہ میں ہوتا ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۳: قضیہ غیر بیتیہ میں موضوع کے مقدرة الوجود افراد کے لیے محمول کو ثابت کیا جاتا ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۴: حقیقیہ بیتیہ میں حکم نفس الامری محقق اور حقیقیہ غیر بیتیہ میں نفس الامری مقدر پر ہوتا ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۵: حقیقیہ بیتیہ بشرطی اور غیر بیتیہ بشرط لاشئ کے مرتبہ میں ہوتا ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۶: قضیہ غیر بیتیہ کو لا بیتیہ بھی کہتے ہیں (۵)۔

قاعدہ نمبر ۷: حملیہ بیتیہ اور غیر بیتیہ کی تقسیم لامبین (میر باقر داماد ستر آبادی) کی اختراع ہے، لیکن حمد اللہ سندیلوی نے اسے مسترد کیا ہے (۶)۔

قاعدہ نمبر ۸: بیتیہ کا صحیح تلفظ ”ب“ کے فتح کیساتھ ہے (۷)۔

### تمرین

درج تفصایا میں بیتیہ اور غیر بیتیہ کی تعیین کیجئے، نیز منطقی ترکیب کریں۔

الدنيا سجن المؤمن وجنة الكافر. الخمر جماع الاثم. العنقاء طائر. الصبر عند الصدمة الاولى. انياب الأغوال أسود. الكلمة لفظ وضع لمعنى مفرد. المؤمن غر كريم. الأصم ذو أذن. الكلى ما جاوز العقل تكثره. الدين النصيحة. الشيطان يعدكم الفقر. الأعمى ذو بصر. الدائرة العظيمة ذات قطر عظيم. ارتفاع النقيضين محال. ارتفاع النقيضين ليس بممكن. الانسان ضاحك. العدد اما زائد أو ناقص أو مساو. كل خط يمكن تنصيفه. العنقاء طائر عجيب الشكل طويل العنق يصطاد الصبيان وصغار البقر. الصفر دابة في جوف الانسان تعض على شراسيفه اذا جاع. الاربعة زوج.

حل شدہ مثالیں:

❖..... العلماء ورثة الأنبياء.

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقیہ خارجیہ بیتیہ الخ۔۔۔

❖..... شريك الباري ممتنع.

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ ذہنیہ غیر بیتیہ الخ۔۔۔

=====

(۱) حمد اللہ شرح سلم العلوم: ۶۱.

(۲) حمد اللہ شرح سلم العلوم: ۶۱. (۳) حمد اللہ شرح سلم العلوم: ۶۱.

(۴) حمد اللہ شرح سلم العلوم: ۶۱. (۵) مجموعہ آثار شہد مطہر: ۶/۵۶۷.

(۶) حمد اللہ شرح سلم العلوم: ۶۱.

(۷) تاج العروس: ۴/۴۳۰، انجم الوسیط: ۱/۳۷.

## فصل نہم

### عدول اور تحصیل کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم

طرفین قضیہ میں حرف سلب کے ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے قضیہ کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ معدولہ ۲۔ محصلہ

۱۔ معدولہ کی تعریف: وہ قضیہ ہے، جس میں حرف سلب موضوع یا محمول یا دونوں کا جزء ہو، جیسے ”الادینیۃ فتنۃ۔ غیر المبتدع غیر ضال۔ عذاب اللہ غیر مَرْدُود“۔ وغیرہ۔

۲۔ محصلہ کی تعریف: وہ قضیہ ہے، جس میں حرف سلب نہ ہو، یا ہو، لیکن موضوع یا محمول یا دونوں میں سے کسی کا بھی جزء نہ ہو، جیسے ”الدعاء مخ العبادۃ۔ الحدید یلیس ہو بذہب“۔ وغیرہ۔

وجہ حصر: حرف سلب موضوع یا محمول یا دونوں کا جزء ہو گا یا نہیں اگر ہو تو معدولہ اور اگر نہ ہو تو محصلہ۔  
قضیہ معدولہ کی تین قسمیں ہیں:-

معدولۃ الموضوع ۲۔ معدولۃ المحمول ۳۔ معدولۃ الطرفین

۱۔ معدولۃ الموضوع کی تعریف: وہ قضیہ ہے، جس میں حرف سلب موضوع کا جزء ہو، جیسے ”غیر کریم دنی“ وغیرہ۔

۲۔ معدولۃ المحمول کی تعریف: وہ قضیہ ہے، جس میں حرف سلب محمول کا جزء ہو، جیسے ”هذا القلم غیر مفید“ وغیرہ۔

۳۔ معدولۃ الطرفین کی تعریف: وہ قضیہ ہے، جس میں حرف سلب موضوع اور محمول دونوں کا جزء ہو، جیسے ”کل غیر مؤمن غیر کریم“ وغیرہ۔

وجہ حصر: حرف سلب موضوع یا محمول یا دونوں کا جزء ہو گا یا نہیں اگر موضوع کا جزء ہو تو معدولۃ الموضوع، اگر محمول کا جزء ہو تو معدولۃ المحمول اور اگر دونوں کا جزء ہو تو معدولۃ الطرفین۔

### ایجاب اور سلب کے اعتبار سے معدولہ کی تقسیم

نسبت ایجابیہ اور سلبیہ کے اعتبار سے معدولہ کی چھ قسمیں ہیں:-

۱۔ معدولۃ الموضوع موجبہ ۲۔ معدولۃ المحمول موجبہ ۳۔ معدولۃ الطرفین موجبہ

۱۔ معدولۃ الموضوع سالبہ ۲۔ معدولۃ المحمول سالبہ ۳۔ معدولۃ الطرفین سالبہ

### ایجاب اور سلب کے اعتبار سے محصلہ کی تقسیم

نسبت ایجابیہ اور سلبیہ کے اعتبار سے محصلہ کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ محصلہ موجبہ، جیسے ”زید قائم“ ۲۔ محصلہ سالبہ، جیسے ”زید لیس بقائم“۔

### سالبہ بسیطہ اور موجبہ معدولۃ المحمول میں فرق

سالبہ بسیطہ اور معدولۃ المحمول میں فرق سمجھنے سے پہلے یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ قضیہ حملیہ میں حکم کا معنی ہے محمول کے مفہوم کو افراد موضوع پر حمل کرنا۔ باقی رہا موضوع کا مفہوم تو وہ صرف ایک عنوان کی حیثیت رکھتا ہے۔ اب عدول اور تحصیل کا تعلق مفہوم کیساتھ ہوتا ہے اور موضوع کا مفہوم قضیہ حملیہ میں معتبر نہیں۔ لہذا موضوع کے اعتبار سے قضیہ کے معدولہ یا محصلہ ہونے سے اصل حکم پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یہی وجہ ہے کہ مناطقہ معدولۃ المحمول سے بحث کرتے ہیں۔

محمول کے اعتبار سے قضیہ کے معدولہ یا محصلہ ہونے کی چار صورتیں بنتی ہیں۔

۱۔ موجبہ محصلہ ۲۔ موجبہ معدولہ ۳۔ سالبہ محصلہ (سالبہ بسیطہ) ۴۔ سالبہ معدولہ

مذکورہ اقسام میں اشتباہ صرف دو قسموں (سالبہ بسیطہ اور معدولۃ المحمول) میں پایا جاتا ہے، کیونکہ یہ دونوں صرف ایک حرف سلب پر مشتمل ہوتے ہیں، موجبہ محصلہ اور باقی اقسام میں کوئی اشتباہ نہیں، کیونکہ موجبہ محصلہ میں کوئی حرف سلب نہیں ہوتا اور دیگر قسموں میں حرف سلب ہوتا ہے، اسی طرح موجبہ معدولہ اور سالبہ معدولہ میں کے درمیان بھی کوئی اشتباہ نہیں، اس لیے کہ موجبہ معدولہ میں ایک حرف سلب ہوتا ہے جب کہ سالبہ معدولہ میں دو حرف سلب ہوتے ہیں۔ اشتباہ صرف سالبہ بسیطہ اور معدولۃ المحمول کے درمیان ہے، یہی وجہ ہے کہ مناطقہ ان دونوں کے درمیان فرق بیان کرتے ہیں۔ سالبہ بسیطہ اور موجبہ معدولۃ المحمول میں دو طرح کا فرق ہے:

۱۔ لفظی فرق ۲۔ معنوی فرق

۱۔ لفظی فرق:

۱۔ حرف سلب قضیہ کے شروع میں ہو تو سالبہ ہوگا، موجبہ نہ ہوگا، جیسے ”لیس الحديد مذهب“۔

۲۔ اگر حرف سلب قضیہ کے درمیان میں ہو اور قضیہ ثلاثیہ ہو تو دیکھیں گے، اگر حرف سلب ربط پر داخل ہو تو سالبہ بسیطہ ہوگا، جیسے ”

الحديد ليس هو بذهب“ اور اگر حرف سلب ربط سے موخر ہو تو موجبہ معدولۃ المحمول ہوگا، جیسے ”الحديد هو ليس بذهب“۔

۳۔ اگر قضیہ ثنائیہ ہو اور حرف سلب موضوع و محمول کے درمیان ہو تو معدولہ یا سالبہ کا دار و مدار اعتبار معتبر اور فرض فارض پر ہوگا۔

۴۔ عموماً حرف سلب (لیس) سالبہ بسیطہ میں مستعمل ہوتا ہے اور حرف سلب (غیر) موجبہ معدولہ پر داخل ہوتا ہے۔

۲۔ معنوی فرق:

معنوی فرق یہ ہے: سالبہ بسیطہ موجبہ معدولۃ المحمول سے اعم ہے، کیونکہ موجبہ میں موضوع کا موجود ہونا ضروری ہے، تب تو محمول ثابت ہوگا، معدوم خود ثابت نہیں ہوتا تو محمول اس کے لئے کیسے ثابت ہوگا، جب کہ سالبہ میں موضوع موجود ہو یا نہ ہو، صادق آتا ہے۔ کیونکہ سلب موجود اور معدوم دونوں سے ہو سکتا ہے، پس جب موضوع معدوم ہو تو قضیہ سالبہ صادق ہوگا، جیسے (شریک الباری) معدوم ہے اور



معدوم کیلئے ایجاب نہیں ہو سکتا، البتہ جب موضوع موجود ہو تو سالبہ بسیطہ اور موجبہ معدولہ دونوں صادق ہو گئے، جیسے ”الطالب ليس بمجتهد“ سالبہ بسیطہ ہے اور ”الطالب غير مجتهد“ موجبہ معدولہ المحمول ہے (۱)۔ ☆

### قواعد

- قاعدہ نمبر ۱: معدولہ میں موضوع یا محمول یا دونوں عدمی کہلاتے ہیں (۲)۔  
 قاعدہ نمبر ۲: محصلہ میں موضوع اور محمول دونوں وجودی ہوتے ہیں (۳)۔  
 قاعدہ نمبر ۳: قضیہ معدولہ کو مغیرہ اور غیر محصلہ بھی کہتے ہیں (۴)۔  
 قاعدہ نمبر ۴: محصلہ کو محصلۃ الطرفین، معدولۃ الموضوع کو محصلۃ الموضوع بھی کہتے ہیں (۵)۔  
 قاعدہ نمبر ۵: جس قضیہ میں حرف سلب نہ ہو یا ہو، لیکن کسی کا جز نہ ہو تو وہ محصلہ کہلائے گا خواہ موجبہ ہو یا سالبہ ہو (۶)۔  
 قاعدہ نمبر ۶: اگر حرف سلب نسبت پر داخل ہو تو قضیہ سالبہ ہوگا اور اگر طرفین میں سے کسی پر داخل ہو تو معدولہ ہوگا (۷)۔  
 قاعدہ نمبر ۷: معدولہ اگر موجبہ ہو تو اسے محصلہ اور اگر سالبہ ہو تو اسے بسیطہ کہتے ہیں (۸)۔  
 قاعدہ نمبر ۸: اگر حرف سلب قضیہ ثلاثیہ میں رابطہ پر داخل ہو تو سالبہ جیسے ”الحديد ليس هو بذهب“ اور اگر حرف سلب رابطہ سے

=====

(۱) تسهيل القطعي، از ذاکر خمس الدين: ۱۲۰-۱۲۱۔

- ☆ بعض حضرات یوں وضاحت کرتے ہیں کہ محمول میں عدول اور تحصیل کے اعتبار سے چار قسمیں بنتی ہیں، اس طور پر کہ حرف سلب محمول کا جز نہ ہو تو معدولہ اور اگر نہ ہو تو محصلہ، پھر ان میں سے ہر ایک موجبہ ہوگا یا سالبہ؟ تو کل چار قسمیں ہوں گی: ۱۔ موجبہ محصلہ، جیسے: (زید کتاب) ۲۔ سالبہ محصلہ جیسے: (زید ليس بكتاب) ۳۔ موجبہ معدولہ جیسے: (زید لا كتاب) ۴۔ سالبہ معدولہ جیسے: (زید ليس بلا كتاب)۔ ان میں صرف سالبہ محصلہ اور موجبہ معدولہ المحمول میں التباس ہے، صاحب قطعی نے ان اقسام سے چھ صورتیں بنائے ہیں، جن میں پانچ تو بالکل واضح ہیں، ان میں کوئی التباس نہیں، صرف ایک صورت میں التباس ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے:
- (۱) موجبہ محصلہ اور سالبہ محصلہ کے درمیان کوئی التباس نہیں، کیونکہ موجبہ میں کوئی حرف سلب نہیں اور سالبہ محصلہ میں ایک حرف سلب ہوتا ہے۔  
 (۲) موجبہ محصلہ اور موجبہ معدولہ میں بھی کوئی التباس نہیں، کیونکہ موجبہ محصلہ میں کوئی حرف سلب نہیں ہوتا اور موجبہ معدولہ میں دو حرف سلب ہوتا ہے۔  
 (۳) موجبہ محصلہ اور سالبہ معدولہ کے درمیان بھی کوئی التباس نہیں، اس لیے کہ موجبہ میں تو کوئی حرف سلب نہیں اور سالبہ معدولہ میں دو حرف سلب ہوتے ہیں۔  
 (۴) سالبہ محصلہ اور سالبہ معدولہ کے درمیان بھی کوئی التباس نہیں، اس لیے کہ سالبہ محصلہ میں ایک حرف سلب ہوتا ہے اور سالبہ معدولہ میں دو حرف سلب ہوتے ہیں۔  
 (۵) موجبہ معدولہ اور سالبہ معدولہ کے درمیان بھی کوئی التباس نہیں، کیونکہ موجبہ میں ایک حرف سلب ہوتا ہے اور سالبہ معدولہ میں دو حرف سلب ہوتے ہیں۔  
 (۶) سالبہ محصلہ اور موجبہ معدولہ المحمول کے درمیان التباس ہے، اس لیے کہ ان دونوں میں ایک ایک حرف سلب ہوتا ہے، جیسے: (زید ليس بكتاب) اب اس میں یہ معلوم نہیں کہ یہ سالبہ محصلہ (سالبہ بسیطہ) ہے یا موجبہ معدولہ المحمول ہے؟ اس لیے ان دونوں میں فرق بیان کیا جاتا ہے۔

(۲) کشف اصطلاحات الفنون: ۱۵۸۰/۲۔ (۳) کشف اصطلاحات الفنون: ۳۹۱/۱۔

(۴) کشف اصطلاحات الفنون: ۱۵۸۰/۲۔ (۵) شرح کتاب المنطق: ۲۶۳/۲۔ (۶) کشف اصطلاحات الفنون: ۳۹۱/۱۔

(۷) کشف اصطلاحات الفنون: ۱۵۸۰/۲۔ (۸) سلم العلوم: ۱۲۷، تفہیم المنطق: ۹۳۔ (۹) کشف اصطلاحات الفنون: ۱۵۸۰/۲۔

مؤخر تو معدولۃ المحمول ہوگا جیسے ”الحديد هوليس بذهب“۔ (۱)

قاعدہ نمبر ۹: عدول و تحصيل کا تعلق محمول سے ہوتا ہے اور موضوع کا مفہوم جملہ میں معتبر نہیں ہوتا لہذا موضوع کے اعتبار سے قضیہ کے معدولہ یا محصلہ ہونے سے اصل حکم پر کوئی اثر نہیں پڑتا اس لیے مناطقہ معدولہ المحمول سے بحث کرتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: معدولہ میں اکثر رابطہ مذکور ہوتا ہے اور سالبہ میں اکثر مذکور نہیں ہوتا۔ نیز سالبہ میں سلب الحمل اور معدولہ میں حمل السلب ہوتا ہے۔ (۳)

قاعدہ نمبر ۱۱: سالبہ میں اکثر ”لیس“ اور معدولہ میں اکثر ”لا“ اور ”غیر“ مستعمل ہوتا ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۱۲: قضیہ ثنائیہ میں عدول اور تحصيل کا مدار اعتبار معتبر اور فرض فارض پر ہوتا ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۱۳: سالبہ بسیطہ موجبہ معدولۃ المحمول سے اعم ہے، کیونکہ موجبہ میں موضوع کا موجود ہونا ضروری ہوتا ہے، تب تو محمول ثابت ہوگا معدوم خود ثابت نہیں ہوتا تو محمول اس کے لیے کیسے ثابت ہوگا، اور سالبہ میں موضوع موجود ہو یا نہ ہو وہ صادق آتا ہے، کیونکہ سلب موجود اور معدوم دونوں سے ہو سکتا ہے (۶)۔

قاعدہ نمبر ۱۴: جہاں سلب معنا ملحوظ ہو تو وہ قضیہ محصلہ ملفوظہ اور معدولہ معقولہ کہلاتا ہے جیسے ”زید أعمی“ وغیرہ (۷)۔

قاعدہ نمبر ۱۵: قضیہ معقولہ بھی دو قسم پر ہے معدولہ اور محصلہ۔

### تمرین

ذیل میں قضیہ محصلہ اور معدولہ کی تعیین کریں، نیز منطقی ترکیب کریں۔

أَنْتُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ. الدين النّصيحة. عمل المبتدع غَيْرُ صَالِح. وعد الله غَيْرُ مَكْذُوبٍ. الدعاء مَعَ العبادة. عذاب الله غَيْرُ مَرْدُودٍ. لَنْ نَصْبِرَ عَلَى طَعَامٍ وَاحِدٍ. لا يدخل الجنة قَتَات. وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا. عمرو أصم. وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكَ فِي الْمُلْكِ. لَنْ نَدْعُو مِنْ دُونِهِ إِلَهًا. لَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا. مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْجِلَّةِ الْآخِرَةِ. كل غير مؤمن غير كريم. غير الكريم دنى. زيد أبكم. هذا القلم غير مفيد. اللادينية فتنة. غير المبتدع غير ضال. نظام الدولة غير مشروع. الدنيا مدبرة (غير مقبلة). الآخرة مقبلة (غير مدبرة). قد وثقه غير واحد. المؤمن غير دنى. هذا الحديث غير صحيح. غير الدجال أخوف على أمتي من الدجال الأئمة المضلون. زيد أعمى. لا يدخل الجنة جسد غذى بالحرام. غير العدول غير حاملين لهذا العلم. لا ينفع الناس في آخر الزمان غير الدينار والدرهم. المجاهد في سبيل الله غير مدبر.

=====

(۱) تسهيل القطبي، از داکٹر شمس الدین: ۱۲۱۔ (۲) شرح کتاب المنطق: ۲/۲۶۵۔ (۳) کشاف اصطلاحات: ۱/۱۵۸۰۔ (۴) کشاف: ۲/۱۵۸۰۔

(۵) تسهيل القطبي، از داکٹر شمس الدین: ۱۳۰۔ (۶) سلم العلوم: ۱۴۷، حمد اللہ: ۸۰، شرح کتاب المنطق: ۳/۲۶۳۔ (۷) حمد اللہ: ۸۰۔

## چند حل شدہ مثالیں

❖ ..... الدعاء مع العبادۃ.

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ طبعیہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

”الدعاء“ موضوع..... ”مع العبادۃ“ مرکب تقيیدی محمول کھل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہو ہو..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ طبعیہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

❖ ..... اللادینیۃ فتنۃ.

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ طبعیہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ مغیرہ معدولہ معدولۃ الموضوع۔

”اللا دینیۃ“ موضوع..... ”فتنۃ“ محمول کھل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہو ہو..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ طبعیہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ مغیرہ معدولہ معدولۃ الموضوع۔

❖ ..... اَنْکُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰه.

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدم من خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ مغیرہ معدولہ معدولۃ المحمول۔  
 ”اَنْ“ ادات غیر زمانیہ..... ”کم“ موضوع..... ”غَیْرُ“ مقید..... ”مُعْجِزِی اللّٰه“ مرکب تقيیدی ہو کر قید..... مقید با قید مرکب تقيیدی محمول کھل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہو ہو..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدم من خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ مغیرہ معدولہ معدولۃ المحمول۔

❖ ..... غیر المبتدع غیر ضال.

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدم من خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ مغیرہ معدولہ معدولۃ الطرفين۔

”غیر المبتدع“ مرکب تقيیدی موضوع..... ”غیر ضال“ مرکب تقيیدی محمول کھل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہو ہو..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدم من خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ مغیرہ معدولہ معدولۃ الطرفين۔

❖ ..... زید اعمی.

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ ملفوظہ معدولہ معقولہ۔

”زید“ موضوع..... ”اعمی“ محمول کھل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہو ہو..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ ملفوظہ معدولہ معقولہ۔

## قضیہ حملیہ کے منطقی تراکیب

❖ ..... مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ.

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

”مُحَمَّدٌ“ موضوع..... ”رَسُولٌ“ مقید..... ”اللَّهُ“ قید..... مقید باقید مرکب تقیدی ہو کر محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہو ہو..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

❖ ..... أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ.

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثلاثیہ تامہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر معدولہ غیر مغیرہ۔

”أُولَئِكَ“ موضوع..... ”هُمُ“ رابطہ غیر زمانیہ..... ”الْمُفْلِحُونَ“ محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہو ہو..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثلاثیہ تامہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر معدولہ غیر مغیرہ۔

❖ ..... فَمَا رِبَحْتَ بِجَارَتِهِمْ.

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ مغیرہ معدولہ معدولۃ المحمول۔ ویا کہ قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ سالبہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

”فَ“ ادات ادات غیر زمانیہ..... ”مَا“ ادات سلب..... ”رَبَحْتَ“ محمول بحمل الاشتقاق حمل اشتقاقی حمل ذوہو حمل ترکیبی..... ”بِجَارَتِهِمْ“ مقید..... ”هُمُ“ قید..... مقید باقید مرکب تقیدی ہو کر موضوع..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ مغیرہ معدولہ معدولۃ المحمول۔ ویا کہ قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ سالبہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

❖ ..... لَا يَعْلَمُونَ.

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ سالبہ عند المتأخرین ومہملہ سالبہ عند المتقدمین حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ مغیرہ غیر معدولہ۔ ویا کہ قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ مغیرہ معدولہ معدولۃ المحمول۔

”لَا“ ادات سلب..... ”يَعْلَمُونَ“ محمول بحمل الاشتقاق حمل اشتقاقی حمل ذوہو حمل ترکیبی..... ”و“ ضمیر موضوع..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ سالبہ عند المتأخرین ومہملہ سالبہ عند المتقدمین حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ مغیرہ غیر معدولہ۔ ویا کہ قضیہ حملیہ

متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین و مہملہ موجبہ عند المتقدمین حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ مغیرہ معدولہ معدولۃ المحمول۔  
❖ ..... إِنَّ الشُّرَكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ.

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ طبعیہ موجبہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔  
”اِنَّ“ ادات غیر زمانیہ..... ”الشُّرَكَ“ موضوع..... ”لَظُلْمٌ“ مقید..... ”عَظِيمٌ“ قید..... مقید باقید مرکب تقيیدی ہو کر محمول تکمیل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہو ہو..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ طبعیہ موجبہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔  
❖ ..... فَأَكْلَةُ الدُّنْبِ.

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ مہملہ موجبہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔  
”ف“ ادات غیر زمانیہ..... ”أَكْلَةُ“ محمول تکمیل الاشتقاق حمل اشتقاقی حمل ذو ہو حمل ترکیبی..... ”ه“ ضمیر متعلق محمول..... ”الدُّنْبِ“ موضوع..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ مہملہ موجبہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔  
❖ ..... إِنَّ الْإِنْسَانَ لِفِي خُسْرٍ.

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ موجبہ کلیہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔  
”اِنَّ“ ادات غیر زمانیہ..... ”الْ“ استغراقی ادات غیر زمانیہ سور موجبہ کلیہ..... ”إِنْسَانَ“ موضوع..... ”لِفِي“ جزء اول..... ”خُسْرٍ“ جزء ثانی..... جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقيیدی محمول تکمیل الاشتقاق حمل اشتقاقی حمل ذو ہو حمل ترکیبی..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ موجبہ کلیہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔  
❖ ..... وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى.

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ سالبہ عند المتأخرین و مہملہ سالبہ عند المتقدمین حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ مغیرہ غیر معدولہ۔  
و یا کہ قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین و مہملہ موجبہ عند المتقدمین حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ مغیرہ معدولہ معدولۃ المحمول۔  
”وَ“ ادات غیر زمانیہ..... ”مَا“ ادات سلب..... ”يَنْطِقُ“ محمول تکمیل الاشتقاق حمل اشتقاقی حمل ذو ہو حمل ترکیبی..... اس میں ضمیر موضوع..... ”عَنِ“ جزء اول..... ”الْهَوَى“ جزء ثانی..... جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقيیدی ہو کر متعلق محمول..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ سالبہ عند المتأخرین و مہملہ سالبہ عند المتقدمین حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ مغیرہ غیر معدولہ۔ و یا کہ قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین و مہملہ موجبہ عند المتقدمین حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ مغیرہ معدولہ معدولۃ المحمول۔  
❖ ..... كُلُّ بَدْعَةٍ ضَالَّةٌ.

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ موجبہ کلیہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔  
”کُلُّ“ سور موجبہ کلیہ مقید..... ”بَدْعَةٍ“ قید..... مقید باقید مرکب تقيیدی ہو کر موضوع..... ”ضَالَّةٌ“ محمول تکمیل المواطات حمل مواطاتی حمل ہو ہو..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ موجبہ کلیہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

## فصل دہم: شرطیات کا بیان

قضیہ شرطیہ: وہ قضیہ ہے، جس میں دو نسبتوں (قضیوں) کے درمیان اتصال یا انفصال کے ہونے یا نہ ہونے کو ظاہر کیا گیا ہو، اس کے جزء اول کو مقدم اور جزء ثانی کو تالی کہتے ہیں۔ اتصال کی مثال جیسے ”من طلب فقد وجد“ اور انفصال کی مثال جیسے ”الانسان اما شقی واما سعيد۔“

### قضیہ شرطیہ کی تقسیم

قضیہ شرطیہ کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ متصلہ ۲۔ منفصلہ

۱۔ متصلہ کی تعریف: وہ قضیہ شرطیہ ہے، جس میں دو نسبتوں کے درمیان اتصال کے ہونے یا نہ ہونے کو ظاہر کیا گیا ہو، جیسے موجبہ کی مثال ”مَنْ يُطِيعَ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ“ وغیرہ۔

۲۔ منفصلہ کی تعریف: وہ قضیہ شرطیہ ہے، جس میں دو نسبتوں کے درمیان انفصال کے ہونے یا نہ ہونے کو ظاہر کیا گیا ہو، جیسے موجبہ کی مثال ”هذا الرجل اما مؤمن واما كافر“۔

وجہ حصر: مقدم اور تالی کے درمیان اتصال ہو گا یا انفصال ہو گا، اگر اتصال ہو تو متصلہ، اور اگر انفصال ہو تو منفصلہ۔

متصلہ کی ایجاب اور سلب کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں:-

۱۔ موجبہ ۲۔ سالبہ

وجہ حصر: مقدم اور تالی میں وجود اتصال ہو گا یا سلب اتصال ہو گا، اگر وجود اتصال ہو تو متصلہ موجبہ جیسے ”وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا“ اور اگر سلب اتصال ہو تو متصلہ سالبہ جیسے ”ليس البتة ان كان احد كافرا فيكون مقبولا عند الله“۔

منفصلہ کی بھی ایجاب اور سلب کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں:-

۱۔ موجبہ ۲۔ سالبہ

وجہ حصر: مقدم اور تالی میں وجود انفصال ہو گا یا سلب انفصال ہو گا، اگر وجود انفصال ہو تو منفصلہ موجبہ جیسے ”هذا الرجل اما مؤمن“

=====

(۱) اعلم ان الطرف الأول من طرفي الشرطية يسمى مقدما، والثاني تاليا، وهذا في المتصلة لاختلاف فيه. وقيل: في المتصلة أيضاً كذلك. وقيل: لا يسمى جزءاً مقسماً وتالياً؛ لأنها لم يكن أحد طرفيها مرتباً على الآخر، فالتقديم والتأخير فيها موكول الى اختيار المتكلم. فلو قلت: (العدد اما زوج واما فرد) فلا فرق بين ذلك وبين قولك (العدد اما فرد واما زوج) فلك ان تقدم من الطرفين ما شئت وتؤخره. بخلاف (المتصلة) فانه لو أخر المقدم لم تصدق لزوماً، ولو صدقت في بعض الصور لخصوص المادة. فقولك: (لو كان هذا انسانا لكان حيوانا) صحيح، ولو عكست، فقلت: (لو كان هذا حيوانا لكان انسانا) كان كاذباً. فتبين ان كونه انسانا مقدم، كونه حيوانا تال على الحقيقة، بخلاف (المتصلة) كما مثلنا. [آداب البحث والمناظرة للشنقيطي: ۷۳-۷۴].

واما کافر“ اور اگر سلب انفصال ہو تو منفصلہ سالبہ جیسے ”لیس البتہ امان یكون انساناً او نبیاً“۔ یعنی ایسی بات ہرگز نہیں کہ کوئی انسان ہی ہو یا نبی ہی ہو، بلکہ دونوں جمع ہو سکتے ہیں۔

### قضیہ شرطیہ اور جملہ شرطیہ میں فرق

پہلا فرق: منطقی حضرات کے نزدیک تالی کا قضیہ (جملہ خبریہ) ہونا ضروری ہے، لیکن نجات کے نزدیک جزاء کا جملہ خبریہ ہونا شرط نہیں، بلکہ جملہ انشائیہ بھی جزاء بن سکتی ہے، جیسے ”فَإِنْ قَاتَلْتُمُكُمْ فَاقْتُلُواهُمْ“۔ یہ نجات کے نزدیک جملہ شرطیہ انشائیہ ہے، لیکن مناطکہ کے نزدیک قضیہ شرطیہ نہیں، البتہ اگر اسے صورتہ (فان قاتلوکم یجب علیکم قتلہم) جملہ شرطیہ بنایا دیا جائے تو یہ قضیہ شرطیہ ہوگا۔

دوسرا فرق: قضیہ شرطیہ کی ایک قسم (منفصلہ) میں بظاہر ادواۃ شرط نہیں ہوتے، اور جملہ شرطیہ میں کلمہ شرط کا ہونا ضروری ہوتا ہے، یعنی جملہ شرطیہ کی مشابہت صرف قضیہ شرطیہ متصلہ کیساتھ ہے، منفصلہ کیساتھ نہیں۔

تیسرا فرق: مناطکہ کے نزدیک تالی کا مؤخر ہونا کوئی شرط نہیں، البتہ نجات (بصریین) کے نزدیک شرط کی تقدیم جزاء پر ضروری ہوتی ہے، جیسے ”أَجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَا“۔ (البقرہ: ۱۸۶) یہ مناطکہ کے نزدیک قضیہ شرطیہ ہے۔

چوتھا فرق: جملہ شرطیہ میں جزاء کا جملہ ہونا ضروری ہوتا ہے، لیکن قضیہ شرطیہ میں تالی کا قضیہ ہونا ضروری نہیں، جیسے ”کل موجود اما خالق او مخلوق“۔ اس میں تالی صورتہ قضیہ نہیں۔

پانچواں فرق: قضیہ شرطیہ اور جملہ شرطیہ میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے، مادہ اجتماعی کی مثال ”كُلُّمَّا أَوْقَلْتُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ“۔ مادہ افتراقی کی پہلی مثال ”فَإِنْ قَاتَلْتُمُكُمْ فَاقْتُلُواهُمْ“۔ یہ جملہ شرطیہ ہے، لیکن اصلاً قضیہ شرطیہ نہیں۔ مادہ افتراقی کی دوسری مثال ”الانسان إما سَعِيدٌ أَوْ شَقِيٌّ“۔ یہ قضیہ شرطیہ ہے، لیکن جملہ شرطیہ نہیں۔

### قواعد

قاعدہ نمبر ۱: قضیہ کا حملیہ یا شرطیہ ہونا حصر عقلی (مذکورہ احتمالات کے علاوہ اور کوئی احتمال نہیں ہو سکتا) ہے اور قضیہ شرطیہ کی اقسام (متصلہ اور منفصلہ) کا حصر استقرائی (مذکورہ احتمالات کے علاوہ اور کوئی احتمال بھی ہو سکتا ہے، جن میں نہ اتصال حکم ہو اور نہ انفصال حکم ہو) ہے۔ (۱)

قاعدہ نمبر ۲: قضیہ منفصلہ پر شرطیہ کا اطلاق مجاز ہوتا ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: متصلہ میں جزاء اول کو مقدم اور جزاء ثانی کو تالی کہتے ہیں، تاہم منفصلہ میں مقدم اور تالی کی تعیین فرض فارض پر موقوف ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۴: مناطکہ کے نزدیک قضیہ شرطیہ میں حکم بین التالی والمقدم ہوتا ہے اور اہل عربیت کے نزدیک حکم فقط تالی میں ہوتا ہے اور مقدم اس کے

=====

(۱) سراج المحدث: ۲۱۷۔

(۲) التجرید الشانی: ۲۸۶۔

(۳) سلم العلوم: ۱۱۹، کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۱۰۱۳، دستور العلماء: ۳/۵۷۔

لیے قید ہوتا ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۴: قضیہ شرطیہ میں کیفیت (ایجاب اور سلب) کا مدار تالی پر ہوتا ہے، یعنی اگر تالی مثبت ہو تو قضیہ موجب ہوگا اور اگر تالی منفی ہو تو قضیہ سالبہ ہوگا، مقدم کے مثبت اور منفی ہونے سے قضیہ شرطیہ کا کوئی تعلق نہیں ہوتا، کیونکہ مقدم میں محض شرط پائی جاتی ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۵: قضیہ شرطیہ میں مقدم بمنزلہ موضوع اور تالی بمنزلہ محمول ہوتا ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۶: قضیہ شرطیہ کا مفاد نسبت اتصال یا انفصالیہ ہوتی ہے اور حملیہ کا مفاد نسبت حملیہ ہوتا ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۷: صرف مقدم یا صرف تالی کو قضیہ نہیں کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں صدق اور کذب کا احتمال نہیں ہوتا، بلکہ صدق اور کذب کا مدار اتصال اور انفصال کے ربط پر ہوتا ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۸: اگر جزاء (تالی) خبر ہو تو جملہ شرطیہ خبریہ ہوگا، جیسے ”ان جتئی فاکرمک“ اور اگر جزاء انشاء ہو تو جملہ شرطیہ انشائیہ کہلائے گا، جیسے ”ان جاءك زيد فاکرمه“ (۶)۔

قاعدہ نمبر ۹: ہر وہ لفظ جو اتصال پر دال ہو تو وہ ادوات اتصال کہلاتا ہے جیسے کلمات شرط و جزاء وغیرہ، اور اگر انفصال پر دال ہو تو ادوات انفصال کہلاتا ہے، جیسے ”اما“ اور ”او“ وغیرہ (۷)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: قضایا شرطیہ میں ایجاب اور سلب کا مدار اتصال اور انفصال کے ایجاب اور سلب پر ہوتا ہے، اگر حرف سلب اداء اتصال پر داخل ہو تو قضیہ سالبہ، ورنہ موجب ہوگا (۸)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: قضیہ منفصلہ میں حکم دو یا دو سے زیادہ نسبتوں کی تردید یا نفی تردید پر ہوتا ہے (۹)۔

قاعدہ نمبر ۱۲: مقدم اور تالی قضیہ شرطیہ کے اطراف بن جانے کے بعد محتمل صدق و کذب نہیں ہوتے (۱۰)۔

قاعدہ نمبر ۱۳: قضیہ شرطیہ کے اطراف (مقدم اور تالی) حکم پر مشتمل نہ ہونے کی وجہ سے قضیہ نہیں کہلاتے، البتہ قضیہ کے مشابہ ہوتے ہیں (۱۱)۔

=====

(۱) آداب البحث والمناظرہ: ۷۴۔

(۲) منطق آخری: ۱۱۸۔

(۳) صیغۃ النجوم غیر مطبوع۔

(۴) دستور العلماء: ۵۸/۳۔

(۵) دستور العلماء: ۵۷/۳۔

(۶) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۱۰۱۷۔ دستور العلماء: ۵۷/۳۔

(۷) ضوابط المعرفہ: ۸۷۔

(۸) قطبی: ۳۲۹۔

(۹) ضوابط المعرفہ: ۹۷۔

(۱۰) سلم العلوم: ۱۶۸۔

(۱۱) سلم العلوم: ۱۶۸۔



قاعدہ نمبر ۱۴: قضیہ شرطیہ کے اطراف کا ارتباط سے قبل قضیہ ہونا ضروری نہیں، یعنی شرطیہ کے اطراف بن جانے سے پہلے مقدم اور تالی میں سے کسی کا بھی قضیہ ہونا ضروری نہیں کیونکہ یہ ممکن ہے کہ دونوں مفرد ہوں اور ادوات شرط کے دخول کے بعد دونوں مل کر قضیہ بن چکے ہوں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۵: قضیہ شرطیہ میں تحلیل کے بعد حکم کا ہونا ضروری نہیں کیونکہ کبھی اطراف کاذب ہوتے ہیں، البتہ علامہ تفتازانی کے نزدیک حکم کا پایا جانا ضروری ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۶: قضیہ شرطیہ میں صدق اور کذب کا مدار اطراف (مقدم، تالی) کے صدق اور کذب پر نہیں بلکہ اتصال اور انفصال کے صدق پر ہوگا، یعنی اگر قضیہ شرطیہ میں اتصال کا حکم صادق ہے تو قضیہ صادق ہوگا ورنہ نہیں، اور اگر منفصلہ میں انفصال کا حکم صادق ہے تو منفصلہ صادق ہوگا ورنہ کاذب ہوگا (۳)۔

قاعدہ نمبر ۱۷: قضیہ شرطیہ میں موجبہ اور سالبہ ہونے کا مدار اطراف پر نہیں بلکہ اتصال اور انفصال کے ایجاب و سلب پر ہے اگر یہ حکم ایجاب کیساتھ ہے تو شرطیہ متصل یا منفصلہ موجبہ ہوگا، اور اگر یہ حکم سلب کیساتھ ہے تو متصل یا منفصلہ سالبہ ہوگا (۴)۔

### تمرین

درج ذیل امثلہ میں قضیہ شرطیہ کی اقسام کی تعیین کیجئے۔

لَوْ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ. فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ. لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَذَا. وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُئُوسُ أَمْوَالِكُمْ. فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ. فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. فَإِنْ لَمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطُلٌّ. اللَّفْظُ إِمَّا أَنْ يَكُونَ مَفْرُوداً أَوْ مَرْكَباً. لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَزُنُّ عِنْدَ اللَّهِ جُنَاحَ بَعُوضَةٍ مَا سَقَى مِنْهَا كَافِرًا كَأْسًا. الْمَرْكَبُ إِمَّا تَامٌ أَوْ نَاقِصٌ. لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ مَعْلُوقًا بِالشَّرِّ لَنَالَهُ رِجَالُ مِنَ الْعِجَمِ. إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا. لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. أَخْبِرْكُمْ أَنَّ الْمَرَدَّ إِلَى اللَّهِ إِمَّا إِلَى جَنَّةٍ أَوْ نَارٍ. فَحَامِلُ الْمَسْكَ إِمَّا أَنْ يَحْذِيكَ وَإِمَّا أَنْ تَبْشَاعَ مِنْهُ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحاً طَيِّبَةً. نَافِخُ الْكَبِيرِ إِمَّا أَنْ يَحْرِقَ ثِيَابَكَ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحاً خَبِيثَةً. لِسَانُ الْقَاضِي بَيْنَ جَمْرَتَيْنِ حَتَّى يَصِيرَ إِمَّا إِلَى جَنَّةٍ وَإِمَّا إِلَى نَارٍ. إِنْ كَانَتِ الطَّيْرَةُ شَيْئًا فَهُوَ فِي الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ. فَإِنَّكُمْ إِلَى إِحْدَى الْحُسَيْنَيْنِ إِمَّا الشَّهَادَةَ وَإِمَّا الْفَتْحَ. لَيْسَ الْبَتَّةُ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادٍ مِنْ مَالٍ لَمَّا ابْتَغَى ثَانِيًا. إِمَّا أَنْ تَكُونَ السَّاعَةُ الْآنَ الْوَاحِدَةَ أَوْ الثَّانِيَةَ. لَيْسَ إِذَا كَانَ الْمُدْرَسُ حَاضِرًا الْآنَ فَإِنَّهُ مَشْغُولٌ بِالْمَدْرَسِ. وَإِمَّا أَنْ يَكُونَ زَيْدٌ وَهُوَ فِي الْبَيْتِ نَائِمًا أَوْ مُسْتَقِظًا. لَيْسَ إِمَّا أَنْ يَكُونَ الطَّالِبُ وَهُوَ فِي الْمَدْرَسَةِ وَاقِفًا أَوْ فِي الْمَدْرَسِ.

=====

(۹) سلم العلوم: ۱۶۸.

(۱) اسعاد العلوم: ۷۸/۲.

(۲) سلم العلوم: ۱۶۸، اسعاد العلوم: ۷۹/۲.

(۳) سلم العلوم: ۱۶۸، اسعاد العلوم: ۷۹/۲.

## چند عمل شدہ مثالیں

❖ ..... لَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَهْدَى النَّاسَ جَمِيعًا.

قضیہ شرطیہ متصلہ موجبہ۔

”لَوْ“ ادات اتصال..... ”يَشَاءُ“ محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... لفظ ”اللَّهُ“ موضوع..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہو کر مقدم..... ”ل“ ادات غیر زمانیہ..... ”هَدَى“ محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... اس میں ضمیر موضوع..... ”النَّاسَ“ مرکب غیر تہیدی متعلق اول محمول..... ”جَمِيعًا“ متعلق ثانی محمول..... موضوع اپنے محمول اور متعلقات محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہو کر تالی..... مقدم با تالی قضیہ شرطیہ متصلہ موجبہ۔

❖ ..... لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا.

قضیہ شرطیہ متصلہ موجبہ۔

”لَوْ“ ادات اتصال..... ”أَطَاعُ“ محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... ”و“ ضمیر موضوع..... ”نَا“ متعلق محمول..... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہو کر مقدم..... ”مَا“ ادات سلب..... ”قُتِلُوا“ محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... ”و“ ضمیر موضوع..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہو کر تالی..... مقدم با تالی قضیہ شرطیہ متصلہ موجبہ۔

❖ ..... أَتَتَكُمُ الْمَنِيَةُ رَاتِبَةً لِّأَزْمَةٍ إِمَّا بِشَقَاوَةٍ وَإِمَّا بِسَعَادَةٍ.

قضیہ شرطیہ منفصلہ موجبہ۔

”أَتَتْ“ محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... ”سَكَمَ“ متعلق اول محمول..... ”الْمَنِيَةُ“ موضوع..... ”رَاتِبَةً“ لازمہ..... ”مُتَعَلِّقٌ ثَانِيٌ مَحْمُولٌ..... ”لِأَزْمَةٍ“ متعلق ثالث..... ”إِمَّا“ ادات تردید..... ”بِشَقَاوَةٍ“ مرکب غیر تہیدی متعلق رابع محمول..... موضوع اپنے محمول اور متعلقات محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہو کر مقدم..... ”و“ ادات غیر زمانیہ..... ”إِمَّا“ ادات تردید ”بِسَعَادَةٍ“ مرکب غیر تہیدی تالی..... مقدم با تالی قضیہ شرطیہ منفصلہ موجبہ۔

## فصل یازدهم شرطیہ متصلہ کی تقسیم

شرطیہ متصلہ کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ لزومیہ ۲۔ اتفاقیہ

۱۔ لزومیہ کی تعریف: وہ قضیہ ہے، جس کے مقدم اور تالی میں ایسا تعلق ہو، جس کی وجہ سے جدائی ناممکن ہو جیسے ”کلما أشرق الشمس كان النهار موجوداً“۔

۲۔ اتفاقیہ کی تعریف: وہ قضیہ ہے، جس کے مقدم اور تالی کے درمیان جدائی ممکن ہو جیسے ”اذا كان حذيفة بن اليمان صاحب سر رسول الله ﷺ فأبو عبيدة بن الجراح أمين هذه الامة“۔

وجہ حصر: مقدم اور تالی میں لزوم کا علاقہ ہو گا یا اتفاق کا علاقہ، اگر لزوم کا علاقہ ہو تو لزومیہ، اگر اتفاق کا علاقہ ہو تو اتفاقیہ۔

مقدم اور تالی کے درمیان علاقہ لزوم کی کئی قسمیں ہیں:-

۱۔ مقدم تالی کے لیے سبب ہو، جیسے ”اذامرت الرياح الباردة على السحاب المثقل ببخار الماء نزل المطر“۔

۲۔ مقدم تالی کے لیے مسبب ہو، جیسے ”اذا نزل المطر فقد برد دجوا السحاب الذي كان يحمله“۔

۳۔ مقدم تالی کے لیے علت ہو، جیسے ”ان كانت الشمس طالعة فالنهار موجود“۔

۴۔ تالی مقدم کے علت ہو، جیسے ”كلما كان النهار موجودا كانت الشمس طالعة“۔

۵۔ مقدم اور تالی دونوں ایک علت کے معلول ہوں، جیسے ”كلما كان النهار موجودا كانت الارض مضيئة“۔

۶۔ مقدم اور تالی کے درمیان تضاد کا علاقہ ہو، جیسے ”اذا كانت عائشة بنت ابي بكر الصديق فابو بكر اب له“۔ اذا كان

ابو بكر اب عائشة فعائشة بنت له“ وغیرہ (۱)۔

۷۔ علاقہ عدم انفکاک بین الشیئین، جیسے ”كلما تحقق اجتماع النقيضين يتحقق ارتفاع النقيضين“ (۲)

### قواعد

قاعدہ نمبر ۱: قضیہ اتفاقیہ کو وفاقیہ بھی کہتے ہیں (۳)۔

=====

(۱) ضوابط المعرفۃ: ۹۴۔

(۲) ضیاء النجوم: ۱۶۹۔

(۳) کشاف اصطلاحات الفنون: ۲۹۶/۱۔

قاعدہ نمبر ۲: جس قضیہ میں لزوم یا اتفاق کی تصریح نہ ہو تو اسے مطلقہ کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۳: قضیہ شرطیہ کے جزء اول مقدم کو معلق بہ اور جزء ثانی تالی کو معلق بھی کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۴: علاقہ تضاد میں مقدم اور تالی میں سے ہر ایک کا سمجھنا دوسرے پر موقوف ہوتا ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۵: شیخ نے شفاء میں فرماتے ہیں کہ ”ان“ شدت لزوم پر دال ہوتا ہے، ”منی“ کی دلالت لزوم پر ضعیف ہے اور ”اذ“ کا درجہ ان

دونوں کے درمیان ہے، لہذا ”ان“ وہاں استعمال ہوگا جہاں مقدم اور تالی میں شدت لزوم ہے، لیکن صاحب سلم اس کے قائل نہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر ۶: شارح مطالع کا نقطہ نظریہ ہے کہ جس طرح لزوم میں مقدم اور تالی کے درمیان علاقہ ہوتا ہے تو اسی طرح اتفاقیہ میں بھی علاقہ

ضروری ہے، لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ لزوم میں علاقہ کا علم پہلے سے ہوتا ہے خواہ بالداہر ہو یا بالنظر ہو، اور اتفاقیہ میں مقدم اور تالی کے

اجتماع کے بعد دلیل قائم کی جاتی ہے کہ ان کی معیت ممکن ہے اور ہر ممکن کے لیے علت کا ہونا ضروری ہے، لیکن صاحب سلم نے اسے محل

نظر قرار دیا ہے (۵)۔

### تمرین

درج ذیل مسئلہ میں قضیہ متصلہ کے اقسام کی تعیین کیجئے۔ نیز منطقی ترکیب کریں۔

إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ. إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَاْتَحِنُوهُنَّ. فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ. إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ. وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ. وَإِنْ خِفْتُمْ عِيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيَكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ. وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسْتَزِيعْ لَهُ أُخْرَى. وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا. وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ. ضربت زيدا فمات. إذا مرّت الرياح الباردة على السحاب المثقل ببخار الماء نزل المطر. لو لم يقتل قابيل هابيل لما كتب الله على بنى إسرائيل أنه من قتل نفساً بغير نفس أو فساداً في الأرض فكأنما قتل الناس جميعاً. إن كان محمد مهندساً كان على دكتوراً. إذا كان النهار موجوداً فالنهار مضيء. لو كان يعقوب أباً ليعوسف فيوسف هو ابن له. إذا كان الحيوان الناطق كل الإنسان فالناطق جزء له. كلما كان النهار موجوداً فالشمس طالعة. إذا تمدد الماء فقد سخن. كلما كانت الشمس طالعة فالعالم مضيء. إذا نزل المطر فقد برد جو السحاب الحامل له. إذا كان الإنسان يمشي على رجلين

=====

(۱) ہاشم الدہیب: ۲۹۱۔

(۲) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۱۷۳۔

(۳) اسعاد الفہوم: ۲/۷۴۔

(۴) سلم العلوم: ۱۶۸۔

(۵) سلم العلوم: ۱۷۳۔

فالفرس يمشى على أربعة. إذا كان الحديد معدناً صلباً فالزئبق معدنٌ سائل. ليس البتة إذا كان الإنسان مجنوناً كان عالمًا. ليس دائماً إذا كان الإنسان صالح الأبوين فهو صالح. لو كان شيء سابق القدر لسبقته العين. لو كان شيء يشفى من الموت لسكان السنا شفاء من الموت. لو كان للإنسان واديان من المال لالتمس الثالث. ليس البتة إذا كان الإنسان نماماً كان أميناً. إن كان سقراط تلميذاً لفيثاغورس كان أفلاطون تلميذاً لسقراط. ليس البتة إذا كان الإنسان غير ظالم يكون كافراً. إن كان زيد اسماً كان كلمة.

### چند عمل شده مثالیں

❖..... لو كان للإنسان واديان من المال لالتمس الثالث.

قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ موجبہ۔

”لو“ ادات شرط..... ”كان للإنسان واديان من المال“ مقدم..... ”لاالتمس الثالث“ تالی..... مقدم با تالی قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ موجبہ۔

❖..... لو كان يعقوب أباً ليوסף فيوسف هو ابنٌ له.

قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ موجبہ۔

”لو“ ادات شرط..... ”كان يعقوب أباً ليوסף“ مقدم..... ”فيوسف هو ابنٌ له“ تالی..... مقدم با تالی قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ موجبہ۔

❖..... ليس دائماً إذا كان الإنسان صالح الأبوين فهو صالح.

قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ سالبہ۔

”ليس دائماً“ ادات سلب..... ”إذا“ ادات شرط..... ”كان الإنسان صالح الأبوين“ مقدم..... ”فهو صالح“ تالی..... مقدم با تالی قضیہ

شرطیہ متصلہ لزومیہ سالبہ۔

❖..... إذا كان الإنسان يمشى على رجلين فالفرس يمشى على أربعة.

قضیہ شرطیہ متصلہ اتفاقیہ وفاقیہ موجبہ۔

”إذا“ ادات شرط..... ”كان الإنسان يمشى على رجلين“ مقدم..... ”فالفرس يمشى على أربعة“ تالی..... مقدم با تالی قضیہ شرطیہ متصلہ

اتفاقیہ وفاقیہ موجبہ۔

❖..... إذا كان النهار موجوداً فالنهار مُضَيء.

قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ موجبہ۔

”إذا“ ادات شرط..... ”كان النهار موجوداً“ مقدم..... ”فالنهار مُضَيء“ تالی..... مقدم با تالی قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ موجبہ۔

## فصل دوازدهم

### جہت انفصال کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم

جہت انفصال کے اعتبار سے قضیہ کی تین قسمیں ہیں:-

۱۔ حقیقیہ ۳۔ مانعہ الجمع ۳۔ مانعہ الخلو

۱۔ حقیقیہ کی تعریف: وہ شرطیہ منفصلہ ہے، جس کے مقدم اور تالی کے درمیان وجود اور عدم دونوں اعتبار سے انفصال کے ہونے یا نہ ہونے کو ظاہر کیا گیا ہو، موجب کی مثال، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ”انما ہدینا السبیل اما شاكر او اما کفور“ (سورۃ الدھر: ۳)، یعنی شاكر اور کفور دونوں جمع نہیں ہو سکتے اور نہ ہی دونوں معدوم ہو سکتے ہیں، بلکہ ایک ہوگا تو دوسرا نہیں ہوگا۔ اسی طرح دوسری مثال یہ ہے۔ ”کل موجود اما خالق او مخلوق“ وغیرہ۔ یعنی یہ دونوں ایک موجود میں جمع نہیں ہو سکتے اور نہ ہی دونوں معدوم ہو سکتے ہیں، بلکہ ایک ہوگا تو دوسرا نہیں ہوگا۔ سالبہ کی مثال ”لیس البتہ امان یكون الاصمعی محدثا و عالما بالفلک“ یعنی اصمعی محدث اور ماہر فلکیات دونوں ہو سکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اصمعی محدث اور ماہر فلکیات دونوں نہ ہوں۔ اسی طرح دوسری مثال یہ ہے۔ ”لیس البتہ امان یكون احد انسانا او رسولا“۔ یعنی دونوں میں وجود اور عدم کے اعتبار سے جدائی نہیں ہے بلکہ دونوں جمع بھی ہو سکتے ہیں اور دونوں معدوم بھی ہو سکتے ہیں۔

۲۔ مانعہ الجمع کی تعریف: وہ قضیہ منفصلہ ہے، جس کے مقدم اور تالی کے درمیان صرف وجود کے اعتبار سے انفصال کے ہونے یا نہ ہونے کو ظاہر کیا گیا ہو۔ موجب کی مثال ”ذلک الحيوان اما فرس و اما حمار“۔ یعنی دونوں ایک محل میں جمع نہیں ہو سکتے، البتہ دونوں معدوم ہو سکتے ہیں۔ سالبہ کی مثال ”لیس البتہ امان یكون الانسان غنيا او عالما“۔ یعنی یہ دونوں ضروری نہیں کہ انسان مال دار ہی ہو یا عالم ہی ہو، بلکہ دونوں جمع بھی ہو سکتے ہیں۔

۳۔ مانعہ الخلو کی تعریف: وہ شرطیہ منفصلہ ہے، جس کے مقدم اور تالی کے درمیان صرف عدم کے اعتبار سے انفصال کے ہونے یا نہ ہونے کو ظاہر کیا گیا ہو۔ موجب کی مثال ”مثل المجلس الصالح كحامل المسك امان یجذيك و امان تبتاع منه امان تجد منه ریحاً طيبة“ یعنی یہ سب بیک وقت جمع ہو سکتے ہیں، لیکن بیک وقت سب معدوم نہیں ہو سکتے، بلکہ ان میں سے کوئی ایک ضرور ہوگا۔ اسی طرح دوسری مثال یہ ہے۔ ”طعام الضیوف حلوا او صالح“۔ یعنی دونوں بیک وقت معدوم نہیں ہوں گے، بلکہ ایک ضرور موجود ہوگا۔ سالبہ کی مثال ”لیس البتہ ان نتکلم باللغة العربیة او الفارسیة“۔ یعنی یہ دونوں بیک وقت معدوم ہو سکتے ہیں، بلکہ ان دونوں زبانوں کے علاوہ کسی اور زبان میں گفتگو کریں۔

وجہ حصر: مقدم اور تالی کے درمیان انفصال ہوگا یا سلب انفصال ہوگا، اگر انفصال ہو تو پھر دیکھیں گے صدقاً کذباً (وجوداً و عدماً) معا ہوگا،

یا فقط صدقا (وجودا) ہوگا یا فقط کذبا (عدم) ہوگا، اگر صدقا کذبا معا ہو تو حقیقہ موجبہ، اگر فقط صدقا ہو تو مانعہ الجمع موجبہ اور اگر فقط کذبا ہو تو مانعہ الخلو موجبہ۔ اور اگر سلب انفصال ہو تو پھر دیکھیں گے صدقا کذبا معا ہوگا یا فقط صدقا ہوگا یا فقط کذبا ہوگا، اگر صدقا کذبا معا ہو تو حقیقہ سالبہ، اگر فقط صدقا ہو تو مانعہ الجمع سالبہ اور اگر فقط کذبا ہو تو مانعہ الخلو سالبہ۔

### قواعد

قاعدہ نمبر ۱: منفصلہ حقیقیہ میں مانعہ الجمع اور مانعہ الخلو دونوں ہوتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: منفصلہ حقیقیہ وہاں ہوگا جہاں مقدم اور تالی آپس میں ضدین ہوں، جیسے ”انسان اور لا انسان“ وغیرہ (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: قضیہ منفصلہ کی ترکیب کتنے اجزاء سے ہوتی ہے؟ اس میں منطقہ کا اختلاف ہے، بعض حضرات کے نزدیک منفصلہ حقیقیہ کے صرف دو اجزاء ہوتے ہیں، اس سے زائد نہیں ہو سکتے، البتہ مانعہ الجمع اور مانعہ الخلو کی دو سے زائد اجزاء سے بھی ترکیب ہو سکتی ہے، تاہم منطقہ کی ایک جماعت کا نقطہ نظریہ ہے کہ منفصلہ خواہ حقیقیہ ہو یا مانعہ الجمع ہو یا مانعہ الخلو ہو، ان میں سے کسی ایک کی ترکیب دو سے زائد اجزاء سے نہیں ہو سکتی ہے اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ منفصلہ خواہ حقیقیہ ہو یا مانعہ الجمع ہو یا مانعہ الخلو ہو، ہر ایک کی ترکیب دو سے زائد اجزاء سے ہو سکتی ہے، صاحب سلم نے دوسری مذہب کو رائج قرار دیا ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۴: منفصلہ حقیقیہ کی ترکیب ایک قضیہ اور اس کے نقیض یا مساوی نقیض سے ہوتی ہے، یعنی ایک طرف ایک قضیہ ہو اور دوسری طرف اس قضیہ کی نقیض ہو، جیسے ”هذا العدد اما زوج واما ليس زوج“ اور یا نقیض کے مساوی کوئی دوسرا قضیہ ہو، جیسے ”كل عدد اما زوج واما فرد“ وغیرہ (۴)۔

قاعدہ نمبر ۵: مانعہ الجمع کی ترکیب ایک قضیہ سے اور اس قضیہ کے نقیض سے جو قضیہ خاص ہو اس قسم کے دو قضیوں سے ہوتی ہے، یعنی جزء اول ایک قضیہ ہو اور دوسرا جزء اس قضیہ کی نقیض سے خاص کوئی دوسرا قضیہ ہو، جیسے ”هذا الشئى اما شجر واما حجر“ اس میں ”حجر“ جزء اول یعنی ”شجر“ کی نقیض ”لا شجر“ سے خاص ہے کیونکہ ”لا شجر“ حجر کے علاوہ پر بھی صادق آتا ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۶: مانعہ الخلو کی ترکیب ایک قضیہ اور اس کے نقیض سے جو قضیہ عام ہو اس قسم کے دو قضیوں سے ہوتی ہے یعنی جزء اول ایک قضیہ ہو اور دوسرا جزء اس قضیہ کی نقیض سے عام کوئی دوسرا قضیہ ہو (۶)۔

=====

(۱) علم المنطق: ۸۸۔

(۲) علم المنطق: ۸۸۔

(۳) سلم العلوم: ۱۷۳۔

(۴) سلم العلوم: ۱۷۳۔

(۵) ضیاء النجوم: ۱۷۷، اسعاد القہوم: ۹۳/۲۔

(۶) ضیاء النجوم: ۱۷۷، اسعاد القہوم: ۹۳/۲۔

## تمرین

درج ذیل امثلہ میں قضیہ منفصلہ کے اقسام کی تعیین کیجئے۔ نیز منطقی ترکیب کریں۔

زید إما عالم أو جاهل . العدد الصحيح إما أن يكون زوجاً أو فرداً . الانسان إما سعيد أو شقي . ليس هذا ان كان الليل موجودا فالشمس طالعة . إما أن يكون الجسم في الماء أو لا يغرق . زید إما أن يكون إماماً أو عاصياً لله . كل عدد اما زوج أو فرد . كل شيء لا يخلو إما أن يكون علة أو معلولاً . ليس البتة إما أن يكون الحيوان ناطقاً وإما أن يكون قابلاً للتعليم . ليس إما أن يكون الجسم غير أبيض أو غير أسود . ليس إما أن يكون الجسم أبيضاً وإما أن يكون أسوداً . هذا الشيء اما حجر أو شجر . الجسم إما أن يكون غير أبيض أو غير أسود . إما أن يكون زید نائماً او مستيقظاً . ليس إذا كان الانسان فاسقاً كان محبوباً الى الله . قد يكون إما أن يكون الانسان مستلقياً أو جالساً . إما أن يكون الجالس في الدار محمداً أو علياً . ليس البتة إما أن يكون الجسم على اليبس أو يغرق . ليس إما أن يكون الانسان مستلقياً او قاعداً . الانسان إما كافر أو مسلم . المصاب بالقتل إما أن يقتص أو يعفو أو يأخذ الدية .

## چند عمل شدہ مثالیں

❖..... زید إما عالم أو جاهل .

قضیہ شرطیہ منفصلہ حقیقیہ موجبہ۔

”زید“ موضوع..... ”إما“ ادات انفصال..... ”عالم“ محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سادجہ ثانیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ خارجیہ بتیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہو کر مقدم..... ”جاهل“ تالی..... مقدم با تالی قضیہ شرطیہ منفصلہ حقیقیہ موجبہ۔

❖..... ذلك الحيوان اما فرس و اما حمار .

قضیہ شرطیہ منفصلہ مانعہ الجمع موجبہ۔

”ذلك الحيوان“ مرکب تقيیدی موضوع..... ”إما“ ادات انفصال..... ”فرس“ محمول الخ..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ الخ..... ہو کر مقدم..... ”و“ ادات غیر زمانیہ..... ”إما“ ادات انفصال..... ”حمار“ تالی..... مقدم با تالی قضیہ شرطیہ منفصلہ مانعہ الجمع موجبہ۔

❖..... طعام الضيوف حلوا او صالح .

قضیہ شرطیہ منفصلہ مانعہ الخلو موجبہ۔

”طعام الضيوف“ مرکب غیر تقيیدی موضوع..... ”حلوا“ محمول الخ..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ الخ..... مقدم..... ”او“ ادات انفصال..... ”صالح“ تالی..... مقدم با تالی قضیہ شرطیہ منفصلہ مانعہ الخلو موجبہ۔



## فصل سیزدہم

### انفصال کی قوت اور ضعف کے اعتبار سے شرطیہ منفصلہ کی تقسیم

انفصال کی قوت اور ضعف کے اعتبار سے شرطیہ منفصلہ کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ عنادیہ ۲۔ اتفاقیہ

۱۔ عنادیہ کی تعریف: وہ شرطیہ منفصلہ ہے، جس کے مقدم اور تالی کے درمیان بتاؤں کی نسبت ہو، جیسے ”هذا الرجل امامنا“ واما کافر“۔

۲۔ اتفاقیہ کی تعریف: وہ شرطیہ منفصلہ ہے، جس کے مقدم اور تالی میں اتفاقا انفصال ہو، جیسے کوئی کہے ”طعامنا کل يوم اما السخبر او الارز“ (ہمارا روز کا کھانا روٹی ہے یا چاول ہے) روٹی اور چاول دونوں بیک وقت جمع ہو سکتے ہیں، مگر اتفاقی بات ہے کہ ایک چیز ہے دوسری نہیں۔

وجہ حصر: تنافی بین المتقدم والتالی لذاته ہوگا یا نہیں، اگر ہو تو منفصلہ عنادیہ اور اگر نہ ہو تو منفصلہ اتفاقیہ۔

## قواعد

قاعدہ: منفصلہ حقیقیہ، مانعہ الجمع اور مانعہ الخلو تینوں میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں، تو یہ کل چھ قسمیں بنتی ہیں، جو درج ذیل ہیں:-

- ۱۔ منفصلہ حقیقیہ عنادیہ، جیسے ”اما ان یکون هذا العدد زوجا او فردا۔“ ۲۔ منفصلہ حقیقیہ اتفاقیہ، جیسے ”هذا الانسان اما ان یکون الاسود او الکاتب۔“ ۳۔ منفصلہ مانعہ الجمع عنادیہ، جیسے ”اما ان یکون هذا الشئی حجر او شجر۔“ ۴۔ منفصلہ مانعہ الجمع اتفاقیہ، جیسے ”اما ان یکون هذا الانسان اسودا او کاتبا۔“ ۵۔ منفصلہ مانعہ الخلو عنادیہ، جیسے ”اما ان یکون زید فی البحر او ان لا یغرق۔“ ۶۔ منفصلہ مانعہ الخلو اتفاقیہ، جیسے ”اما ان یکون هذا الانسان اسودا ولا کاتبا۔“

## تمرین

درج ذیل امثلہ میں قضیہ منفصلہ کے اقسام کی تعیین کیجئے۔ نیز منطقی ترکیب کریں۔

کل موجود اما خالق او مخلوق۔ اُنتم إما أن تخلوا لنا أرضکم وإما أن نسیر إلیکم۔ اختر منی إحدى ثلاث: إما أن تسلم فیکون لك ما للمسلمین وعلیک ما علیهم وإما تؤدی الخراج وإما أن تلحق بالروم۔ زید إما سارق أو لص۔ إما أن تزيد فی السعر وإما أن ترفع من سوقنا۔ فمن مات منه فدیته إما قال فی بیت المال وإما قال علی عاقلۃ الإمام۔ خالد إما طالب العلم أو مسلم۔ اکتبوا هذا العلم فإنکم تنفعون به إما فی دنیاکم وإما فی آخرتکم۔ ولا یتمنی أحدکم الموت إما محسن فلعله یزداد خیرا وإما مسیء فلعله أن یتعذب۔ زید إما کاتب أو شاعر۔ اُنتم إما علماء أو جهلاء۔

إمّا أن يكون زيد نائمًا أو مستيقظًا . ليس إذا كان الانسان فاسقًا كان محبوبًا الى الله . قد يكون إمّا أن يكون الإنسان مستلقيًا أو جالسًا . إمّا أن يكون الجالس في الدار محمّدًا أو عليًا . ليس البتة إمّا أن يكون الجسم على اليبس أو يغرق . ليس إمّا أن يكون الإنسان مستلقيًا أو قاعدًا . الانسان إما كافر أو مسلم . المصاب بالقتل إمّا أن يقتص أو يعفو أو يأخذ الدية . حق المدعى عليه إمّا منع أو نقض أو معارضة . دائما الخصم إمّا مدعى أو مدعى عليه . ليس البتة إمّا أن يكون الكافر شكورا أو مطيعًا لله .

### چند حل شدہ مثالیں

❖..... کل موجود اما خالق او مخلوق .

قضیہ شرطیہ منفصلہ حقیقیہ عنادیہ موجبہ۔

”کل“ سور موجبہ کلیہ..... ”موجود“ موضوع..... ”إمّا“ ادات انفصال..... ”خالق“ محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثانیہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ خارجیہ بتیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہو کر مقدم..... ”أو“ ادات انفصال..... ”مخلوق“ تالی..... مقدم با تالی قضیہ شرطیہ منفصلہ حقیقیہ عنادیہ موجبہ۔

❖..... خالد إمّا طالب العلم أو مسلم .

قضیہ شرطیہ منفصلہ حقیقیہ اتقاقیہ وفاقیہ موجبہ۔

”خالد“ موضوع..... ”إمّا“ ادات انفصال..... ”طالب العلم“ مرکب تقيیدی محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثانیہ شخصیه مخصوصہ موجبہ خارجیہ بتیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہو کر مقدم..... ”أو“ ادات انفصال..... ”مخلوق“ تالی..... مقدم با تالی قضیہ شرطیہ منفصلہ حقیقیہ عنادیہ موجبہ۔

## فصل چار دہم

### قضیہ شرطیہ کی باعتبار مقدم کی تقسیم

قضیہ شرطیہ کی تین قسمیں ہیں:-

۱۔ تخصیص (مخصوصہ) ۲۔ محصورہ (مسورہ) ۳۔ مہملہ

وجہ مقرر: قضیہ شرطیہ میں تقادیر کی کمیت معلوم ہوگی یا نہیں اگر نہ ہو تو مہملہ، جیسے ”اذا اکان الشئی انسانا کان حیوانا“۔ اور اگر معلوم نہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں معین ہوں گے، یا غیر معین ہوں گے، اگر معین ہو تو شرطیہ تخصیص، جیسے ”ان جئنی الآن فاكرمك“۔ اور غیر معین ہوں تو محصورہ مسورہ، جیسے ”العدد اما زوج او فرد“۔

پھر شرطیہ محصورہ کی چار قسمیں ہیں:-

۱۔ موجبہ کلیہ ۲۔ موجبہ جزئیہ ۳۔ سالبہ کلیہ ۴۔ سالبہ جزئیہ

مذکورہ تمام اقسام متصلہ اور منفصلہ دونوں کو شامل ہیں تو یہ کل چودہ قسمیں بن جاتی ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ متصلہ تخصیص ۲۔ متصلہ محصورہ ۳۔ متصلہ مہملہ ۴۔ متصلہ موجبہ کلیہ ۵۔ متصلہ موجبہ جزئیہ ۶۔ متصلہ سالبہ کلیہ ۷۔ متصلہ سالبہ جزئیہ ۸۔ منفصلہ تخصیص ۹۔ منفصلہ محصورہ ۱۰۔ منفصلہ مہملہ ۱۱۔ منفصلہ موجبہ کلیہ ۱۲۔ منفصلہ موجبہ جزئیہ ۱۳۔ منفصلہ سالبہ کلیہ ۱۴۔ منفصلہ سالبہ جزئیہ۔

## فصل پانزدہم

### قضیہ شرطیہ کے اسوار کا بیان

شرطیہ متصلہ موجبہ کلیہ کا سور: ہر وہ لفظ جو عموم پر دال ہو، جیسے ”کلماء، مہماء، حیثماء، متی“ وغیرہ۔

شرطیہ متصلہ موجبہ جزئیہ کا سور: ہر وہ لفظ ہے، جو بعضیت پر دال ہو، جیسے ”قدیکون، اذاء، ربمایکون، ربمایکون اذاء،

قد کان، ربما کان، کان تارۃ، یکون تارۃ، تارۃ یکون“ وغیرہ۔

شرطیہ متصلہ سالبہ کلیہ کا سور: ہر وہ لفظ ہے، جو عموم سلب پر دال ہو، جیسے ”لیس البتۃ، لیس البتۃ اذاء“ وغیرہ۔

شرطیہ متصلہ سالبہ جزئیہ کا سور: ہر وہ لفظ ہے، جو بعضیت کی نفی پر دال ہو، جیسے ”قدلایکون اذاء، لیس کلماء“ وغیرہ۔

شرطیہ منفصلہ موجبہ کلیہ کا سور: ہر وہ لفظ ہے، جو عموم پر دال ہو جیسے ”دائماً اماء، خلوداً اماء، ابداً اماء“ وغیرہ۔

شرطیہ منفصلہ موجبہ جزئیہ کا سور: ہر وہ لفظ ہے، جو بعضیت پر دال ہو، جیسے ”قدیکون اماء، ربمایکون اماء، کثیر امایکون اماء“ وغیرہ۔

شرطیہ منفصلہ سالبہ کلیہ کا سور: ہر وہ لفظ ہے، جو عموم السلب پر دال ہو، جیسے ”لیس البتۃ اماء“ وغیرہ۔

شرطیہ متفصلہ سالبہ جزئیہ سور: ہر وہ لفظ ہے، جو بعضیت کی نفی پر دال ہو، جیسے ”لیس دائماً، قد لایکون اما“ وغیرہ۔

### قواعد

- قاعدہ نمبر ۱: قضیہ شرطیہ طبعیہ نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس میں حکم مقدم کے احوال پر ہوتا ہے نہ کہ طبعیت و ماہیت پر (۱)۔
- قاعدہ نمبر ۲: ادوات شرط کے دخول سے پہلے مقدم اور تالی مرکب تام کہلاتا ہے، لیکن ان کے دخول کے بعد مرکب ناقص بن جاتا ہے (۲)۔
- قاعدہ نمبر ۳: قضیہ شرطیہ میں تقادیر بمنزلہ افراد کے ہوتے ہیں (۳)۔
- قاعدہ نمبر ۴: قضیہ شرطیہ مہملہ قد مائیہ نہیں ہو سکتا (۴)۔
- قاعدہ نمبر ۵: قضایا شرطیہ کی صدق کا مناط اتصال اور انفصال ہے (۵)۔
- قاعدہ نمبر ۶: قضیہ شرطیہ کی تقسیم اقسام ثلاثہ کو باعتبار الاوضاع والاحوال ہے (۶)۔
- قاعدہ نمبر ۷: قضیہ شرطیہ میں اوضاع اور احوال کی کمیت نامعلوم ہونے کی صورت میں قضیہ شرطیہ مہملہ ہوگا (۷)۔
- قاعدہ نمبر ۸: قضیہ شرطیہ میں وضع حقیق ہونے کی صورت میں قضیہ شرطیہ تخصیص متصور ہوگا (۸)۔
- قاعدہ نمبر ۹: قضیہ شرطیہ میں اوضاع کی کمیت معلوم ہونے کی صورت میں قضیہ محصورہ ہوگا (۹)۔
- قاعدہ نمبر ۱۰: اگر حکم سب اوضاع و احوال کی بناء پر ہو تو قضیہ شرطیہ محصورہ کلیہ اور اگر بعض اوضاع کی بنیاد پر ہو تو قضیہ شرطیہ محصورہ جزئیہ ہوگا (۱۰)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: متفصلہ مہملہ کا سور ”اما“ اور ”او“ آتا ہے (۱۱)۔

=====

- (۱) سلم العلوم: ۱۶۷، حمد اللہ: ۱۱۶، شرح نظام المنطق: ۱۳۳۔
- (۲) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۷۸، حمد اللہ شرح سلم العلوم: ۱۱۹، شرح نظام المنطق: ۱۲۶۔
- (۳) قطبی: ۴۰۸، حمد اللہ: ۱۱۶، شرح نظام المنطق: ۱۳۳۔
- (۴) حمد اللہ: ۱۱۶۔
- (۵) شرح نظام المنطق: ۱۲۳۔
- (۶) قطبی: ۴۰۷۔
- (۷) شرح نظام المنطق: ۱۳۳، قطبی: ۴۰۷۔
- (۸) قطبی: ۴۰۸، شرح نظام المنطق: ۱۳۳۔
- (۹) قطبی: ۴۰۸، شرح نظام المنطق: ۱۳۳۔
- (۱۰) قطبی: ۴۰۸۔
- (۱۱) قطبی: ۴۱۰۔

قاعدہ نمبر ۱۲: مناطقہ ”اما“ اور ”او“ کو ادوات تردید اور ادوات انفصال بھی کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۳: متصلہ مہملہ کا سور ”ان، لو، اذ“ آتا ہے (۲)۔

## تمرین

مندرجہ ذیل قضایا میں تشبیہ، محصورہ اور مہملہ کی تعیین کیجئے، نیز منطقی ترکیب کریں۔

لَوْ كَانَ هَؤُلَاءِ آلِهَةً مَا وَرَدُّوهَا. لَوْ أَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَرَأَيْنَاهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ. لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ. وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ. كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا. مَهْمَا تَأْتِيَا بِهِ مِنْ آيَةٍ لِتَسْحَرْنَا بِهَا. كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ. فَإِنِّي مَهْمَا أَسْبَقُكُمْ بِهِ إِذَا رَكَعْتَ فَإِنَّكُمْ تَدْرِكُونِي بِهِ إِذَا رَفَعْتَ. وَمَهْمَا أَسْبَقُكُمْ بِهِ إِذَا سَجَدْتَ فَإِنَّكُمْ تَدْرِكُونِي بِهِ إِذَا رَفَعْتَ. كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا. كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا. إِذَا أَمْطَرَتِ السَّمَاءُ الْيَوْمَ فَلَا أَخْرَجَ مِنَ الدَّارِ. لَيْسَ إِذَا كَانَ الْإِنْسَانُ فَاسِقًا كَانَ مَحْبُوبًا. مَهْمَا أَوْتَيْتُمْ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَالْعَمَلُ بِهِ لَا عَذْرَ لِأَحَدٍ فِي تَرْكِهِ. مَهْمَا يَنْزِلُ بَعْدَ مُؤْمِنٍ مِنْ شَيْءٍ يَجْعَلِ اللَّهُ بَعْدَهَا فَرْجًا. مَهْمَا أَنْفَقْتَ مِنْ نَفَقَةٍ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ حَتَّى اللَّقْمَةُ تَرْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِكَ. مَتَى اشْتَكَى الْجَسَدُ اشْتَكَى الرَّأْسَ. وَمَتَى اشْتَكَى الرَّأْسُ اشْتَكَى سَائِرَ الْجَسَدِ. قَدْ يَكُونُ فِي الرَّجُلِ عَشْرَةُ أَخْلَاقٍ تِسْعَةٌ صَالِحَةٌ وَوَاحِدٌ سَيِّئٌ، فَيُفْسِدُ التَّسْعَةَ الصَّالِحَةَ ذَلِكَ السَّيِّئُ. لَيْسَ الْبَتَّةُ كُلَّمَا كَانَ الْحَيَوَانُ ذَا جَنَاحَيْنِ فَهُوَ يَطِيرُ فِي الْجَوِّ. لَيْسَ الْبَتَّةُ إِذَا كَانَ الْعَدَدُ فَرْدًا فَهُوَ قَابِلٌ لِلْقِسْمِ إِلَى مُتَسَاوِينَ مِنْ غَيْرِ كَسْرٍ. لَيْسَ الْبَتَّةُ مَتَى كَانَ الْإِنْسَانُ مَقْطُوعَ الْيَدَيْنِ فَهُوَ غَيْرُ كَاتِبٍ. قَدْ يَكُونُ الْبَعِيرُ خَيْرًا مِنَ الْبَعِيرِينَ. لَيْسَ الْبَتَّةُ كُلَّمَا كَانَ الْحَيَوَانُ ذَا جَنَاحَيْنِ فَهُوَ يَطِيرُ فِي الْجَوِّ. لَيْسَ الْبَتَّةُ إِذَا كَانَ الْعَدَدُ فَرْدًا فَهُوَ قَابِلٌ لِلْقِسْمِ إِلَى مُتَسَاوِينَ مِنْ غَيْرِ كَسْرٍ. لَيْسَ الْبَتَّةُ مَتَى كَانَ الْإِنْسَانُ مَقْطُوعَ الْيَدَيْنِ فَهُوَ غَيْرُ كَاتِبٍ.

(۱) ضوابط المعرّض: ۹۷.

(۲) قطبی: ۴۱۰.

## قضیہ شرطیہ کے منطقی تراکیب

﴿..... مَنْ يُطِيعَ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ.

قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین۔

”مَنْ“ ادات اتصال..... ”يُطِيعَ“ محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... اس میں ”هو“ ضمیر موضوع..... ”الرَّسُولَ“ متعلق محمول..... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین حقیقیہ خارجیہ بیتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہو کر مقدم۔

”فَ“ ادات اتصال..... ”قَدْ“ ادات غیر زمانیہ..... ”أَطَاعَ“ محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... اس میں ”هو“ ضمیر موضوع..... ”اللَّهُ“ متعلق محمول..... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین حقیقیہ خارجیہ بیتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہو کر تالی..... مقدم با تالی قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین۔

بالفاظ دیگر:

﴿..... مَنْ يُطِيعَ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ.

قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین۔

”مَنْ“ ادات اتصال..... ”يُطِيعَ“ مقید..... ”ال“ جزء اول..... ”رَسُولَ“ جزء ثانی..... جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقيیدی ہو کر قید..... مقید با قید مرکب تقيیدی ہو کر محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... اس میں ”هو“ ضمیر موضوع..... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین حقیقیہ خارجیہ بیتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہو کر مقدم۔

”فَ“ ادات اتصال..... ”قَدْ“ ادات غیر زمانیہ..... ”أَطَاعَ“ مقید..... ”ال“ جزء اول..... ”اللَّهُ“ جزء ثانی..... جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقيیدی ہو کر قید..... مقید با قید مرکب تقيیدی ہو کر محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... اس میں ”هو“ ضمیر موضوع..... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین حقیقیہ خارجیہ بیتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہو کر تالی..... مقدم با تالی قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین۔

﴿.....إِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ﴾.

قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین۔

”إِنْ“ ادات اتصال..... ”تَشْكُرُ“ محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... اس میں ”أَنْتَ“ ضمیر موضوع..... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین حقیقیہ خارجیہ بقیہ عدمیہ مصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہو کر مقدم۔

”يَرْضُ“ محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... اس میں ”هُوَ“ ضمیر موضوع..... ”هُوَ“ ضمیر متعلق اول محمول..... ”لَكُمْ“ مرکب غیر تقيیدی متعلق ثانی محمول..... موضوع اپنے محمول اور متعلقات محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین حقیقیہ خارجیہ بقیہ عدمیہ مصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہو کر تالی..... مقدم باتالی قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین۔

بالفاظ دیگر:

﴿.....إِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ﴾.

قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین۔

”إِنْ“ ادات اتصال..... ”تَشْكُرُ“ محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... ”وَإِذَا“ ضمیر موضوع..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین حقیقیہ خارجیہ بقیہ عدمیہ مصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہو کر ہو کر مقدم۔

”يَرْضُ“ مقید ”هُوَ“ ضمیر قید اول..... ”لَكُمْ“ جزء اول..... ”كَمْ“ ضمیر جزء ثانی..... جزء اول با جزء ثانی مرکب غیر تقيیدی ہو کر قید ثانی، مقید اپنی دونوں قیدوں سے مل کر محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... اس میں ”هُوَ“ ضمیر مستتر موضوع..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین حقیقیہ خارجیہ بقیہ عدمیہ مصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہو کر تالی..... مقدم باتالی قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین۔

## فصل شانزدہم: تناقض کا بیان

تناقض کی تعریف: تناقض کا لغوی معنی ہے: دو چیزوں کا آپس میں ایک دوسرے کا ضد ہونا اور مخالف ہونا ہے اور اصطلاحی تعریف یہ ہے: ”هو اختلاف القضيتين بالايجاب والسلب بحيث يقتضى لذاته صدق احدهما كذب الأخرى أو بالعكس.“ یعنی دو قضیوں کا آپس میں کم اور کیف کے اعتبار سے اس طرح ہونا کہ ایک کا صدق دوسرے کے کذب کو مستلزم ہو، جیسے ”کل بدعة ضلالة.“ و بعض البدعة ليس بضلالة۔

قضایا شخصہ میں تناقض کے تحقق کے لیے آٹھ شرائط ہیں، جنہیں وحدات ثمانیہ کہتے ہیں، جو درج ذیل شعر میں مذکور ہیں۔

در تناقض ہشت وحدت شرط داں      وحدت موضوع و محمول و مکاں  
وحدت شرط و اضافت و جزء و کل      قوت و فعل است در آخر زماں

### وحدات ثمانية کی توضیح:

- ۱۔ وحدت موضوع: دونوں قضیوں کا موضوع ایک ہو، اگر موضوع ایک نہ ہو تو تناقض نہیں ہوگا، جیسے احمد کھڑا ہے، احمد کھڑا نہیں ہے، ان دو قضیوں میں تناقض ہے اور احمد کھڑا ہے حماد کھڑا نہیں ہے، ان دونوں میں تناقض نہیں۔
- ۲۔ وحدت محمول: دونوں قضیوں کا محمول ایک ہو، جیسے احمد پڑھ رہا ہے، احمد نہیں پڑھ رہا ہے، اگر محمول ایک نہ ہو تو تناقض نہیں ہوگا، جیسے احمد پڑھ رہا ہے احمد سو نہیں رہا ہے، ان دونوں میں کوئی تناقض نہیں۔
- ۳۔ وحدت مکان: دونوں قضیوں میں مکان ایک ہو، جیسے احمد مسجد میں ہے احمد مسجد میں نہیں ہے، اگر مکان ایک نہ ہو تو تناقض نہیں ہوگا، جیسے احمد مسجد میں ہے احمد گھر میں نہیں ہے، ان دونوں میں کوئی تناقض نہیں۔
- ۴۔ وحدت زماں: دونوں قضیوں میں زمانہ ایک ہو، جیسے احمد نے دن میں لکھا ہے احمد نے دن میں نہیں لکھا ہے، اگر زمانہ ایک نہ ہو تو تناقض نہیں ہوگا، جیسے احمد نے دن میں لکھا ہے احمد نے رات میں نہیں لکھا ہے، ان دونوں میں کوئی تناقض نہیں۔
- ۵۔ وحدت قوت و فعل: قوت کا معنی صلاحیت ہے، یعنی اگر ایک قضیہ میں یہ بات ثابت کی گئی ہو کہ موضوع میں محمول کے ثابت ہونے

=====

(۱) چونکہ تناقض اور عکس بھی بحث قضایا کے لواحقات و احکام سے ہیں اور قیاسات و دلائل میں بسا اوقات ان کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے معرفت قضایا کے بعد تناقض اور عکس سے بحث کی جاتی ہے اور چونکہ بحث عکس میں بھی اکثر تناقض سے کام لینا پڑتا ہے۔ اس لیے تناقض کی بحث عکس سے مقدم کی جاتی ہے۔ عدالتوں میں وکلاء اور مدارس میں طلباء آپس کی بحث و مباحث میں زیادہ تر اسی تناقض سے کام سے لیتے ہیں، یعنی ہر ایک اپنے دعوے کے ثبوت کے لیے اکثر ایسا قول پیش کرتا ہے جو مقابل کے قول کو توڑتا ہو۔ (معین المنطق: ۹۸)



کی صلاحیت ہے تو دوسرے قضیہ میں اس صلاحیت کی نفی ہو۔ اور فعل کا معنی بروقت موجود ہونا ہے، یعنی اگر ایک قضیہ میں محمول بروقت ثابت ہو تو دوسرے قضیہ میں بروقت ثابت ہونے کی نفی کی گئی ہو، جیسے شیرہ انگور کے متعلق کہا جائے کہ یہ بالقوۃ مسکر ہے، یعنی شراب بن کر اس میں نشہ لانے کی صلاحیت ہے اور یہ بالقوۃ مسکر نہیں ہے، ان دونوں میں تناقض ہے۔ اور اگر دونوں قضیے قوت و فعل میں مختلف ہوں تو تناقض نہیں ہوگا جیسے شیرہ انگور بالقوۃ مسکر ہے، شیرہ انگور بالفعل مسکر نہیں۔ ان دونوں میں کوئی تناقض نہیں۔

۶۔ وحدت شرط: دونوں قضیوں میں شرط ایک ہو، جیسے اگر اللہ کی نافرمانی کرو گے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا، اگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرو گے تو اللہ تعالیٰ ناراض نہیں ہوگا، ان دونوں قضیوں میں تناقض ہے۔ اور اگر شرط میں اتفاق نہ ہو تو تناقض نہیں ہوگا، جیسے اگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرو گے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا، اگر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ ناراض نہیں ہوگا۔ ان دونوں میں کوئی تناقض نہیں۔

۷۔ وحدت جزء وکل: اگر ایک قضیہ میں محمول پورے موضوع کے لیے ثابت کیا گیا ہے تو دوسرے قضیہ میں بھی پورے ہی موضوع سے محمول کی نفی کی گئی ہو، اور اگر ایک قضیہ میں موضوع کے جزء خاص کے لیے محمول کو ثابت کیا گیا ہو تو دوسرے قضیہ میں بھی محمول کی اسی جزء خاص سے نفی کی گئی ہو، جیسے آج میرے جسم میں درد ہے، آج میرے جسم میں درد نہیں ہے۔ اگر ان دونوں قضیوں کے موضوع سے پورا جسم یا دونوں میں جسم کو کوئی ایک جزء خاص مثلاً سر مراد ہو تو تناقض ہوگا۔ اور اگر پہلے قضیہ کے موضوع سے کوئی جزء خاص مثلاً سر اور دوسرے قضیہ میں کل مراد ہو تو تناقض نہیں ہوگا۔

۸۔ وحدت اضافت: اگر ایک قضیہ میں محمول کی نسبت جس چیز کی طرف ہو تو اسی چیز کی طرف دوسرے قضیہ میں ہو، جیسے یہ آم کا اچار ہے یہ آم کا اچار نہیں۔ ان دونوں قضیوں میں تناقض ہے۔ اگر نسبت ایک نہ ہو تو تناقض نہیں ہوگا، جیسے یہ آم کا اچار ہے یہ لیمو کا اچار نہیں ہے۔ ان دو قضیوں میں کوئی تناقض نہیں۔

فائدہ: واضح رہے کہ محصورات میں تناقض کے تحقق کے لیے اختلاف فی الکلیف (ایجاب و سلب) کیساتھ ساتھ اختلاف فی الکلم (کلیہ، جزئیہ) بھی ضروری ہے، لہذا موجبہ کلیہ کی نفی سلبہ جزئیہ اور سلبہ کلیہ کی نفی موجبہ جزئیہ آتی ہے۔ اور شرطیات میں تناقض کے متحقق ہونے کے لیے اختلاف فی الکلیف والکلم ضروری ہے۔ اور موجہات میں اختلاف فی الکلیف اور اختلاف فی الکلم کیساتھ ساتھ اختلاف فی الحجۃ بھی ضروری ہے۔

### قواعد

قاعدہ نمبر ۱: ہر شے کے سلب کو نفیض کہتے ہیں جیسے جاندار کی نفیض غیر جاندار اور عالم کی نفیض غیر عالم ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: جن دو قضیوں میں تناقض ہو اسے متناقضین کہتے ہیں (۲)۔

=====

(۱) توضیح المنطق: ۴۵، سلم العلوم: ۵۵-۵۶۔ (۲) توضیح المنطق: ۴۵۔

قاعدہ نمبر ۳: موجبہ جزئیہ اور سالبہ جزئیہ میں تناقض متحقق نہیں ہو سکتا، کیونکہ یہ دونوں صادق ہو سکتے ہیں، جیسے ”بعض الحيوان انسان“ اور ”بعض الحيوان ليس بانسان“ وغیرہ۔ ☆

قاعدہ نمبر ۴: موجبہ کلیہ اور سالبہ کلیہ میں تناقض نہیں ہو سکتا، کیونکہ یہ دونوں کاذب ہو سکتے، جیسے ”کل حيوان انسان“ اور ”لا شئ من الحيوان بانسان“ وغیرہ (۱)۔

قاعدہ نمبر ۵: تناقض میں ایجاب اور سلب دونوں کے مورد کا ایک ہونا ضروری ہے، یعنی جس پر ایجاب وارد ہو تو اسی پر سلب بھی وارد ہو، اگر مورد ایک نہ ہو تو تناقض متحقق نہ ہوگا، جیسے ”بعض الحيوان انسان“ اور ”بعض الحيوان ليس بانسان“ یہاں ”بعض حيوان“ جس کے لیے انسان ثابت ہے وہ اور ہے اور جس سے انسان کا سلب ہے وہ اور حیوان ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۶: تناقض میں دونوں قضیوں کا نسبت حکمیہ ایک ہونا ضروری ہے، یعنی جس نسبت پر ایجاب وارد ہو تو سلب بھی اسی نسبت پر وارد ہو (۳)۔

قاعدہ نمبر ۷: امام فارابی نے وحدات ثمانیہ کو صرف وحدت نسبت میں مندرج کر دیا ہے، کیونکہ نسبت حکمیہ دونوں قضیوں میں اس وقت ایک رہ سکتی ہے جب ان آٹھ امور میں اتحاد ہو، اگر ان میں سے کسی ایک میں اختلاف ہوگا، تو وہ درحقیقت نسبت کا اختلاف ہوگا (۴)۔

قاعدہ نمبر ۸: متاخرین منطقہ نے وحدات ثمانیہ کو وحدت موضوع اور وحدت محمول میں مندرج کیا ہے، یعنی وحدت شرط اور وحدت کل و جزء کو موضوع میں داخل کیا ہے، اور کہا کہ جہاں شرط یا جزء وکل میں اختلاف ہو تو وہ درحقیقت موضوع کا اختلاف ہوتا ہے اور ان دو وحدات کے باقی کو وحدت محمول میں داخل کیا ہے، اور کہا کہ جن مثالوں میں زمان یا مکان یا قوت و فعل وغیرہ کا اختلاف نظر آتا ہے، درحقیقت ان میں محمول ہر ایک مختلف ہوتا ہے (۵)۔ ☆☆

قاعدہ نمبر ۹: تناقض ہر قسم کے قضایا (شخصیہ، موجبہ کلیہ، موجبہ جزئیہ، سالبہ کلیہ، سالبہ جزئیہ) میں متحقق ہو سکتا ہے (۶)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: قضیہ شخصیہ موجبہ کی نفیض شخصیہ سالبہ ہوگی جیسے ”محمد رسول الله“ کی نفیض کفار کہہ کا یہ قول ہے۔ ”لَسْتُ مُرْسَلًا“۔ (۷)

قاعدہ نمبر ۱۱: شخصیہ سالبہ کی نفیض شخصیہ موجبہ ہوگی جیسے ”الله ليس له شريك“ کی نفیض ”الله له شريك“ ہے (۸)۔

=====

☆ اسعاد الفہوم: ۱۰۱/۱۔ (۱) اسعاد الفہوم: ۱۰۱/۲۔ (۲) سلم العلوم: ۱۷۷۔ اسعاد الفہوم: ۱۰۱/۲۔

(۳) سلم العلوم: ۱۷۷۔ (۴) اسعاد الفہوم: ۱۰۲/۲۔ (۵) اسعاد الفہوم: ۱۰۲/۲۔

(۶) تفہیم المنطق: ۱۷۶۔ (۷) ضوابط المعرفة: ۱۵۷۔ تفہیم المنطق: ۱۷۷۔ (۸) تفہیم المنطق: ۱۷۶۔

☆☆ تناقض کی معرفت کا عام اور آسان طریقہ یہ ہے کہ جس شئی کی نفیض مطلوب ہو اس پر حرف سلب داخل کرو۔ بس اسی کو اس شئی کی نفیض سمجھو۔ یہی وہ مختصر تعریف ہے جو اس فن میں ”نفیض کل شئی رفع“ سے مشہور ہے اور تمام مفردات و مرکبات میں جاری ہو سکتی ہے، مگر یہاں جو تناقض زیر بحث ہے وہ صرف تناقض قضایا ہے۔

قاعدہ نمبر ۱۲: قضایا شخصہ میں صرف کیف (ایجاب و سلب) کی تبدیلی سے قضیہ کی نفیض متحقق ہو جاتی ہے، تاہم موضوع و محمول دیگر قیود اپنی جگہ پر قائم رہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۳: تناقض میں موضوع اور محمول دونوں کا متحد اللفظ، متحد المعنی اور مصداق کے اعتبار سے ایک ہونا ضروری ہے، ورنہ تناقض متحقق نہیں ہوگا (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۴: قضیہ مہملہ موجبہ کی نفیض سالبہ کلیہ آتی ہے جیسے ”الانسان عالم“ کی نفیض ”لا شئی من الانسان بعالم“ آتی ہے، کیونکہ مہملہ موجبہ جزئیہ کی قوت میں ہوتا ہے جس کی نفیض سالبہ کلیہ آتی ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۱۵: مہملہ سالبہ کی نفیض موجبہ کلیہ آتی ہے جیسے ”الانسان لیس بکاتب“ کی نفیض ”کل انسان کاتب“ آتی ہے کیونکہ مہملہ سالبہ سالبہ جزئیہ کی قوت میں ہوتی ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۱۶: قضایا شرطیہ میں تناقض کے تحقق کے لیے وحدات ثنائیہ کیساتھ اتحادی الجنس، اتحادی النوع اور اختلاف فی الکلیف والکلم بھی شرط ہے، اتحادی الجنس سے مراد یہ ہے کہ دونوں متصلہ ہوں یا دونوں منفصلہ ہوں۔ اور اتحادی النوع کا معنی یہ ہے کہ دونوں قضیہ لزومیہ ہوں یا دونوں اتفاقیہ ہوں، اسی طرح دونوں حقیقیہ ہوں یا مانتہ الجمع ہوں یا مانتہ الحلو ہوں۔ اور اختلاف فی الکلیف کا مطلب یہ ہے کہ ایجاب و سلب میں مختلف ہوں کہ اگر ایک موجبہ ہو تو دوسرا سالبہ ہو، اگر ایک سالبہ ہو تو دوسرا موجبہ ہو (۵)۔

قاعدہ نمبر ۱۷: اجتماع نقیضین بھی محال ہے اور ارتقاغ نقیضین بھی محال ہے (۶)۔

قاعدہ نمبر ۱۸: اگر قضیہ موجبہ ہو تو اس میں جہت کا اختلاف بھی ضروری ہوگا (۷)۔

قاعدہ نمبر ۱۹: اگر دونوں قضیہ موجبہ ہوں یا دونوں سالبہ ہوں یا دونوں کلیہ ہوں یا دونوں جزئیہ ہوں تو ان میں تناقض نہیں پایا جائے گا (۸)۔

قاعدہ نمبر ۲۰: تناقض یہ ہے کہ دو قضیوں کا آپس میں صرف کم، کیف، جہت کے اعتبار سے اس طرح مختلف ہونا کہ ان میں سے ہر ایک

کا صدق دوسرے کے کذب کو مستلزم ہو۔ گویا تناقض قضیوں میں اگر کم، کیف، جہت کے اختلاف سے قطع نظر کیا جائے تو باقی اجزاء کے

اعتبار سے محض ایک قضیہ کی تکرار نظر آتی ہے، جیسے زید عالم ہے، زید عالم نہیں۔ یا ہر انسان حیوان ہے، بعض انسان بالامکان العام حیوان

نہیں۔ اس اختلاف کو تناقض اور ان میں ہر قضیہ کو دوسرے کی نسبت نفیض اور آپس میں ہر دو متناقضین کہلاتے ہیں۔ (۹)

قاعدہ نمبر ۲۱: تناقض کے تحقق کے لیے اتحادی الجمیل بھی ضروری ہے، یعنی اگر ایک قضیہ میں حمل اولی ہو اور دوسرے میں حمل شائع متعارف ہو تو تناقض متحقق نہیں ہوگا (۹)۔

=====

(۱) تفہیم المنطق: ۱۷۶۔ (۲) تفہیم المنطق: ۱۸۰۔ (۳) ضوابط المعرفۃ: ۱۶۲۔ (۴) ضوابط المعرفۃ: ۱۶۲۔

(۵) قطبی: ۴۳۰۔ (۶) الرشیدیہ: ۳۹، کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۱۳۳۰۔ (۷) تفہیم المنطق: ۱۸۴۔

(۸) تفہیم المنطق: ۱۸۴۔ (۹) معین المنطق: ۹۸۔ (۱) دورس المنطق: ۸۲، حمد اللہ: ۵۳، سلم العلوم: ۱۳۷۔

## تمرین

درج ذیل قضایا کی تہیں بتاؤ۔

اللہ ليس له شريك. لست مرسلًا. لاتأتينا الساعة. خالد أكبر من سعيد أي عمرا. أنا آكل اللحم أي لحوم الغنم. الحمد لله. ما سمعنا. العلم نافع. الجهل ليس بنافع. الإنسان ضاحك. الإنسان لا يمشي على أربعة أرجل. الطالب ناجح آخر السنة. الشمس مشرقة أي في النهار. الإنسان لا يخاف أي في النهار. الجو بارد أي على الجبل. ليس البتة ان كان الليل موجودا فالشمس طالعة. دائما العدد الصحيح إما أن يكون زوجاً أو فرداً. الأربعة نصف أي بالإضافة إلى الثمانية. العالم متغير. ليس البتة إما أن يكون الجسم غير أبيض أو غير أسود. الكوكب مخصب أي بعضه. كل طفل مجتهد أي بالقوة. زيد ليس بميت أي بالفعل. الجزئي جزئي. كل مسلم مؤمن. خلوداً إما أن يكون الجسم في الماء أو لا يغرق. كل من عليها فان. بعض المسلم ليس بمؤمن. بعض من عليها ليس بفان. زيد إما عالم أو جاهل. كل نفس بما كسبت رهينة. بعض النفوس بما كسبت ليست برهينة. بعض الناس أتقياء. بعض الطير أسود. لا شيء من الناس بأتقياء. أحمد إما شاعر أو كاتب. لا شيء من العلوم بمفيد. لا شيء من الطير بأسود. بعض العلوم مفيدة. إن كان أبو بكر أبا لعائشة فعائشة بنته. الإنسان إما سعيد أو شقي. ليس البتة ان كان الليل موجودا فالشمس طالعة. إما أن يكون إماماً أو عاصياً لله. كل عدد اما زوج أو فرد. كل شيء لا يخلو إما أن يكون علّة أو معلولاً. ليس البتة إما أن يكون الحيوان ناطقاً وإما أن يكون قابلاً للتعليم.

چند حل شدہ مثالیں:

❖ ..... اصل قضیہ (شخصیہ موجبہ): ”زید عالم“ قضیہ حملیہ متعارفہ ساوجبہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر متغیرہ غیر معدولہ۔ نقیض قضیہ (شخصیہ سالبہ): ”زید ليس بعالم“۔ قضیہ حملیہ متعارفہ ساوجبہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ سالبہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر متغیرہ غیر معدولہ۔

❖ ..... اصل قضیہ (مہملہ موجبہ): ”العلم نافع“۔ قضیہ حملیہ متعارفہ ساوجبہ ثنائیہ مہملہ موجبہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر متغیرہ غیر معدولہ۔ نقیض قضیہ (سالبہ کلیہ): ”لا شئ من العلم بنافع“۔ قضیہ حملیہ متعارفہ ساوجبہ ثنائیہ محصورہ سالبہ کلیہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر منخرطہ محصلہ غیر متغیرہ غیر معدولہ۔

❖ ..... اصل قضیہ (موجبہ کلیہ): ”كل بدعة ضلالة“۔ قضیہ حملیہ متعارفہ ساوجبہ ثنائیہ محصورہ موجبہ کلیہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر متغیرہ غیر معدولہ۔ نقیض قضیہ (سالبہ جزئیہ): ”بعض البدعة ليس بضلالة“۔ قضیہ حملیہ متعارفہ ساوجبہ ثنائیہ محصورہ سالبہ جزئیہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر منخرطہ محصلہ غیر متغیرہ غیر معدولہ۔

## فصل ہفدہم

### قضایا کے درمیان تقابل کا بیان

ایک قضیہ موجبہ یا سالبہ کے بالمقابل ایک دوسرا قضیہ بنایا جاسکتا ہے، جو کیف (ایجاب و سلب) یا کم (کلیت و جزئیت) میں اس کے مخالف ہو، اگر عقلاً ایک قضیہ موجبہ ہے تو اس کا تقابل قضیہ سالبہ سے ہوگا، اسی طرح اگر ایک قضیہ سالبہ ہے تو اس کا تقابل قضیہ موجبہ سے ہوگا، اگر ایک قضیہ کلیہ ہے، تو اس کا تقابل جزئیہ سے ہوگا اور اگر ایک قضیہ جزئیہ ہے، تو اس کا تقابل کلیہ سے ہوگا، تاہم ان تمام قضایا میں موضوع اور محمول شرائط و قیود کیساتھ اپنی جگہ پر رہیں گے۔ مثال کے طور پر ”ابلیس مخلوق موجود“ ایک قضیہ شخصہ موجبہ ہے، تو اس کے مقابلہ میں ”لیس ابلیس مخلوق موجوداً“ قضیہ شخصہ سالبہ آئے گا۔ ان دو قضیوں میں سے اگر ایک قضیہ سچا ہے تو دوسرا جھوٹا ہے، اسی طرح اگر دوسرا قضیہ سچا ہے تو پہلا قضیہ جھوٹا ہوگا۔

۱۔ ایک قضیہ موجبہ کلیہ (کل انسان حیوان) کے تقابل میں تین طرح کے قضایا پیش کیے جاسکتے ہیں۔

۱۔ سالبہ کلیہ، جیسے ”لا شئی من الانسان حیوان“ ۲۔ موجبہ جزئیہ، جیسے ”بعض الانسان حیوان“

۳۔ سالبہ جزئیہ، جیسے ”بعض الانسان لیس بحیوان“۔

۲۔ سالبہ کلیہ (لا شئی من الانسان بفرس) کے مقابلہ میں تین طرح کے قضایا ہو سکتے ہیں۔

۱۔ موجبہ کلیہ، جیسے ”کل انسان فرس“ ۲۔ موجبہ جزئیہ، جیسے ”بعض الانسان فرس“

۳۔ سالبہ جزئیہ، جیسے ”بعض الانسان لیس بفرس“۔

۳۔ موجبہ جزئیہ (بعض الانسان کاتب) کے مقابلہ میں تین قسم کے قضایا ہو سکتے ہیں۔

۱۔ موجبہ کلیہ، جیسے ”کل انسان کاتب“ ۲۔ سالبہ کلیہ، جیسے ”لا شئی من الانسان بکاتب“

۳۔ سالبہ جزئیہ، جیسے ”بعض الانسان لیس بکاتب“۔

۴۔ سالبہ جزئیہ (بعض العرب لیس بمسلمین) کے مقابلہ میں تین قسم کے قضایا ہو سکتے ہیں۔

۱۔ موجبہ کلیہ، جیسے ”کل العرب مسلمون“ ۲۔ سالبہ کلیہ، جیسے ”کل العرب لیسوا بمسلمین“۔

۳۔ موجبہ جزئیہ، جیسے ”بعض العرب مسلمون“۔ (۱)

=====

(۱) ضوابط المعرفہ: ۱۵۳-۱۵۵، تفہیم المنطق: ۱۷۳-۱۷۴۔

## تمرین

مندرجہ ذیل قضایا کے مقابلات ذکر کریں؟

محمد ﷺ رسول اللہ . دائماً العدد الصحيح إما أن يكون زوجاً أو فرداً . الأربعة نصف . العالم متغير . ليس البتة إما أن يكون الجسم غير أبيض أو غير أسود . الكويت مخصب . كل طفل مجتهد . العالم حادث . زيد ليس بميت . الجزئي جزئي . كل مسلم مؤمن . خلوداً إما أن يكون الجسم في الماء أو لا يغرق . كل من عليها فان . بعض المسلم ليس بمؤمن . بعض من عليها ليس بفان . زيد إما عالم أو جاهل . كل كافر ظالم . كل نفس بما كسبت رهينة . تحفة المومن الموت . بعض النفوس بما كسبت ليست برهينة . بعض الناس أتقياء . بعض الطير أسود . لا شيء من الناس بأتقياء . أحمد إما شاعر أو كاتب . لا شيء من العلوم بمفيد . لا كل مشرك ظالم . شيء من الطير بأسود . بعض العلوم مفيدة . بعض الظالم كافر . إن كان أبو بكر أبا لعائشة فعائشة بنته . لا شيء من الكافر بمسلم . بعض الظالم مشرك .

چند عمل شدہ مثالیں:

❖ ..... كل مسلم مؤمن .

قضیہ موجبہ کلیہ: اس کے مقابلے میں تین طرح کے قضایا آتے ہیں:-

۱- سالبہ کلیہ، جیسے ”لا شيء من المسلم بمومن“ . ۲- موجبہ جزئیہ، جیسے ”بعض المسلم مومن“ .

۳- سالبہ جزئیہ، جیسے ”بعض المسلم ليس بمومن“ .

❖ ..... لا شيء من العلوم بمفيدة .

قضیہ سالبہ کلیہ: اس کے مقابلے میں تین طرح کے قضایا آتے ہیں:-

۱- موجبہ کلیہ، جیسے ”العلوم مفيدة“ . ۲- موجبہ جزئیہ، جیسے ”بعض العلوم مفيدة“ .

۳- سالبہ جزئیہ، جیسے ”بعض العلوم ليس بمفيدة“ .

❖ ..... بعض الظالم كافر :

قضیہ موجبہ جزئیہ: اس کے مقابلے میں تین قسم کے قضایا آسکتے ہیں:-

۱- موجبہ کلیہ، جیسے ”كل ظالم كافر“ . ۲- سالبہ کلیہ، جیسے ”لا شيء من الظالم بكافر“ .

۳- سالبہ جزئیہ، جیسے ”بعض الظالم ليس بكافر“ .

## فصل ہیزدہم: عکس کا بیان

عکس کی تعریف: عکس لغت میں الٹے پلٹے کو کہتے ہیں، مگر یہاں عکس سے وہ قضیہ مراد ہے جو کسی قضیہ کے الٹے سے پیدا ہوا ہو۔ عکس کی دو قسمیں ہیں:۔ ۱۔ عکس مستوی ۲۔ عکس نقیض

۱۔ عکس مستوی کی تعریف: طرفین قضیہ (موضوع و محمول یا مقدم و تالی) کو اس طرح پلٹ دینا (موضوع کو محمول اور محمول کو موضوع یا مقدم کو تالی اور تالی کو مقدم بنادینا) کہ پہلا صدق و کذب اور ایجاب و سلب باقی رہے، یعنی قضیہ کے ہر دو طرف ایک دوسرے کی جگہ منتقل کرنا، لیکن اس پلٹنے میں یہ شرط ملحوظ رہنا چاہیے کہ عکس میں اصل قضیہ کی کیف اور صدق محفوظ رہے، یعنی اگر اصل قضیہ موجبہ ہو تھا تو عکس بھی موجبہ ہو اور اگر اصل کو سچا تسلیم کیا تھا تو عکس کو بھی سچا تسلیم کرنا پڑے گا۔ جیسے ”کل انسان حیوان“ کا عکس مستوی ”بعض الحیوان انسان“ آتا ہے، یا ”کلما اعتصم المسلمون بحبل اللہ تو لاہم اللہ ونصرہم“ کا عکس مستوی ”قدیکون اذا تولى اللہ المسلمین ونصرہم فقد اعتصموا بحبل اللہ“ آئے گا۔

### عکس مستوی کا قاعدہ

منطقی حضرات فرماتے ہیں کہ جس طرح دو قضیوں میں تناقض کے تحقق کے لیے موضوع اور محمول کے درمیان وحدات ثنائیہ کا اتحاد ضروری تھا، تو اسی طرح عکس کے صحیح ہونے کے لیے درج ذیل تین شرائط ہیں:۔  
پہلا شرط: اصل قضیہ اور اس کے عکس میں کیف (ایجاب و سلب) کا اتحاد ہو۔  
دوسرا شرط: اگر اصل قضیہ کے کسی جزء میں استغراق نہ ہو تو عکس میں بھی استغراق کا نہ ہونا ضروری ہے۔  
تیسرا شرط: قضیہ شرطیہ منفصلہ نہ ہو۔

اگر مذکورہ بالا شرائط میں سے کوئی شرط موجود نہ ہو تو عکس صحیح نہیں ہوگا، لہذا اگر اصل قضیہ اور عکس میں اختلاف کیف پایا گیا تو عکس صحیح نہ ہوگا، اگر اصل قضیہ کے کسی جزء میں استغراق نہ تھا اور عکس میں استغراق پایا گیا تو بھی عکس صحیح نہ ہوگا، اور اسی طرح قضیہ شرطیہ منفصلہ ہو تو اس کا عکس بھی صحیح نہیں آئے گا، شیخ عبدالرحمن حبکہ المیدانی ”ضوابط العکس“ کے عنوان کے ذیل میں رقمطراز ہیں۔

”بحث المناطق في سبب عدم صحة بعض العكوس فرأوا أنه يرجع إلى ثلاثة أمور: الأمر الأول: اختلاف الكيف (السلب أو الإيجاب) في القضية الأصل وفي عكسها. الأمر الثاني: استغراق أحد في القضية الجديدة التي هي (العكس) لم يكن مستغرقا في الأصل. الأمر الثالث: كون العكس في شرطية منفصلة. لذلك وضعوا في العكس ثلاثة شروط: الشرط الأول: اتحاد الكيف في القضيتين الأصل وعكسها. الشرط الثاني: عدم استغراق

حد في القضية (العكس) لم يكن مستغرقاً في الأصل. الشرط الثالث: أن لا تكون القضية شرطية منفصلة“ (۱)۔

### عکس مستوی کا فائدہ

عکس استدلال مباشر (استدلال بلا واسطہ) کی ایک نوع ہے اور یہ درحقیقت لزوم عقلی کی مختلف اقسام میں سے ایک قسم ہے، منطقی حضرات یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ کسی بات کی تصدیق کرنے کے لیے اسے الٹ کر دیکھئے، اگر وہ بھی صحیح ہے تو دلیل صحیح ہے، کیونکہ بسا اوقات جب تک ایک بات کے دوسرے مخالف پہلو پر نظر نہ رہے تو قضیہ کا مفہوم سمجھ میں نہیں آتا، تو اسی لیے عکس کا عمل کیا جاتا ہے، شیخ عبدالرحمن حبکہ فرماتے ہیں۔ ”قد نتمس حاجة الباحث إلى معرفة عكس القضية، وما يقتضية هذا العكس للاستدلال المباشر، ولأن بعض الأقيسة يظهر وجه إنساجها بالعكس، ولأنه قد ينتج القياس شيئاً ومطلوباً بعكسه، فتستدل على العكس على إثبات المطلوب.“ (۲)

### قواعد

قاعدہ نمبر ۱: عکس اور تاقض کو استدلال مباشر اور استدلال بلا واسطہ بھی کہتے ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر ۲: جس قضیہ کو الٹ کر عکس بنایا جائے اسے اصل کہتے ہیں، جیسے ”لا شئی من الانسان بحجر“ کو الٹ دیں تو ”لا شئی من الحجر بانسان“ بنے گا، تو پہلا قضیہ اصل اور دوسرا عکس مستوی یا عکس مستقیم ہے اور اگر ہم ”لا شئی من الحجر بانسان“ کو بنیادی قضیہ بنا کر اسے الٹ دیں تو ”لا شئی من الانسان بحجر“ بن جائے گا، تو جس کو ہم نے پہلے اصل بنایا وہ عکس اور جس کو عکس بنایا وہ اصل بن جائے گا (۴)۔

قاعدہ نمبر ۳: عکس کا مفہوم یہ ہے کہ قضیہ کے ہر دو طرف ایک دوسرے کی جگہ منتقل کرنا، لیکن اس پلٹنے میں یہ شرط ملحوظ رہنا چاہیے کہ عکس میں اصل قضیہ کی کیف اور صدق محفوظ رہے، یعنی اگر اصل قضیہ موجب ہو تھا تو عکس بھی موجب ہو اور اگر اصل کو سچا تسلیم کیا تھا تو عکس کو بھی سچا تسلیم کرنا پڑے گا۔ واقع میں کچھ بھی ہو اسی شرط کے اعتبار سے اہل فن نے تجربے کے بعد ہر قضیہ کے لیے جدا جدا عکس مقرر کیے ہیں اور جہاں وہ ایسے عکس کے تعین پر کامیاب نہ ہوئے جو تمام مسئلہ مواد میں برابر صادق آسکے تو وہاں یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس قضیہ کا عکس ہی نہیں آتا، اگرچہ بعض صورتوں میں اس کا صحیح عکس موجود بھی ہو۔ (۵)

قاعدہ نمبر ۴: موجب کلیہ کا عکس مستوی موجب جزئیہ آتا ہے جیسے ”کل انسان حیوان“ کا عکس ”بعض الحيوان انسان“ آتا ہے، موجب جزئیہ کا عکس موجب جزئیہ آتا ہے جیسے ”بعض الحيوان اسود“ کا عکس ”بعض الاسود حیوان“ آتا ہے، سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ آتا ہے،

=====

(۱) ضوابط المعرفہ: ۱۸۲-۱۸۳۔ (۲) ضوابط المعرفہ: ۱۸۳۔ (۳) ضوابط المعرفہ: ۱۷۷۔

(۴) أساس المنطق: ۸۲/۲-۸۳۔ (۵) معین المنطق: ۱۰۰۔



جیسے ”لا شئی من الانسان بحجر“ کا عکس ”لا شئی من الحجر بانسان“ آتا ہے اور سالبہ جزئیہ کا عکس نہیں آتا ☆۔

قاعدہ نمبر ۴: قضیہ مہملہ موجبہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے جیسے ”الانسان ماش“ کا عکس ”بعض الانسان ماش“ آتا ہے کیونکہ مہملہ جزئیہ کی قوت میں ہوتا ہے، اور اگر مہملہ سالبہ ہو تو اس کا عکس نہیں آتا، کیونکہ مہملہ سالبہ جزئیہ کی قوت میں ہوتا ہے اور سالبہ جزئیہ کا عکس نہیں آتا (۱)۔

قاعدہ نمبر ۵: قضیہ شخصیت کا عکس قضیہ شخصیت آتا ہے بشرطیکہ محمول خاص ہو جیسے ”ابو حفص هو عمر“ کا عکس ”عمر هو ابو حفص“ آئے گا، اور اگر محمول عام ہو تو دو حال سے خالی نہیں قضیہ موجبہ ہو گا یا سالبہ ہو گا، اگر موجبہ ہو تو عکس موجبہ جزئیہ آئے گا، جیسے ”زید جواد“ کا عکس ”بعض الجواد زید“ آتا ہے، اور قضیہ سالبہ ہو تو اس کا عکس سالبہ کلیہ آئے گا، جیسے ”زید ليس بجواد“ کا عکس ”لا شئی من الجواد بزید“ آئے گا (۲)۔

قاعدہ نمبر ۶: قضیہ شخصیت کے منعکس ہونے کی صورت میں کوئی نئی بات سامنے نہیں آتی (۳)۔

قاعدہ نمبر ۷: سالبہ کلیہ اور شخصیت سالبہ دونوں کا عکس سالبہ کلیہ آتا ہے، اس لیے کہ شخصیت کلیہ کی قوت میں ہوتا ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۸: تمام قضایا موجبہ کا عکس موجبہ جزئیہ آئے گا (۵)۔

قاعدہ نمبر ۹: قضایا منفصلہ کا عکس نہیں آتا (۶)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: عکس مستوی کو عکس بسیط اور عکس مستقیم بھی کہتے ہیں (۷)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: تناقض میں یہ ضروری تھا کہ ایک قضیہ سچا اور دوسرا جھوٹا ہو، جب کہ عکس میں یہ ضروری ہے کہ اگر اصل کو سچا فرض کریں تو عکس مستوی کو بھی سچا ہی ماننا پڑے گا، اور یہ ضروری نہیں کہ اگر اصل کو جھوٹا مانیں تو عکس بھی جھوٹا ہو، بلکہ عین ممکن ہے کہ اصل جھوٹ ہو اور عکس سچ ہو، جیسے ”کل حیوان انسان“ کا ذب ہے، جب کہ اس کا عکس مستوی ضابطہ کے مطابق یوں ہو گا ”بعض الانسان حیوان“ اور یہ صادق ہے (۸)۔

قاعدہ نمبر ۱۲: منفصلات کے لئے نفس عکس آتا ہے لیکن مفید نہیں ہوتا (۹)۔

=====

☆ سلم العلوم: ۱۸۲، تہذیب المنطق والکلام: ۱۰۔

(۱) تفہیم المنطق: ۱۹۹، (۲) ضوابط المعرفہ: ۱۷۹، تفہیم المنطق: ۱۹۹۔

(۳) تفہیم المنطق: ۱۹۳۔

(۴) تفہیم المنطق: ۲۰۰، (۵) ضوابط المعرفہ: ۱۸۰، تفہیم المنطق: ۲۰۰۔

(۶) سلم العلوم: ۱۸۳، تفہیم المنطق: ۱۹۹۔

(۷) سلم العلوم: ۱۸۱، مرقاۃ: ۶۷، ضوابط المعرفہ: ۱۷۸۔

(۸) أساس المنطق: ۸۳/۲، (۹) ضیاء النجوم: ۱۸۳۔

قاعدہ نمبر ۱۳: قضایا غیر متعارفہ کے لئے معتد بہ عکس متحقق نہیں ہو سکتا (۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۴: عکس میں اصل اور عکس دونوں کا ذب بھی ہو سکتے ہیں، جیسے ”کل حیوان حجر“ کا عکس ”بعض الحجر حیوان“ آتا ہے اور یہ دونوں کا ذب ہیں۔ اور ”کل حیوان فرس“ کا ذب ہے، لیکن اس کا عکس ”بعض الفرس حیوان“ صادق ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۵: کذب العکس کذب الاصل کو مستلزم ہوتا ہے اور کذب الاصل کذب العکس کو مستلزم نہیں ہوتا (۳)۔

قاعدہ نمبر ۱۶: صدق الاصل صدق العکس کو مستلزم ہوتا ہے اور صدق العکس صدق الاصل کو مستلزم نہیں ہوتا (۴)۔

قاعدہ نمبر ۱۷: تمام قضایا میں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر کسی قضیہ کے عکس میں کئی قضیے صادق آسکتے ہوں تو ان میں عکس اس قضیہ کو سمجھنا چاہیے جو سب میں اخص ہو، مثلاً: اگر ضروریہ مطلقہ کے عکس میں تمام بسائط صادق آتے ہیں تو ان سب میں ضروریہ مطلقہ کو ہی عکس سمجھنا چاہیے، کیونکہ وہی تمام بسائط میں سب سے اخص ہے۔

قاعدہ نمبر ۱۹: عکس میں صرف تقدیم و تاخیر مطلوب نہیں، بلکہ محمول کو موضوع اور موضوع کو محمول بنانا مقصد ہوتا ہے، چنانچہ ”الحمد لله“ کا عکس ”مستوی“ ”لله الحمد“ نہیں اور ”زید علی السریر“ کا عکس ”علی السریر زید“ نہیں، بلکہ ان کا عکس یوں ہوگا۔ ”الثابت لله الحمد، الثابت علی السریر زید“ ہوگا، یا یوں ہوگا۔ ”بعض الثابت لله الحمد، وبعض الثابت علی السریر زید“۔ (۵)

قاعدہ نمبر ۲۰: قضیہ شرطیہ منفصلہ کا عکس نہیں لایا جاتا ہے اور نہ ہی شرطیہ متصلہ اتفاقیہ کا عکس کوئی فائدہ دیتا ہے، البتہ قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ کا عکس لایا جاتا ہے، اس میں مقدم کوتالی اور تالی کو مقدم بنایا جاتا ہے، یعنی شرط کو جزاء اور جزاء کو شرط بنایا جاتا ہے، صرف جزاء کو مقدم کرنا کافی نہیں، بلکہ کلمہ شرط کو جزاء پر داخل کر کے اسے شرط بنانا ضروری ہے، جیسے ”کلما کان الشئی انسانا کان حیوانا“ کا عکس یوں ہوگا۔ ”قد یکون اذا کان الشئی حیوانا کان انسانا“ اگر یوں کہا جائے۔ ”الشئی یکون حیوانا اذا کان انسانا“ تو یہ عکس نہ ہوگا (۶)۔

قاعدہ نمبر ۲۱: قضیہ شرطیہ متصلہ موجبہ کلیہ اور جزئیہ کا عکس مستوی موجبہ جزئیہ متصلہ آتا ہے، جیسے ”کلما کانت الشمس طالعة کان النهار موجودا“ کا عکس مستوی یوں ہوگا۔ ”قد یکون اذا کان النهار موجودا کانت الشمس طالعة“۔ اسی طرح ”قد یکون اذا کان النهار موجودا کانت الشمس طالعة“ کا عکس مستوی یوں ہوگا۔ ”قد یکون اذا کانت الشمس طالعة کان النهار موجودا“ اور قضیہ شرطیہ متصلہ سالبہ کلیہ کا عکس مستوی قضیہ شرطیہ سالبہ کلیہ آتا ہے، جیسے ”لیس البتہ ان کانت الشمس طالعة کان اللیل موجودا“ کا

=====

(۱) تحفہ شاہ جہانی: ۱۲۶۔ (۲) أساس المنطق: ۸۳/۲۔

(۳) تحفہ شاہ جہانی: ۱۲۷۔ (۴) تحفہ شاہ جہانی: ۱۲۷۔

(۵) أساس المنطق: ۸۳/۲، تحفہ شاہ جہانی: ۱۲۶۔

(۶) أساس المنطق: ۸۳/۲۔

عکس مستوی یوں ہوگا۔ ”لیس البتہ ان کان اللیل موجودا كانت الشمس طالعة“ اور سالبہ جزئیہ کا عکس مستوی نہیں آتا (۱)۔  
 قاعدہ نمبر ۲۲: اگر قضیہ میں محمول فعل یا جار مجرور ہو تو اسم موصول وغیرہ کو لگا کر فعل یا ظرف کو صلہ بنائیں گے اور فاعل کو دوسرا جزء، جیسے  
 ”ضربت“ کا عکس ”أنا الذی ضرب“ ہوگا۔ اور ”أنا ضربت“ کا عکس ”من الذین ضربوا أنا“ ہوگا ☆۔ اسی طرح ”اللہ ربنا“ کا عکس  
 مستوی ”ربنا اللہ“ ہوگا۔ ”لا الہ الا اللہ“ کا عکس ”لا شئی سوی اللہ الہ“ ہوگا۔ ”محمد رسول اللہ“ کا عکس ”رسول اللہ محمد“  
 ہوگا۔ ”من یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً“ کا عکس ”من الذین یجعل لہم مخرجاً الذی یتقی اللہ“ ہوگا اور ”ربنا الذی أعطی کل  
 شئی خلقه ثم ھدی“ کا عکس مستوی ”الذی أعطی کل شئی خلقه ثم ھدی ھو ربنا“ ہوگا (۲)۔

قاعدہ نمبر ۲۳: قضیہ کی اقسام اربعہ تھیں، طبعیہ، محصورہ اور مہملہ میں سے صرف محصورہ کے عکس کو عام طور پر ذکر کیا جاتا ہے، مہملہ تو جزئیہ کے حکم  
 میں ہوتا ہے، شخصیہ اور طبعیہ میں اگر حکم موضوع کیساتھ خاص ہو تو محمول کو مقدم کرنے سے عکس بن جائے گا، جیسے ”اللہ ربنا، محمد خاتم  
 النبیین۔ ربی الذی یحیی ویمیت“ کا عکس ”ربنا اللہ، خاتم النبیین محمد۔ الذی یحیی ویمیت ھو ربی“ ہوگا (۳)۔  
 قاعدہ نمبر ۲۴: اگر محمول جار مجرور یا ظرف ہو تو اس کا متعلق ذکر کر کے مقدم کیا جائے گا، جیسے ”زید فی الدار“ کا عکس ”المستقر فی  
 الدار زید“ ہوگا (۴)۔

قاعدہ نمبر ۲۵: ہر قضیہ کے عکس کی صحت پر جو دلائل لائے جاتے ہیں ان میں زیادہ مشہور اور کارآمد دلیل حلف ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ  
 اگر ہمارا عکس صحیح نہ ہوگا تو اس کی نفی صحیح ہوگی، لیکن اس کو جب اصل سے صحیح شکل کی صورت میں ملاتے ہیں تو نتیجہ غلط نکلتا ہے جس سے  
 ثابت ہوتا ہے کہ ہمارا عکس صحیح تھا اور اس کی نفی غلط تھی۔ مثلاً: ہم نے دعویٰ کیا تھا کہ موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے، یعنی ”ہر انسان  
 جاندار ہے“ کا عکس ”بعض جاندار انسان ہے“ آتا ہے۔ اب اگر ہمارے اس عکس کو کوئی صحیح تسلیم نہ کرے تو اس کی نفی ”کوئی جاندار انسان  
 نہیں“ کو صحیح عکس تسلیم کرے گا، لیکن جب اس کو اصل سے ملا کر یوں قیاس قائم کرتے ہیں کہ: ہر انسان جاندار ہے۔ (صغریٰ) اور کوئی  
 جاندار انسان نہیں (کبریٰ)۔ تو کوئی انسان انسان نہیں (نتیجہ) ہے جو غلط (سلب الشئی عن نفسه) ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارا عکس

=====

(۱) قطبی: ۲۶۰۔

☆ صاحب اساس المنطق کا نقطہ نظریہ ہے کہ ”ضربت“ کا عکس مستوی ”أنا الذی ضرب“ ہوگا، لیکن یہ بات محل نظر ہے، کیونکہ اس صورت میں محض تبدیل مکانی  
 تو پایا گیا، تاہم طرفین قضیہ اپنے حال پر برقرار ہیں، ضمیر متکلم قبل العکس بھی موضوع ہے اور بعد العکس بھی موضوع ہے۔ ”ضرب“ قبل العکس بھی محمول ہے اور بعد  
 العکس بھی محمول ہے، لیکن اگر اس کا عکس ”بعض الضاربین أنا“ قرار دیا جائے تو اس پر کوئی اشکال نہیں ہوتا، نیز یہ بات قرین قیاس بھی ہے، کیونکہ جب قضیہ شخصیہ  
 کا محمول عام ہو تو اس کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے، جیسے ”زید جواد“ کا عکس ”بعض الجواد زید“ آتا ہے، تو اسی طرح یہاں بھی محمول عام ہونے کی صورت میں عکس  
 موجبہ جزئیہ ”بعض الضاربین أنا“ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

(۲) اساس المنطق: ۸۴/۲۔ (۳) ملخص اساس المنطق: ۹۰/۲۔ (۴) اساس المنطق: ۹۰/۲۔

صحیح تھا اور اس کی نفیض کو جو صحیح عکس تسلیم کیا گیا تھا وہ غلط تھا۔

## تمرین

درج ذیل قضایا کا عکس مستوی نکالیں۔

وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ . وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ . فَمَنْ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ، خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ . وَخَلَقْنَاكُمْ أَزْوَاجًا . كُلَّمَا ازْدَادَ عِلْمَ الْإِنْسَانِ قَلَّ إنْكَارُهُ . الْجَزْئِيُّ جَزْئِي . كُلُّ مُسْلِمٍ مُّؤْمِنٌ . خُلُودًا إِنَّمَا أَنْ يَكُونَ الْجِسْمُ فِي الْمَاءِ أَوْ لَا يَغْرُق . كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ . بَعْضُ الْمُسْلِمِ لَيْسَ بِمُؤْمِنٍ . بَعْضٌ مِنْ عَلَيْهَا لَيْسَ بِفَانٍ ، زَيْدٌ إِنَّمَا عَالَمٌ أَوْ جَاهِلٌ . كُلُّ كَافِرٍ ظَالِمٌ ، كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ . فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى . وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبَلَةَ بَعْضٍ . وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ . وَمَا يَشْعُرُونَ . إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ . وَفِي الْأَرْضِ قِطْعٌ مُّتَجَاوِرَاتٌ . وَلَا تُسْمِعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ . وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ . وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ . قَدْ يَكُونُ إِذَا كَانَ الْمُنْصَفُ مُسْلِمًا كَانَ الْكَافِرُ ظَالِمًا . يُوحَىٰ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ رُّخْرَفَ الْقَوْلِ غُرُورًا . لَوْ كَانَ الْبَارِي تَعَالَىٰ عَالَمًا بِجَمِيعِ الْأَشْيَاءِ لَكَانَ قَادِرًا . بَعْضُ الْعُلُومِ مَفِيدَةٌ . إِنْ كَانَ أَبُو بَكْرٍ أَبَا لِعَائِشَةَ فَعَائِشَةُ بِنْتُهُ . الْإِنْسَانُ إِنَّمَا سَعِيدٌ أَوْ شَقِيٌّ . لَيْسَ الْبَتَّةَ أَنْ كَانَ اللَّيْلُ مَوْجُودًا فَالشَّمْسُ طَالَعَةٌ . إِنَّمَا أَنْ يَكُونَ إِمَامًا أَوْ عَاصِيًا لِلَّهِ . كُلُّ عَدَدٍ أَمَّا زَوْجٌ أَوْ فَرْدٌ . كُلُّ شَيْءٍ لَا يَخْلُو إِنَّمَا أَنْ يَكُونَ عِلَّةٌ أَوْ مَعْلُولًا . لَيْسَ الْبَتَّةَ إِنَّمَا أَنْ يَكُونَ الْحَيَوَانَ نَاطِقًا وَإِنَّمَا أَنْ يَكُونَ قَابِلًا لِلتَّعْلِيمِ . لَيْسَ الْبَتَّةَ إِنَّمَا أَنْ يَكُونَ الْجِسْمُ غَيْرَ أَيْضٍ أَوْ غَيْرِ أَسْوَدَ . كُلَّمَا كَانَ الْمُسْلِمُ مُنْصَفًا كَانَ الْكَافِرُ ظَالِمًا .

## چند حل شدہ مثالیں:

❖..... اصل قضیہ: ”کُلُّ شَيْءٍ سَاءَ الْمُؤْمِنِ فَهُوَ مُصِيبَةٌ“ . قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ موجبہ کلیہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔۔۔ عکس قضیہ: بعض المصائب ساء المؤمن . قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ موجبہ جزئیہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

❖..... اصل قضیہ: ”کُلُّ مُسْكَرٍ حَرَامٌ“ . قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ موجبہ کلیہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔۔۔ عکس قضیہ: ”بَعْضُ الْمُسْكَرِ حَرَامٌ“ . قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ موجبہ جزئیہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

❖..... اصل قضیہ: ”کُلُّ مَصُورٍ فِي النَّارِ“ . قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ موجبہ کلیہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔۔۔ عکس قضیہ: ”بَعْضُ مَنْ فِي النَّارِ مَصُورٌ“ . قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ موجبہ جزئیہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ

غير منحرفه محصله غير مغیره غير معدوله۔

❖..... اصل قضیہ: ”كلما كانت الشمس طالعة كان النهار موجودا“۔ قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ محصورہ سورہ موجبہ کلیہ۔۔۔ عکس

قضیہ: ”قد يكون اذا كان النهار موجودا كانت الشمس طالعة“۔ قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ محصورہ سورہ موجبہ جزئیہ۔

❖..... اصل قضیہ: ”كلما كان الكافر ظالما كان المسلم منصفاً“۔ قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ محصورہ سورہ موجبہ کلیہ۔۔۔ عکس

قضیہ: ”قد يكون اذا كان المسلم منصفاً كان الكافر ظالماً“۔ قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ محصورہ سورہ موجبہ جزئیہ۔

❖..... اصل قضیہ: ”كلكم بنو آدم“۔ قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ موجبہ کلیہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصله غير مغیره

غير معدوله۔۔۔ عکس قضیہ: ”بعض بنی آدم أنتم“۔ قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ موجبہ جزئیہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ

محصله غير مغیره غير معدوله۔

❖..... اصل قضیہ: ”ليس عَلَى الْمُنتَهَبِ وَلَا عَلَى الْمُخْتَلِسِ وَلَا عَلَى الْخَائِنِ قَطْع“۔ قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ

سالبہ کلیہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصله غير مغیره غير معدوله۔۔۔ عکس قضیہ: ”ليس شَيْءٌ مَّا هُوَ ثَابِتٌ عَلَى الْمُنتَهَبِ وَلَا عَلَى

الْمُخْتَلِسِ وَلَا عَلَى الْخَائِنِ بَقْطْع“۔ قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ سالبہ کلیہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصله غير مغیره غير

معدوله۔

❖..... اصل قضیہ: ”بعض المسلمين باكستانيون“۔ قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ موجبہ جزئیہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ

غير منحرفه محصله غير مغیره غير معدوله۔۔۔ اصل عکس= بعض الباكستانيين مسلمون۔ قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ موجبہ جزئیہ

حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصله غير مغیره غير معدوله۔

## فصل نوزدہم عکس نقیض کا بیان

عکس نقیض کے متعلق متقدمین اور متاخرین مناطقہ کا اختلاف ہے۔

متقدمین مناطقہ کا مذہب: ہو جعل نقیض الجزء الاول من القضية ثانياً، ونقيض الجزء الثاني اولاً مع بقاء الصدق والكيف. یعنی جزء اول کے نقیض کو جزء ثانی اور جزء ثانی کے نقیض کو جزء اول کی جگہ اس طور پر رکھ دینا کہ صدق اور کیف (ایجاب و سلب) باقی رہے، جیسے ”کل انسان حیوان“ کا عکس نقیض ”کل لا حیوان لا انسان“ آئے گا۔

متاخرین مناطقہ کا مذہب: ہو جعل نقیض الثاني اولاً، وعین الاول ثانياً مع بقاء الصدق ومخالفة الكيف. یعنی جزء ثانی کے نقیض کو جزء اول بنا دینا، اور جزء اول کو بعینہ جزء ثانی بنا دینا، باقی رکھتے ہوئے صدق اور مخالفت الکیف کو، جیسے ”کل انسان حیوان“ کا عکس نقیض ”لا شئی من اللا حیوان بانسان“ آئے گا۔

### قواعد

قاعدہ نمبر ۱: متقدمین مناطقہ کے نزدیک موجب کلیہ کا عکس نقیض موجب کلیہ آئے گا، جیسے ”کل انسان حیوان“ کا عکس نقیض ”کل لا حیوان لا انسان“ آتا ہے، موجب جزئیہ کا عکس متقدمین کے نزدیک نہیں آتا۔ سالبہ کلیہ کا عکس نقیض عند المتقدمین سالبہ جزئیہ آتا ہے، جیسے ”لا شئی من الانسان بفرس“ کا عکس نقیض ”بعض الافرس ليس بالانسان“ آتا ہے، اور سالبہ جزئیہ کا عکس نقیض عند المتقدمین سالبہ جزئیہ آتا ہے، جیسے ”بعض الحيوان ليس بانسان“ کا عکس نقیض ”بعض اللانسان ليس بلاحيوان“ آتا ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: متاخرین مناطقہ کے نزدیک موجب کلیہ کا عکس نقیض سالبہ کلیہ آتا ہے، جیسے ”کل انسان حیوان“ کا عکس نقیض ”لا شئی من اللا حیوان بانسان“ اور موجب جزئیہ کا عکس نقیض نہیں آتا۔ سالبہ کلیہ کا عکس نقیض موجب جزئیہ آتا ہے، جیسے ”لا شئی من الانسان بحجر“ کا عکس نقیض ”بعض الاحجر انسان“ اور سالبہ جزئیہ کا عکس نقیض موجب جزئیہ آتا ہے، جیسے ”بعض الحيوان ليس بانسان“ کا عکس نقیض ”بعض اللانسان حيوان“ آتا ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: مہملہ موجب کا عکس نقیض نہیں آتا، کیونکہ یہ جزئیہ کی قوت میں ہوتا ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۴: متقدمین اور متاخرین کے مذاہب میں صرف تعبیرات کا فرق ہے تاہم دونوں کا مال ایک ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۵: عند الجمہور متقدمین کا مذہب رائج ہے (۵)

=====

(۱) سراج التہذیب: ۳۲۵، (۲) سراج التہذیب: ۳۲۳، (۳) تفہیم المنطق: ۱۹۹، (۴) سراج التہذیب: ۳۲۳، (۵) شرح تہذیب: ۱۴۰.

قاعدہ نمبر ۶: بقاء صدق کا مطلب یہ ہے کہ اصل قضیہ سچا ہو تو اس کا عکس بھی سچا ہوگا، اور بقاء کف کا معنی یہ ہے کہ اصل قضیہ موجب ہو تو عکس بھی موجب ہوگا اور اگر اصل قضیہ سالب ہو تو عکس بھی سالب ہوگا (۱)۔

قاعدہ نمبر ۷: محصورات اربعہ کے عکس مستوی میں جو حال سالبہ کا ہے وہی حال یہاں موجبہ کا ہوگا، اور جو حال وہاں موجبہ کا ہے وہ یہاں سالبہ کا ہوگا، لہذا موجبہ کلیہ کا عکس نقیض موجبہ کلیہ ہوگا، اور سالبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ کا عکس نقیض سالبہ جزئیہ ہوگا، موجبہ جزئیہ کا عکس نقیض نہیں آتا (۲)۔

قاعدہ نمبر ۸: جزء اول سے مراد قضیہ جملیہ میں موضوع اور جزء ثانی سے مراد محمول ہے اور قضیہ شرطیہ میں جزء اول سے مراد مقدم اور جزء ثانی سے مراد نتالی ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۹: اکثر مناطقہ قضایا کے عکس کو دلیل خلفی سے ثابت کرتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: شرطیہ متصلہ موجبہ کلیہ کا عکس نقیض شرطیہ متصلہ موجبہ کلیہ ہی ہوگا، جیسے ”کَلَّمَا ازْدَادَ عِلْمُ الْإِنْسَانِ قُلَّ انْكَارُهُ“ کا عکس نقیض یوں ہوگا۔ ”کَلَّمَا قَلَّ الْإِنْكَارُ مَا ازْدَادَ عِلْمُ الْإِنْسَانِ“۔ شرطیہ متصلہ موجبہ جزئیہ کا عکس نقیض نہیں آتا۔ شرطیہ متصلہ سالبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ کا عکس نقیض شرطیہ متصلہ سالبہ جزئیہ آتا ہے، جیسے ”لَيْسَ الْبَتَّةُ إِذَا كَانَ الْمُسْلِمُ مُنْصَفًا كَانَ ظَالِمًا“ کا عکس نقیض یوں ہوگا۔ ”قَدْ لَا يَكُونُ إِذَا لَمْ يَكُنِ الْمُسْلِمُ ظَالِمًا لَمْ يَكُنْ مُنْصَفًا“ ہوگا اور متصلہ سالبہ جزئیہ، جیسے ”قَدْ لَا يَكُونُ إِذَا لَمْ يَكُنِ الْمُسْلِمُ ظَالِمًا لَمْ يَكُنْ مُنْصَفًا“ کا عکس متصلہ سالبہ جزئیہ، جیسے ”قَدْ لَا يَكُونُ إِذَا لَمْ يَكُنِ الْمُسْلِمُ مُنْصَفًا لَمْ يَكُنْ ظَالِمًا“ (۵) ہوگا۔

## تمرین

مندرجہ ذیل قضایا (جن قضایا کی عکس نقیض ممکن ہے) کا عکس نقیض نکالیں؟

قد يكون إذا كان المنصف مسلماً كان الكافر ظالماً. زيد عالم، العالم متغير. لو كان العالم متغيراً كان حادثاً. لو كانت الدنيا تدوم لواحد لكان رسول الله فيه مخلدًا. محمد رسول الله. زيد جواد. كلٌّ من عليها فان. بعض المسلم ليس بمؤمن. بعضٌ من عليها ليس بفان. زيد إماماً عالم أوجاهل. كل كافر ظالم. كل نفس بما كسبت رهينة. فَإِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَى. ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ. وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قَبْلَةَ بَعْضٍ. ان كان العالم متغيراً فهو حادث. لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ. ليس البتة ان كان الليل موجوداً فالشمس طالعة. دائماً العدد الصحيح إما أن يكون زوجاً أو فرداً. الأربعة نصف. العالم متغير. ليس البتة إما أن يكون الجسم غير أبيض أو غير أسود. الكويت مخصب. كل طفل مجتهد. زيد ليس بميت. الجزئي جزئي. كل مسلم مؤمن.

=====

(۱) شرح تہذیب: ۱۳۰، (۲) أساس المنطق: ۹۳/۲، (۳) شرح تہذیب: ۱۲۶، (۴) شرح تہذیب: ۱۲۷-۱۲۹، (۵) قطبی: ۲۲۶.

ومهما أسبقكم به إذا سجدت فإنكم تدر كوني به إذا رفعت. كُلُّمَا خَبَّتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا. زيد جاهل. كُلُّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا. مهما أوتيتم من كتاب الله فالعمل به لا عذر لأحد في تركه. كل مشرك كافر. مهما ينزل يعبد مؤمن من شدة يجعل الله بعدها فرجا. بعض طالب العلم مجتهدًا. مهما أنفقت من نفقة فإنها صدقة حتى اللقمة ترفعها إلى في امرأتك. بعض الكافر مشرك. متى اشتكى الجسد اشتكى الرأس. خلودًا إِمَّا أَنْ يَكُونَ الْجِسْمُ فِي الْمَاءِ أَوْ لَا يَغْرُق. كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ. بعض المسلم ليس بمؤمن. بعض من عليها ليس بفانٍ. زيد إِمَّا عَالَمٌ أَوْ جَاهِل. كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ. بعض النفوس بما كسبت ليست برهينة. بعض الناس أتقياء. بعض الطير أسود. لا شيء من الناس بأتقياء. أحمد إِمَّا شَاعِرٌ أَوْ كَاتِبٌ. لا شيء من الطير بأسود. الجوال شيء مضر.

### چند عمل شده مثالیں:

- ❖..... اصل قضیہ: "کل بدعة ضلالة." قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ موجبہ کلیہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔۔۔۔۔ عکس نقیض عند المتقدّمین: "کل لا لاضلالة لا بدعة" قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ موجبہ جزئیہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔
- ❖..... اصل قضیہ: "کل مسلم مومن". قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ موجبہ کلیہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔۔۔۔۔ عکس نقیض عند المتأخرین: "لا شئ من اللامومن بمسلم". قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ سالبہ کلیہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔
- ❖..... اصل قضیہ: "لا شيء من العلوم بعفید". قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ سالبہ کلیہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔۔۔۔۔ عکس نقیض عند المتأخرین: "بعض اللامفید علوم". قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ موجبہ جزئیہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ معدولہ معدولہ الموضوع۔
- ❖..... اصل قضیہ: "بعض المسلم ليس بمؤمن". قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ سالبہ جزئیہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔۔۔۔۔ عکس نقیض عند المتأخرین: "بعض اللامؤمن مسلم". قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ موجبہ جزئیہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ معدولہ معدولہ الموضوع۔
- ❖..... اصل قضیہ: "كلما ازداد علم الانسان قل انكاره". قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ محصورہ موجبہ کلیہ۔۔۔۔۔ عکس نقیض عند المتقدّمین: "كلما ما قل الانكار ما ازداد علم الانسان". قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ محصورہ موجبہ کلیہ۔
- ❖..... اصل قضیہ: "ليس البته اذا كان المسلم منصفًا كان ظالمًا". قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ محصورہ سالبہ کلیہ۔۔۔۔۔ عکس نقیض عند المتقدّمین: "قد لا يكون اذا لم يكن المسلم ظالمًا لم يكن منصفًا". قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ محصورہ سالبہ جزئیہ۔



## باب چہارم

یہ باب درج ذیل اکیس فصلوں پر مشتمل ہے:

- ..... فصل اول حجت (دلیل) کا بیان ..... فصل دوم قیاس کی تقسیم ..... فصل سوم قیاس اقترانی شرطی کی تقسیم ..... فصل چہارم اشکال کا بیان ..... فصل پنجم شکل اول کا بیان ..... فصل ششم شکل ثانی کا بیان.
- ..... فصل ہفتم شکل ثالث کا بیان ..... فصل ہشتم شکل رابع کا بیان ..... فصل نہم اشکال اربعہ کی مثالیں بنانے کا طریقہ ..... فصل دہم اشکال ثلاثہ کو شکل اول کی طرف لوٹانے کا طریقہ ..... فصل یازدہم قیاس استثنائی کا بیان ..... فصل دوازدہم قیاس استثنائی کی تقسیم ..... فصل سیزدہم قیاس استثنائی متصل کی تقسیم
- ..... فصل چہار دہم قیاس استثنائی منفصل کا بیان ..... فصل پانزدہم قیاس استثنائی متصل سے اقترانی بنانے کا طریقہ ..... فصل شانزدہم مقدمہ محذوفہ کے استخراج کا طریقہ ..... فصل صغریٰ سہلۃ الحصول والا قانون ..... فصل کبریٰ سہلۃ الحصول والا قانون ..... فصل ہفدہم اشکال اربعہ کی سات صورتیں ..... فصل ہیزدہم استقراء کا بیان ..... فصل نو دہم تمثیل کا بیان ..... فصل سبر و تقسیم کا طریقہ ..... فصل بستم استقراء سے قیاس اقترانی بنانے کا طریقہ ..... فصل تمثیل سے قیاس اقترانی بنانے کا طریقہ ..... فصل یک بستم دلیل ملی اورانی کا بیان.

## فصل اول: حجت (دلیل) کا بیان

حجت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف: حجت لغت میں غلبہ کو کہتے ہیں اور اس کے ذریعے بھی انسان اپنے مد مقابل پر غالب آتا ہے، اس لیے اسے حجت کہتے ہیں۔ اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ دو یا زیادہ معلوم تصدیقات کو ملا کر کسی نامعلوم تصدیق کو حاصل کرنا، جیسے ہمیں اس بات کا علم ہے کہ محمد طالب علم ہے اور اس بات کا بھی علم ہے کہ ہر طالب علم معزز ہوتا ہے، جب ان دونوں باتوں (قضیوں) کو آپس میں ملا دیا جائے، تو ہمیں اس بات کا علم ہوگا، کہ محمد معزز ہے۔ (۱)

## حجت (دلیل) کی تقسیم

حجت کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ قیاس ۲۔ استقراء ۳۔ تمثیل  
وجہ صر: احتجاج من الکلی الی الجزئی ہو گا یا من الجزئی الی الکلی ہو گا، اگر احتجاج من الکلی الی الجزئی ہو تو قیاس، اگر من الجزئی الی الکلی ہو تو استقراء، اور اگر من الجزئی الی الجزئی ہو تو تمثیل۔ (۲)

## قیاس کا بیان

قیاس کی لغوی تعریف: قیاس لغت میں مطلق مساوات کو کہتے ہیں عربی محاورہ ہے۔ ”قس النعل بالنعل“۔  
قیاس کی اصطلاحی تعریف: ”قول مولف من قضایا يلزم عنها قول آخر بعد تسليم تلك القضايا.“  
یعنی قیاس وہ قول مرکب ہے، جو ایسے دو یا دو سے زیادہ قضیوں سے مل کر بنے کہ ان کے ماننے سے ایک اور قضیہ کو تسلیم کرنا پڑے۔ تو ان پہلے دو قضیوں کو بیعت مخصوصہ کے قیاس کہتے ہیں اور اس دوسرے قضیہ کو نتیجہ قیاس کہتے ہیں، جیسے ”القرآن کتاب اللہ وکل کتاب اللہ مقدس“ تو نتیجہ حاصل ہوگا۔ ”القرآن مقدس“۔

=====

(۱) الدلیل: فی اللغة المرشد وما به الإرشاد. وفي الاصطلاح قد يُطلق مرادفا للبرهان فهو القياس المركب من مقدمتين يقينيتين. وقد يُطلق مرادفا للقياس فهو حجة مؤلفة من قضيتين يلزم عنها لذاتها مطلوب نظري وإطلاقه بهذا المعنى قليل. وقد يُطلق مرادفا للحجة فهو معلوم تصديقي موصل إلى مجهول تصديقي وما يذكر لإزالة الخفاء في البديهي يُسمى تنبيها. وقد يُقال الدليل على ما يلزم من العلم به العلم بشيء آخر وهو المدلول والمراد بالعلم بشيء آخر العلم اليقيني لأن ما يلزم من العلم به الظن بشيء آخر لا يُسمى دليلا بل إيمارة. ثم اعلم أن الدليل تحقيقي والزامي. والدليل التحقيقي: ما يكون في نفس الأمر ومسلما عند الخصمين. والدليل الإلزامي: ما ليس كذلك فيقال هذا عندكم لا عندي. والدليل عند أرباب الأصول: ما يمكن التوصل بصحيح النظر فيه إلى مطلوب جزئي فعلى هذا الدليل على وجود الصانع هو العالم لأنه شيء إذا صحح النظر في أحواله أي إذا رتب أحواله على قانون النظر يمكن التوصل إلى العلم بوجود الصانع. (دستور العلماء: ۷/۷۷)

(۲) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۹۳.

## قواعد

قاعدہ نمبر ۱: قیاس منطق کا مقصد اعلیٰ روح اور خلاصہ ہے اس کے علاوہ دیگر مسائل محض قیاس کے لیے مقدمات اور مبادیات ہیں اسی اہمیت کے پیش نظر صاحب قطبی وغیرہ فرماتے ہیں۔ ”المقصد الاقصى والمطلب الاعلى من الفن الكلام في القياس، لانه العمدة في استحصال المطالب التصديقية (۱)۔“

قاعدہ نمبر ۲: قیاس میں کوئی نئی بات نتیجہ کے طور پر سامنے نہیں آتی، وہی بات جس کو دونوں فریق تسلیم کرتے ہیں، اسی بات کو ایسے اسلوب میں پیش کیا جاتا ہے کہ وہ مقصد سامنے آجائے، جو ایک فریق دوسرے کو باور کروانا چاہتا ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: قیاس مقدمات مسلمہ سے انکار کرنے والے کو نتیجہ ماننے پر مجبور کرتا ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۴: قیاس میں مقدمات کا ہونا عام ہے، خواہ مقدمات معقولی ملفوظی ہوں یا فقط معقولی ہوں (۴)۔

قاعدہ نمبر ۵: ہر قیاس کا ایک مادہ اور ایک صورت ہوتی ہے، جن قضایا سے قیاس مرکب ہوا نہیں مادہ قیاس کہتے ہیں، اور قیاس کی مخصوص ہیئت ترکیبی کو صورت قیاس کہتے ہیں (۵)۔

قاعدہ نمبر ۶: قیاس کے جز اول (قضیہ اولی) کو مقدمہ اولی اور جز ثانی (قضیہ ثانی) کو مقدمہ ثانیہ کہتے ہیں (۶)۔

قاعدہ نمبر ۷: قضایا کے مخصوص ترکیبی صورت سے جو بات تسلیم کرنا پڑے اسے نتیجہ قیاس کہتے ہیں (۷)۔

قاعدہ نمبر ۸: نتیجہ قیاس کے موضوع کو اصغر کو محمول کو اکبر کہتے ہیں (۸)۔

قاعدہ نمبر ۹: جس مقدمہ میں اصغر مذکور ہوا سے صغریٰ اور جس میں اکبر مذکور ہوا سے کبریٰ کہتے ہیں اور جو چیز قیاس میں مکرر ہوا سے حد اوسط کہتے ہیں (۹)۔

فائدہ: اگر امر کلی سے امر جزئی پر حکم کرنا قیاس کہلاتا ہے، جیسے ”کل بدعة ضلالة، وکل ضلالة فی النار، کل بدعة فی النار“۔ اور

امر جزئی سے امر کلی پر حکم کرنا استقراء ہے، جیسے ”کل طالب مجتهد“۔ اور امر جزئی سے امر جزئی پر حکم کرنا تمثیل ہے، جیسے ”النیزد

مسکر، وکل مسکر حرام، فالنیزد حرام“ وغیرہ۔

=====

(۱) قطبی: ۲۷۵، قال أقول: ۴۶، میرایا غوجی: ۶۰، (۲) تفہیم المنطق: ۲۱۱، میرایا غوجی: ۶۱۔

(۳) قال أقول: ۴۶، قطبی: ۲۷۶، میرایا غوجی: ۶۱۔

(۴) قال أقول: ۴۶، قطبی: ۲۷۶، میرایا غوجی: ۶۰۔

(۵) توضیح المنطق: ۵۱، (۶) قطبی: ۲۷۹، (۷) قطبی: ۲۸۰۔

(۸) سلم العلوم: ۱۹۳، قطبی: ۲۷۹، میرایا غوجی: ۶۳۔

(۹) سلم العلوم: ۱۹۳، قطبی: ۲۷۹، میرایا غوجی: ۶۳۔

قاعدہ نمبر ۱۰: جو مقدمہ اصغر پر مشتمل ہو اسے المقدمۃ الصغریٰ اور جو اکبر پر مشتمل ہو اسے المقدمۃ الکبریٰ کہتے ہیں، تاہم اختصار کے خاطر مقدمہ کا لفظ حذف کر کے صغریٰ اور کبریٰ کہا جاتا ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: مطلوب کے موضوع کو حد اصغر اور محمول کو حد اکبر کہتے ہیں اور اسکے علاوہ کو حد اوسط کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۲: جس مقدمہ میں حد اصغر مذکور ہو اسے صغریٰ اور جس میں حد اکبر مذکور ہو اسے کبریٰ کہتے ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر ۱۳: نتیجہ کو مطلوب اور دعویٰ بھی کہتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر ۱۴: قیاس تب صحیح ہوگا، جب ایک سے زائد افراد (قضایا) پر مشتمل ہو، اگر ایک ہی قول ہو تو اسے عکس مستوی یا عکس نقیض کہا جاتا ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۱۵: حرف عطف اور ادوات ایجاب و سلب کا شمار حد میں نہیں ہوتا (۶)۔

قاعدہ نمبر ۱۶: نتیجہ قیاس ہمیشہ اخس اور ارذل کے تابع ہوتا ہے، یعنی کلیت اور جزئیت میں جزئیت اخس اور ارذل ہے اور ایجاب و سلب میں سلب اخس اور ارذل ہے (۷)۔

قاعدہ نمبر ۱۷: قیاس میں دو قضیوں کو اس طرح ترتیب دی جاتی ہے کہ پہلے قضیہ میں موضوع مخصوص ہوتا ہے، یا الف لام استغراقی داخل کر کے جنس کی حیثیت سے لایا جاتا ہے اور دوسرے قضیہ میں ایک عمومی بات کی جاتی ہے، تاہم یہ ضروری نہیں کہ قضیہ اولیٰ کا موضوع مخصوص ہو، بلکہ موجبہ کلیہ اور دونوں مساوی بھی ہو سکتے ہیں، علامہ محمد بن محمد قطب الدین رازی (م ۷۶۶ھ) فرماتے ہیں۔ کہ ہر ایک قیاس میں دو مقدمہ ہوتے ہیں، ایک مطلوب کا موضوع اور دوسرا اس کا محمول ہوتا ہے، مطلوب کے موضوع کو حد اصغر اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اخس ہوتا ہے اور اخس کے افراد اغلب کم ہوتے ہیں، علامہ عبد الحکیم بن شمس الدین سیالکوٹی (م ۱۰۶۷ھ) فرماتے ہیں۔ ”وان جازان یکون مساویاً“ یعنی قضیہ کے موضوع اور محمول دونوں برابر بھی ہو سکتے ہیں علامہ عبدالرحمن حبکہ میدانی حفظہ اللہ نے ضوابط المعرفة (۸) میں قیاس جملی کی مثال یہ دی ہے۔ ”کل جسم مولف (صغریٰ) و کل مولف حادث (کبریٰ) اور نتیجہ قیاس یہ ہے۔ کل جسم حادث (۹)۔

قاعدہ نمبر ۱۸: ہر قیاس میں تین حد (حد اصغر، حد اوسط، حد اکبر) ہوتے ہیں (۱۰)۔

=====

(۱) تفہیم المنطق: ۲۱۵۔ (۲) سلم العلوم: ۱۹۳، میرایا غوجی: ۶۳۔

(۳) تفہیم المنطق: ۲۱۲، میرایا غوجی: ۶۳۔

(۴) قطبی: ۲۸۰۔ (۵) میرایا غوجی: ۶۱۔ (۶) ہاشم تفہیم المنطق: ۲۱۳۔

(۷) مرقاۃ: ۸۰، ضوابط المعرفة: ۲۳۶-۲۳۷۔ (۸) ضوابط المعرفة: ۲۳۰۔

(۹) تفہیم المنطق: ۲۱۳۔ (۱۰) تفہیم المنطق: ۲۱۳۔

قاعدہ نمبر ۱۹: اصغر (موضوع) کو اصغر اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے افراد اکبر (محمول) سے کم ہوتے ہیں اور اکبر کو اکبر اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے افراد اصغر سے زیادہ ہوتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲۰: تمثیل میں تین مقدمات کا ہونا ضروری ہے ۱۔ کہ حکم اصل میں ثابت ہے، ۲۔ اصل میں علتہ الحکم کی تعیین کرنا۔ ۳۔ یہ ظاہر کرنا کہ یہی علت فرع میں بھی موجود ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۲۱: مذکورہ بالا مقدمات میں سے پہلے اور تیسرے کا تعیین کرنا آسان ہوتا ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۲۲: دوسرے مقدمہ کی تعیین کرنا مشکل ہوتا ہے (۴)۔

### تمرین

مندرجہ ذیل میں قیاس، استقراء اور تمثیل کی تعیین کیجئے؟ نیز قیاس میں حد اصغر، حد اکبر اور حد اوسط کی تعیین کریں؟

بعض الکافر مشرک ولاشیء من المشرک بمنصف. الأفیون کالخمر فی الحرمة. کل طالب العلم مجتهد ولاشیء من المجتهد بکسلان. کل مجاہد فی سبیل اللہ جرئ. کل مشرک کافر ولاشیء من الکافر بمسلم. الجاموس کالبقرة فی الحل. کل رومی ابیض. محمد طالب العلم وکل طالب العلم مجتهد. کل پاکستانی مسلم. الركعات الأربعة قبل صلوة الجمعة کالركعات الأربعة قبل الظهر فی السنّة. کل بشتون جرئ. زید فاعل وکل فاعل مرفوع. کل باجوری مجاہد فی سبیل اللہ. الجرس کالخمر فی الحرمة. الخمر حرام وکل حرام ممنوع. الصحابة کلهم علول، الأئمة کلهم فقهاء. کل منافق عاصی ولا أحد من العاصی بمحبوب لله تعالیٰ.

چند حل شدہ مثالیں:

❖..... ”الخمر حرام“ (صغریٰ) + ”وکل حرام ممنوع“ (کبریٰ): ”= الخمر ممنوع“ (نتیجہ/مطلوب)۔

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکی الی الجزئی ہے۔ ”الخمر حرام“ صغریٰ، اس لیے کہ اس میں حد اصغر مذکور ہے۔ ”کل حرام ممنوع“ کبریٰ، اس لیے کہ اس میں حد اکبر مذکور ہے۔

❖..... ”الصحابة کلهم علول“:

استقراء، اس لیے کہ احتجاج من الجزئی الی الکی ہے۔

❖..... ”الجاموس کالبقرة فی الحل“:

تمثیل، اس لیے کہ احتجاج من الجزئی الی الجزئی ہے۔

=====

(۱) قطبی: ۲۸۰، مرقاة: ۷۳، میرا یسا غوجی: ۶۴.

(۲) شرح تہذیب: ۱۹۵. (۳) شرح تہذیب: ۱۹۵. (۴) شرح تہذیب: ۱۹۵.

## فصل دوم: قیاس کی تقسیم

قیاس کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ قیاس اقترانی ۲۔ قیاس استثنائی

۱۔ قیاس اقترانی کی تعریف: وہ قیاس ہے، جس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ اپنی پوری ہیئت اور ترکیب کیساتھ موجود نہ ہو، بلکہ صرف اجزاء بغیر ترتیب نتیجہ کے مذکور ہوں اور اس میں ادات استثناء ”لیکن“ بھی مذکور نہ ہو جیسے ”ابوحنیفہ مجتہد و کل مجتہد ماجور۔“ تو نتیجہ ہوگا۔ ”ابوحنیفہ ماجور۔“

۲۔ قیاس استثنائی کی تعریف: وہ قیاس ہے، جس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ اپنی پوری ہیئت اور اجزاء کیساتھ بالفعل مذکور ہو، اس کا پہلا قضیہ ہمیشہ شرطیہ ہوتا ہے اور دوسرا حملیہ ہوتا ہے اور دونوں مقدموں (قضیوں) کے درمیان ادات استثناء آتا ہے جیسے ”کَلِّمَ اَنْ كَانَ زَيْدٌ عَالِمًا فَوَاجِبٌ اَحْتِرَامُهُ لَكِنَّهُ عَالِمٌ“ تو نتیجہ ہوگا۔ ”فَزَيْدٌ وَاجِبٌ اَحْتِرَامُهُ“۔  
وجہ صحر: قیاس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور ہوگا یا نہیں اگر نہ ہو تو اقترانی اور اگر ہو تو استثنائی۔

### تمرین

مندرجہ ذیل مثالوں میں قیاس اقترانی اور استثنائی کی تعیین کیجئے؟

زید فاعل کل فاعل مرفوع۔ ان كانت الشمس طالعة فالنهار موجود لكن النهار ليس بموجود۔ كل طالب العلم مجتهد ولا احد من المجتهد براسب۔ كل راسب كسلان ولا احد من الكسلان بفائز۔ كلما كان زيد كسلان كان راسباً لكنه كسلان۔ العالم خاش من الله وكل خاش من الله مستحق للجنة۔ لو كان نور العلم يدرك بالمنى ما كان يبقى في البرية جاهل ولكن التالي باطل۔ الجوال أضر الأشياء وكل ما هو أضر يجب الاجتناب عنه۔ المنطق علم وكل علم مفيد۔ لو كانت الدنيا تدوم لواحد لكان رسول الله ﷺ فيها مخلداً ولكنه ما كان مخلداً۔ العلوم الآلية خادمة القرآن وكل خادماً القرآن ذو شرافة۔

چند حل شدہ مثالیں:

❖..... ”المنطق علم“ (صغریٰ) = ”وكل علم مفيد (کبریٰ)۔“ = ”المنطق مفيد“ (نتیجہ/مطلوب)

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاس اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔

❖..... ”كلما كان زيد مجتهدا لم يكن راسباً“ (کبریٰ) ”لكنه مجتهد“ (صغریٰ) = ”فزيد لم يكن راسباً“۔

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاس استثنائی، اس لیے کہ نتیجہ بعینہ مذکور ہے۔

## فصل سوم

### قیاس اقترانی کی تقسیم

قیاس اقترانی کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ حملی ۲۔ شرطی

۱۔ قیاس اقترانی حملی کی تعریف: وہ قیاس ہے، جو صرف حملیات سے مرکب ہو جیسے ”العالم متغیر وکل متغیر حادث۔“

۲۔ قیاس اقترانی شرطی کی تعریف: وہ قیاس ہے، جو صرف شرطیات یا شرطیات اور حملیات سے مرکب ہو، جیسے ”کلما اجتهد الطالب فی الدرس فقد نجح فی الاختبار (صغری) وکلما نجح فی الاختبار فقد رضی عنه الاساتذہ (کبری)“ تو نتیجہ ہوگا۔ ”کلما اجتهد الطالب فی الدرس فقد رضی عنه الاساتذہ“۔ (نتیجہ)

وجہ حصر: قیاس صرف حملیات سے مرکب ہوگا، یا صرف شرطیات سے مرکب ہوگا، یا دونوں سے مرکب ہوگا، اگر صرف حملیات سے مرکب ہو تو قیاس حملی، اور صرف شرطیات یا شرطیات اور حملیات دونوں سے مرکب ہو تو قیاس شرطی۔

### قیاس اقترانی کے صحیح ہونے کی شرط

قیاس اقترانی کے مقدمات کا درجہ ہر دو ایسے قضیوں کو نہیں دیا جائے گا، جس میں ”ف“، تعقیب یا ”واو“ اداة عطف کے ذریعہ دو قضیوں کو آپس میں مربوط کیا گیا ہو، بلکہ قیاس منطقی کے لیے ضروری ہے کہ دو تسلیم شدہ باتوں سے ایک ایسا قاعدہ کلیہ نتیجہ کے طور پر حاصل ہو، جس میں کوئی غلطی نہ ہو، اگر ایسا نتیجہ ظاہر ہو، جو ہر جگہ منطبق نہ ہو تو اسے قیاس اقترانی نہیں کہتے ہیں، جیسے ”لا شئی من الانسان بحجر“ (صغری سالبہ کلیہ) اور ”لا شئی من الحجر بانسان“ (صغری سالبہ کلیہ)، نتیجہ ہوگا۔ ”لا شئی من الانسان بحیوان“ یا ”ببعض الانسان لیس بحیوان“ یہ دونوں نتیجے غلط ہیں۔

مذکورہ تفصیل سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر دو قضیے ہوں اور دونوں سالبہ کلیہ ہوں تو یہ اقتران بے فائدہ عقیم ہوگا، اگر یہ دونوں باتیں اپنی جگہ پر صحیح ہوں اور اگر قضیوں کی ہیئت بدل دی جائے، جیسے مذکورہ قضایا میں حیوان کی جگہ ”نبات“ وغیرہ ہو تو نتیجہ صحیح ہوگا۔ اس لیے نتائج کے حصول کا منطقی طریقہ معلوم ہونا ضروری ہے، شام کے معروف عالم عبدالرحمن حبکہ میدانی فرماتے ہیں۔ ”ولکن ینبغی أن نعلم أنه لیس کل اقتران بین قضایا یجمعها حد اوسط مفیداً نتیجۃ صحیحۃ ملزمۃ۔ وکل اقتران لا یفید بشکلہ المنضبط نتیجۃ ملزمۃ حتماً لدی التسلیم بالقضیتین المقترنین؛ اذ ینخرم فی بعض الاحوال، فانه لا یسمی قیاساً اصلاً... (۱)

## قواعد

قاعدہ نمبر ۱: قیاس اقترانی کو اقترانی اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں دونوں مقدمے (صغریٰ، کبریٰ) آپس میں مقترن ہوتے ہیں، اداات استدراک، اداۃ استثناء اور اداۃ اضراب (لیکن، الا، غیر، بل) وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوتی (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: قیاس اقترانی میں حد اوسط کا تکرار لفظاً و معناً ضروری ہے، ورنہ قیاس منقح نہیں ہوگا، جیسے قرآن مجید میں ہے۔ ”وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَأَسْمَعَهُمْ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُونَ.“ (الأنفال ۲۲) بظاہر اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ ”وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُونَ.“ حالانکہ یہ صحیح نہیں، کیونکہ اس میں حد اوسط (أَسْمَعَهُمْ) لفظاً مکرر ہے، لیکن معناً مکرر نہیں، بلکہ دونوں جگہوں میں اس کا الگ الگ معنی ہے، پہلے جملے میں سماع مقبول و موثر مراد ہے اور دوسرے جملہ میں سماع غیر مفید و غیر موثر مراد ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: قیاس اقترانی کے دونوں مقدموں کا اکٹھے ذکر ہونا ضروری نہیں، بسا اوقات ان میں فصل ہوتا ہے، قرآن مجید میں ایک جگہ ارشاد ہے۔ ”فِيهِمَا إِنْكُمْ كَبِيرٌ.“ (البقرة ۲۱۹) دوسری جگہ ارشاد ہے۔ ”إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمُ.“ (الأعراف ۳۳)، اب دونوں آیتوں کے ملانے سے صغریٰ و کبریٰ یوں بنیں گے۔ ”الْخُمَرَاءُ، وَالْإِثْمُ حَرَامٌ.“ نتیجہ ہوگا۔ ”الْخُمَرَاءُ حَرَامٌ.“ (۳)

قاعدہ نمبر ۴: جب حد اوسط کے لیے ضمیر یا اسم اشارہ آیا ہو تو مرجع یا اشاریہ کو نکال کر بیان کرنے سے حد اوسط کا لفظی تکرار بآسانی معلوم کیا جاسکتا ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۵: مقدمات کی تنقیح کے لیے کبھی تصرف و تحویل کی بھی ضرورت پڑتی ہے، جس سے مقدمات کی ترتیب منقح ہو جاتی ہے، جیسے ارشاد ہے۔ ”أُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا.“ (النساء ۱۵۱) اس میں کبریٰ میں تھوڑے سے تصرف سے حد اوسط مکرر ہو کر شکل اول بن جائے گی۔ ”الْكَافِرُونَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا.“ (۵)

=====

(۱) میرا ایسا غوی: ۶۳، ہامش ایسا غوی: ۳۳، ضوابط المعرفہ: ۲۳۳، تفہیم المنطق: ۲۲۰.

(۲) تفسیر بیان القرآن: ۴/۷۳.

(۳) ارشاد الطالب: ۸۷.

(۴) ارشاد الطالب: ۶۷.

(۵) ارشاد الطالب: ۶۶.



## تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ میں قیاس اقترانی حملی اور شرطی کی تعیین کیجئے؟

زید مسلم کل مسلم مومن باللہ ورسولہ۔ شیخ القرآن<sup>۲</sup> عالم ربانی وکل عالم ربانی خاش من اللہ۔ ان كانت الشمس طالعة كان النهار موجودا وكلما كان النهار موجودا كان العالم مضيئا۔ زید مجاہد فی سبیل وکل مجاہد فی سبیل اللہ جری۔ دائما اما ان يكون العبد مسلما او غير مسلم ولا احد من المسلم بمشرك۔ كلما كان المسلم تابعا للقرآن كان غالبا وكلما كان غالبا كان غنيا۔ كل مشرك كافر ولا أحد من الكافر من أهل الجنة۔ البدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار۔ لو كانت الدنيا تدوم لواحد لكان رسول الله فيها مخلدا وکل رسول خیر الناس۔ البدعة جسر الشرك وکل جسر یوصل الى المجسور۔ المجاهد لا یخاف فی الله لومة لائم وکل من لا یخاف فی الله لومة لائم ممدوح۔ ان كان الشرك ظلما لكان الألیق بالاجتناب وكلما كان الیق بالاجتناف فمرتکبه مردود۔ ان كانت البدعة ضلالة كانت فسقا ولا شيء من الفسق بطاعة۔ محمد رسول الله وکل رسول الله محبوب لله۔

چند حل شدہ مثالیں:

❖..... ”زید مسلم“ (صغریٰ قضیہ حملیہ) + ”وکل مسلم مومن باللہ ورسولہ“ (کبریٰ قضیہ حملیہ) = ”فزید مومن باللہ ورسولہ“ (نتیجہ/مطلوب):

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکل الی الجزئی ہے، قیاس اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نفیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی حملی اس لیے کہ مرکب من الحملیات ہے۔

❖..... ”ان كان الشرك ظلما لكان الألیق بالاجتناب“ (صغریٰ شرطیہ متصلہ) + ”وكلما كان الیق بالاجتناف فمرتکبه مردود۔“ (کبریٰ شرطیہ متصلہ) = ”ان كان الشرك ظلما فمرتکبه مردود۔“ (نتیجہ/مطلوب):

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکل الی الجزئی ہے، قیاس اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نفیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی شرطی، اس لیے کہ مرکب من الشرطیات ہے۔

❖..... ”ان كانت البدعة ضلالة كانت فسقا“ (صغریٰ شرطیہ متصلہ) + ”وكل فسق محظور۔“ (کبریٰ قضیہ حملیہ) = ”ان كانت البدعة ضلالة فهي محظورة“ (نتیجہ/مطلوب):

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکل الی الجزئی ہے، قیاس اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نفیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی شرطی، اس لیے کہ مرکب من شرطیہ وحملیہ ہے۔

## فصل سوم

### قیاس اقترانی شرطی کی تقسیم

قیاس اقترانی شرطی کی پانچ قسمیں ہیں، جو درج ذیل ہیں:-

۱۔ مرکب من متصلین ۲۔ مرکب من مفصلتین ۳۔ مرکب من متصلہ و جملیہ ۴۔ مرکب من منفصلہ و جملیہ ۵۔ مرکب من متصلہ و منفصلہ۔

۱۔ مرکب من متصلین: وہ قیاس اقترانی شرطی ہے، جس کے دونوں مقدمے (صغریٰ، کبریٰ) شرطیہ متصلہ ہوں، جیسے ”کلما روی ہلال رمضان فقد دخل شهر الصوم و کلما دخل شهر الصوم فقد وجب الصيام.“ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ ”کلما روی ہلال رمضان فقد وجب الصوم۔“

۲۔ مرکب من مفصلتین: وہ قیاس اقترانی شرطی ہے، جس کے دونوں مقدمے (صغریٰ، کبریٰ) شرطیہ منفصلہ ہوں، جیسے ”دائما اما ان يكون العدد فردا او زوجا و دائما اما ان يكون الزوج قابلا للقسمة الى زوجين لو فردين.“ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ ”فدائما اما ان يكون العدد فردا او قابلا للقسمة الى زوجين او فردين۔“

۳۔ مرکب من متصلہ و جملیہ: وہ قیاس اقترانی شرطی ہے، جو شرطیہ متصلہ اور جملیہ سے مرکب ہو، جیسے ”کلما كان المستخرج من المنجم ذهباً او حديداً فهو معدن و كل معدن يتمدد بالحرارة.“ تو نتیجہ ہوگا۔ ”فکلما كان المستخرج ذهباً او حديداً فهو يتمدد بالحرارة۔“

۴۔ مرکب من منفصلہ و جملیہ: وہ قیاس اقترانی شرطی ہے، جو شرطیہ منفصلہ اور جملیہ سے مرکب ہو، جیسے ”دائما اما ان يكون المدرك الذهني موجودا في الخارج او معدوما و كل معلوم لا تاثير له في الوجود.“ تو نتیجہ ہوگا۔ ”فدائما اما ان يكون المدرك الذهني موجودا ولا تاثير له في الوجود۔“

۵۔ مرکب من متصلہ و منفصلہ: وہ قیاس اقترانی شرطی ہے، جو شرطیہ متصلہ اور منفصلہ سے مرکب ہو، جیسے ”کلما دعا المسلم الى الله فقد ادى واجبه و دائما المسلم الذي ادى واجبه فهو امداع او اما تقي او اما قدوة.“ تو نتیجہ ہوگا۔ ”کلما دعا المسلم الى الله فهو امداع او اما قدوة۔“

## قواعد

قاعدہ نمبر ۱: مذکورہ اقسام میں سب سے عمدہ اقترانی مرکب من متصلین ہے (۱)۔

=====

(۱) سلم العلوم: ۲۰۰، ہاشم مرقاۃ: ۸۰۔

قاعدہ نمبر ۲: وہ قیاس جو حملیہ اور شرطیہ متصلہ دونوں سے مرکب ہو تو اس کا نتیجہ شرطیہ متصلہ ہوگا (۱)۔

قاعدہ نمبر ۳: جو قیاس حملیہ اور شرطیہ منفصلہ سے مرکب ہو تو اس کا نتیجہ شرطیہ منفصلہ ہوگا (۲)۔

قاعدہ نمبر ۴: جو قیاس متصلہ اور منفصلہ سے مرکب ہو تو اس کا نتیجہ متصلہ اور منفصلہ دونوں آسکتے ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر ۵: جو قیاس دو متصلوں سے مرکب ہو تو اس کا نتیجہ بھی متصلہ ہوگا، جیسے ایک حدیث میں ہے۔ ”من تتبع عورة أخيه المسلم يتبع الله عورته، ومن تتبع عورته يفضحه ولو في جوف رحلة۔“ تو نتیجہ ہوگا۔ ”من تتبع عورة أخيه المسلم يفضحه الله، ولو في جوف رحلة۔“ (۴)

قاعدہ نمبر ۶: جس قیاس کے دونوں مقدمے (صغریٰ، کبریٰ) شرطیہ منفصلہ ہوں تو اس کا نتیجہ منفصلہ آئے گا (۵)۔

قاعدہ نمبر ۷: متصلین سے مراد لزومیتین ہے کیونکہ اتفاقیین سے قیاس نہیں بنتا (۶)۔

قاعدہ نمبر ۸: محققین کا نقطہ نظریہ ہے کہ اتفاقیات سے بھی قیاس مرکب ہو سکتا ہے (۷)۔

## تمرین

مندرجہ ذیل مسئلہ میں قیاس شرطی کے اقسام کی تعیین کیجئے؟

دائما العبد إما مسلم أو كافر لا شيء من الكافر من اهل الجنة. ان كانت الشمس طالعة كان النهار موجودا وكلما كان النهار موجودا كان العالم مضيقا. دائما اما ان يكون العبد مسلما او غير مسلم ولا احد من المسلم بمشرك. كلما كان المسلم تابعا للقرآن كان غالبا وكلما كان غالبا كان غنيا. لو كانت الدنيا تدمر لواحد لكان رسول الله ﷺ فيها مخلدا وكل رسول خير الناس. ان كانت البدعة ضلالة كانت فسقا ولا شيء من الفسق بطاعة. الكلمة إما اسم أو فعل أو حرف وكل حرف غير مستقل. كلما كان خالد كسلان كان راسبا وكل راسب ملوم. ولا أحد من العالم بجاهل. دائما المركب إما تام أو ناقص وكلما كان تاما يصح السكوت عليه.

چند حل شدہ مثالیں:

..... من تتبع عورة أخيه المسلم تتبع الله عورته“ (صغریٰ شرطیہ متصلہ) + ”ومن تتبع الله عورته يفضحه ولو في جوف رحله“ (کبریٰ شرطیہ متصلہ) = ”من تتبع عورة أخيه المسلم يفضحه ولو في جوف رحله“ (نتیجہ/مطلوب)  
قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاس اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نفیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی شرطی، اس لیے کہ مرکب من الشرطیات ہے۔ اقترانی شرطی کی پہلی قسم مرکب من متصلین۔

=====

(۱) تفہیم المنطق: ۲۱۶۔ (۲) تفہیم المنطق: ۲۱۷۔ (۳) تفہیم المنطق: ۲۱۷۔

(۴) ملخص تفہیم المنطق: ۲۱۷۔ (۵) تفہیم المنطق: ۲۱۷۔ (۶) میرا یا غوجی: ۱۵۶۔ (۷) ہاشم میرا یا غوجی: ۱۵۶۔

## فصل چہارم: اشکال کا بیان

**شکل کی تعریف:** ”الهيئة الحاصلة من كيفية وضع الأوسط عند الاصغر والأكبر“۔ حد اوسط کو اصغر اور اکبر کیساتھ ملانے سے جو ہیئت حاصل ہوتی ہے اسے شکل کہتے ہیں۔ یعنی یعنی قیاس کے بنانے سے پہلے ذہن میں تین چیزیں ملحوظ رکھنی چاہئیں: ۱۔ اصغر (موضوع نتیجہ) ۲۔ اکبر (محمول نتیجہ) ۳۔ حد اوسط (علۃ الحکم) اب ان تینوں اجزاء سے مذکورہ طریقہ پر قیاس کے لیے جب تم دو قضیے بناؤ گے تو اصغر اور اکبر سے حد اوسط کے مقدم یا مؤخر ہونے سے قیاس کی جو بھی صورت اور ہیئت حاصل ہوگی اس کو شکل کہیں گے، جن کی چار صورتیں ہیں:

**شکل اول:** حد اوسط محمول فی الصغری و موضوع فی الکبریٰ ہو۔ **شکل ثانی:** حد اوسط صغری و کبریٰ دونوں میں محمول ہو۔ **شکل ثالث:** حد اوسط صغری و کبریٰ دونوں میں موضوع ہو۔ **شکل رابع:** حد اوسط صغری میں موضوع اور کبریٰ میں محمول ہو۔

### قواعد

- قاعدہ نمبر ۱: شکل اول اشرف الاشکال ہے، کیونکہ یہ بدیہی الانتاج ہے (۱)۔
- قاعدہ نمبر ۲: شکل اول دیگر اشکال کے لیے معیار ہے (۲)۔
- قاعدہ نمبر ۳: اشکال اربعہ کا اجزاء جملیات اور شرطیات دونوں میں ہوتا ہے (۳)۔
- قاعدہ نمبر ۴: ہر شکل کے چار اجزاء ہوتے ہیں صغری کے دو جزء موضوع و محمول یا ان کی جگہ مقدم اور تالی، اور اسی طرح کبری کے بھی دو جزء موضوع و محمول یا ان کی جگہ مقدم اور تالی ہوتے ہیں (۴)۔
- قاعدہ نمبر ۵: مذکور اشکال سے جو اقسام بنتے ہیں ان کی تعداد سولہ ہے (۵)۔
- قاعدہ نمبر ۶: اشکال اربعہ میں بعض صورتیں موصول النتائج اور بعض غیر موصول النتائج ہوتی ہیں (۶)۔
- قاعدہ نمبر ۷: قیاس میں معتبر محصورات اربعہ ہیں اور یہ چاروں صغری اور کبری دونوں میں معتبر ہیں تو چار (صغری) کو چار (کبری) کیساتھ ضرب دینے سے کل سولہ ضرب بنتے ہیں (۷)۔
- قاعدہ نمبر ۸: ارسطو نے شکل اول کو شکل کامل کا نام دیا ہے (۸)۔
- قاعدہ نمبر ۹: جب حد اوسط معرفہ ہو تو استدلال فطری طور پر شکل ثالث سے کیا جاتا ہے، جیسے سقراط عقل مند ہے، سقراط ایک فلسفی ہے، نتیجہ ہوگا۔ کچھ فلسفی عقل مند ہیں۔

=====

- (۱) مرقاۃ ۴: ۷۔ (۲) مرقاۃ ۴: ۷۔ (۳) قطبی ۳۳۲۔ (۴) تفہیم المنطق ۲۲۱۔ (۵) مرقاۃ ۴: ۷۔ (۶) شرح تہذیب ۱۵۹۔ (۷) سلم العلوم ۱۹۴: ۷۔ (۸) منطق استخراجیہ ۲۶۸۔

قاعدہ نمبر ۱۰: شکل رابع استدلال کے فطری قانون کے مطابق نہیں، اسی وجہ سے یہ قلیل الاستعمال ہے، بعض منطقی حضرات (شیخ ابوعلی سینا، ابونصر فارابی) نے اسے مسترد کیا ہے، تاہم ارسطو کے نزدیک یہ شکل اول کی بگڑی ہوئی شکل ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: شکل رابع کو جالینوس نے منطق میں داخل کی ہے، اسی وجہ سے اسے شکل جالینوس کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۲: شکل ثالث کی نتیجہ ہمیشہ جزئیہ ہوتی ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۱۳: شکل رابع کی نتیجہ بھی ہمیشہ جزئیہ ہوتی ہے، البتہ ایک صورت مستثنیٰ ہے، جب صغریٰ سالبہ کلیہ ہو اور کبریٰ موجبہ کلیہ ہو تو اسی صورت میں نتیجہ کلیہ ہوگی (۴)۔

## تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ میں اشکال کی تعیین کیجئے؟

کل ملحد ضال و کل ضال فی النار . قد یكون الشکر اما بالقول او بالعمل و دائما العمل اما عمل صالح او عمل غیر صالح . کثیر اما اذا کان الانسان حریصا کان حزینا کل وقت و کل حزین غیر فرح . قد یكون اذا کان الثمر مأکولا کان طیب الرائحة و کما کان المأکول طیب الرائحة کان مطعوما و مشموما . کل مبتدع ضال بعض الفاسق مبتدع . بعض الضال ملحد کل ضال فی النار . بعض الکافر لیس بمشک کل کافر ملحد . بعض الاشد علی الکفار لیس برسول کل معصوم رسول . بعض المذموم شیطان کل شیطان مدحور . ان من الصدقة ذکر الله و دائما ذکر الله اما للخشية من الله او لعدم الخشية . کلکم راع کلکم مسئول عن رعیتہ . کل بدعة ضلالة و لا شیء من البدعة برشد . محمد رسول الله کل رسول الله اشد علی الکفار . ربما اذا درس الطالب علوم الشریعة صار عالما وائما العالم اما عامل بما یعلم أو غیر عامل . بعض الصحابی عمر کل صحابی عادل . بعض الملعون مشرک کل ملعون بعید من رحمة الله . الشیطان مذموم کل مذموم غیر مدحوح . کل طالب للعلم مدحوح و لا شیء من الکسلان بطالب للعلم . کل عالم خاش من الله و کل عالم عابد . آکل الربو عدو الله کل عدو الله لا ینجح أبدا .

چند حل شدہ مثالیں:

..... ”زید مجاہد“ (صغریٰ) ”و کل مجاہد مطیع لله“ (کبریٰ) = ”زید مطیع لله“ . (نتیجہ)

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاس اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی حملی، اس لیے

=====

(۱) منطق اخراجیہ: ۲۷۰ . (۲) منطق اخراجیہ: ۲۷۰ .

(۳) شرح تہذیب: ۱۶۳ . (۴) شرح تہذیب: ۱۶۸ .

کہ مرکب من الحملیات ہے۔ شکل اول، اس لیے کہ حد اوسط محمول فی الصغریٰ اور موضوع فی الکبریٰ ہے۔

❖..... ”بعض الفاسق ضال.“ (صغریٰ) ”ولا احد من اهل السنة ضال“ (کبریٰ) = ”فليس بعض الفاسق باهل السنة.“ (نتیجہ/مطلوب):

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاس اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی حملی، اس لیے کہ مرکب من الحملیات ہے۔ شکل ثانی، اس لیے کہ حد اوسط محمول فی الصغریٰ و محمول فی الکبریٰ ہے۔

❖..... ”بعض الضال ملحد.“ (صغریٰ) + ”کل ضال فی النار.“ (کبریٰ) = ”بعض الملحد فی النار.“ (نتیجہ/مطلوب):

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاس اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی حملی، اس لیے کہ مرکب من الحملیات ہے۔ شکل ثالث، اس لیے کہ حد اوسط موضوع فی الصغریٰ و موضوع فی الکبریٰ ہے۔

❖..... ”بعض الملعون مشرك.“ (صغریٰ) + ”کل ملعون بعيد من رحمة الله.“ (کبریٰ) = ”بعض المشرك بعيد من رحمة الله.“ (نتیجہ/مطلوب):

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاس اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی حملی، اس لیے کہ مرکب من الحملیات ہے۔ شکل رابع، اس لیے کہ حد اوسط موضوع فی الصغریٰ و محمول فی الکبریٰ ہے۔

❖..... ”کثیرا ما اذا كان الانسان مجتهدا كان فائزا باعلى المراتب“ (صغریٰ متصلہ) + ”وليس البتة اذا كان فائزا باعلى المراتب كان مغبونا“ (کبریٰ متصلہ) = ”ليس كلما اذا كان الانسان مجتهدا كان مغبونا.“ (نتیجہ/مطلوب):

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاس اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی شرطی، اس لیے کہ مرکب من الشرطیات ہے۔ شکل اول، اس لیے کہ حد اوسط محمول فی الصغریٰ اور موضوع فی الکبریٰ ہے۔

❖..... ”كلما جاءهم رسول بما لا تهوى أنفسهم ففريقا كذبتم وفريقا تقتلون“ (صغریٰ شرطیہ متصلہ) + ”ولا احد من مكذبي الرسل اوقاتليهم بناجين من العذاب“ (کبریٰ جملیہ) = ”فليس البتة كلما جاءهم رسول بما لا تهوى أنفسهم بناجين من العذاب.“ (نتیجہ/مطلوب):

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاس اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی شرطی، اس لیے کہ مرکب من شرطیہ جملیہ ہے۔ شکل اول، اس لیے کہ حد اوسط محمول فی الصغریٰ اور موضوع فی الکبریٰ ہے۔

### فصل پنجم: شکل اول کا بیان

**شکل اول کی تعریف:** شکل اول وہ ہے جس میں حدِ اوسط صغریٰ میں محمول اور کبریٰ میں موضوع ہو اور اس کی عقلی طور پر سولہ ضرب بنتی ہیں، کیونکہ صغریٰ محصورات اربعہ (موجبہ کلیہ، موجبہ جزئیہ، سالبہ کلیہ، سالبہ جزئیہ) میں سے ہر ایک ہو سکتا ہے اور کبریٰ میں بھی ہر ایک بن سکتا ہے، تو چار کو چار میں ضرب دینے سے کل ضرب مجملہ سولہ بن جاتی ہے، جن میں چار ضرب منجہ اور بارہ ضرب غیر منجہ (عقیمہ) ہیں۔

شکل اول کے نتائج (نتیجہ دینے) کے لیے تین شرائط ہیں:-

- ۱۔ ایجاب الصغریٰ (صغریٰ کا موجبہ ہونا) ۲۔ کلیۃ الکبریٰ (کبریٰ کا کلیہ ہونا) ۳۔ فعلیۃ الصغریٰ (جہت کے اعتبار سے)
- شکل اول کے ضرب منجہ درج ذیل چار ہیں:-

ضرب اول: صغریٰ موجبہ کلیہ ہو اور کبریٰ بھی موجبہ کلیہ ہو۔	ضرب دوم: صغریٰ موجبہ کلیہ ہو اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو۔
ضرب سوم: صغریٰ موجبہ جزئیہ ہو اور کبریٰ موجبہ کلیہ ہو۔	ضرب چہارم: صغریٰ موجبہ جزئیہ ہو اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو۔

ذیل میں شکل اول کے ضرب منجہ میں سے ہر ایک کی مثال قیاس اقترا فی حملیٰ اور اقترا فی شرطی دونوں کی پیش کی جاتی ہے۔

**ضرب اول:** صغریٰ موجبہ کلیہ ہو اور کبریٰ بھی موجبہ کلیہ ہو۔

#### ۱۔ قیاس اقترا فی حملیٰ کی مثال:-

(صغریٰ) کل ملحد ضال (کبریٰ) وکل ضال فی النار (نتیجہ) فکل ملحد فی النار

#### ۲۔ قیاس اقترا فی شرطی کی مثالیں:-

- ۱۔ (صغریٰ متصلہ) کلما أوقدو ناراً للحرب أطفأها الله (کبریٰ متصلہ) وکلما أطفأ الله نار حرب توقف شرها (نتیجہ) فکلما أوقدو نار الحرب توقف شرها.
- ۲۔ (صغریٰ شرطیہ) کلما اضاء لهم مشوا فيه (کبریٰ حملیہ) وکل ماش متحرك (نتیجہ) کلما اضاء لهم تحركوا فيه.
- ۳۔ (صغریٰ حملیہ) لکل عمل مقرون بالنية جزاء (کبریٰ منفصلہ) دائما اما أن يكون الجزاء بالثواب أو بالعقاب (نتیجہ منفصلہ) دائما اما أن يكون للعمل المقرون بالنية جزاء بالثواب أو بالعقاب.
- ۴۔ (صغریٰ متصلہ) کلما کان الکافر ظالما کان المشرک ظالما (کبریٰ منفصلہ) و دائما المشرک اما ظالم او منصف (نتیجہ) ف دائما الکافر اما ظالم او منصف.
- ۵۔ (صغریٰ منفصلہ) دائما طالب العلم اما کمالان او مجتهد (کبریٰ منفصلہ) دائما المجتهد اما مجتهد فصیح او

مجتہد غیر فصیح (نتیجہ) دائماً طالب العلم اما کسلان او مجتہد فصیح او مجتہد غیر فصیح .

**ضرب دوم:** صغریٰ موجبہ کلیہ ہو اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو۔

#### ۱۔ قیاس اقترازی حملی کی مثال:-

۱۔ (صغریٰ حملیہ) کل مؤمن آخذ بنصیب من التقویٰ (کبریٰ حملیہ) ولا أحد من آخذ من نصیب من التقویٰ بمخلد فی العذاب ومحروم من الجنة (نتیجہ) فلا أحد من المؤمن بمخلد فی العذاب ومحروم من الجنة .

#### ۲۔ قیاس اقترازی شرطی کی مثالیں:-

- ۱۔ (صغریٰ شرطیہ متصلہ) كلما جاء هم رسول بما لا تهوى أنفسهم ففريقا كذبتم وفريقا تقتلون (کبریٰ حملیہ) ولا أحد من مكذبي الرسل أو قاتليهم بناجين من العذاب (نتیجہ) فليس البتة كلما جاء هم رسول بما لا تهوى أنفسهم بناجين من العذاب .
- ۲۔ (صغریٰ منفصلہ) دائماً اما أن يكون العدد زوجاً أو فرداً (کبریٰ حملیہ) ولا فرد ينقسم بمتساويين (نتیجہ) فليس البتة اما أن يكون العدد زوجاً أو ينقسم بمتساويين .
- ۳۔ (صغریٰ متصلہ) كلما جاء هم رسول بما لا تهوى أنفسهم فريقا كذبوا وفريقا يقتلون (کبریٰ متصلہ) وليس البتة ان كذبوا فريقاً وقتلوا فريقاً كانوا مسلمين (نتیجہ) فليس البتة كلما جاء هم رسول بما لا تهوى أنفسهم كانوا مسلمين .
- ۴۔ (صغریٰ متصلہ) كلما ازداد علم الانسان قل انكاره (کبریٰ منفصلہ) وليس البتة الانكار اما للتسليم او الاخلاص (نتیجہ) ليس البتة كلما ازداد علم الانسان قل التسليم والاخلاص .
- ۵۔ (صغریٰ منفصلہ) دائماً المشرك اما من اهل الجنة او من اهل النار (کبریٰ منفصلہ) وليس البتة اهل النار اما مسلم او مطيع لله (نتیجہ) ليس البتة المشرك اما من اهل الجنة او مسلم او مطيع لله .

**ضرب سوم:** صغریٰ موجبہ جزئیہ ہو اور کبریٰ موجبہ کلیہ ہو۔

#### ۱۔ قیاس اقترازی حملی کی مثال:-

(صغریٰ حملیہ) وان كثير من الناس لفاسقون (کبریٰ حملیہ) والفاسقون لا يهديهم الله (یہ کل فاسق غیر مہدی کے قوت میں ہے) (نتیجہ) فكثير من الناس غير مهديين .

#### ۲۔ اقترازی شرطی کی مثالیں:-

- ۱۔ (صغریٰ متصلہ) قديكون اذا كان الثمر مأكولاً كان طيب الرائحة (کبریٰ متصلہ) وكلما كان المأكول طيب الرائحة كان مطعوماً ومشموماً (نتیجہ) فقد يكون اذا كان الثمر مأكولاً كان مطعوماً ومشموماً .
- ۲۔ (صغریٰ منفصلہ) قد يكون الشكر اما بالقول او بالعمل (کبریٰ منفصلہ) ودائماً العمل اما عمل صالح او عمل غير



صالح (نتیجہ) قد يكون الشكر اما بالقول او بعمل صالح او بعمل غير صالح.

۳۔ (صغریٰ متصلہ) ربما اذا درس الطالب علوم الشريعة صار عالما (کبریٰ منفصلہ) واثما العالم اما عامل بما يعلم او غير عامل (نتیجہ متصلہ) فقد يكون اذا درس الطالب علوم الشريعة كان عاملا بما يعلم او غير عامل. (یا نتیجہ منفصلہ) فأحيانا اما أن يكون دارس علوم الشريعة عاملا بما يعلم او غير عالم.

۴۔ (صغریٰ متصلہ) كثير اما اذا كان الانسان حريصا كان حزينا كل وقت (کبریٰ جملہ) وكل حزين غير فرح (نتیجہ) فكثيرا اما اذا كان الانسان حريصا كان غير فرح.

۵۔ (صغریٰ جملیہ) ان من الصدقة ذكر الله (کبریٰ منفصلہ) ودائما ذكر الله اما للخشية من الله او لعدم الخشية (نتیجہ) قد يكون ان الصدقة اما للخشية من الله او لعدم الخشية من الله.

**ضرب چہارم:** صغریٰ موجبہ جزئیہ ہو اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو۔

#### ۱. قیاس اقترانی حملی کی مثال:-

(صغریٰ جملیہ) بعض الناس يعملون الصالحات (کبریٰ جملیہ) ولا أحسن الذين يعملون الصالحات بمغبون (نتیجہ) حملیہ) فبعض الناس ليس بمغبون.

#### ۲. قیاس اقترانی شرطی کی مثالیں:-

۱۔ (صغریٰ متصلہ) كثيرا اما اذا كان الانسان مجتهدا كان فائزا بأعلى المراتب (کبریٰ متصلہ) وليس البتہ اذا كان فائزا بأعلى المراتب كان مغبونا (نتیجہ) ليس كلما اذا كان الانسان مجتهدا كان مغبونا.

۲۔ (صغریٰ منفصلہ) قد يكون الاعتداء اما من الساعى او من رب المال (کبریٰ منفصلہ) وليس البتہ رب المال اما منصف او محتاط (نتیجہ) قد لا يكون الاعتداء اما من الساعى او المنصف او المحتاط.

۳۔ (صغریٰ متصلہ) قد يكون اذا كان البعير خيرا من البعيرين كان البعيران ارضلين من البعير (کبریٰ منفصلہ) وليس البتہ البعيران اما غير ابيضين او اسودين (نتیجہ) قد لا يكون اذا كان البعير خيرا من البعيرين كان الارضلين اما غير ابيضين او اسودين.

۴۔ (صغریٰ منفصلہ) قد يكون الماء اما حلوا أو مرّا (کبریٰ جملیہ) ولا شئ من المرّ بصالح للشرب (نتیجہ) فقد لا يكون الماء اما حلوا أو صالحا للشرب.

۵۔ (صغریٰ متصلہ) قد يكون اذا استغفر العاصي ربه غفر له (کبریٰ جملیہ) ولا أحسن من يغفر الله لهم بمعذب (نتیجہ) فليس كلما استغفر العاصي ربه كان معذبا.

## فصل ششم: شکل ثانی کا بیان

شکل ثانی کی تعریف: وہ ہے جس میں حد اوسط صغریٰ اور کبریٰ دونوں میں محمول ہو، اس میں بھی عقلی احتمالات سولہ ہیں، جس میں چار ضروب منته اور بارہ ضروب غیر منته ہیں۔

شکل ثانی کے انتاج کے لیے دو شرائط ہیں:-

۱۔ اختلاف المقدماتین فی الکلیف ۲۔ کلیۃ الکبریٰ

شکل ثانی کے ضروب منته درج ذیل چار ہیں:-

ضرب اول: صغریٰ موجبہ کلیہ ہو اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو۔	ضرب دوم: صغریٰ موجبہ جزئیہ ہو اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو۔
ضرب سوم: صغریٰ سالبہ کلیہ ہو اور کبریٰ موجبہ کلیہ ہو۔	ضرب چہارم: صغریٰ سالبہ جزئیہ ہو اور کبریٰ موجبہ کلیہ ہو۔

ذیل میں شکل ثانی کے ضروب منته میں سے ہر ایک کی مثال قیاس اقترا فی حملی اور اقترا فی شرطی دونوں کی پیش کی جاتی ہے۔

**ضرب اول:** صغریٰ موجبہ کلیہ ہو اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو۔

۱۔ قیاس اقترا فی حملی کی مثال:-

(صغریٰ حملیہ) کل ضاحک بالفعل مسرور (کبریٰ) ولا حزن مسرور (نتیجہ) فلا ضاحک بالفعل بحزین۔

۲۔ قیاس اقترا فی شرطی کی مثالیں:-

۱۔ (صغریٰ متصلہ) کلما نما الجنین ثقل حملة علی أمہ (کبریٰ متصلہ) و لیس البتة اذامات الجنین فی بطن أمہ ثقل

حملة علیہا (نتیجہ) فلیس البتة کلما نما الجنین أمکن أن یکون میتافی بطن أمہ۔

۲۔ (صغریٰ منفصلہ) دائما الانسان حریص او صابر (صغریٰ منفصلہ) و دائما الصابر لربہ اما کفور او صابر (نتیجہ) دائما

الانسان اما حریص او صابر لربہ او صابر او کفور۔

۳۔ (صغریٰ متصلہ) کلما کان الانسان متقیًا کان مومنا (صغریٰ منفصلہ) و دائما المفلس اما کافر او مومن (نتیجہ)

دائمًا الانسان اما متق او مفلس او کافر۔

۴۔ (صغریٰ متصلہ) مهماتنفس المریض فالحیة باقیة فیہ (کبریٰ) و لیس أحد من الجامدات بذی حیاة (نتیجہ) فلیس

البتة اذا تنفس المریض فهو من الجامدات۔

۵۔ (صغریٰ منفصلہ) دائما اما أن یکون الطهارة الشرعیة بالماء واما بالتراب (کبریٰ حملیہ) ولا شئی من الشعیر بتراب

(نتیجہ) فلیس البتة اما أن یکون الطهارة الشرعیة بالماء أو بالشعیر۔

### ضرب دوم: صغری موجبہ جزئیہ ہواور کبری سالبہ کلیہ ہو۔

#### ۱۔ قیاس افترازی حملی کی مثالیں:-

(صغری) بعض الناس كاتب (کبری) ولاأحدمن الأميين بکاتب (نتیجہ) فليس بعض الناس بأمی.

#### ۲۔ قیاس افترازی شرطی کی مثالیں:-

۱۔ (صغری متصلہ) قد يكون اذا كان الانسان اوروبيا كان ابيض البشر (کبری متصلہ) ليس البتہ اذا كان الانسان

حبشيا كان ابيض البشر (نتیجہ) قد لا يكون اذا كان الانسان اوروبيا كان حبشيا.

۲۔ (صغری منفصلہ) قد يكون المناظر اما مدعى او سائل (کبری منفصلہ) ليس البتہ الانسان اما مجادل او سائل

(نتیجہ) قد لا يكون المناظر اما مدعى او انسان او مجادل.

۳۔ (صغری متصلہ) قد يكون اذا كان المدعى مباحثا كان مجادلا (کبری منفصلہ) ليس البتہ المكابر اما غير مناظر

او مجادل (نتیجہ) قد لا يكون اذا كان المدعى مباحثا كان مكابرا او غير مناظر. یا قد لا يكون المدعى اما مباحث او

مكابر او غير مناظر.

۴۔ (صغری متصلہ) قد يكون اذا كان الانسان اوروبيا كان ابيض البشر (کبری حملیہ) ولاأحدمن الزوج بأبيض البشر

(نتیجہ) فقد لا يكون اذا كان الانسان اوروبيا فهو واحد من الزوج.

۵۔ (صغری منفصلہ) أحيانا اما أن تكون الخيل دهما أو غيرا (کبری حملیہ) ولاأحدمن الحسان الخير بأغير (نتیجہ)

فليس دائما اما أن تكون الخيل دهما أو من حسان الخيل.

### ضرب سوم: صغری سالبہ کلیہ ہواور کبری موجبہ کلیہ ہو۔

#### ۱۔ قیاس افترازی حملی کی مثالیں:-

۱۔ (صغری) لاحزين مسرور (کبری) وكل ضاحك بالفعل مسرور (نتیجہ) فلاحزين بضاحك بالفعل.

#### ۲۔ قیاس افترازی شرطی کی مثالیں:-

۱۔ (صغری متصلہ) ليس البتہ اذا كان الانسان عالما بالله كان كافرا (کبری متصلہ) وكلما كان الانسان مشرکا كان

كافرا (نتیجہ) ليس البتہ اذا كان الانسان عالما بالله كان مشرکا.

۲۔ (صغری منفصلہ) ليس البتہ الانسان اما عالم بالله او كافر (کبری منفصلہ) دائما العبد اما مومن او كافر (نتیجہ) ليس

البتہ الانسان اما عالم بالله او عبد او مومن.

۳۔ (صغری متصلہ) ليس البتہ اذا قل انكار الانسان ازداد علمه (کبری منفصلہ) دائما الانسان اماكثر انكاره او ازداد

علمه (نتیجہ) ليس البتہ اذا قل انكار الانسان كثر انكاره.

۴۔ (صغری متصلہ) ليس البتہ اذا كان الجسد يتحرك بالارادة فهو ميت (کبری حملیہ) وكل جسد لا يأكل ولا يتنفس هو ميت (نتیجہ) فليس البتہ اذا كان الجسد يتحرك بالارادة فهو لا يأكل ولا يتنفس.

۵۔ (صغری) ليس البتہ اما أن يكون العدد زوجاً أو ينقسم الى متساويين (کبری حملیہ) وكل ما ليس بفرد ينقسم الى متساويين (نتیجہ) فليس البتہ اما أن يكون العدد زوجاً أو هو ليس بفرد.

**ضرب چهارم:** صغری سالبہ جزئیہ ہو اور کبری موجبہ کلیہ ہو۔

۱۔ قیاس اقترانی حملی مثالیں:-

(صغری) بعض الحمير ليس بأهلی (کبری) وكل واحد من الحمير غير المخططة هو أهلی (نتیجہ) فبعض الحمير ليس من الحمير غير المخططة.

۲۔ قیاس اقترانی شرطی کی مثالیں:-

۱۔ (صغری متصلہ) قد لا يكون اذا كان المدرس حاضر اكان الدرس معطلا (کبری متصلہ) وكلما كان يوم الجمعة كان الدرس معطلا (نتیجہ) قد لا يكون اذا كان المدرس حاضرا كان يوم الجمعة.

۲۔ (صغری منفصلہ) قد لا يكون المدرس اما حاضر او غائب (کبری منفصلہ) ودائما طالب العلم اما غافل او غائب (نتیجہ) قد لا يكون المدرس اما حاضر او غافل.

۳۔ (صغری متصلہ) قد لا يكون اذا الانسان طويلا كان أسود البشرة (کبری حملیہ) وكل زنجی أسود البشرة (نتیجہ) فقد لا يكون اذا كان الانسان طويلا فهو زنجی.

۴۔ (صغری منفصلہ) أحيانا لا يكون أحد الشئيين اما أكبر من صاحبه أو أصغر (کبری حملیہ) وكلما كان أحد الشئيين مساويا للآخر فهو لا أصغر (نتیجہ منفصلہ) فقد لا يكون أحد الشئيين اما أكبر من صاحبه أو مساويا له. (یا نتیجہ متصلہ) فقد لا يكون كلما لم يكن أحد الشئيين أكبر من صاحبه كان مساويا له.

۵۔ (صغری متصلہ) قد لا يكون الانسان اما مجاهد او جری (کبری حملیہ) كل مومن جری (قد لا يكون الانسان اما مجاهد او مومن).

## فصل ہفتم: شکل ثالث کا بیان

شکل ثالث کی تعریف: وہ جس میں حد اوسط صغریٰ اور کبریٰ دونوں میں موضوع ہو، اس میں بھی سولہ عقلی احتمالات ہیں جس میں چھ ضروب منجہ اور دس ضروب غیر منجہ ہیں۔

شکل ثالث کے انتاج کے لیے تین شرائط ہیں:-

۱۔ ایجاب الصغریٰ ۲۔ کلیۃ أحد المقدمتین

شکل ثالث کے ضروب منجہ درج ذیل چھ ہیں:-

ضرب اول: صغریٰ موجبہ کلیہ ہو اور کبریٰ موجبہ کلیہ ہو۔	ضرب دوم: صغریٰ موجبہ کلیہ ہو اور کبریٰ موجبہ جزئیہ ہو۔
ضرب سوم: صغریٰ موجبہ کلیہ ہو اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو۔	ضرب چہارم: صغریٰ موجبہ کلیہ ہو اور کبریٰ سالبہ جزئیہ ہو۔
ضرب پنجم: صغریٰ موجبہ جزئیہ ہو اور کبریٰ موجبہ کلیہ ہو۔	ضرب ششم: صغریٰ موجبہ جزئیہ ہو اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو۔

ذیل میں شکل ثالث کے ضروب منجہ میں سے ہر ایک کی مثال قیاس اقترانی حملی اور اقترانی شرطی دونوں کی پیش کی جاتی ہے۔

**ضرب اول:** صغریٰ موجبہ کلیہ ہو اور کبریٰ بھی موجبہ کلیہ ہو۔

۱۔ قیاس اقترانی حملی کی مثالیں:-

(صغریٰ) کل ذہب معدن (کبریٰ) وکل ذہب لایثا کسد (نتیجہ) بعض المعدن لایثا کسد۔

۲۔ قیاس اقترانی شرطی کی مثالیں:-

۱۔ (صغریٰ متصلہ) کلما کانت الثمرة تفاحا کانت فاکهة (کبریٰ متصلہ) وکلما کانت تفاحا کانت قابلة لأن تعصر شرابا (نتیجہ) فقد یكون اذا کانت الثمرة فاکهة کانت قابلة لأن تعصر شرابا۔

۲۔ (صغریٰ منفصلہ) دائما الحدیث اما صحیح او غیر صحیح (کبریٰ منفصلہ) و دائما الصحیح اما صحیح لذاته او صحیح لغيره (نتیجہ) فقد یكون الحدیث اما صحیح او غیر صحیح لذاته او صحیح لغيره۔

۳۔ (صغریٰ منفصلہ) دائما المدعی اما مناظر او مجادل او مکابر (کبریٰ متصلہ) وکلما کان مناظرا کان مریدا لظاهر الصواب (نتیجہ) فقد یكون اذا کان مجادلا کان مکابرا او مریدا لظاهر الصواب۔ یا فقد یكون المدعی اما مجادل او مکابر او مریدا لظاهر الصواب۔

۴۔ (صغریٰ متصلہ) کلما کان الانسان خائفا کان قلبه متحرکا بالسرعة (کبریٰ حملیہ) وکل خائف اصفر (نتیجہ)۔

فقد يكون اذا كان الانسان قلبه متحرك بالسرعة كان اصفر.

- ۵۔ (صغری منفصلہ) دائما الحديث الصحيح اما صحيح لذاته او لغيره (کبریٰ حملیہ) وكل صحيح لذاته مقبول (نتیجہ) فقد يكون الحديث اما صحيح او مقبول او صحيح لغيره.

**ضرب دوم:** صغری موجبہ کلیہ ہواور کبریٰ موجبہ جزئیہ ہو۔

#### ۱۔ قیاس اقترانی حملی کی مثال:-

(صغریٰ) کل رسام مفن (کبریٰ) وبعض الرسامين مجانين (نتیجہ) فبعض المفنين مجانين.

#### ۲۔ قیاس اقترانی شرطی کی مثالیں:-

- ۱۔ (صغریٰ متصلہ) كلما كانت النفس شقية كانت مبعوضة (کبریٰ متصلہ) فديكون اذا كانت النفس شقية كانت بعيدة عن رحمة الله (نتیجہ) فقد يكون اذا كانت النفس مبعوضة كانت بعيدة عن رحمة الله.
- ۲۔ (صغریٰ منفصلہ) دائما الكلى اما اضافى او حقيقى (کبریٰ منفصلہ) فديكون الاضافى اما اضافى بالاضافة الكلية او الجزئية (نتیجہ) فقد يكون الكلى اما حقيقى او اضافى بالاضافة الكلية او الجزئية.
- ۳۔ (صغریٰ منفصلہ) دائما اما أن يكون الماء سائلا أو متجمدا (کبریٰ متصلہ) وقد يكون اذا كان الماء سائلا كان ملحا أجاجا (نتیجہ منفصلہ) فقد يكون اما أن يكون الماء متجمدا أو ملحا أجاجا (یا نتیجہ متصلہ) فقد يكون اذا كان الماء متجمدا كان ملحا أجاجا.
- ۴۔ (صغریٰ متصلہ) كلما كانت النفس رضية كانت سعيدة (کبریٰ حملیہ) وبعض النفوس الرضية تقية مؤمنة (نتیجہ) فقد يكون اذا كانت النفس سعيدة كانت تقية مؤمنة.
- ۵۔ (صغریٰ منفصلہ) دائما اما ان يكون العالم عاملا بما عمل او غير عامل (کبریٰ حملیہ) بعض العامل بما علم مرضى عند الله (نتیجہ) فقد يكون العالم اما ان يكون غير عامل او مرضيا عند الله.

**ضرب سوم:** صغری موجبہ کلیہ ہواور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو۔

#### ۱۔ قیاس اقترانی حملی کی مثال:-

(صغریٰ) كل نائم يفقد حسه الظاهر (کبریٰ) ولانائم مكلف شرعا (نتیجہ) فليس بعض من يفقد حسه الظاهر مكلفا.

#### ۲۔ قیاس اقترانی شرطی کی مثالیں:-

- ۱۔ (صغریٰ متصلہ) كلما كان الحيوان انسانا كان قابلا للعلم وصنعة الكتابة (کبریٰ متصلہ) وليس البتة اذا كان الحيوان انسانا كان طيرا (نتیجہ) فقد لا يكون اذا كان قابلا للتعلم وصنعة الكتابة كان طيرا.

- ۲۔ (صغریٰ منفصلہ) دائما الکافر اما عنادی او غیر عنادی (کبریٰ متصلہ) وليس البتہ العنادی اما غیر مطیع او عاص لربه (نتیجہ) قد لا یكون الکافر اما غیر عنادی او غیر مطیع او عاص لربه.
- ۳۔ (صغریٰ منفصلہ) دائما الماء اما حلو او مر (کبریٰ متصلہ) وليس البتہ ان كان الماء حلوا كان غیر لذيذ في الشرب (نتیجہ) فقد لا يكون الماء اما مر او غیر لذيذ في الشرب یا قد لا يكون اذا كان الماء مرا كان غیر لذيذ في الشرب.
- ۴۔ (صغریٰ منفصلہ) دائما اما ان يكون أحدا الأبوين أبا أو أما (کبریٰ حملیہ) ولا أحدهما الأباء أثنی (نتیجہ) فقد لا يكون اما ان يكون أحدا الأبوين أما أو أثنی.
- ۵۔ (صغریٰ متصلہ) كلما كان المدعی مكابرا لم یكن مناظرا (کبریٰ حملیہ) ولا شيء من المكابر بمريد لاظهار الصواب (نتیجہ) فقد لا يكون اذا كان المدعی غیر مناظر كان مریدا لاظهار الصواب.

**ضرب چھارم:** صغریٰ موجبہ کلیہ ہو اور کبریٰ سالبہ جزئیہ ہو۔

#### ۱۔ قیاس افترازی حملی کی مثال:-

(صغریٰ) کل صبی غیر مکلف (کبریٰ) وبعض الصبیان لا تصح صلاتہ (نتیجہ) فبعض غیر مکلف لا تصح صلاتہ.

#### ۲۔ قیاس افترازی شرطی کی مثالیں:-

- ۱۔ (صغریٰ متصلہ) كلما كان الانسان جائعا يدور راسه (کبریٰ متصلہ) قد لا يكون اذا كان الانسان جائعا كان في النشاط والسرور (نتیجہ) قد لا يكون اذا كان الانسان يدور راسه كان في النشاط والسرور.
- ۲۔ (صغریٰ منفصلہ) دائما المجاهد في سبيل الله اما جری او جبان (کبریٰ متصلہ) قد لا يكون الجری اما انسان او غیر حمار (نتیجہ) قد لا يكون المجاهد في سبيل الله اما جبان او انسان او غیر حمار.
- ۳۔ (صغریٰ متصلہ) كلما كان الدين نصيحه كان لله ورسوله ولائمة المسلمين (کبریٰ متصلہ) قد لا يكون النصيحه اما مفيد او ممتع (نتیجہ) قد لا يكون الدين اما نصيحه لله ورسوله ولائمة المسلمين او مفيد او ممتع.
- ۴۔ (صغریٰ متصلہ) كلما كان الجرس مزامير الشيطان فالشيطان يفرح به (کبریٰ حملیہ) بعض المزامير ليس بمحبوب عند الله (نتیجہ) قد لا يكون اذا كان الجرس يفرح الشيطان به كان غیر محبوب عند الله.
- ۵۔ (صغریٰ) دائما اما ان يكون الانسان جائعا أو شعبان (کبریٰ) بعض الجائع ليس في النشاط والسرور (نتیجہ) فقد لا يكون اما ان يكون الانسان شعبان أو في النشاط والسرور.

**ضرب پنجم:** صغریٰ موجبہ جزئیہ ہو اور کبریٰ موجبہ کلیہ ہو۔

#### ۱۔ قیاس افترازی حملی کی مثال:-

(صغری) بعض الناس شعراء (کبری) وكل الناس يتنفسون برائاتهم (نتیجہ) فبعض الشعراء يتنفسون برائاتهم.

## ۲۔ قیاس افترازی شرطی کی مثالیں:-

- ۱۔ (صغری متصل) قدیكون اذا كان المكان مضيئا كان ذلك من نور مصباح (کبری متصل) وكلما كان المكان مضيئا كان صالحا للرؤية والمشى فيه (نتیجہ) فقد يكون اذا اضاء المكان من نور مصباح كان صالحا للرؤية والمشى فيه.
- ۲۔ (صغری منفصلہ) قديكون الانسان اما سعيد او شقى (کبری منفصلہ) ودائما السعيد اما سعيد بالسعادة الدنيوية او بالسعادة الاخرية (نتیجہ) قديكون الانسان اما شقى او سعيد بالسعادة الدنيوية او بالسعادة الاخرية.
- ۳۔ (صغری متصل) قديكون اذا انتهب الانسان نهبة فليس من المسلمين (کبری منفصلہ) وكلما كان الانسان منتهبا كان مبغوضا لرسول الله (نتیجہ) قديكون اذا كان الانسان غير مسلم كان مبغوضا لرسول الله.
- ۴۔ (صغری منفصلہ) اما ان يكون المصلى راکعا أو ساجدا (کبری جمليہ) وكل مصل راکع هو خاضع لربه (نتیجہ) فأحيانا اما ان يكون المصلى ساجدا أو خاضعا لربه.
- ۵۔ (صغری متصل) قديكون اذا كان الشئ طيب الرائحة كان وردا (کبری جمليہ) وكل طيب الرائحة يهدى للأحبة (نتیجہ) فقد يكون اذا كان الشئ وردا يهدى للأحبة.

**ضرب ششم: صغری موجب جزئیہ ہواور کبری سالبہ کلیہ ہو۔**

## ۱۔ قیاس افترازی حملی کی مثال:-

(صغری) بعض الماء أجاج (کبری) ولا شئ من الماء بنفط (نتیجہ) فبعض الأجاج ليس بنفط.

## ۲۔ قیاس افترازی شرطی کی مثالیں:-

- ۱۔ (صغری متصل) قديكون اذا تواضع الانسان لله رفعه الله (کبری متصل) وليس البتہ اذا تواضع الانسان وضعه الله (نتیجہ) قد لا يكون اذا رفع الله الانسان وضعه الله.
- ۲۔ (صغری منفصلہ) قديكون الانسان اما راغب عن سنة رسول الله او محب لسنة رسول الله (کبری منفصلہ) وليس البتہ الراغب عن سنة رسول الله اما للعناد او للجهالة (نتیجہ) قد لا يكون الانسان اما محب لسنة رسول الله او راغب للعناد او للجهالة.
- ۳۔ (صغری متصل) قديكون اذا قتل الانسان معاهدا لم يرح رائحة الجنة (کبری منفصلہ) وليس البتہ قاتل المعاهد اما مسلم او مومن (نتیجہ) قد لا يكون اذا كان الانسان لم يرح رائحة الجنة فهو اما مسلم او مومن. يا قد لا يكون الانسان اما لم يرح رائحة الجنة او مسلم او مومن -



۴۔ (صغریٰ متصلہ) ربما يكون اذا كان السمك في الماء كان حيا (کبریٰ حملیہ) ولا شئ من السمك بطائر (نتیجہ) فقد لا يكون اذا كان السمك حيا كان طائرا۔

۵۔ (صغریٰ منفصلہ) قد يكون اما ان يكون الباذنجان أبيض أو أسود (کبریٰ حملیہ) ولا شئ من الابيض باحمر (نتیجہ) فقد لا يكون اما ان يكون الباذنجان اسود او احمر۔

### فصل ہشتم: شکل رابع کا بیان

شکل رابع میں بھی سولہ عقلی احتمالات ہیں، جس میں آٹھ ضروب منجہ اور آٹھ ضروب غیر منجہ ہیں۔

شکل رابع کے انتاج کے لئے دو امور شرط ہیں، جنہیں مانعہ الخلو کے طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔

پہلا امر: یہ ہے کہ دونوں مقدمے موجبہ ہوں اور صغریٰ کلیہ ہو۔

دوسرا امر: یہ ہے کہ مقدمتین کیف کے اعتبار سے مختلف ہوں اور ان میں سے ایک کلیہ ہو۔

نتیجہ: ان دو امور میں سے کوئی امر پایا جائے یا دونوں پایا جائے تو نتیجہ نکلے گا۔

شکل رابع کے ضروب منجہ درج ذیل ہیں:-

ضرب اول: صغریٰ موجبہ کلیہ ہو اور کبریٰ بھی موجبہ کلیہ ہو۔	ضرب دوم: صغریٰ موجبہ کلیہ ہو اور کبریٰ موجبہ جزئیہ ہو۔
ضرب سوم: صغریٰ موجبہ کلیہ ہو اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو۔	ضرب چہارم: صغریٰ موجبہ کلیہ ہو اور کبریٰ سالبہ جزئیہ ہو۔
ضرب پنجم: صغریٰ موجبہ جزئیہ ہو اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو۔	ضرب ششم: صغریٰ سالبہ کلیہ ہو اور کبریٰ موجبہ کلیہ ہو۔
ضرب ہفتم: صغریٰ سالبہ کلیہ ہو اور کبریٰ موجبہ جزئیہ ہو۔	ضرب ہشتم: صغریٰ سالبہ جزئیہ ہو اور کبریٰ موجبہ کلیہ ہو۔

ذیل میں شکل رابع کے ضروب منجہ میں سے ہر ایک کی مثال قیاس اقترانی حملی اور اقترانی شرطی دونوں کی پیش کی جاتی ہے۔

**ضرب اول:** صغریٰ موجبہ کلیہ ہو اور کبریٰ بھی موجبہ کلیہ ہو۔

۱۔ قیاس اقترانی حملی کی مثال:-

(صغریٰ) کل نجم هوزينة للسماء (کبریٰ) وکل جرم سماوی ناری نجم (نتیجہ) فبعض ماهوزينة للسماء جرم

سماوی ناری۔

۲۔ قیاس اقترانی شرطی کی مثالیں:-

۱۔ (صغریٰ متصلہ) كلما يرد الله بعبد خيرا يفقهه في الدين (کبریٰ متصلہ) وكلما يرحم الله عبده يفقهه في الدين

(نتیجہ) قد يكون اذا فقه الله عبده يرحمه۔

۲۔ (صغریٰ منفصلہ) دائماً العالم اما مظهر للحق او کاتم للحق (کبریٰ منفصلہ) ودائماً المدعى اما محق او کاتم للحق (نتیجہ) قدیکون العالم اما مظهر للحق او مدع او محق۔

**ضرب دوم:** صغریٰ موجبہ کلیہ ہو اور کبریٰ موجبہ جزئیہ ہو۔

۱۔ قیاس افترازی حملی کی مثال:-

(صغریٰ) کل منکر لختم النبوة کافر (کبریٰ) وبعض القادیانیین ینکرون ختم النبوة (نتیجہ) فبعض الکفار قادیانیون۔

۲۔ قیاس افترازی شرطی کی مثالیں:-

۱۔ (صغریٰ متصلہ) کلما کان الانسان صامتا کان ناجیا (کبریٰ متصلہ) وقد یکون اذا کان الانسان لیبیا صامتا (نتیجہ) قدیکون اذا کان الانسان ناجیا کان لیبیا۔

۲۔ (صغریٰ منفصلہ) دائماً الانسان اما ناج او خاسر (کبریٰ منفصلہ) وقدیکون طالب العلم اما مذموم او ناج (نتیجہ) قدیکون الانسان اما خاسر او طالب العلم او مذموم۔

۳۔ (صغریٰ منفصلہ) دائماً الغنى اما غنى المال او غنى النفس (کبریٰ متصلہ) قدیکون اذا کان الانسان مسرورا فهو غنى النفس (نتیجہ) قدیکون اذا کان الغنى غنى المال کان الانسان مسرورا۔

۴۔ (صغریٰ متصلہ) کلما کان المسلم صادقاً فی ایمانه کان رحمة للناس (کبریٰ حملیہ) وبعض المسلمین صادقون فی ایمانهم (نتیجہ) فقدیکون بعض المسلمین رحمة للناس۔

۵۔ (صغریٰ) دائماً ما أن يكون الولد ناجحاً أو غير ناجح (کبریٰ) وبعض الناجحين فی حياتهم نجباء (نتیجہ) فقدیکون ما أن يكون الولد ناجحاً فی حياته أو غير ناجح۔

**ضرب سوم:** صغریٰ موجبہ کلیہ ہو اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو۔

۱۔ قیاس افترازی حملی کی مثال:-

(صغریٰ) کل جمل ذورقة طويلة (کبریٰ) ولا شئ من ذوات الحافر یجمل (نتیجہ) فبعض ما هو ذورقة طويلة ليس من ذوات الحافر۔

۲۔ قیاس افترازی شرطی کی مثالیں:-

۱۔ (صغریٰ متصلہ) کلما کان الانسان دالا على الخير کان ماجورا مثل الفاعل (کبریٰ متصلہ) وليس البتہ اذا کان الانسان معذبا مثل الفاعل کان دالا على الخير (نتیجہ) قد لا یکون اذا کان الانسان ماجورا مثل الفاعل کان معذبا مثل الفاعل۔

۲۔ (صغریٰ منفصلہ) دائماً الانسان اما دال على الخير او على الشر (کبریٰ منفصلہ) وليس البتہ طالب العلم اما امر

بالمعروف او دال على الخير (نتیجہ) قد لا يكون الانسان اما دال على الشر او طالب العلم او آمر بالمعروف.

۳۔ (صغریٰ متصلہ) كلما كان الانسان حامل السلاح على المسلمين فهو ليس من المسلمين (کبریٰ منفصلہ) ليس

البتہ زيد اما لص او حامل السلاح على المسلمين (نتیجہ) قد لا يكون اذا كان الانسان ليس من المسلمين فهو لص.

۴۔ (صغریٰ متصلہ) كلما كان الظل ممتدا فالشمس بعيدة عن وسط السماء (کبریٰ جملیہ) ولا شئ من الهواء له ظل

يمتد (نتیجہ) فقد لا يكون اذا كانت الشمس بعيدة عن وسط السماء كان الهواء له ظل.

۵۔ (صغریٰ منفصلہ) في كل الأحيان اما أن يكون الحي بصيرا أو أعمى (کبریٰ جملیہ) ولا شئ من الجدار يبصير

(نتیجہ) قد لا يكون اما ان يكون الحي اعمى او جدار.

**ضرب چہارم:** صغریٰ موجبہ کلیہ ہو اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو۔

۱۔ قیاس افترازی حملی کی مثال:-

(صغریٰ) كل متواضع لله مرفوع (کبریٰ) ولا شئ من المتكبر بمتواضع لله (نتیجہ) ليس بعض المرفوع المتكبر.

۲۔ قیاس افترازی شرطی کی مثالیں:-

۱۔ (صغریٰ متصلہ) كلما كان الامتی متمسكا بالسنة عند فساد الامة كان ماجورا باجر مائة شهيد (کبریٰ متصلہ) وليس

البتہ اذا كان الامتی مبغضا مع سنة رسول الله كان متمسكا به (نتیجہ) قد لا يكون اذا كان الامتی ماجورا باجر مائة

شهيد كان مبغضا مع سنة رسول الله.

۲۔ (صغریٰ منفصلہ) دائما الامتی اما متمسك بالسنة او راغب عنها (کبریٰ منفصلہ) وليس البتہ الانسان اما محب

لرسول الله او متمسك بالسنة (نتیجہ) قد لا يكون الامتی اما راغب عن السنة او محب لرسول الله او انسان.

۳۔ (صغریٰ متصلہ) كلما كان الانسان مومنا بالله كان مكرما ضيفه (کبریٰ منفصلہ) ليس البتہ المسلم اما مطيع

لرسول الله او مومن بالله (نتیجہ) ربما لا يكون اذا كان الانسان مكرما ضيفه فهو اما مسلم او مطيع لرسول الله.

۴۔ (صغریٰ متصلہ) كلما كان العدد زوجا كان منقسما بمتساويين (کبریٰ جملیہ) لا شئ من الفرد بزواج (نتیجہ) قد لا يكون

اذا كان العدد منقسما بالمتساويين كان فردا.

۵۔ (صغریٰ منفصلہ) دائما يوم الآخرة اما عسير او سهل (کبریٰ جملیہ) ولا شئ من اليسير بعسير (نتیجہ) ربما

لا يكون يوم الآخرة اما سهل او عسير.

**ضرب پنجم:** صغریٰ موجبہ جزئیہ ہو اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو۔

۱۔ قیاس افترازی حملی کی مثالیں:-

(صغری) بعض الناس مؤمنون (کبری) ولأحدهم الملائكة بانسان (نتیجہ) فبعض المؤمنين ليسوا بملائكة.

## ۲. قیاس افتراضی شرطی کی مثالیں :-

- ۱۔ (صغری متصل) قد يكون اذا اسرتك الحسنة فانت مومن (کبری متصل) وليس البتہ اذا كنت كافرا اسرتك الحسنة (نتیجہ) قد لا يكون اذا كنت مومنا كنت كافرا.
- ۲۔ (صغری منفصلہ) ربما يكون الامتحان اما صعب او سهل (کبری منفصلہ) وليس البتہ الامتحان اما عسير او صعب (نتیجہ) ربما لا يكون الامتحان اما سهل او عسير.
- ۳۔ (صغری متصل) قد يكون اذا انظرت المعسر اظلك الله في ظله (کبری متصل) ليس البتہ الصالح اما منظر المعسر او فاعلا اليه معروفا (نتیجہ) قد لا يكون اذا اظلك الله في ظله فانت اما صالح او فاعل مع المعسر معروفا.
- ۴۔ (صغری متصل) قد يكون اذا كانت الشمس طالعة في السماء فالأرض مضئية بها (کبری جمليہ) ولا ليل موجود تطلع فيه الشمس في السماء (نتیجہ) فقد لا يكون اذا كانت الأرض مضئية بالشمس فالليل موجود.
- ۵۔ (صغری منفصلہ) أحيانا اما أن يكون العابد صائما أو قائما في الليل (کبری جمليہ) ولا أحد يشرب الماء هوائا (نتیجہ) فقد لا يكون اما أن يكون العابد قائما في الليل أو يشرب الماء.

**ضرب ششم: صغری سالبہ کلیہ اور کبری موجبہ کلیہ۔**

## قیاس جملي کی مثال :

(صغری) لاشيء من الكفر باسلام (کبری) كل شرك كفر (نتیجہ) لاشيء من الاسلام بشرك.

## قیاس شرطی کی مثالیں :

- ۱۔ (صغری متصل) ليس البتہ اذا وسد الامر الى غير اهله تنزل نعم الله (کبری متصل) وكلما كانت نعم الله نازلة فالامر موسد الى غير اهله (نتیجہ) ليس البتہ اذا كانت نعم الله نازلة كانت نعم الله نازلة.
- ۲۔ (صغری متصل) ليس البتہ الكفر اما بالله او بالرسول (کبری منفصلہ) خلودا الكفر على سبيل الكره اما بالطاغوت او بالله (نتیجہ) ليس البتہ الكفر اما على سبيل الكره او بالرسول او بالطاغوت.
- ۳۔ (صغری متصل) ليس البتہ اذا كان الانسان مبغضا لغير الله ومحبا لغير الله فانه مستكمل الايمان (کبری منفصلہ) ابد الہا کستانی اما مبغض لله ومحب لله او مبغض لغير الله ومحب لغير الله (نتیجہ) ليس البتہ اذا كان مستكمل الايمان فهو اما باکستانی او مبغضا لله او محبا لله يا ليس البتہ الانسان اما مستكمل الايمان او باکستانی او محب لله ومبغض لله.

۴۔ (صغریٰ متصلہ) ليس البتہ اذا كان العالم طالب الشهرة كان من داخلی الجنة (کبریٰ حملیہ) کل مجاری العلماء طالب الشهرة (نتیجہ) ليس البتہ اذا كان العالم من داخلی الجنة كان من مجاری العلماء.

۵۔ (صغریٰ منفصلہ) ليس البتہ البشتونی اما منصف او مطیع لربہ (کبریٰ حملیہ) کل مطیع لرسول الله منصف (نتیجہ) ليس البتہ البشتونی اما مطیع لربہ او مطیع لرسول الله .

**ضرب ہفتم:** صغریٰ سالبہ کلیہ ہو اور کبریٰ موجبہ جزئیہ ہو۔

۱۔ قیاس حملی کی مثال :

(صغریٰ) لاشیء من البدعة بدین (کبریٰ) بعض الضلالة بدعة (نتیجہ) بعض الدین ليس بضلالة.

۲۔ قیاس شرطی کی مثالیں :

۱۔ (صغریٰ متصلہ) ليس اذا افتی العالم بغير علم كان ماجورا (کبریٰ متصلہ) قد يكون اذا كان العالم ملوما كان مفتيا بغير علم (نتیجہ) قد لا يكون اذا كان العالم ماجورا كان ملوما .

۲۔ (صغریٰ منفصلہ) ليس البتہ المفتی اما ملوم او یفتی بغير علم (کبریٰ منفصلہ) قد يكون طالب العلم اما مملوح او ملوم (نتیجہ) قد لا يكون المفتی اما یفتی بغير علمه او مملوح او طالب العلم.

۳۔ (صغریٰ متصلہ) ليس البتہ اذا كان العبد مصليا بالرياء كان غير مشرك (کبریٰ منفصلہ) قد يكون المسلم اما مصلي بالاخلاص او بالرياء (نتیجہ) قد لا يكون اذا كان العبد غير مشرك فهو اما مسلم او مصلي بالاخلاص . یا قد لا يكون العبد اما غير مشرك او مسلم او مصلي بالاخلاص.

۴۔ (صغریٰ متصلہ) ليس البتہ اذا كان المسلم متبع الصيد كان غير غافل (کبریٰ حملیہ) بعض المجتهد غير غافل (نتیجہ) قد لا يكون اذا كان المسلم متبع الصيد كان مجتهدا.

۵۔ (صغریٰ منفصلہ) ليس البتہ المسلم اما متبع الصيد او غافل (کبریٰ حملیہ) بعض الکسلانين غافل (نتیجہ) قد لا يكون المسلم اما متبع الصيد او بعض الکسلانين .

**ضرب ہشتم:** صغریٰ سالبہ جزئیہ ہو اور کبریٰ موجبہ کلیہ ہو۔

۱۔ قیاس حملی کی مثال :

(صغریٰ) بعض الضلالة ليست ببدعة (کبریٰ) وکل کفر ضلالة (نتیجہ) بعض البدعة لسیت بکفر.

۲۔ قیاس شرطی کی مثالیں :

۱۔ (صغریٰ متصلہ) ربما لا يكون اذا كان الانسان مستحيا كان مذموما (کبریٰ متصلہ) وکلما كان الانسان خائفا من

اللہ کان مستحیا (نتیجہ) ربما لایکون اذا کان الانسان مذموماً کان خائفاً من اللہ.

۲۔ (صغریٰ منفصلہ) قد لایکون الانسان اما مستحی او شریف (کبریٰ منفصلہ) دائماً الاکل اما غیر مستحی او مستحی (نتیجہ) قد لایکون الانسان اما شریف او اکل او غیر مستحی.

۳۔ (صغریٰ متصلہ) قد لایکون اذا تواضع الانسان لله وضعه الله (کبریٰ منفصلہ) دائماً المسلم اما متکبر او متواضع (نتیجہ) قد لایکون اذا وضع الله الانسان فهو اما مسلم او متکبر. یا قد لایکون الانسان اما وضعه الله او مسلم او متکبر.

۴۔ (صغریٰ متصلہ) قد لایکون اذا کان الانسان راغباً عن سنة النبی کان من المومنین (کبریٰ جملیہ) کل کافر راغب عن سنة رسول الله (نتیجہ) قد لایکون اذا کان الانسان من المومنین کان کافراً.

۵۔ (صغریٰ منفصلہ) قد لایکون الراغب عن السنة اما ظالم او مشرک (کبریٰ جملیہ) کل کافر ظالم (نتیجہ) قد لایکون الراغب عن السنة اما مشرک او کافر.

## تمرین

درج ذیل امثلہ میں قیاس اقترانی کے اقسام کی نشاندہی کریں، نیز اشکال اور ضروب کی تعیین کیجئے؟

کل ملحد ضال وکل ضال فی النار . کلکم راع وکل راع مسئول عن رعیتہ . کلما أوقد ناراً للحرب أطفاها الله و کلما أطفا الله نار حرب توقف شرها . وماتنفقوا من شيء فقد وعد الله باخلافه وکل ما وعد الله باخلافه فهو مخلف . کل مؤمن آخذ بنصيب من التقوی ولا أحد من أهل التقوی بمخلد فی العذاب محروم من الجنة . کل نفس بما کسبت رهينة ولا رهین بکسبه الا مخیر . کل من علیها فان ویبقی وجه ربک ولا فانی هو بأزلی قدیم . کل نفس ذائقة الموت ولا أحد یموت الا اذا کان ذا حیاة . ومن الناس من یقول آمنا بالله وبالیوم الآخر وما هم بمؤمنین وکل من یقول آمنا بالله وبالیوم الآخر کاذب فهو منافق . وان کثیراً من الناس لفاسقون والفاسقون لایہدیهם الله . ومن الناس من یشری نفسه بتغاء مرضاة الله وکل من یشری نفسه ابتغاء مرضاة الله فله الجنة . بعض الحیوان سمک وکل سمک حل میتہ . قد یکون اذا کان الثمر مأکولاً کان طیب الرائحة وکلما کان المأکول طیب الرائحة کان مطعوماً ومشموماً . أحياناً إذا اکانت الشمس طالعة کان القمر مرئياً فی السماء وکلما کان القمر مرئياً فی السماء فهو یجرى فی فلکہ . ربما إذا درس الطالب علوم الشریعة صار عالماً ودائماً ما أن یشکون العالم عاملاً بما یعلم أو غیر عامل . بعض الناس یعملون الصالحات ولا أحد من الذین یعملون الصالحات بمغبون . من الفاکهة عنب وکل فاکهة مشتهی . کل ضاحک بالفعل مسرور ولا حزين بمسرور . کل حی من الناس يأکل ولا وثن يأکل .

كل فاعل مرفوع ولا تميز بمرفوع . لاحزين بمسرور وكل ضاحك بالفعل مسرور . لاحال مرفوع وكل فاعل مرفوع . لالغوفى الجنة وكل خير هوفى الجنة . ليس البتة إذا كان الجسد يتحرك بالارادة فهو ميت وكل جسد لا يأكل ولا يتنفس هو ميت . بعض الناس كاتب ولا أحدمن الأميين بكاتب . فريق من الناس فى الجنة . ولا أحدمن المشركين فى الجنة . قديكون اذا كان الانسان أوروبيا كان أحمر البشر ولا أحدمن الزوج بأحمر البشر . أحيانا إما أن تكون الخيل دهما أو غبرا ولا أحدمن الحسان الخير بأغبر . كلما كان العلم نافعا للدين أو للدنيا كان مطلوباً شرعا وقد لا يكون العلم النافع للدين أو للدين من العلوم الشرعية . دائما إما أن يكون الانسان جائعا أو شبعان وقد لا يكون الجائع واجدا لما يأكل . بعض الناس شعراء والشعراء يتبعهم الغاؤون . بعض الورد أحمر وكل ورد فهو نبات . قديكون اذا كان المكان مضيئاً كان ذلك من نور مصباح وكلما كان المكان مضيئاً كان صالحاً للرؤية والمشى فيه . إما أن يكون المصلى راكعاً أو ساجداً وكل مصل رাকع فهو خاضع لربه . لاشئ من الورد بدم بعض الاحمر دم . ربما يكون إذا كان السمك فى الماء كان حياً ولاشئ من السمك بطائر . قديكون إما أن يكون الباذنجان أبيض أو أسود ولاشئ من الباذنجان بذى أشجار معمرة . دائما إما أن يكون الحيوان الماشى يمشى على بطنه أو على أرجل ودائماً إما أن يكون الماشى يمشى على رجلين أو أكثر . كلما كانت النفس رضية كانت سعيدة وبعض النفوس الرضية تقية مؤمنة . دائما إما أن يكون الماء سائلاً أو متجمداً وقديكون اذا كان الماء سائلاً كان ملحاً أجاجاً . كل من يخشى الله حقاً فهو عالم به وكل ملتزم بأحكام الدين تماماً فهو يخشى الله حقاً . كل نجم هوزينة للسماء وكل جرم سماوى نارى نجم . أينما تكونوا يدرككم الموت وكل آجالكم تأتى أينما تكونون . دائما إما أن يكون الحى ذا بصر أو أعمى وكل من يرى بالنظارات فهو ذو بصر . كلما كان المدعى مجادلاً كان آثماً وكلما كان آثماً فهو ليس بمتبع للقران والسنة فى هذا . كلما طال أحدكم الغيبة فلا يطرق أهله ليلاً وليس البتة ان طال أحدكم الغيبة فهو مجنون . بعض الثمر ليس مرا وكل واحد من ثمر الحنظل مرّ . بعض الناس لا يدخلون الجنة وكل مؤمن يدخل الجنة . قد لا يكون اذا الانسان طويلاً كان أسود البشرة وكل زنجى أسود البشرة . كل انسان حيوان وكل انسان قابل للعلم وصنعة الكتابة . كلما كانت الثمرة تفاحاً كانت فاكهة وكلما كانت تفاحاً كانت قابلة لأن تعصر شراباً . كل نائم يفقد حسه الظاهر ولانائم مكلف شرعاً . كلما كان الحيوان انساناً كان قابلاً للعلم وصنعة الكتابة وليس البتة اذا كان الحيوان انساناً كان طيراً . دائما إما أن يكون الماء سائلاً أو متجمداً وقديكون اذا كان الماء سائلاً كان ملحاً أجاجاً . دائما المجتهد إما طالب علم الدنيا أو طالب علم الدين ودائماً طالب علم الدين اما مفلس او غنى . دائما إما أن يكون أحد الأبوين أباً أو أما ولا أحدمن الأباء أثنى . كل صبي هودون التكليف الشرعى وليس بعض الصبيان تصح صلاته . دائما المنافق إما عملى

او اعتقادی و قدیكون إذا كان الإنسان منافقا عمليا كان تارك الجمعة. بعض الحيوان انسان كل حيوان يتحرك بالارادة. قديكون اذا كان الانسان في سبيل الله فهو طالب العلم وليس البته الطالب اما مجتهد او متقى. بعض الورد أحمر وكل ورد فهو نبات. قديكون الماء اما حلوا أو مرّا ولا شئ من المرّ يصلح للشرب. قديكون اذا استغفر العاصي ربه غفر له ولا أحد ممن يغفر الله لهم بمعذب. ربما اذا نام المجتهد استعاد نشاطه ولا أحد يستعيد نشاطه يحس منه الكسل عن العمل. كلما كان الانسان خارجا لطلب العلم كان في سبيل الله وكلما كان في سبيل الله كان محبوبا عند الله. قديكون اذا كان الانسان متبواً مقعده في النار كان كاذبا على رسول الله وكلما كان كاذبا على رسول الله كان آثما البته. كل مشرك احمق وكل مشرك ظالم.

چند مثالیں:

❖..... "كلکم راع" (صغریٰ) + "وكل راع مسئول عن رعيته" (کبریٰ) = "كلکم مسئول عن رعيته". (نتیجہ/مطلوب):

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاس اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا یقین نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی حملی، اس لیے کہ مرکب من الحملیات ہے۔ شکل اول، اس لیے کہ حد اوسط محمول فی الصغریٰ و موضوع فی الکبریٰ ہے۔ ضرب اول: اس لیے کہ صغریٰ موجبہ کلیہ بمع کبریٰ موجبہ کلیہ ہے، شرائط شکل اول ایجاب الصغریٰ و کلیہ الکبریٰ متحقق ہیں۔

❖..... "كلما كان الانسان عاقلا قنع بما يكفيه" (صغریٰ شرطیہ متصلہ لزومیہ) + "وكلما قنع بما يكفيه استغنى" (کبریٰ شرطیہ متصلہ لزومیہ) = "فكلما كان الانسان عاقلا استغنى" (نتیجہ/مطلوب)

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاس اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا یقین نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی شرطی، اس لیے کہ مرکب من الشرطیات ہے۔ شکل اول، اس لیے کہ حد اوسط محمول فی الصغریٰ و موضوع فی الکبریٰ ہے۔ ضرب اول: اس لیے کہ صغریٰ موجبہ کلیہ بمع کبریٰ موجبہ کلیہ ہے، شرائط شکل اول ایجاب الصغریٰ و کلیہ الکبریٰ متحقق ہیں۔

❖..... "بعض الصلوات واجب" (صغریٰ) + "ولا شئ من المستحب بواجب" (کبریٰ) = "بعض الصلوات ليس بمستحب". (نتیجہ/مطلوب):

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاس اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا یقین نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی حملی، اس لیے کہ مرکب من الحملیات ہے۔ شکل ثانی، اس لیے کہ حد اوسط صغریٰ و کبریٰ دونوں میں محمول ہے۔ ضرب دوم: اس لیے کہ صغریٰ موجبہ جزئیہ بمع کبریٰ سالبہ کلیہ ہے، شرائط شکل ثانی اختلاف احد المقدمتین فی الکلیف و کلیہ الکبریٰ متحقق ہیں۔

❖..... "ليس البته اذا كان الانسان عالما بالله كان كافرا" (صغریٰ) + "وكلما كان الانسان مشركا كان كافرا"



(کبریٰ) ”لیس البتہ اذا كان الانسان عالما بالله كان مشرکا.“ (نتیجہ/مطلوب):

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاسِ اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاسِ اقترانی شرطی، اس لیے کہ مرکب من الشرطیات ہے۔ شکلِ ثانی، اس لیے کہ حدِ اوسط صغریٰ و کبریٰ دونوں میں محمول ہے۔ ضربِ سوم: اس لیے کہ صغریٰ سالبہ کلیہ بمع کبریٰ موجبہ کلیہ ہے، شرائطِ شکلِ اول اختلافِ المقدماتین فی الکلیف و کلیۃ الکبریٰ متحقق ہیں۔

❖..... ”بعض الماء مالح“ (صغریٰ) + ”وکل ماء سائل“ (کبریٰ) = ”بعض الماء سائل“ (نتیجہ/مطلوب):

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاسِ اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاسِ اقترانی حملی، اس لیے کہ مرکب من الحملیات ہے۔ شکلِ ثالث، اس لیے کہ حدِ اوسط صغریٰ و کبریٰ دونوں میں موضوع ہے۔ ضربِ پنجم: اس لیے کہ صغریٰ موجبہ جزئیہ بمع کبریٰ موجبہ کلیہ ہے، شرائطِ شکلِ ثالث ایجابِ الصغریٰ و کلیۃ احد المقدماتین متحقق ہیں۔

❖..... ”دائما الحديث اما صحيح او غير صحيح“ (صغریٰ) + ”ودائما الصحيح اما صحيح لذاته او صحيح لغيره“

(کبریٰ) = ”فقد يكون الحديث اما غير صحيح او صحيح لذاته او صحيح لغيره.“ (نتیجہ/مطلوب):

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاسِ اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاسِ اقترانی شرطی، اس لیے کہ مرکب من الشرطیات ہے۔ شکلِ ثالث، اس لیے کہ حدِ اوسط صغریٰ و کبریٰ دونوں میں موضوع ہے۔ ضربِ اول: اس لیے کہ صغریٰ موجبہ کبریٰ بمع کبریٰ موجبہ کلیہ ہے، شرائطِ شکلِ ثالث ایجابِ الصغریٰ و کلیۃ احد المقدماتین متحقق ہیں۔

❖..... ”کل کریم محبوب“ (صغریٰ) + ”وکل مومن کریم“ (کبریٰ) = ”بعض المحبوب مومن“ (نتیجہ/مطلوب):

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاسِ اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاسِ اقترانی حملی، اس لیے کہ مرکب من الحملیات ہے۔ شکلِ رابع، اس لیے کہ حدِ اوسط صغریٰ و کبریٰ دونوں میں موضوع ہے۔ ضربِ اول: اس لیے کہ صغریٰ موجبہ کلیہ بمع کبریٰ موجبہ کلیہ ہے، شرائطِ شکلِ رابع ایجابِ المقدماتین و کلیۃ الصغریٰ متحقق ہیں۔

❖..... ”كلما يرد الله بعبده خيرا يفقهه في الدين“ (صغریٰ) + ”وكلما يرحم الله عبده يفقهه في الدين“ (کبریٰ) =

”فديكون اذا فقه الله عبده يرحمه.“ (نتیجہ/مطلوب):

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاسِ اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاسِ اقترانی شرطی، اس لیے کہ مرکب من الشرطیات ہے۔ شکلِ رابع، اس لیے کہ حدِ اوسط صغریٰ و کبریٰ دونوں میں موضوع ہے۔ ضربِ اول: اس لیے کہ صغریٰ موجبہ کلیہ بمع کبریٰ موجبہ کلیہ ہے، شرائطِ شکلِ رابع ایجابِ المقدماتین و کلیۃ الصغریٰ متحقق ہیں۔

### فصل: اشکال اربعہ میں ضروب منجہ اور عقیمہ کے دلائل

شکل اول میں اصغر اوسط میں اور اوسط اکبر میں مندرج ہوتا ہے، جس کی وجہ سے اصغر کا حکم اکبر میں مندرج ہونا اور اس سے نتائج کا پیدا ہونا ظاہر تھا اس لیے یہ شکل نہ صرف نتائج کے لحاظ سے بدیہی الامتاج تسلیم کی گئی ہے، بلکہ دوسری اشکال کی صحت نتائج کے لیے بھی معیار مانی گئی ہے، اس کے علاوہ بقیہ اشکال میں جو شکل موافقت مقدمات کی وجہ سے جس قدر اس کے قریب ہوگی اسی قدر اس میں خفاء اور احتیاج دلائل بہ نسبت اس شکل کے کم ہوگی جو عدم موافقت مقدمات کی وجہ سے اس سے بعید ہوگی، مثلاً شکل دوم چونکہ اسی شکل اول کیساتھ اشرف المقدماتین (صغری) میں موافق ہے، اس لیے اس کے نتائج میں اس قدر خفاء اور احتیاج دلائل نہیں جس قدر سوم و چہارم میں ہے، بلکہ جس کو قدرت نے فطرت سلیمہ عطا کی ہے وہ شکل اول کی طرح شکل دوم کے نتائج میں بھی دلائل کا محتاج نہیں ہوتا اور شکل سوم چونکہ اول کیساتھ ایک مقدمہ (کبری) میں موافق ہے اس لیے اس میں خفاء اور احتیاج دلائل چہارم کی نسبت کم ہے اور چہارم چونکہ اول سے ہر دو مقدماتین میں مخالف ہے، اس لیے اس میں خفاء اور دلائل کی احتیاج سب سے زائد ہے اور اسی وجہ سے اہل فن اس کو بہت کم استعمال کرتے ہیں۔

یہ بات ماقبل میں بیان ہو چکی ہے کہ اشکال اربعہ میں سے ہر شکل میں سولہ احتمالات (ضروب) ہیں، جن میں سے بعض تو شرائط کی موجودگی کی وجہ سے منجہ ہیں اور بعض شرائط کی عدم موجودگی کی وجہ سے غیر منجہ اور عقیم ہیں۔ اب ہر ایک ضرب کی کیفیت اگر مستقل دلیل سے ثابت کی جائے تو بات بہت لمبی جائے گی، البتہ یہاں مختصر آئین دلائل بیان کیے جاتے ہیں۔ ایک دلیل اختلاف تمام ضروب عقیمہ کے لیے اور دو دلائل خلف و عکس تمام ضروب منجہ کے لیے۔ ان کی روشنی میں تمام ضروب کو دلائل سے ثابت کیا جاسکتا ہے۔

۱۔۔۔ تمام ضروب عقیمہ کے غیر منجہ ہونے کی عام طور سے ایک ہی دلیل مشہور ہے جس کو اختلاف نتائج کہتے ہیں، اس کی بنیاد چیزوں پر ہے: پہلی چیز یہ ہے کہ نتیجہ کی یہ خصوصیت ہونی چاہیے کہ وہ اپنے قیاس کیساتھ لازم غیر منفک ہو۔ مگر ان ضروب عقیمہ میں کم و کیف کے اعتبار سے ایسا کوئی قضیہ نہیں ملتا کہ جس کو اگر نتیجہ مقرر کریں تو وہ تمام مواد و امثلہ میں اپنے قیاس کیساتھ ہمیشہ لازم آتا ہو۔ دوم یہ ہے کہ اس فن کی بناء قواعد کلیہ پر ہے، مگر ان ضروب میں کسی خاص قضیہ کے متعلق یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ تمام مواد میں ان ضروب کا یہی نتیجہ آئے گا اور بالفرض اگر کسی مثال میں صحیح نتیجہ دیکھ کر یہ فیصلہ کر لیتے ہیں تو دوسرے مادے میں وہ نتیجہ غلط ثابت ہوتا ہے جس سے اس قاعدہ کی کلیت ٹوٹ جاتی ہے اور انہیں وجوہ سے ضروب غیر منجہ عقیم مانی گئی ہیں، مثلاً: شکل اول کے صغریٰ میں ایجاب نہ رہے تو نتیجہ میں اختلاف پیدا ہوگا۔ یعنی قاعدہ کی رو سے تو نتیجہ سالبہ آئے گا، لیکن بعض مواد میں سالبہ ہی صادق ہوگا اور بعض میں موجبہ اور اختلاف غیر امتاج اور عقیم کی دلیل ہے، دیکھئے: کوئی انسان پتھر نہیں اور ہر پتھر جماد ہے تو نتیجہ: (کوئی انسان جماد نہیں) سالبہ آیا اور یہ سچا بھی ہے، لیکن اس قیاس کے کبریٰ میں اگر کچھ تبدیلی کر کے یوں قیاس قائم کریں کہ: ”کوئی انسان پتھر نہیں اور ہر پتھر جسم ہے“ تو نتیجہ سالبہ (کوئی انسان جسم نہیں

(آتا ہے، حالانکہ صحیح موجب ہے۔ یعنی: ”ہر انسان جسم ہے“۔

اس تفصیل سے یہ بات ثابت ہوئی کہ شکل اول کے صغریٰ میں ایجاب ضروری ہے ورنہ نتائج میں اختلاف پیدا ہوگا اور اختلاف نتائج غیر انتاج میں عقم کی دلیل ہے، اسی دلیل سے تمام اشکال کی وہ ضروب عقیمہ سمجھ لیں جو ان کے شرائط کے مطابق نہ ہوں۔  
اب اشکال اربعہ کی وہ ضروب جو شرائط کی موافقت کی وجہ سے منہج ہیں ان کے انتاج کی زیادہ تر دو ہی دلیلیں مستعمل ہیں:-  
(الف) خلف (ب) عکس

۲۔۔۔ خلف کے معنی محال اور خلاف مفروض کے ہیں جس شئی کو ہم نے صحیح تسلیم کر لیا تھا وہ غلط نکلی۔ یہاں دلیل خلف سے یہ مطلب ہے کہ ہمارا نتیجہ صحیح ہے اور اگر صحیح یہ نہ ہو تو اس کی نفی صحیح ہوگی اور جب اس کو قیاس کے مقدمین میں سے ایسے مقدمہ کیساتھ ملائیں جس سے شکل اول کی صورت پیدا ہو سکے تو اس سے جو نتیجہ نکلے گا وہ قیاس کے اس مقدمہ کے خلاف ہوگا جس کیساتھ یہ نفیض نہ ملائی گئی تھی۔ اب یہ محال اور خرابی یا تو قیاس کی صورت سے پیدا ہوئی ہوگی یا مادہ سے؟ صورت سے تو اس واسطے پیدا نہیں ہوئی کہ صورت شکل اول کی ہے جس کو بدیہی الانتاج تسلیم کر چکے ہیں تو ضروریہ خرابی قیاس کے مادہ سے آئی ہوگی۔ مادہ میں بھی ایک مقدمہ صحیح تسلیم کر چکے تھے تو معلوم ہوا کہ یہ قیاس کے دوسرے مقدمہ یعنی ہمارے نتیجہ کی نفیض سے آئی ہے، لہذا ہمارا نتیجہ صحیح اور اس کی نفیض غلط ہے۔ مثلاً: شکل دوم کے اسی ضرب اول کو لیں کہ: ”ہر انسان جاندار ہے“، ”کوئی پتھر جاندار نہیں“ کا نتیجہ ”کوئی انسان پتھر نہیں“ صحیح ہے اور اگر یہ نتیجہ صحیح نہ ہو تو اس کی نفیض ”بعض انسان پتھر ہیں“ صحیح ہوگی۔ اب اس کو صغریٰ بناو اور مذکور قیاس کے کبریٰ کو اس کی کلیہ کی وجہ سے کبریٰ بنا کر اس طرح قیاس بنالیں کہ: ”بعض انسان پتھر ہیں“ اور ”کوئی پتھر جاندار نہیں“ تو نتیجہ نکلے گا کہ: ”بعض انسان جاندار نہیں“ حالانکہ یہ نتیجہ مذکورہ بالا قیاس کے صغریٰ ”ہر انسان جاندار ہے“ کے خلاف بلکہ مناقض ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ہمارا نتیجہ ”کوئی انسان پتھر نہیں“ صحیح تھا اور اس کی نفیض ”بعض انسان پتھر ہیں“ غلط تھی۔ یہی دلیل خلف ہے جو تمام ضروب منہجہ میں جاری ہو سکتی ہے۔

۳۔۔۔۔۔ دلیل عکس: یہ دلیل ہر شکل میں جدا جدا طریقہ پر خاص خاص ضروب میں جاری ہو سکتی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شکل کے ضروب منہجہ کی صحت انتاج پر یہ دلیل لانی ہو تو پہلے غور کرو کہ وہ شکل شکل اول سے کس مقدمہ میں مخالف ہے، پھر اس کا جو مقدمہ شکل اول سے مخالف پاؤ اس کو اسی کے عکس سے بدل ڈالو جس سے یقیناً شکل اول کی صورت بن جائے گی۔ اب اس شکل اول سے اگر وہی نتیجہ نکلا جو اس سے قبل تم نے نکالا تھا تو اس سے ثابت ہو جائے گا کہ پہلے جو نتیجہ تم نے نکالا تھا وہ صحیح تھا۔ بس یہی دلیل عکس کا خلاصہ ہے، لیکن اس دلیل کے اجراء کے وقت دو چیزیں ملحوظ رکھیں کہ: (۱) جس مقدمہ کا عکس نکالنا مقصود ہو اس کا عکس آ سکتا ہو (یعنی وہ سالبہ جزئیہ نہ ہو) ۲۔ وہ عکس اس طور سے نکلتا ہو کہ اگر اس قیاس کے دوسرے مقدمہ سے ملانا چاہیں تو اس سے شکل اول کی صورت بن سکتی ہو۔ بس اسی ترکیب سے تمام ضروب منہجہ میں جن ضروب کی صحت انتاج پر دلیل عکس کا قیام ممکن ہوگا، ان کو ان قواعد کی روشنی میں تم قائم کر سکو گے۔ اب طلباء کرام کی سہولت کے لیے شکل دوم میں اس کے اجراء کی مشق نیچے لکھی جاتی ہے، اسی پر بقیہ ضروب منہجہ میں دلیل عکس

کا اجراء قیاس کرو۔

دیکھئے شکل دوم شکل اول سے کبری میں (حد اوسط کے محمول ہونے سے مخالف ہے) اور اس کی ضروب منجہ چار ہیں، جن میں دو کے کبری سالبہ کلیہ ہیں اور اس کی ضروب منجہ چار ہیں، جن میں سے دو کے کبری سالبہ کلیہ ہیں اور دو کے کبری موجبہ کلیہ ہیں۔ موجبہ کلیہ کا عکس چونکہ موجبہ جزئیہ آتا ہے، جو شکل اول کا کبری ہونے کی قابلیت نہیں رکھتا اور نیز اس صورت میں صغری سالبہ ہی ہوگا جو شکل اول کا صغری بننے کی قابلیت نہیں رکھتا، لہذا معلوم ہوا کہ دلیل عکس شکل دوم کی ان دو ضروب میں جاری نہیں ہو سکتی، جن میں صغری سالبہ اور کبری موجبہ ہیں۔ بقیہ دو میں چونکہ صغری موجبہ ہے جو شکل اول کا صغری بننے کی قابلیت رکھتا ہے اور کبری سالبہ کلیہ ہے جس کا عکس سالبہ کلیہ ہی آئے گا جو شکل اول کا کبری ہونے کی قابلیت رکھتا ہے، لہذا معلوم ہے کہ دلیل عکس شکل دوم کی ان دو ضروب میں جاری ہو سکتی ہے جن میں صغری موجبہ اور کبری سالبہ کلیہ ہیں۔ مزید تشریح کے لیے اس کی ایک ضرب میں دلیل عکس کا اجراء بھی کرایا جاتا ہے، اسی پر بقیہ ضروب میں اس کے اجراء کو قیاس کرو۔ مثلاً: ہم دعوی کرتے ہیں کہ شکل دوم میں ضرب اول: ”ہر انسان جاندار ہے، کوئی پتھر کا جاندار نہیں“ کا نتیجہ ”کوئی انسان پتھر نہیں“ صحیح ہے، کیونکہ اگر ہم کبری ”کوئی پتھر جاندار نہیں“ کے عکس ”کوئی جاندار پتھر نہیں“ جو صغری ”ہر انسان جاندار ہے“ سے شکل اول کی صورت سے ملا کریں کہیں کہ ”ہر انسان جاندار ہے، اور کوئی جاندار پتھر نہیں“ تو یقیناً اس کا وہی نتیجہ ”کوئی انسان پتھر نہیں“ نکلے گا جو اس سے قبل شکل دوم کی صورت سے ہم نکال چکے تھے۔ لہذا معلوم ہوا کہ شکل دوم سے جو نتیجہ ”کوئی انسان پتھر نہیں“ ہم نکال چکے تھے وہ صحیح تھا۔

اس طرح شکل سوم چونکہ اول سے صغری میں مخالف ہے اس لیے اس میں دلیل عکس کا اجراء شکل اول میں لانے کے لیے بعکس صغری ہوگا اور چونکہ اس کا صغری ہمیشہ موجبہ آتا ہے جس کا عکس بھی موجبہ جزئیہ ہوگا اس لیے اس کا عکس صغری تو بہر حال شکل اول کے صغری بننے کی قابلیت رکھتا ہے، لیکن اس کی چھ ضروب منجہ میں سے صرف تین ہی ضروب ایسی ہیں جن کا کبری کلیت کی وجہ سے شکل اول کے کبری بننے کی قابلیت رکھتا ہے، لہذا معلوم ہوا کہ شکل سوم میں دلیل عکس کا اجراء صرف ان تین ضروب میں ہو سکتا ہے، جن کا کبری کلیہ ہے۔ شکل چہارم میں چونکہ ہر دو مقدمہ متین شکل اول کے مخالف ہیں، اس لیے اس میں دلیل عکس کا اجراء صرف دو صورتوں سے کرتے ہیں:۔ (۱) ہر دو مقدمہ متین کے عکس سے، لیکن اس کی آٹھ ضروب منجہ میں سے یہ دلیل صرف ان دو ضروب میں جاری ہو سکتی ہے جن کا صغری موجبہ اور کبری سالبہ کلیہ ہے۔ (۲) ہر دو مقدمہ متین کی تبدیلی سے، یعنی صغری کو کبری کی جگہ اور کبری کو صغری کی جگہ منتقل کرنا اور پھر اس سے جو نتیجہ نکلے اس کو معکوس کرنا جس سے نتیجہ کی وہی صورت پیدا ہوگی جو اصل شکل سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ دلیل صرف ان چار ضروب میں جاری ہو سکے گی جہاں صغری کلیہ ہے اور کبری موجبہ۔

ضروب منجہ کی صحت انتاج کے لیے مذکورہ بالا خلف اور عکس کے علاوہ ایک اور دلیل بھی استعمال کی جاتی ہے جس کو دلیل افتراض کہتے ہیں، لیکن اسے طوالت کی خوف کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں۔ جس کے لیے مطولات فن کی طرف مراجعت کریں۔

## فصل نہم

## اشکال اربعہ کی مثالیں بنانے کا طریقہ

اشکال اربعہ سے مثالیں بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ہم شکل اول کے مقدموں کی ترتیب بدل دیں تو شکل رابع بن جائے گی، کسی ایک مقدمے کی ترتیب بدل دیں، یعنی اس کا عکس نکال دیں تو شکل ثانی یا ثالث بن جائے گی، جیسے ہر انسان جاندار ہے اور ہر جاندار جسم ہے، یہ شکل اول ہے، اگر ترتیب بدل کر یوں کہا جائے کہ ہر جاندار جسم ہے اور ہر انسان جاندار انسان ہے، یہ شکل رابع بن جائے گی، اور پہلے مقدمے کی ترتیب بدل کر یوں کہیں کہ بعض جاندار انسان ہیں اور ہر جاندار جسم ہے۔ یہ شکل رابع ہے اور دوسری کی ترتیب بدل کر کہیں کہ ہر انسان جاندار ہے اور بعض جسم جاندار ہیں، یہ شکل ثانی بن جائے گی۔

قرآن مجید سے اس کی مثال بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک جگہ ارشاد ہے۔

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾ (المائدہ: ۴۴) ایک دوسری جگہ ارشاد ہے۔ ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (المائدہ: ۴۵) اور ایک جگہ ارشاد ہے۔ ﴿وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (البقرہ: ۲۵۴)۔

اب ان تینوں قضیوں سے اشکال اربعہ یوں تیار ہوں گی۔

”وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ“ (صغریٰ) ”وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ“ (کبریٰ) یہ شکل اول ہے اور اگر یوں ترتیب دی جائے کہ ”وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ“ (صغریٰ) ”وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ“ (کبریٰ) یہ شکل ثانی ہے۔ اور اگر یوں ترتیب دی جائے کہ ”وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ“ (صغریٰ) ”وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ“ (کبریٰ) یہ شکل ثالث ہوگی۔ اور اگر یوں کہا جائے کہ ”وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ“ (صغریٰ) ”وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ“ (کبریٰ) یہ شکل رابع ہے۔

## فصل دہم

## اشکال ثلاثہ کو شکل اول کی طرف لوٹانے کا طریقہ

مناطقہ کا نقطہ نظریہ ہے کہ شکل اول اشرف الاشکال ہے، اس لیے کہ یہ بدیہی الانتاج ہے، اس کے نتیجہ میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہوتا، البتہ باقی تینوں شکلوں کا نتیجہ مشکوک ہو سکتا ہے، تو شک کو ختم کرنے کے لیے مشکوک نتیجہ کو شکل اول کے نتیجہ کی طرف لوٹائیں گے، یعنی شکل ثانی، ثالث اور رابع میں سے کسی ایک کا نتیجہ شکل اول کے نتیجہ کی طرح بعینہ ہو تو پھر اس شکل کا نتیجہ صحیح ہوگا، ورنہ غلط متصور کیا جائے گا، کیونکہ شکل اول کا نتیجہ کسی صورت میں غلط نہیں ہو سکتا، تو پھر اس طرح نتیجہ کیسے غلط ہوگا۔

### شکل ثانی سے شکل اول بنانے کا طریقہ

شکل ثانی کے کبری کا عکس نکال کر اسے شکل اول کے کبری کی جگہ رکھ دیا جائے تو شکل اول بن جائے گا، اب شکل اول کے نتیجہ کا شکل ثانی کے مشکوک نتیجہ کیساتھ ملائیں گے، اگر دونوں نتیجے ایک جیسے ہوئے تو شکل ثانی کا نتیجہ صحیح ہوگا، ورنہ غلط ہوگا۔ جیسے شکل ثانی ”کل انسان حیوان (صغری) ولا شئی من الحجر بحیوان (کبری) لا شئی من الانسان بحجر (نتیجہ) اب اگر ہم شکل ثانی کے کبری کا عکس نکالیں، جیسے ”لا شئی من الحجر بحیوان“ سالبہ کلیہ کا عکس مستوی ”لا شئی من الحيوان بحجر“ سالبہ کلیہ ہے، پھر اس عکس کو شکل اول کے کبری کے مقام پر رکھیں، تو شکل اول یوں تیار ہوگی۔ ”کل انسان حیوان“ (صغری) ولا شئی من الحيوان بحجر“ (کبری) ”لا شئی من الانسان بحجر“ نتیجہ ہوگا۔ اب دیکھئے کہ شکل ثانی کا نتیجہ بعینہ شکل اول کی نتیجہ کی مانند ہے، معلوم ہوا کہ شکل ثانی کا نتیجہ صحیح ہے۔

### شکل ثالث سے شکل اول بنانے کا طریقہ

شکل ثالث کے صغری کا عکس نکال کر شکل اول کے صغری کی جگہ رکھیں، شکل اول بن جائے گا، پھر شکل اول کے نتیجہ کو شکل ثالث کے مشکوک نتیجہ کیساتھ موازنہ کریں، ایک جیسے نتیجہ ہونے کی صورت میں شکل ثالث کا نتیجہ صحیح ہوگا، ورنہ نہیں۔ جیسے شکل ثالث ”کل انسان حیوان (صغری) ولا شئی من الانسان بحجر“ (کبری) ”بعض الحيوان ليس بحجر“ نتیجہ ہوگا۔ اب اس شکل ثالث کے صغری کا عکس ”بعض الحيوان انسان“ موجبہ جزئیہ ہوگا۔ پھر اس عکس کو شکل اول کے کبری کے مقام پر رکھیں، جیسے ”بعض الحيوان انسان“ (صغری) ولا شئی من الانسان بحجر“ (کبری) ”بعض الحيوان ليس بحجر“ نتیجہ ہوگا، اب دیکھئے کہ شکل ثالث کا نتیجہ بعینہ شکل اول کی مانند ہے، لہذا شکل ثالث کا نتیجہ صحیح ہے۔

### شکل رابع سے شکل اول بنانے کا طریقہ

شکل رابع سے شکل اول بنانے کے دو طریقے ہیں:-

#### پہلا طریقہ:

شکل رابع کی دونوں مقدموں کی ترتیب بدل دی جائے، یعنی صغری کو کبری کی جگہ اور کبری کو صغری کی جگہ رکھیں، تو یہ شکل اول بن جائے گی، پھر نتیجہ نکالیں اور نتیجہ نکالنے کے بعد اسی نتیجہ کا عکس نکالیں، پھر دیکھیں کہ مشکوک نتیجہ شکل اول کے نتیجہ کی طرح ہے یا نہیں، اگر ہے تو شکل رابع کا نتیجہ صحیح ہوگا، ورنہ غلط شمار ہوگا۔ جیسے شکل رابع ”کل انسان حساس“ (صغری) ”کل ناطق انسان“ (کبری) بعض الحساس ناطق“ (نتیجہ) ہوگا، اس کے مقدمین کو الٹنے کے بعد شکل اول اس طرح بنے گی۔ ”کل ناطق انسان“ (صغری) ”وکل انسان حساس“ (کبری) ”کل ناطق حساس“ نتیجہ ہوگا، اب اس نتیجہ کا عکس نکالیں ”بعض الحساس ناطق“ ہوگا، اب دیکھئے کہ یہ عکس اور شکل رابع کا نتیجہ ایک ہی ہے، لہذا شکل رابع کا نتیجہ صحیح ہے۔

## دوسرا طریقہ:

شکل رابع کو شکل اول بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ صغریٰ اور کبریٰ دونوں کا عکس نکالیں، جیسے شکل رابع ”کل انسان حساس“ و ”کل ناطق انسان“ (نتیجہ) ”بعض الحساس ناطق“ ہوگا، اس کو شکل اول کی لوٹانے کے لیے دونوں قضیوں کا عکس نکالتے ہیں۔ ”بعض الحساس انسان“ و ”بعض الانسان ناطق“ (نتیجہ ہوگا) ”بعض الحساس ناطق“۔ اب دیکھئے کہ شکل اول کا نتیجہ وہی ہے، جو شکل رابع کا تھا، معلوم ہوا کہ شکل رابع کا نتیجہ صحیح ہے۔

## تمرین

درج ذیل مثالوں میں شکل ثانی، شکل ثالث اور شکل رابع سے شکل اول بنادیں۔

(بعض الاسماء معربة، ولا شئ من المبنى بمعرب: بعض الاسماء ليست مبنية). (بعض الناس ليس بصادق، وکل مومن صادق: بعض الناس ليس بمومن). (بعض الطلاب ليس ناجحاً، وکل طالب مجتهد: ليس بعض الطلاب مجتهداً). (کل ذهب معدن، وکل ذهب غالي الثمن: بعض المعدن غالي الثمن). (کل سخی محبوب، بعض الاسخياء سعداء: بعض المحبوبين سعداء). (کل نور مضیی، وبعض النور ضعيف: بعض المضیی ضعيف). (کل عالم محترم، وبعض العدول عالم: بعض المحترمين عادل). (کل تمر حلو، وبعض النبات تمر: بعض الحلونبات). (بعض الذهب اصفر، ولا شئ من النحاس بذهب: بعض الاصفر ليس بنحاس).

## چند حل شدہ مثالیں:

❖..... شکل ثانی: (بعض الاسماء معربة) [صغری] (ولا شئ من المبنى بمعرب) [کبری]: (بعض الاسماء ليست مبنية) [نتیجہ/مطلوب] شکل اول یوں بنے گا کہ کبری کا عکس نکالیں، کبری سالبہ کلیہ ہے اور سالبہ کلیہ کا عکس مستوی سالبہ کلیہ آتا ہے، مثلاً: شکل اول: (بعض الاسماء معربة) [صغری] (ولا شئ من المعرب بمبنى) [کبری]: (بعض الاسماء ليست مبنية) [نتیجہ/مطلوب] اب دیکھئے کہ شکل ثانی کا نتیجہ بعینہ شکل اول کی نتیجہ کی مانند ہے، معلوم ہوا کہ شکل ثانی کا نتیجہ صحیح ہے۔

❖..... شکل ثالث: (کل سخی محبوب) [صغری] (بعض الاسخياء سعداء) [کبری] (بعض المحبوبين سعداء) [نتیجہ/مطلوب] ہوگا۔ اب اس شکل ثالث کے صغری کا عکس ”کل محبوب سخی“ موجبہ جزئیہ ہوگا۔ پھر اس عکس کو شکل اول کے کبری کے مقام پر رکھیں، جیسے ”کل محبوب سخی“ (صغری) ”بعض الاسخياء سعداء“ (کبری) ”بعض المحبوبين سعداء“ نتیجہ ہوگا، اب دیکھئے کہ شکل ثالث کا نتیجہ بعینہ شکل اول کی مانند ہے، لہذا شکل ثالث کا نتیجہ صحیح ہے۔

## فصل یازدہم: قیاس استثنائی کا بیان

قیاس استثنائی کی تعریف: وہ قیاس ہے، جس میں نتیجہ یا نفیض نتیجہ بعینہ اپنی پوری ہیئت اور اجزاء کیساتھ بالفعل مذکور ہو، اس کا پہلا قضیہ ہمیشہ شرطیہ ہوتا ہے اور دوسرا حملیہ ہوتا ہے اور دونوں مقدموں (قضیوں) کے درمیان اداۃ استثناء آتا ہے، جیسے ”کَلِّمَکَانَ زَیْدٌ عَالِمًا فَوَاجِبٌ احْتِرَامُهُ لَکِنِّہُ عَالِمٌ“ تو نتیجہ ہوگا۔ ”فَزَیْدٌ وَاجِبٌ احْتِرَامُهُ“۔

### قیاس استثنائی بنانے کا طریقہ

قیاس استثنائی بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ کوئی بھی قضیہ شرطیہ لے کر اس کو صغریٰ بنایا جائے، پھر حرف استثناء (لکن وغیرہ) لا کر اس کے بعد یا تو اس شرطیہ کے مقدم کو بعینہ یا تالی کو بعینہ یا ان میں سے ہر ایک کی نفیض کو قضیہ حملیہ کی شکل میں رکھ کر کبریٰ بنایا جائے، پھر حد اوسط گرا کر نتیجہ نکالا جائے، جیسے مثال مذکور میں ”کَلِّمَکَانَ زَیْدٌ عَالِمًا فَوَاجِبٌ احْتِرَامُهُ“ قضیہ شرطیہ ہے اور قیاس استثنائی کا کبریٰ ہے اور ”لَکِنِّ“ حرف استثناء ہے اور ”لَکِنِّہُ عَالِمٌ“ بعینہ مقدم ہے، جو صغریٰ ہے۔ ”فَزَیْدٌ وَاجِبٌ احْتِرَامُهُ“ نتیجہ ہے، جو حد اوسط حذف کرنے کے بعد حاصل ہوا ہے۔

### قیاس استثنائی سے نتیجہ نکالنے کا طریقہ

قیاس استثنائی میں اگر جزء اول قضیہ شرطیہ اتفاقہ ہو تو نتیجہ نہ نکلے گا، اور جب جزء اول شرطیہ متصلہ لزومیہ ہو تو مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

۱۔ (مقدم + تالی + استثناء مقدم) = (عین تالی)	۲۔ (مقدم + تالی + استثناء نفیض تالی) = (نفیض مقدم)
۳۔ (مقدم + تالی + استثناء نفیض مقدم) = غیر منتج	۴۔ (مقدم + تالی + استثناء تالی) = غیر منتج

ثانی الذکر دونوں صورتوں میں نتیجہ نہیں نکلے گا، مگر یہ کہ مقدم و تالی ایک دوسرے کے لازم مساوی ہو، جیسے طلوع شمس و وجود نہار۔ اگر جزء اول مقدم شرطیہ منفصلہ ہو تو اس کی تین صورتیں ہیں، یا منفصلہ حقیقہ ہوگا یا منفصلہ مانعہ الجمع ہوگا یا مانعہ الخلو ہوگا۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

۱۔ اگر مقدم منفصلہ حقیقہ ہو۔

۱۔ (مقدم + تالی + استثناء مقدم) = (نفیض تالی)	۲۔ (مقدم + تالی + استثناء تالی) = (نفیض مقدم)
۳۔ (مقدم + تالی + استثناء نفیض مقدم) = (عین تالی)	۴۔ (مقدم + تالی + استثناء نفیض تالی) = (عین مقدم)

اگر مقدم منفصلہ مانعہ الجمع ہو۔

۱۔ (مقدم + تالی + استثناء مقدم) = (نفیض تالی)	۲۔ (مقدم + تالی + استثناء تالی) = (نفیض مقدم)
---	---



۳۔ (مقدم + تالی + استثناء نقیض مقدم) = غیر منج	۴۔ (مقدم + تالی + استثناء نقیض تالی) = غیر منج
--	--

اگر جزء اول منفصلہ مانعہ اخلو ہو۔

۱۔ (مقدم + تالی + استثناء مقدم) = غیر منج	۲۔ (مقدم + تالی + استثناء تالی) = غیر منج
۳۔ (مقدم + تالی + استثناء نقیض مقدم) = (عین تالی)	۴۔ (مقدم + تالی + استثناء نقیض تالی) = (عین مقدم)

### قواعد

قاعدہ نمبر ۱: قیاس استثنائی کو استثنائی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ ادوات استثناء پر مشتمل ہوتا ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: قیاس استثنائی کا مقدمہ اولیٰ ہمیشہ قضیہ شرطیہ ہوتا ہے، جو کبریٰ کہلاتا ہے اور دوسرا مقدمہ ہمیشہ قضیہ حملیہ ہوتا ہے جو ادوات استثناء (لکن وغیرہ) کیساتھ مصدّر ہوتا ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: قضیہ شرطیہ دو مقدموں سے مرکب ہوتا ہے جس میں پہلے قضیہ کے اول میں ادوات شرط اور دوسرے قضیہ کو ”ف“ سے اکثر مربوط کیا جاتا ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۴: قیاس استثنائی کا نتیجہ یا نقیض نتیجہ قیاس میں مذکور ہوتا ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۵: قیاس استثنائی میں مقدمہ اولیٰ قضیہ شرطیہ کبریٰ ہوتا ہے اور مقدمہ ثانیہ قضیہ حملیہ صغریٰ ہوتا ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۶: قیاس استثنائی میں کبریٰ پہلے اور صغریٰ بعد میں ہوتا ہے (۶)۔

قاعدہ نمبر ۷: قضیہ حملیہ کو قضیہ وضعیہ بھی کہتے ہیں، سلم العلوم اور قطبی وغیرہ میں یہی اصطلاح مستعمل ہے (۷)۔

قاعدہ نمبر ۸: قیاس استثنائی میں ادوات استثناء مذکور ہوتا ہے جو استثناء منقطع کے لیے مستعمل ہوتا ہے، لیکن کبھی یہ غیر مذکور ہوتا ہے امام غزالی اس کی تصریح کرتے ہوئے یہ مثال پیش کی ہے۔ ”ان كانت هذه الصلاة صحيحة فالمصلي متطهر ومعلوم ان هذه الصلاة صحيحة فيلزم ان المصلي متطهر ا.“ (۸)

قاعدہ نمبر ۹: قیاس اقترانی کی اجزاء کی طرح قیاس استثنائی کے دوسرے جزء (قضیہ حملیہ مصدّرہ باداة استثناء) کو بھی اکثر حذف کیا جاتا ہے، جیسے ”لو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا لكنهم لم يجدوا فيه اختلافا سيرا فهو من عند الله.“ دوسری مثال ملاحظہ ہو۔ ”لو كان آلهة ماوردوها لكنهم وردوها.“ تو نتیجہ ہوگا۔ ”فليس هؤلاء آلهة.“ اور مثال ملاحظہ ہو۔ ”فلولا أنه كان من المسبحين للبث في بطنه الى يوم يبعثون لكنه لم يلبث في بطنه.“ تو نتیجہ ہوگا۔ ”لأنه كان من المسبحين“ وغیرہ۔ (۹)

=====

(۱) شرح تہذیب: ۱۵۱۔ (۲) شرح تہذیب: ۱۸۶۔ (۳) تفہیم المنطق: ۲۵۱۔ (۴) سلم العلوم: ۱۹۲۔

(۵) ضوابط المعرف: ۲۶۹۔ (۶) ضوابط المعرف: ۲۷۰۔ (۷) سلم العلوم: ۲۰۲۔ (۸) المستصفیٰ: ۵۳۔ (۹) ضوابط المعرف: ۲۷۴۔ ۲۷۵۔

قاعدہ نمبر ۱۰: قیاس استثنائی میں مقدمہ ثانیہ کا لفظ مذکور ہونا ضروری نہیں بلکہ محذوف ہوتا ہے اور کبھی مذکور ہوتا ہے اور بسا اوقات اس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے یا وہ معنی سے مفہوم ہوتا ہے جیسے ہدایہ ”کتاب البیوع“ میں ہے کہ جب خیار شرط مشتری کے لیے ہو تو بیع اس کی ملک میں داخل ہوگا یا نہیں، تو اس میں امام ابو حنیفہؒ اور حضرات صاحبین کے جو دلائل دیئے جاتے ہیں وہ اس قبیل سے ہیں، صاحبین کی دلیل یہ ہے۔ ”لأنه لما خرج من ملك البائع فلولم يدخل في ملك المشتري يكون زائلا لا إلى ملك ولا عهد لنا به في الشرع“۔ اس قیاس کو متفق کر کے یوں سمجھ لیجئے۔ ”لأنه لو لم يدخل في ملك المشتري يكون زائلا لا إلى ملك ولا عهد لنا به في الشرع“۔ اس میں ”ولا عهد لنا في الشرع“ مقدمہ ثانیہ قضیہ حلیہ ہے جس میں استثناء نفیض تالی کی طرف اشارہ ہے یعنی اس کا حاصل یہ ہے۔ ”لكن الزواج لا إلى مالك ليس بمعهود في الشرع“ نتیجہ نفیض مقدم ہوگا۔ ”فیدخل المبيع في ملك المشتري“۔ امام ابو حنیفہؒ کی دلیل یہ ہے۔ ”لما لم يخرج الثمن من ملكه فلو قلنا بأنه يدخل المبيع في ملكه لاجتماع البدلان في ملك رجل واحد ولا أصل له في الشرع“۔ اس کا حاصل یہ ہوگا۔ ”لو دخل المبيع في ملك المشتري لاجتماع البدلان في ملك واحد ولا أصل له في الشرع“۔ یہاں ”ولا أصل له في الشرع“ مقدمہ ثانیہ ہے، جس میں استثناء نفیض تالی کی طرف اشارہ ہے، یعنی ”لكن اجتماع البدلين في ملك واحد لا أصل له في الشرع“۔ نتیجہ نفیض مقدم ہوگا۔ ”فلا يدخل المبيع في ملك المشتري“۔ (۱)۔

### تمرین

درج ذیل مثالوں میں قیاس استثنائی کی تعیین کیجئے۔ نیز منطقی تطبیق کریں۔

ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك لكنهم لم ينفضوا من حولك. لو أن أهل القرى آمنوا واتقوا لفتحنا عليهم بركات من السماء والأرض لكنه لم تفتح عليهم بركات من السماء والأرض. إذا كثرت الزنا بين الناس فشت فيهم الأمراض التي لم تكن في أسلافهم لكن الزنا قد فشا فيهم. إذا ترك المسلمون الجهاد سلط الله عليهم عدوهم لكنهم تركوا الجهاد. لو كان خيرا ما سبقونا إليه، لكنهم سبقونا إليه، فهو ليس خيرا. ان كان زيد عادلا تقبل شهادته، لكنه عادل، فزيد تقبل شهادته. لو كان خالدا عادلا فهو لا يعصى الله، ولكنه قد عصى الله، فما كان خالدا عادلا.

چند عمل شدہ مثالیں:

❖..... قیاس استثنائی: (ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك) [کبریٰ] (لكنهم لم ينفضوا من حولك) [صغریٰ]۔ (ما كنت فظا غليظ القلب)۔ [نتیجہ/مطلوب] قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکل علی الجزئی ہے، قیاس استثنائی، اس لیے کہ نفیض نتیجہ بعینہ پوری ہیئت اور اجزاء کیساتھ بالفعل مذکور ہے۔ استثناء نفیض تالی نتیجہ نفیض مقدم۔

❖..... قیاس استثنائی: (لو كان آلهة ماوردوها) [کبریٰ] لكنهم وردوها، [صغریٰ] (فليس هؤلاء آلهة) [نتیجہ/مطلوب] قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکل علی الجزئی ہے، قیاس استثنائی، اس لیے کہ نفیض نتیجہ بعینہ پوری ہیئت اور اجزاء کیساتھ بالفعل مذکور ہے۔ استثناء نفیض تالی نتیجہ نفیض مقدم۔

=====

## فصل دوازدهم: قیاس استثنائی کی تقسیم

قیاس استثنائی کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ متصل ۲۔ منفصل

۱۔ قیاس استثنائی متصل کی تعریف: وہ قیاس ہے، جس کا مقدمہ اولیٰ (کبریٰ) متصل ہو، جیسے ”لو کان آلهة ماوردوها لکنهم وردوها“۔ تو نتیجہ ہوگا۔ ”فلیس هؤلاء آلهة“۔

۲۔ قیاس استثنائی منفصل کی تعریف: وہ قیاس ہے، جس کا مقدمہ اولیٰ (کبریٰ) منفصل ہو، جیسے ”هذا الرجل اماما موحدا وامام مشرك لکنه موحدا“۔ نتیجہ ہوگا۔ ”فهو ليس بمشرك“۔

وجہ حصر: قیاس کا مقدمہ اولیٰ متصل ہوگا یا منفصل ہوگا، اگر متصل ہو تو قیاس استثنائی متصل اور اگر منفصل ہو تو قیاس استثنائی منفصل۔

## فصل سیزدهم: قیاس استثنائی متصل کی تقسیم

قیاس استثنائی متصل کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ وضعی ۲۔ رفعی

۱۔ وضعی کی تعریف: جس میں مقدمہ استثنائی کی وضع ہو، جیسے ”كلما كان الانسان مشركا كان ظالما ولكنه مشرك“۔

۲۔ رفعی کی تعریف: جس میں مقدمہ استثنائی کی رفع ہو، جیسے ”كلما كان الانسان مشركا كان ظالما ولكنه ليس بمشرك“۔

وجہ حصر: اگر مقدمہ استثنائی کی وضع ہو تو قیاس استثنائی وضعی ورنہ قیاس استثنائی رفعی ہوگا۔

## قواعد

قاعدہ نمبر: قیاس استثنائی متصل بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے متصلہ لزومیہ کو بطور مقدمہ اولیٰ رکھیں اس کے بعد حرف استثناء ”لکن“ رکھیں، اس کے بعد اسی متصلہ کے مقدم کو بعینہ رکھیں جس کو وضع مقدم بھی کہتے ہیں یا نقیض تالی رکھیں جس کو رفع تالی بھی کہتے ہیں، بہر حال اس کو مقدمہ سمجھیں جس سے یہ قیاس تیار ہو چکا۔ اب اس سے نتیجہ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر قیاس میں تم وضع مقدم کر چکے تھے تو نتیجہ بعینہ تالی ہوگا اور اگر رفع تالی کر چکے تھے تو نتیجہ رفع نقیض مقدم کو سمجھیں۔ قیاس استثنائی متصل سے صرف یہی دو نتیجہ دے سکتا ہے۔

قاعدہ نمبر ۱: قیاس استثنائی متصل اور منفصل دونوں میں صغریٰ قضیہ حملیہ ہوتا ہے، جو ادوات استثناء کیساتھ مصدر ہوتا ہے، جس میں کبریٰ کے مقدم یا تالی سے استثناء ہوتا ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: قیاس استثنائی متصل کا کبریٰ (قضیہ شرطیہ) ہمیشہ شرطیہ متصلہ موجبہ لزومیہ ہوتا ہے، اتفاقہ نہیں ہو سکتا (۲)۔

=====

قاعدہ نمبر ۳: قیاس استثنائی کی مقدمین میں سے ایک کلیہ ہوگا (۱)۔

قاعدہ نمبر ۴: قیاس استثنائی متصل کا صغریٰ ہمیشہ قضیہ حملیہ مصدّرہ باادوات استثناء ہوتا ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۵: قیاس استثنائی میں مقدمہ شرطیہ اور استثنائیہ میں سے ایک کا کلیہ ہونا ضروری ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۶: قیاس استثنائی متصل کا نتیجہ ہمیشہ موجبہ کلیہ لزومیہ آتا ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۷: قیاس استثنائی متصل میں وضع مقدم وضع تالی پر منتج ہوگا اور رفع تالی رفع مقدم پر منتج ہوگا (۵)۔

قاعدہ نمبر ۸: جب مقدم اور تالی میں تلازم کا علاقہ ہو تو اسے قیاس مطرد منعکس کہا جاتا ہے، جیسے ”ان كانت الشمس طالعة فالنهار

موجود۔ (۶)

قاعدہ نمبر ۹: قیاس مطرد منعکس میں (یعنی جب قیاس استثنائی متصل میں مقدم اور تالی ایک دوسرے کے لازم مساوی ہوں جیسے طلوع شمس

ووجودنہار) تو یہ چار صورتوں میں نتیجہ دے گا۔ ۱۔ استثناء عین مقدم نتیجہ عین تالی ۲۔ استثناء نقیض مقدم نتیجہ نقیض تالی ۳۔ استثناء عین تالی

نتیجہ عین مقدم ۴۔ استثناء نقیض تالی نتیجہ نقیض مقدم۔ (۷)

قاعدہ نمبر ۱۰: قیاس استثنائی متصل کے جزء اول ملزوم اور جزء ثانی لازم کہلاتا ہے (۸)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: استثناء عین مقدم نتیجہ عین تالی سے ملزوم کے وجود سے لازم کے وجود پر استدلال ہوتا ہے، جیسے ان كانت الشمس طالعة

فالنهار موجود لكن الشمس طالعة فالنهار موجود۔ (۹)

قاعدہ نمبر ۱۲: استثناء نقیض تالی نتیجہ نقیض مقدم میں لازم کے انتفاء سے ملزوم کے انتفاء پر استدلال کیا جاتا ہے، جیسے ان كانت الشمس

طالعة فالنهار موجود لكن النهار ليس بموجود فالشمس ليست بطالعة۔ (۱۰)

قاعدہ نمبر ۱۳: اگر مقدم اور تالی لازم اعم ہو تو یہ دو صورتوں میں نتیجہ دیں گے: ۱۔ استثناء عین مقدم نتیجہ عین تالی ۲۔ استثناء نقیض تالی نتیجہ

نقیض مقدم۔ ان دونوں صورتوں کو تلخیصاً وتعلیلاً استثناء عینین یا استثناء نقیضین بھی کہتے ہیں (۱۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۴: قیاس استثنائی متصل میں مقدمہ ثانیہ کو کبھی تشہید اذہان کے لیے حذف کیا جاتا ہے (۱۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۵: قیاس استثنائی متصل میں اکثر استدلال صورت ثانی (استثناء نقیض تالی نتیجہ نقیض مقدم) سے کیا جاتا ہے، جیسے ہدایہ کتاب

الطہارۃ میں ہے۔ لانه (سور الحمار والبغل) لو كان طاهرا لكان طهورا (لكنه ليس بطهور) نتیجہ ہوگا۔ فلا يكون طاهرا۔ (۱۳)

=====

(۱) ضوابط المعرفۃ: ۲۸۳۔ (۲) ضوابط المعرفۃ: ۲۷۲۔ (۳) قطبی: ۳۳۳۔ (۴) سلم العلوم: ۲۰۲۔

(۵) شرح تہذیب: ۱۸۷۔ (۶) ضوابط المعرفۃ: ۲۷۳۔ (۷) ضوابط المعرفۃ: ۲۷۳۔

(۸) سلم العلوم: ۲۰۲۔ (۹) سلم العلوم: ۲۰۲۔ (۱۰) سلم العلوم: ۲۰۲۔

(۱۱) سلم العلوم: ۲۰۲، ضوابط المعرفۃ: ۲۷۲۔ (۱۲) ارشاد الطالب: ۹۶۔ (۱۳) ارشاد الطالب: ۹۶۔

## تمرین

مندرجہ قیاسات میں وضعی اور رفعی کی تعیین کیجئے، نتائج بھی نکال لیں، نیز صحیح اور غلط صورت کی نشاندہی کریں؟

إذا ترك المسلمون الجهاد سلط الله عليهم عدوهم لكنهم تركوا الجهاد . كلما كان الجسد متحركا بالارادة فهو حي ولكنه متحرك . قديكون إذا كان الانسان أوروبيا كان أحمر البشر ولكنه ليس بأحمر البشر . كلما كانت النفس رضية كانت سعيدة ولكنها رضية . كلما كان العلم نافعاً للدين أو للدنيا كان مطلوباً شرعاً ولكنه مطلوب شرعاً . كلما كان الانسان مشركاً كان ظالماً ولكنه ليس بمشرك . قديكون إذا كان المكان مضيئاً كان ذلك من نور مصباح ولكنه مضيئ . كلما كان الانسان مشركاً كان ظالماً ولكنه مشرك . قديكون إذا كان الشئ طيب الرائحة كان ورداً ولكنه طيب الرائحة . كلما كانت النفس رضية كانت سعيدة ولكنها ليس برضية . كلما كان العلم نافعاً للدين أو للدنيا كان مطلوباً شرعاً ولكنه نافع للدين والدنيا . كلما كانت النفس رضية كانت سعيدة ولكنها سعيدة . كلما كان الانسان مشركاً كان ظالماً ولكنه ليس بظالم . كلما كانت النفس رضية كانت سعيدة ولكنها ليست بسعيدة . كلما كان الانسان مشركاً كان ظالماً ولكنه ظالم . مهما ازداد علم الإنسان قل إنكاره ولكنه ازداد علمه . كلما كان زيد احمق كان كالحمار ولكنه احمق . كلما كان زيد احمق كان كالحمار ولكنه ليس كالحمار .

چند حل شدہ مثالیں:

❖..... قیاس استثنائی: (إذا ترك المسلمون الجهاد سلط الله عليهم عدوهم) [کبریٰ] (لكنهم تركوا الجهاد) [صغریٰ] (فسلط الله عليهم عدوهم) . [نتیجہ/مطلوب] قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی علی الجزئی ہے، قیاس استثنائی، اس لیے کہ نتیجہ بعینہ پوری ہیئت اور اجزاء کیساتھ بالفعل مذکور ہے۔ قیاس استثنائی متصل، اس لیے کہ مقدمہ اولی کبری شرطیہ متصلہ ہے، استثنائی متصل رفعی، اس لیے کہ مقدمہ استثنائی کا وضع ہے۔ استثناء عین تالی نتیجہ عین مقدم۔

❖..... قیاس استثنائی: (لو كان خيراً ما سبقونا اليه) [کبریٰ] (لكنهم سبقونا اليه) [صغریٰ] (فهو ليس خيراً) . [نتیجہ/مطلوب] قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی علی الجزئی ہے، قیاس استثنائی، اس لیے کہ نتیجہ بعینہ پوری ہیئت اور اجزاء کیساتھ بالفعل مذکور ہے۔ قیاس استثنائی متصل، اس لیے کہ مقدمہ اولی کبری شرطیہ متصلہ ہے، استثنائی متصل رفعی، اس لیے کہ مقدمہ استثنائی کا وضع ہے۔ استثناء نقیض تالی نتیجہ نقیض مقدم۔

## فصل دوازدهم: قیاس استثنائی منفصل کا بیان

قیاس استثنائی منفصل کی تعریف: وہ قیاس ہے، جس میں مقدمہ اولی (شرطیہ) شرطیہ منفصلہ ہو، جیسے ”هذا الرجل اما موحد واما مشترك لكنه موحد نتیجہ ہوگا۔ فهو ليس بمشترك.“

### قواعد

- قاعدہ نمبر ۱: قیاس استثنائی منفصل بھی دو مقدموں صغریٰ اور کبریٰ پر مشتمل ہوتا ہے (۱)۔
- قاعدہ نمبر ۲: قیاس استثنائی منفصل میں کبریٰ منفصلہ موجبہ عنادیہ کا ہونا ضروری ہے، اتفاقاً نہیں ہو سکتا (۲)۔
- قاعدہ نمبر ۳: قیاس استثنائی منفصل میں مقدمہ صغریٰ حملیہ ہوگا جو اداة استثناء (لکن وغیرہ) کیساتھ مصدّر ہوتا ہے (۳)۔
- قاعدہ نمبر ۴: قیاس استثنائی منفصل میں دونوں مقدموں میں سے ایک کا کلیہ ہونا ضروری ہے تاہم قضیہ شخصہ بھی ہو سکتا ہے کیونکہ شخصہ کلیہ کی قوت میں ہوتا ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۵: اگر قضیہ شرطیہ منفصلہ حقیقیہ ہو تو اس کی چار صورتیں ہیں:-

- ۱۔ عین مقدم کے استثناء سے نتیجہ نقیض تالی ہوگا، جیسے هذا الرجل اما موحد واما مشترك لكنه موحد نتیجہ فليس بمشترك.
  - ۲۔ عین تالی کے استثناء سے نتیجہ نقیض مقدم ہوگا، جیسے هذا الرجل اما موحد واما مشترك لكنه مشترك نتیجہ فليس بموحد.
  - ۳۔ نقیض مقدم کی استثناء سے نتیجہ عین تالی ہوگا، جیسے هذا الرجل اما موحد واما مشترك لكنه ليس بموحد نتیجہ فهو مشترك.
  - ۴۔ نقیض تالی کی استثناء سے نتیجہ عین مقدم ہوگا، جیسے هذا الرجل اما موحد واما مشترك لكنه ليس بمشترك نتیجہ فهو موحد (۵)۔
- قاعدہ نمبر ۶: اگر شرطیہ منفصلہ مانعہ الجمع ہو تو اس کی بھی چار صورتیں ہیں جن میں پہلی دو صورتیں منقطع ہیں:-
- ۱۔ عین مقدم کے استثناء سے نتیجہ نقیض تالی ہوگا جیسے هذا الرجل اما حنفی واما شافعی لكنه حنفی نتیجہ فلم يكن شافعيًا.
  - ۲۔ عین تالی کی استثناء سے نتیجہ نقیض مقدم ہوگا، جیسے هذا الرجل اما حنفی واما شافعی لكنه شافعی نتیجہ فلم يكن حنفيا. (۶)
- قاعدہ نمبر ۷: اگر شرطیہ منفصلہ مانعہ الخلو ہو تو اس کی بھی چار صورتیں بنتی ہیں جن میں آخری دو صورتیں منقطع ہیں:-
- ۱۔ نقیض مقدم کی استثناء سے نتیجہ عین تالی ہوگا، جیسے الامام الغزالي اما مفسر أو فيلسوف لكنه ليس بمفسر (نتیجہ) فهو فيلسوف.

=====

(۱) ضوابط المعرفہ: ۲۷۸۔ (۲) سلم العلوم: ۲۰۲، ضوابط المعرفہ: ۲۷۸۔ (۳) ضوابط المعرفہ: ۲۷۸۔

(۴) ضوابط المعرفہ: ۲۷۸۔ (۵) ضوابط المعرفہ: ۲۷۹۔ (۶) ضوابط المعرفہ: ۲۸۰۔

۲۔ نفیض تالی کی استثناء سے نتیجہ عین مقدم ہوگا، جیسے الامام الغزالی امام مفسر اوفیلسوف لکنہ لیس بفیلسوف نتیجہ فہو مفسر (۱)۔

قاعدہ نمبر ۷: بالفاظ دیگر قیاس استثنائی منفصل میں حقیقیہ میں وضع مقدم رفع تالی پر منتج ہوگا، وضع تالی رفع مقدم پر منتج ہوگا، رفع مقدم وضع تالی پر منتج ہوگا اور رفع تالی وضع مقدم پر منتج ہوگا (۲)۔

قاعدہ نمبر ۸: مانعہ الجمع میں وضع مقدم رفع تالی پر منتج ہوگا اور رفع تالی رفع مقدم پر منتج ہوگا (۳)۔

قاعدہ نمبر ۹: مانعہ الخلو میں رفع مقدم وضع تالی پر منتج ہوگا اور رفع تالی وضع مقدم پر منتج ہوگا (۴)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: مذکورہ چار صورتیں منفصلہ میں اس لیے تحقق ہیں کہ اس میں اجتماع اور ارتفاع دونوں محال ہیں، مانعہ الجمع میں اجتماع محال ہے اور مانعہ الخلو میں ارتفاع محال ہے اسی لیے ان کی دو صورتیں منتج ہیں (۵)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: مانعہ الجمع میں استثناء نفیض احد الجزئین نتیجہ احد الجزئین کو لازم نہیں کیونکہ ارتفاع جائز ہے (۶)۔

قاعدہ نمبر ۱۲: مانعہ الخلو میں استثناء عین احد الجزئین نتیجہ نفیض آخر لازم کو مستلزم نہیں کیونکہ اجتماع جائز ہے (۷)۔

قاعدہ نمبر ۱۳: قیاس منفصل کو متکلمین حضرات سبر و تقسیم بھی کہتے ہیں، سبر کا معنی جانچنا ہے اور تقسیم کا مطلب یہ کہ اوصاف صالحہ للعلۃ کو اوصاف غیر صالحہ سے جدا کرنا۔ یعنی سبر و تقسیم کا طریقہ گویا علت کے تعین کی مشق اور آزمائش ہے، جس کا مفاد یہ ہے کہ اصل میں جتنے اوصاف ہوں ان کو اکٹھا کر کے ہر ایک وصف پر مذکور حکم کے ترتیب کا فرداً فرداً تجربہ کرتے جائیں اور جس وصف کو اس حکم کے ترتیب کا اصلی باعث پائیں اسی کو اسی حکم کی علت اور جامع قرار دیا جائے۔ (۸)

قاعدہ نمبر ۱۴: سبر و تقسیم کے ذریعے علت معلوم کرنے کے عمل کو خروج مناط کہتے ہیں، اوصاف صالحہ للعلۃ میں سے کسی ایک کو مفہمی الی الحكم کے طور پر منتخب کرنے کو تنقیح مناط کہا جاتا ہے اور وصف صالح کو دوسرے جزئیات میں تلاش کرنے کو تحقیق مناط کہتے ہیں۔ (۹)

قاعدہ نمبر ۱۵: اصولیین مناط علت کو کہتے ہیں۔ (۱۰)

قاعدہ نمبر ۱۶: منفصلہ حقیقیہ سے قیاس استثنائی بنانے کا طریقہ وہی ہے جو شرطیہ لزومیہ کا ہے، البتہ یہاں حرف استثناء کے بعد وضع مقدم رفع مقدم، وضع تالی رفع تالی چاروں استثناء کر سکتے ہیں جس سے چار نتیجے نکل سکتے ہیں، یعنی استثناء میں جس مقدمہ کا وضع کرو گے تو دوسرے مقدمہ کے رفع کو نتیجہ سمجھیں اور جس کا رفع کرو گے تو دوسرے کے وضع (عین) کو نتیجہ سمجھیں اور مانعہ الجمع میں دو ہی استثناء کر سکتے ہیں۔ جن

=====

(۱) ضوابط المعرفہ: ۲۸۱۔ (۲) قطبی: ۳۳۵۔

(۳) قطبی: ۳۳۶۔ (۴) قطبی: ۳۳۶۔ (۵) قطبی: ۳۳۵-۳۳۶۔

(۶) ضیاء النجوم: ۲۰۲۔ (۷) ضیاء النجوم: ۲۰۲۔ (۸) المستصلى للغزالی: ۳۳۔

(۹) الوجیز فی اصول الفقہ: ۱۷۰-۱۷۱۔ (۱۰) الوجیز فی اصول الفقہ: ۱۷۰۔

کے دو ہی نتیجے نکالیں، یعنی استثناء میں جس مقدمہ کا وضع کرو گے تو دوسرے مقدمہ کی نفیض کو نتیجہ سمجھیں اور مانعہ الخلو میں بھی دو ہی استثناء نتیجے نکالیں، یعنی قیاس میں جس مقدمہ کے رفع کا استثناء کرو گے تو نتیجہ دوسرے مقدمہ کے عین کو سمجھیں۔

### تمرین

درج ذیل مثالوں میں قیاس استثنائی کی صورتوں کی تعیین کیجئے۔

العنقاء اما موجودة واما معدومة، لكنها غير موجودة، فهي معدومة. العنقاء اما موجودة واما معدومة، لكنها معدومة، فهي غير موجودة. الثوب اما احمر واما اخضر، لكنه اخضر. الثوب اما احمر واما اخضر، لكنه اخضر، فهو ليس باخضر. سافر الحاج اما برا واما بحرا، لكنه اخضر. سافر الحاج اما برا واما بحرا، لكنه اخضر، فهو ليس باخضر. سافر بحرا، فهو ليس باخضر، لكنه اخضر، فهو ليس باخضر. الشاعر اما مبتكر واما مقتبس، لكنه ليس مبتكراً، فهو مقتبس. الشاعر اما مبتكر واما مقتبس، لكنه ليس مقتبساً، فهو مبتكر.

چند حل شدہ مثالیں:

❖..... قیاس استثنائی منفصل: (العنقاء اما موجودة واما معدومة) [کبری] (لكنها غير موجودة) [صغری] (فهي معدومة). [نتیجہ/مطلوب] قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی علی الجزئی ہے، قیاس استثنائی، اس لیے کہ نتیجہ بعینہ پوری ہیئت اور اجزاء کیساتھ بالفعل مذکور ہے۔ قیاس استثنائی منفصل، اس لیے کہ مقدمہ اولی کبری شرطیہ منفصلہ ہے۔ استثناء نفیض مقدم نتیجہ عین تالی۔

❖..... قیاس استثنائی منفصل: (العنقاء اما موجودة واما معدومة) [کبری] (لكنها معدومة) [صغری] (فهي غير موجودة). [نتیجہ/مطلوب] قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی علی الجزئی ہے، قیاس استثنائی، اس لیے کہ نتیجہ بعینہ پوری ہیئت اور اجزاء کیساتھ بالفعل مذکور ہے۔ قیاس استثنائی منفصل، اس لیے کہ مقدمہ اولی کبری شرطیہ منفصلہ ہے۔ استثناء عین تالی مقدم نتیجہ نفیض مقدم۔



## فصل پانزدہم

### قیاس اقترانی بنانے کا طریقہ

قیاس اقترانی بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے مطلوب تصدیقی کے اجزاء (اصغر و اکبر) کو ذہن میں ممتاز طریقہ سے محفوظ کر لیں، پھر مطلوبہ حکم کے لیے اپنے ذہنی معلومات میں سے ایسا امر تلاش کریں جو طرفین سے کسی مخصوص تعلق کی وجہ سے موجودہ حکم کا سبب اور باعث بن سکے، غور کرنے پر جو امر تم کو ایسا معلوم ہو جائے کہ طرفین سے کسی مخصوص تعلق کی وجہ سے موجودہ حکم کا باعث ہو سکتا ہو تو اس کو بھی ذہن میں محفوظ کر لیں، اب تمہارے ذہن میں تین چیزیں جمع ہو گئیں: اصغر، اکبر اور وہ امر جس کو تم نے حکم کا اصلی باعث سمجھ کر حاصل کیا تھا اور جس کو حد اوسط کہتے ہیں، اب ان تینوں سے اس طرح دو قضیے بنالیں کہ وہی حد اوسط اصغر سے ملا کر ایک قضیہ بنالیں جس کو صغری کہیں گے اور پھر اکبر سے ملا کر دوسرا قضیہ بنالیں، جس کو کبری کہیں گے، یہی صغری اور کبری جب ملا کر کہیں گے تو یہ قیاس کہلائے گا اور پھر ان میں سے جو مکرر جزء (حد اوسط) کو اگر البقیہ اجزاء (اصغر و اکبر) کے جوڑنے پر جو قضیہ پیدا ہو گا وہی نتیجہ اور مطلوب ہوگا۔

### قیاس استثنائی بنانے کا طریقہ

قیاس استثنائی بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ کوئی بھی قضیہ شرطیہ لے کر اس کو صغری بنایا جائے، پھر حرف استثناء (لکن وغیرہ) لا کر اس کے بعد یا تو اس شرطیہ کے مقدم کو بعینہ یا تالی کو بعینہ یا ان میں سے ہر ایک کی نفیض کو قضیہ حملیہ کی شکل میں رکھ کر کبری بنایا جائے، پھر حد اوسط گرا کر نتیجہ نکالا جائے، جیسے مثال مذکور میں ”کَلِّمًا كَانَ زَيْدًا عَالِمًا فَوَاجِبٌ احْتِرَامُهُ“ قضیہ شرطیہ ہے اور قیاس استثنائی کا کبری ہے اور ”لَكِنَّ“ حرف استثناء ہے اور ”لَكِنَّه عَالِمٌ“ بعینہ مقدم ہے، جو صغری ہے۔ ”فَزَيْدٌ وَاجِبٌ احْتِرَامُهُ“ نتیجہ ہے، جو حد اوسط حذف کرنے کے بعد حاصل ہوا ہے۔

### قیاس استثنائی متصل بنانے کا طریقہ

قیاس استثنائی متصل بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے متصلہ لزومیہ کو بطور مقدمہ اولی رکھیں اس کے بعد حرف استثناء ”لکن“ رکھیں، اس کے بعد اسی متصلہ کے مقدم کو بعینہ رکھیں جس کو وضع مقدم بھی کہتے ہیں یا نفیض تالی رکھیں جس کو رفع تالی بھی کہتے ہیں، بہر حال اس کو مقدمہ سمجھیں جس سے یہ قیاس تیار ہو چکا۔ اب اس سے نتیجہ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر قیاس میں تم وضع مقدم کر چکے تھے تو نتیجہ بعینہ تالی ہوگا اور اگر رفع تالی کر چکے تھے تو نتیجہ رفع نفیض مقدم کو سمجھیں۔ قیاس استثنائی متصلہ سے صرف یہی دو نتیجہ دے سکتا ہے

### قیاس استثنائی منفصل بنانے کا طریقہ

قیاس استثنائی منفصل بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے شرطیہ مفصلہ (حقیقیہ، مانعہ الجمع، مانعہ الخلو) کو بطور مقدمہ اولی رکھیں اس کے بعد حرف استثناء ”لکن“ رکھیں، اس کے بعد اسی مفصلہ کے مقدم کو بعینہ رکھیں جس کو وضع مقدم بھی کہتے ہیں یا نقیض تالی رکھیں جس کو رفع تالی بھی کہتے ہیں، بہر حال اس کو مقدمہ سمجھیں جس سے یہ قیاس تیار ہو چکا۔ اب مفصلہ حقیقیہ سے قیاس استثنائی بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ یہاں حرف استثناء کے بعد وضع مقدم رفع مقدم، وضع تالی رفع تالی چاروں استثناء کر سکتے ہیں جس سے چار نتیجے نکل سکتے ہیں، یعنی استثناء میں جس مقدمہ کا وضع کرو گے تو دوسرے مقدمہ کے رفع کو نتیجہ سمجھیں اور جس کا رفع کرو گے تو دوسرے کے وضع (عین) کو نتیجہ سمجھیں اور مانعہ الجمع میں دو ہی استثناء کر سکتے ہیں۔ جن کے دو ہی نتیجے نکالیں، یعنی استثناء میں جس مقدمہ کا وضع کرو گے تو دوسرے مقدمہ کی نقیض کو نتیجہ سمجھیں اور مانعہ الخلو میں بھی دو ہی استثناء نتیجہ نکالیں، یعنی قیاس میں جس مقدمہ کے رفع کا استثناء کرو گے تو نتیجہ دوسرے مقدمہ کے عین کو سمجھیں۔

### قیاس استثنائی متصل سے قیاس اقترانی بنانے کا طریقہ

قیاس استثنائی متصل کو اقترانی بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ادوات شرط اور استثناء کو حذف کرنے کے بعد صغریٰ کو کبریٰ بنایا جائے، جیسے ”کلماکان هذا انسانا کان حیوانا، لکنہ انسان فہو حیوان“ اس سے قیاس اقترانی یوں بنے گا۔ ”هذا انسان“ (صغریٰ) ”وکل انسان حیوان“ (کبریٰ) ”فہو حیوان“ (نتیجہ) ہوگا۔ اسی طرح ”کلماکان هذا انسانا کان حیوانا، لکنہ لیس بحیوان فہو لیس بانسان“ اس سے قیاس اقترانی یوں بنے گا۔ ”هذا لیس بحیوان“ (صغریٰ) ”وکل مالیس بحیوان لیس بانسان“ (کبریٰ) نتیجہ یہ ہوگا۔ ”هذا لیس بانسان“۔ اور جیسے ”ان کانت الشمس طالعة فالنہار موجود“ (کبریٰ)، لکن النہار موجود (صغریٰ)، فالشمس طالعة (نتیجہ) اس سے قیاس اقترانی یوں بنے گا۔ ”النہار لازم لطلوع الشمس الموجود“ (صغریٰ) ”وکل ماہو لازم لطلوع الشمس الموجود موجود“ (کبریٰ) نتیجہ یوں گا۔ ”النہار موجود“۔

### قیاس استثنائی منفصل سے قیاس اقترانی بنانے کا طریقہ

قیاس استثنائی منفصل کو اقترانی بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ صغریٰ کو کبریٰ بنایا جائے، جیسے ”الاثنان اما زوج أو فرد، لکنہ زوج، فہو لیس بفرد“ اس سے اقترانی یوں بنے گا۔ ”الاثنان زوج“ (صغریٰ) ”وکل زوج لیس بفرد“ (کبریٰ) ”فالاثان لیس بفرد“ (نتیجہ) اسی طرح دوسری مثال ”الاثنان اما زوج أو فرد، لکنہ لیس بفرد، فہو زوج“ اس سے اقترانی یوں بنے گا۔ ”الاثنان

لیس بفرد“ (صغری) ”وکل مالیس بفرد فہو زوج“ (کبری) ”الاثنان زوج“ (نتیجہ)۔ (۱)

### قیاس استثنائی متصل سے منفصل بنانے کا طریقہ

قیاس استثنائی متصل سے منفصل بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ادوات اتصال کو حذف کر کے ادوات انفصال کو مقدم اور تالی پر داخل کر دیں، تو متصل بن جائے گا، جیسے ”کلمما کان الاثنان زوجا فلیس بفرد“ (کبری) ”لکنہ زوج“ (صغری) ”فہو لیس بفرد۔“ یہ متصل ہے، ادوات انفصال داخل کرنے کے بعد منفصل یوں بنے گا، جیسے ”الاثنان اما زوج أو فرد“ (کبری) ”لکنہ زوج“ (صغری)۔

### قیاس استثنائی منفصل سے متصل بنانے کا طریقہ

قیاس استثنائی منفصل سے متصل بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ادوات انفصال کو حذف کر کے ادوات اتصال کو مقدم اور تالی پر داخل کر دیں، تو متصل بن جائے گا، جیسے ”الاثنان اما زوج أو فرد“ (کبری لکنہ زوج“ (صغری) یہ منفصل ہے، ادوات اتصال داخل کرنے کے بعد متصل یوں ہوگا۔ ”کلمما کان الاثنان زوجا فلیس بفرد (کبری) لکنہ زوج (صغری)، فہو لیس بفرد۔“ (نتیجہ) ہوگا۔

=====

(۱) قیاس استثنائی کو اقترانی کی طرف اور متصل کو منفصل کی طرف پھیرا جاسکتا ہے۔ ۱۔ قیاس اقترانی کی مثال:- ”هذا فُلٌ ، وریسی لیس بافل۔“ نتیجہ یہ ہوگا۔ ”هذا لیس ربی۔“ اس کو استثنائی کی طرف یوں پھیرا جاسکتا ہے۔ ”لو كانت هذه ربی ما أفلت، لكنها أفلت“ نتیجہ یہ ہوگا۔ ”فلیست ربی۔“ ۲۔ قیاس استثنائی کی مثال:- ”لو كان هؤلاء آلهة ماوردوها، لكنهم وردوا“ تو نتیجہ ہوگا۔ ”فلیس هؤلاء آلهة۔“ اس کو اقترانی کی طرف یوں پھیرا جاسکتا ہے۔ ”هؤلاء يردون جهنم، وکل من يرد جهنم فلیس باله“ تو نتیجہ ہوگا۔ ”هؤلاء ليسوا بآلهة۔“

قیاس استثنائی کو اقترانی کی طرف اس طرح پھیرا جاتا ہے کہ ملزوم کو اوسط بنایا جائے اور قیاس اقترانی کو منفصل کی طرف یوں پھیرا جاسکتا ہے کہ اس کے منافی کا اس کیساتھ ذکر کر دیا جائے۔ علامہ ابن حاجب (۶۸۲ھ) فرماتے ہیں۔ ”ویرد الاستثنائی الی الاقترانی بأن يجعل الملزوم وسطا والاقرانی الی المنفصل بذکر منافیہ معه۔“ (مختصر ابن حاجب ۲۱۸/)

## فصل شانزدہم

### مقدمہ محذوفہ کے استخراج کا طریقہ

قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور عربی محاورات میں قیاس کے ایک مقدمہ کو ذکر کرنا اور ایک کا حذف کرنا شائع ذائع ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جب نمرود سے مناظرہ ہوا، تو نمرود نے مجرم کو رہا کر کے اور غیر مجرم کو قتل کروا کر کہا۔ ”أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ“ نمرود کا یہ قول محذوف الکبریٰ ہے، کبریٰ یوں گا۔ ”وَكُلٌّ مِنْ يَحْيَى وَيَمِيتُ فَهُوَ رَبُّ“ نتیجہ ہوگا۔ ”أَنَا رَبُّ“ اور یہ اس کا قیاس فاسد تھا، اس لیے صغریٰ کا ذبہ ہے، لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کی حماقت دیکھ کر مناقشہ نہیں کیا، کیونکہ وہ دراصل بات کو الجھار ہا تھا، اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حکیمانہ طور پر رُخ بدل کر فرمایا۔ ”فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ“ (البقرة: ۲۵۸)، یہ دو جملے ہیں، جس میں معمولی تصرف و تحویل کر کے آسانی کیساتھ شکل اول بن سکتی ہے۔ قیاس منطقی یوں ہوگا۔ ”أَنْتَ عَاجِزٌ مَنْ أَنْ تَأْتِيَ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ“ (صغریٰ) ”وَالْعَاجِزُ لَيْسَ بِرَبِّ“ (کبریٰ) ”أَنْتَ لَسْتَ بِرَبِّ“ (نتیجہ)، نیز شکل ثانی بھی بن سکتی ہے، جیسے ”مَا أَنْتَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ تَأْتِيَ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَغْرِبِ“ (صغریٰ) ”وَرَبِّي قَادِرٌ عَلَى أَنْ يَأْتِيَ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَغْرِبِ“ (کبریٰ) ”مَا أَنْتَ بِرَبِّي“ (نتیجہ) ہوگا۔

الغرض قیاس میں جب صغریٰ اور کبریٰ دونوں موجود ہوں، تو صرف عمل استخراج کا قانون جاری ہوگا، لیکن بسا اوقات صغریٰ ہوتا ہے اور کبریٰ نہیں ہوتا اور کبھی اس کے برعکس ہوتا ہے، یعنی کبریٰ مہیا ہوتا ہے، لیکن صغریٰ نہیں ہوتا، پہلی صورت میں کبریٰ سہلۃ الحصول والا قانون اور دوسری صورت میں صغریٰ سہلۃ الحصول والا قانون جاری ہوگا۔

### صغریٰ سہلۃ الحصول والا قانون

یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ صغریٰ موضوعین سے بنتا ہے، یعنی صغریٰ کا پہلا جزء (موضوع) دعویٰ یا نتیجہ کا پہلا جزء ہوتا ہے اور اس کا دوسرا جزء کبریٰ کا پہلا جزء (موضوع) ہوتا ہے، صغریٰ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس جزئی کا حکم معلوم کرنا ہو تو اسے صغریٰ کا موضوع بنائیں گے اور کبریٰ کا جو موضوع ہے، اسے صغریٰ کا محمول بنائیں گے، تو صغریٰ مہیا ہوگا، جیسے ”ضرب زید“ میں ”زید“ کا اگر حکم معلوم کرنا ہو تو اسے صغریٰ کا موضوع بنائیں گے اور کبریٰ ”کل فاعل مرفوع“ ہے، اس میں ”فاعل“ موضوع ہے، اس کو صغریٰ کا محمول بنائیں گے، تو صغریٰ ”زید فاعل“ بن جائے گا، اس سے قیاس منطقی یوں تیار ہو جائے گا۔ ”زید فاعل“ (صغریٰ) ”وکل فاعل مرفوع“ (کبریٰ) ”زید مرفوع“ (نتیجہ)۔

## کبری سہلۃ المحصول والا قانون

یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ کبری محمولین سے بنتا ہے، یعنی کبری کا پہلا جزء صغری کا محمول ہوتا ہے اور اس کا دوسرا جزء دعوی یا نتیجہ کا محمول ہوتا ہے، کبری بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ صغری کے محمول کو کبری کا موضوع بنائیں گے اور نتیجہ یا دعوی کا جو محمول ہے، اسے کبری کا محمول بنائیں گے، اور اس پر قضیہ کلیہ کا سور داخل کریں گے، تو کبری مہیا ہوگا، جیسے ”زید ضال“ نتیجہ اور دعوی ہے، اس میں ”ضال“ محمول ہے، اس کو کبری کا موضوع بنائیں گے اور ”لأنہ مبتدع“ صغری ہے، اس میں ”مبتدع“ محمول ہے، اس کو کبری کا محمول بنائیں گے، اور اس پر قضیہ کلیہ کا سور (کل وغیرہ) داخل کریں گے، تو کبری ”کل مبتدع ضال“ مہیا ہوگا، اب قیاس منطقی یوں ہوگا۔ ”زید مبتدع“ (صغری) ”وکل مبتدع ضال“ (کبری) ”زید ضال“ (نتیجہ) (۱)

## فصل ہفدہم

### شکال اربعہ کی سات صورتیں

یہ بات مسلم ہے کہ ہر شکل میں دو مقدمے ہوتے ہیں ایک صغری اور دوسرا کبری، ان دونوں کے ملانے سے ایک تیسرا مقدمہ حاصل ہوتا ہے، جس کو نتیجہ اور مطلوب کہتے ہیں، ان تینوں کے ذکر یا حذف کے اعتبار سے سات صورتیں بنتی ہیں، اس لیے کہ یا تو تینوں مذکور ہوں گے، یا کوئی سے دو مذکور ہوں گے، یا ایک صرف ایک مذکور ہوگا، اگر تینوں مذکور ہوں تو پہلی صورت، اگر کوئی سے دو مذکور ہوں تو اس کی تین صورتیں ہیں، اگر اول (صغری) و ثانی (کبری) مذکور ہو تو دوسری صورت، اگر اول (صغری) و ثالث (نتیجہ) مذکور ہو تو تیسری صورت، اور اگر ثانی (کبری) و ثالث (نتیجہ) مذکور ہو تو چوتھی صورت، اور اگر صرف ایک مذکور ہو تو اس کی بھی تین صورتیں ہیں، فقط صغری مذکور ہوگا، یا فقط کبری مذکور ہوگا، یا فقط نتیجہ مذکور ہوگا، ایک فقط صغری مذکور ہو تو پانچویں صورت، اگر فقط کبری مذکور ہو تو چھٹی صورت اور اگر فقط نتیجہ مذکور ہو تو ساتویں صورت۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اشکال اربعہ کی درج ذیل سات صورتیں بنتی ہیں:-

۱. مذکور المقدمتين والنتیجة ۲. مذکور المقدمتين محذوف نتیجة ۳. مذکور الصغری والنتیجة محذوف الكبرى ۴. مذکور الكبرى والنتیجة محذوف الصغری ۵. مذکور الصغری فقط ۶. مذکور الكبرى فقط ۷. مذکور نتیجة فقط

=====

(۱) تحفہ شاہجہانی ۱۱، کشف اصطلاحات الفنون ۱۲۹۵-۱۲۹۶، اُساس المنطق ۱۰۵/۲، ارشاد الطالب: ۸۵-۸۶.

پہلی صورت: مذکور المقدمتين والنتيجة: جس میں صغریٰ، کبریٰ اور نتیجہ تینوں مذکور ہوں، جیسے قرآن مجید میں ایک جگہ ارشاد ہے۔ ﴿أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ﴾ (صغریٰ) ﴿أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (المجادلة: ۲۲) اس آیت میں صغریٰ اور کبریٰ دونوں مذکور ہیں، ایک دوسری جگہ نتیجہ بھی مذکور ہے۔ ﴿أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (البقرة: ۵) اس طرح دوسری مثال یہ ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے۔ ﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾ (المائدة: ۴۴) ایک دوسری جگہ ارشاد ہے۔ ﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (المائدة: ۴۵) اور ایک جگہ ارشاد ہے۔ ﴿وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (البقرة: ۲۵۴)۔

دوسری صورت: مذکور المقدمتين محذوف النتيجة: جس میں صغریٰ اور کبریٰ دونوں مذکور ہو، لیکن نتیجہ مذکور نہ ہو، جیسے ”کل محدثہ بدعة وکل بدعة ضلالة“ اس روایت میں ”کل محدثہ بدعة“ صغریٰ ہے اور ”وکل بدعة ضلالة“ کبریٰ ہے، نتیجہ ہوگا۔ ”کل محدثہ ضلالة“ مذکور نہیں۔

تیسری صورت: مذکور الصغرى والنتيجة محذوف الكبرى: جس میں صغریٰ اور نتیجہ دونوں مذکور ہوں، لیکن کبریٰ محذوف ہو، جیسے قرآن مجید میں ایک جگہ ارشاد ہے۔ ”إِنَّ الْإِنْسَانَ لَقَفَىٰ خُسْرٍ“ یہ صغریٰ ہے۔ کبریٰ (وکل خاسر لکفور) محذوف ہے اور نتیجہ (إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ) بھی مذکور ہے۔

چوتھی صورت: مذکور الكبرى والنتيجة محذوف الصغرى: جس میں کبریٰ اور نتیجہ مذکور ہو، لیکن صغریٰ محذوف ہو، جیسے ایک حدیث میں ہے۔ ”کلکم راع وکلکم مسؤل عن رعیتہ۔“ اس کا صغریٰ (کل مسؤل عن رعیتہ راع) محذوف ہے، کبریٰ (کلکم راع) اور نتیجہ (وکلکم مسؤل عن رعیتہ) مذکور ہے۔

پانچویں صورت: مذکور الصغرى فقط: جس میں صرف صغریٰ مذکور ہو، جیسے ”وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ“ (صغریٰ) ”وکل من يقول امن بالله واليوم الآخر كاذبا فهو منافق“ (کبریٰ) ”فمن الناس منافقون“ نتیجہ۔ اس آیت میں صرف صغریٰ مذکور ہے۔

چھٹی صورت: مذکور الكبرى فقط: جس میں صرف کبریٰ مذکور ہو، جیسے قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ ”کل نفس ذائقة الموت“۔ کبریٰ مذکور ہے، صغریٰ (الانسان ذو نفس) اور نتیجہ (وکل انسان يذوق الموت) دونوں محذوف ہیں۔

ساتویں صورت: مذکور النتيجة فقط: جس میں صرف نتیجہ مذکور ہو، جیسے قرآن مجید میں ایک جگہ ارشاد ہے۔ ”وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ“ یہ نتیجہ ہے، صغریٰ (وان كثير امن الناس لعاصون) اور کبریٰ (وکل العاصين لفاسقون) دونوں محذوف ہیں۔

## فصل ہیز دہم: استقراء کا بیان

استقراء کی تعریف: هو الحكم على كل يتبع أكثر الجزئيات.

کسی کلی کے اکثر جزئیات کی تفتیش سے پوری کلی پر حکم لگا دینا۔ یعنی اکثر جزئیات کو دیکھ کر کوئی ایسا قاعدہ کلیہ بنالینا جو ایک تسلیم شدہ حقیقت کا درجہ رکھے۔ بالفاظ دیگر استقراء سے مراد وہ حجت ہے جس میں کسی کلی کے حکم پر اسی کے جزئیات کے احکام سے استدلال کیا گیا ہو یا کسی کلی کے جزئیات کا اس لیے تتبع حالات کرنا کہ اس سے ان کی کلی کے حال پر حکم کیا جائے، جیسے کسی خاندان کے کل دس افراد ہوں اور استقراء اور جستجو کے بعد ہر فرد کے متعلق اس بات کا علم ہو کہ ان میں ہر ایک فرد نکما ہے، اس کے بعد اس خاندان کے متعلق حکم کلی لگا کر یوں کہنا کہ یہ سارا خاندان ہی نکما ہے۔ استقراء کہلاتا ہے۔ استقراء کو عوام بھی اپنے محاورات میں عموماً استعمال کرتے ہیں، جیسے کہا جاتا ہے: ہر دیندار امانت دار ہوتا ہے۔ ہر بخیل دنیا دار ہوتا ہے۔ ہر نیک خصلت و فادار ہوتا ہے۔ ہر بے دین جفا کار ہوتا ہے۔

بعض منطقی حضرات نے استقراء کی تعریف یوں کی ہے۔

”اقتناص المجهول بالمعلوم.“

”معلومات کے ذریعے مجہولات کا شکار کرنا۔“

استقراء کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ استقراء تام ۲۔ استقراء ناقص

۱۔ استقراء تام: وہ استقراء ہے جو جملہ افراد پر احاطہ کرے، جیسے ”کل جسم اما حیوان أو جماد أو نبات.“

۲۔ استقراء ناقص: وہ استقراء ہے جو جملہ افراد پر احاطہ نہ کرے، جیسے ”کل حیوان یحرک فکہ الأسفل عند المضغ.“

وجہ حصر: استقراء جملہ جزئیات کو حاصر ہو گا یا نہیں، اگر ہو تو استقراء تام اور اگر نہ ہو تو استقراء ناقص۔

## قواعد

قاعدہ نمبر ۱: استقراء میں حکم کلی مطلوب ہوتا ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: استقراء تام مفید یقین ہوتی ہے اور استقراء ناقص غیر مفید یقین کہلاتی ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: استقراء ایک اہم ترین طریقہ معرفت ہے اس کی ضرورت صرف فن منطق میں نہیں بلکہ جملہ علوم و فنون فقہ، نحو، صرف، بلاغت،

=====

(۱) شرح تہذیب ۱۹۱۔

(۲) شرح تہذیب ۱۹۲۔

عروض، طب، فلکیات، ریاضی وغیرہ میں بھی پڑتی ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۴: نحو اور صرف وغیرہ کے قواعد بھی استقراء ناقص کے زمرے میں داخل ہیں جو محض راجح کی حیثیت رکھتے ہیں (۲)۔ ☆

قاعدہ نمبر ۵: استقراء ناقص کو استقراء علمی بھی کہا جاتا ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۶: استقراء علمی کے ذریعے سے کسی نتیجے تک حصول کے دو ضابطے ہیں ایک کو قانون علیت اور دوسرے کو قانون اطرا کہتے ہیں،

قانون علیت سے مراد سبب اور مسبب کا علاقہ ہے کہ ایک شے کے ظہور کو کسی دوسری شے کی علت قرار دی جائے، مثلاً: سمندر کی بھاپ سے

بادل بننا اور بادلوں کا سرد ہوا سے ٹکرا کر پانی بن کر برسنے اور بیج کا مناسب مٹی، ہوا اور دھوپ کی مناسب مقدار کی وجہ سے نکلنا وغیرہ (۴)۔

قاعدہ نمبر ۷: قانون اطرا سے تجربات و مشاہدات سے حاصل ہونے والے وہ اصول مسلمہ مراد ہیں، جن کے خلاف کوئی بات دیکھنے میں نہ

آئے جیسے گردن کو جسم سے الگ کرنے کی وجہ سے موت واقع ہوتی ہے اور دیگر اعضاء (ہاتھ، ٹاک، کان، پاؤں وغیرہ) کے جدائی سے

موت واقع نہیں ہوتی (۵)۔

قاعدہ نمبر ۸: علامہ سید سند اور فاضل لاہوری کے نزدیک استقراء میں حصر کا دعویٰ ضروری ہے، یعنی یہ دعویٰ کیا جائے کہ جس قدر جزئیات

تتبع اور تلاش کے بعد حاصل ہوئی ہیں پس یہی جزئیات اس کلی کے ہیں اسکے علاوہ نہیں، خواہ واقع کے اعتبار سے دیگر جزئیات بھی

ہوں۔ تاہم صاحب سلم العلوم نے حصر کے ادعاء کو مسترد کیا، کیونکہ پھر استقراء مفید جزم ہو جائے گا (۶)۔

قاعدہ نمبر ۹: استقراء میں اکثر جزئیات کے حصر کا دعویٰ ضروری ہوتا ہے (۷)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: قیاس کو منطق استخراجیہ اور استقراء کو منطق استقرائیہ بھی کہتے ہیں (۸)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: منطق استقرائیہ میں جزئی حقائق سے قضایا کلیہ اخذ کیے جاتے ہیں (۹)۔

قاعدہ نمبر ۱۲: منطق استقرائیہ کی بنیاد حقائق اور مشاہدات پر ہوتی ہے (۱۰)۔

=====

(۱) تفہیم المنطق: ۲۰۳۔ (۲) تفہیم المنطق: ۲۰۳۔ (۳) تفہیم المنطق: ۲۰۷۔

(۴) تفہیم المنطق: ۲۰۸۔ (۵) تفہیم المنطق: ۲۰۸۔ (۶) سلم العلوم: ۲۰۳۔

(۷) سلم العلوم: ۲۰۳۔ (۸) منطق استقرائیہ: ۲۔ (۹) منطق استقرائیہ: ۵۔ (۱۰) منطق استقرائیہ: ۶۔

☆ خلاصہ کلام یہ ہے کہ فنون کے جملہ قوانین (خواہ صرفی قوانین ہوں یا نحوی قوانین ہوں) کا دار و مدار استقراء پر ہے اور یہ استقراء ہے بھی ناقص۔ یہی وجہ

ہے کہ صرفی نحوی قوانین متعدد مقامات پر قرآن مجید کی آیات کیساتھ نہیں چلتے اور چونکہ یہ بات فرض کر لی گئی ہے کہ نحو صرف کے تمام قوانین یقیناً کا درجہ رکھتے

ہیں، اس لیے قرآنی آیات کی خواہ مخواہ تاویل کی جاتی ہے اور مختلف توجیہات پیش کی جاتی ہیں اور اس نے ایک مستقل فن کی صورت اختیار کر لی ہے جس

کا نام ”مشکلات القرآن“ ہے، حالانکہ یہ ”مشکلات الاستقراء فی مشکلات النحو و الصرف“ ہیں۔ ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی نے جامعہ ام

القری مکہ مکرمہ میں ایک محاضرہ اسی موضوع پر لکھا ہے، جس کا عنوان ”نزل القرآن علی محمد العربی الهاشمی (ﷺ) ولم ينزل علی الکسانی

البصری و الفراء الکوفی“ ہے۔ دیکھئے: ہاشم تفہیم المنطق: ۲۰۷۔



قاعدہ نمبر ۱۳: منطق استخراجیہ میں نتیجہ مقدمات سے اخذ ہوتا ہے اور منطق استقرائیہ میں نتیجہ مقدمات سے اعم ہوتا ہے، یعنی استخراج اور استقراء ایک دوسرے کے الٹ عمل ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۴: منطق استخراجیہ میں عمومی قوانین سے انفرادی حقائق کی طرف انتقال ہوتا ہے اور منطق استقرائیہ میں انفرادی حقائق سے عمومی قوانین کی طرف انتقال کیا جاتا ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۵: منطق استخراجیہ کا تعلق صوری صحت کیساتھ ہے اور منطق استقرائیہ کا تعلق مادی صحت کیساتھ ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۱۶: منطق استخراجیہ کا طریق کار ترکیب (مقدمات کو ملا کر نتیجہ حاصل کرنا) ہے اور منطق استقرائیہ (علت کے لیے معلول اور معلول کے لیے علت تلاش کرنا) کا طریق کار تحلیل ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۱۷: منطق استخراجیہ کے نتائج منطق استقرائیہ کے نتائج سے زیادہ اقوی ہوتی ہیں (۵)۔

قاعدہ نمبر ۱۸: استقراء کا مبنی مشاہدہ، تعلیل، مماثلت اور بداهت عقل پر ہے (۶)۔

### تمرین

درج مثالوں میں استقراء کی اقسام و انواع کی تعیین کیجئے۔

کل فاعل مرفوع۔ کل کوکب يدور حول الشمس۔ کل يوم من ايام الاسبوع يتألف من اربع وعشرين ساعة۔  
الأشجار في بستان زيد كلها نخيل۔ الكلمة اسم وفعل وحرف۔ الماء يغلي إذا بلغت حرارته درجة۔ كل  
إنسان يقع قلبه إلى الجهة اليسرى من صدره۔ كل احتراق يحتاج إلى أوكسجين۔ كل مثلث مجموع زواياه  
يساوي زاويتين قائمتين۔ كل مسكر هو حرام۔ كل منطقي راسخ في العلم۔ كل نبي معصوم۔ كل مفعول  
منصوب۔

چند حل شدہ مثالیں:

❖..... الصحابة كلهم عدول:

استقراء، اس لیے کہ احتجاج من الجزئی علی الکلی ہے، استقراء تام اس لیے کہ تمام افراد کو شامل ہے۔

❖..... كل عالم متقی:

استقراء، اس لیے کہ احتجاج من الجزئی علی الکلی ہے، استقراء ناقص اس لیے کہ تمام افراد کو شامل نہیں۔

=====

(۱) منطق استقرائیہ: ۷۔ (۲) منطق استقرائیہ: ۸۔

(۳) منطق استقرائیہ: ۸۔ (۴) منطق استقرائیہ: ۱۰۔

(۵) منطق استقرائیہ: ۱۱۔ (۶) القواعد المنطقية: ۳۲۸۔

## فصل نوزدہم: تمثیل کا بیان

تمثیل کی تعریف: ہواثبات حکم فی جزئی لوجودہ فی جزئی آخر لمعنی جامع مشترک بینہما۔

یعنی ایک جزئی کے حکم کو دوسرے جزئی میں کسی علت جامعہ کی بنیاد پر ثابت کرنا۔

مطلب یہ ہے کہ جس بنیاد پر کسی جزئی میں حکم لگا ہوا ہے وہی بنیاد دوسری جزئی میں پائے جانے کی بناء پر وہی حکم لگا دینا تمثیل کہلاتا ہے جیسے کسی طالب علم کو تہجد گزار ہونے کی بنیاد پر مدرسے سے وظیفہ ملتا تھا، پھر معلوم ہوا کہ فلاں طالب علم بھی تہجد پڑھتا ہے اس لیے اس کا وظیفہ بھی جاری کر دیا گیا۔ اس کو تمثیل کہتے ہیں۔

صاحب سلم العلوم یوں تعریف کرتے ہیں۔

هو قول مؤلف من قضایا مشتمل علی بیان مشارکۃ جزئی لآخر فی علة الحكم فیثبت الحكم له. (۱) ☆

تمثیل ایسے قضایا کا نام ہے، جس میں کسی حکم کی علت کی بنیاد پر وہی چیز دوسرے جزئی میں دیکھ کر اس پر اسی جزئی کا حکم لگا دینا، جیسے شراب کی حرمت کی علت سکرو نشہ ہے، تو اسی علت (نشر) کو دیگر مشروبات میں کر اس پر بھی حرمت کا حکم لگا دینا۔ ہدایہ سے ایک مثال ملاحظہ ہو۔ لأن المسکر یفسد العقل فیکون حراما قلیله و کثیره کالخمر. (۲)

مذکورہ مثال میں ”مسکر“ مقیس اور فرع ”خمر“ مقیس علیہ اور اصل ہے، ”فساد عقل“ علت جامعہ اور ”حرام“ ہونا حکم کہلاتا ہے۔

## ارکان تمثیل کا بیان

تمثیل کے چار ارکان ہیں:-

۱۔ مثل بہ (اصل) جس کو علم البلاغہ میں مشبہ بہ اور اصول فقہ میں مقیس علیہ کہتے ہیں۔

۲۔ مثل (فرع) جس کو علم البلاغہ میں مشبہ اور اصول فقہ میں مقیس کہتے ہیں۔

۳۔ علت جامعہ، جسے علم البلاغہ میں وجہ شبہ کہتے ہیں۔

۴۔ حکم

=====

(۱) اسعاد القہوم: ۱۷۵/۲. (۲) ہدایہ: کتاب الاشریہ.

☆ تمثیل حجت کی تیسری قسم ہے ایک جزئی کے حال سے دوسری جزئی کے حال پر علت مشترکہ کی وجہ سے استدلال کرنے کو تمثیل کہتے ہیں، فقہاء کرام اس کو قیاس کہتے ہیں جس جزئی کے حال سے استدلال کیا جاتا ہے اس کو اصل اور مقیس علیہ کہتے ہیں اور جس جزئی پر استدلال کیا جاتا ہے اس کو فرع اور مقیس کہتے ہیں اور جو وصف ان دونوں کے درمیان مشترک ہوتا ہے اس کو علت جامعہ کہتے ہیں، کیونکہ یہ وصف اصل اور فرع دونوں کو ایک حکم میں جمع کرتا ہے، متکلمین اس کو استدلال بالمشاہد علی الغائب کہتے ہیں، اصل کو شاہد اور فرع کو غائب سے تعبیر کیا ہے۔

### مقیس علیہ کی علت معلوم کرنے کا ایک طریقہ: سبر و تقسیم

تمثیل میں مقیس علیہ کی علت معلوم کرنے کے کئی طریقے ہیں جن کا مفصل ذکر اصول فقہ سے متعلق ہے ایک طریقہ سبر و تقسیم کا ہے وہ یہ ہے کہ مقیس علیہ کے مختلف اوصاف کا مطالعہ کر کے یہ متعین کیا جائے کہ کونسا وصف علت حکم بننے کی صلاحیت رکھتا ہے، ”سبر“ کے معنی جانچنے اور پرکھنے کے ہیں، جبکہ تقسیم مختلف اوصاف میں غور کر کے علت کے قابل اوصاف کو غیر قابل اوصاف سے الگ کرنے کو کہتے ہیں، گویا کہ کچھ اوصاف کے ابقاء اور کچھ کے الغاء کا نام تقسیم ہے۔

اب چونکہ مختلف اوصاف میں تعاند ہوتا ہے اور ان کو سامنے رکھ کر غور کرنے سے قضیہ منفصلہ بنایا جاسکتا ہے، منطقی حضرات اسے قیاس استثنائی منفصل کہتے ہیں۔ مثلاً شراب حرام ہے اگر شراب انگور کی سرخ رنگ کی بدبودار ہو، اسکے اوصاف عموماً یہ ہوتے ہیں۔ ۱۔ پہنے والی ہونا ۲۔ بدبودار ہونا ۳۔ سرخ رنگ والی ہونا ۴۔ نشہ دار ہونا ۵۔ جھاگ والی ہونا ۶۔ انگور سے بنی ہوئی ہونا ۷۔ گلاس میں ہونا ۸۔ تین دن سے برتن میں ہونا۔ اب ان اوصاف میں غور کیا جائے تو سوائے نشہ دار ہونے کے اور کوئی وصف علت بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ (۱)

### قواعد

قاعدہ نمبر ۱: تمثیل کو فقہاء کرام قیاس سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کی یوں تعریف کرتے ہیں۔ ”نقل الحكم من الأصل الى الفرع لعللة جامعة یعنی اصل سے فرع کی طرف حکم کو علت جامعہ کی وجہ سے منتقل کرنا، جیسے ”إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ.“ (ال عمران ۵۹) اس میں حضرت آدم علیہ السلام مشبہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام مشبہ بہ، حکم الہی سے پیدا ہونا علت مشترکہ اور مخلوق ہونا حکم مشترک ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۲: فقہاء کرام تمثیل کے لیے کبھی حروف مشبہ، کبھی صیغ تشبیہ اور بسا اوقات اسلوب تشبیہ استعمال کرتے ہیں، حروف تشبیہ، جیسے ک، کذا، کذاک، مثل، نحو وغیرہ۔ صیغ تشبیہ جیسے فأشبه، شابہ، بکذا وغیرہ۔ اسلوب تشبیہ، جیسے فهو بمعنی کذا، هو بمنزلة کذا، ألحقه کذا، التحق بکذا وغیرہ (۳)۔

قاعدہ نمبر ۳: تمثیل کو اصول فقہ میں قیاس اور متکلمین کی اصطلاح میں الاستدلال بالشاہد علی الغائب بھی کہتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر ۴: اثبات علت کے متعدد طریقے ہیں جن میں دو طریقے عمدہ اور معروف ہیں ایک طریقہ دوران اور دوسرا طریقہ تردید ہے، دوران کو طرد عکس بھی کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ وصف حکم کیساتھ وجود اور عدم مقرر ہو۔ وجود اور عدم کا معنی یہ ہے کہ اگر یہ وصف

=====

(۱) أساس المنطق: ۱۷۳، ارشاد الطالب: ۱۲۰، (۲) أساس المنطق: ۱۲۸،

(۳) ارشاد الطالب: ۱۰۵-۱۰۸، (۴) تفہیم المنطق: ۲۷۰، اسعاد المفہوم: ۲/۱۷۲،

مشترک پایا جائے تو حکم پایا جائے گا اور اگر وصف نہ پایا جائے تو حکم بھی نہیں پایا جائے گا۔

قاعدہ نمبر ۵: سبر و تقسیم کا نحو صرف میں بھی استعمال ہوتا ہے کہ مختلف احتمالات نکال کر کسی احتمال کو متعین کرنا، علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اس کی مثال یہ دی ہے کہ ”مَرَوَان“ کا وزن ”فَعْلَان“ ہے یا ”فَعْوَال“ یا ”مَفْعَال“ ہے، آخری دو کی مثال نہیں ملتی، لہذا ”فَعْلَان“ ہی متعین ہو گیا (۱)۔

قاعدہ نمبر ۶: لفظ ”أَجُوف“ بروزن ”أَفْعَلْ“ ہے یہ یا ماضی ہے یا مضارع ہے یا جامد یا اسم تفصیل یا صفت مشبہ؟ یہ تقسیم ہے غور و فکر کرنے کے بعد یہ صفت مشبہ متعین ہوئی، یہ سبر ہے (۲)۔

### تمرین

مندرجہ ذیل میں سے استقراء و تمثیل کے نشاندہی کیساتھ ساتھ اقسام استقراء کی تعین کیجئے، نیز ارکان تمثیل کی تعین کریں۔

کل اسم مستقل۔ النوم کالموت۔ الصحابة کلهم عدول۔ الفعل کالاسم فی الاستقلال۔ کل اور بی فحاش۔  
المبذر کالشيطان۔ کل پاکستانی متدين۔ النحو فی الکلام کالملح فی الطعام۔ کل منطقی راسخ فی العلم۔  
الصرف کالأم للعلوم۔ کل نبی معصوم۔ المومن کالشجرة المباركة۔ کل محتاط فرح۔ الحرف کالعرض۔  
کل حرف غیر مستقل۔ الجزئی کالحرف فی عدم الاستقلال۔ کل کلی مستقل۔ الاسم کالکلی فی  
الاستقلال۔ علی کالاسد فی الشجاعة۔ کل اسد شجاع۔ کل الناس ناس۔ اهل الجنة مثل آدم علیہ السلام۔  
کل بشتون شجاع۔ الديک کالموذن۔ کل طالب للعلم مجتهد فی الجملة۔ الحسد کالنار۔  
چند حل شدہ مثالیں:

❖ ..... النحو فی الکلام کالملح فی الطعام۔

تمثیل، اس لیے کہ احتجاج من الجزئی علی الجزئی ہے، ”النحو فی الکلام“ مقیس ”الملح فی الطعام“ مقیس علیہ، علت جامعہ صلوحیت ہے۔

❖ ..... کل پاکستانی متدين:

استقراء، اس لیے کہ احتجاج من الجزئی علی الکلی ہے، استقراء ناقص اس لیے کہ تمام افراد کو شامل نہیں۔

=====

(۱) الاقتران للسيوطی: ۴۷۔

(۲) أساس المنطق ۱۷۳، ارشاد الطالب ۱۴۰-۱۴۱۔

## فصل بستم

### استقراء سے قیاس اقترانی بنانے کا طریقہ

استقراء اور تمثیل دونوں سے قیاس منطقی بن سکتا ہے۔ استقراء کی مثال یہ ہے۔ ”کل فرض لا یؤدی علی الراحلة۔“ اس کی دلیل یہ ہے کہ فرض کے تمام افراد کا استقراء کر کے ہر ایک فرد کے لیے اس حکم کو ثابت کیا جائے اور یوں کہا جائے۔ ”کل فرض اما قضاء أو أداء أو نذر، وکل قضاء وأداء ونذر فلا یؤدی علی الراحلة۔“ نتیجہ یہ ہوگا۔ ”کل فرض لا یؤدی علی الراحلة۔“

### تمثیل سے قیاس اقترانی بنانے کا طریقہ

تمثیل سے قیاس اقترانی بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مقیس علیہ کو اصغر، مقیس کو اکبر اور علت مشترکہ کو حد اوسط بنادیا جائے، اس کے بعد جب بھی اس علت مشترکہ کے تحت مزید قیاس بنانے پڑیں تو فرع یعنی مقیس کو اصغر اور اصل یعنی مقیس علیہ کے حکم کو اکبر اور علت مشترکہ کو حد اوسط بنادیا جائے جیسے جب ہم بھنگ کو شراب پر قیاس کر کے علت مشترکہ نشہ قرار دیا، تو اس سے قیاس منطقی بنانے کے لیے ہم پہلے شراب کی حرمت کی علت تلاش کر کے یوں کہیں گے: ”شراب نشہ آور ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے“ لہذا شراب حرام ہے، اسکے بعد بھنگ میں یہی علت دیکھ کر قیاس منطقی یوں تیار ہوگا کہ لفظ بھنگ کو اصغر بنا کر یوں کہیں گے۔ ”بھنگ نشہ آور ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے، لہذا بھنگ حرام ہے۔“

## قواعد

قاعدہ نمبر ۱: تمثیل بھی مفید یقین نہیں اس لیے کہ جو مقیس علیہ کی علت تم نے نکالی ہے ممکن ہے وہ اس حکم کی علت نہ ہو۔  
قاعدہ نمبر ۲: تمثیل کو قیاس اقترانی میں تبدیل کرنے کے لیے دو قیاس بنانے پڑیں گے، پہلے میں حکم منصوص کی علت نکال کر شکل اول بنانی پڑتی ہے، اس شکل اول میں اصغر مقیس علیہ، علت حد اوسط اور حکم اکبر ہوگا، پھر دوسرے قیاس میں اصغر بدل کر مقیس ہوگا، حد اوسط اور حد اکبر بدستور رہیں گے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: قیاس اقترانی، استثنائی اور تمثیل کو ذرا تصرف کیساتھ ایک دوسرے میں بدلا جاسکتا ہے، کیونکہ ان میں نتیجہ دینے والے بنیادی عناصر ایک جیسے ہوتے ہیں، لیکن صرف نام، شکل اور ترتیب کا فرق ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: جو چیز قیاس اقترانی میں حد اوسط ہوتی ہے وہ قیاس استثنائی میں ملزوم اور تمثیل میں علت مشترکہ کہلاتی ہے۔  
قاعدہ: قیاس اقترانی میں جو چیز نتیجہ کا موضوع محمول ہوتی ہے وہ قیاس استثنائی میں مقدم تالی اور تمثیل میں مقیس، مقیس علیہ بن جاتی ہے۔

=====

(۱) المستصفیٰ للغزالی: ۶۵، اساس المنطق: ۱۳۹/۲، (۲) ارشاد الطالب: ۱۲۵۔

فائدہ نمبر: تمثیل میں دونوں جزیوں کے احوال پر غور کر کے وصف مشترک نکال کر حکم لگایا جاتا ہے، دونوں جزیوں کا حکم پہلے سے معلوم ہوتا ہے اور ان کے حالات بھی الگ الگ معلوم ہوتے ہیں، اس میں غور کر کے وقت وصف مشترک معلوم کر کے حکم لگایا جاتا ہے اور وصف مشترک اور حکم مشترک دونوں کلی ہیں، اس لیے تو مشترک ہیں، لہذا جزی کا جزی سے اکتساب لازم نہیں آتا۔

### تمرین

مندرجہ میں امثلہ میں تمثیل سے قیاس بنائیں، نیز اقترانی سے استثنائی اور استثنائی سے اقترانی بنائیں۔

الافیون كالخمر في الحرمة. الفعل كالاسم في الاستقلال. كل فرس صاهل ولا شيء من الصاهل بانسان. لو كان الفرس صاهلا لم يكن انسانا. الجنس كالنوع في كون النوع ذاتيا. كل مجاهد في سبيل الله مغفور وكل مغفور يدخل الجنة. لو كانت الدنيا تدوم لواحد لكان رسول الله ﷺ فيها مخلدا ولكنه لم يخلد. لو كان العالم متغيرا لكان حادثا ولكنه متغير. كل راحم يرحمه الله وكل من يرحمه الله كان فرحا. لو كان نور العلم يحصل بالمنى ما كان يبقى في البرية جاهل ولكن قد بقي كثير من الجهال. طالب العلم كالصائم العابد. النحو كالأب للعلوم في التربية. كل كافر يخاف من الموت وكل من يخاف الموت فعيشه في المصيبة. لو كان المنطق مفيدا فينبغي ان يتعلم ولكنه مفيد.

چند حل شدہ مثالیں:

❖..... الافیون کا الخمر فی الحرمة.

تمثیل، اس لیے کہ احتجاج من الجزئی علی الجزئی ہے، ”الافیون“ مقیس ”الخمر“ مقیس علیہ، علت جامعہ ”السكر“ ہے۔

قیاس اقترانی حملی: پہلا قیاس: (الخمر مسکر وکل مسکر حرام: فالخمر حرام):

دوسرا قیاس: (الافیون مسکر وکل مسکر حرام: الافیون حرام):

(الخمر مسکر) [صغری] (وکل مسکر حرام) [کبری]۔ (الخمر حرام) [نتیجہ/مطلوب]

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی علی الجزئی ہے، قیاس اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ بعینہ مذکور ہے، قیاس اقترانی حملی ہے، اس لیے کہ مرکب من الحملیات ہے، شکل اول، اس لیے کہ حد اوسط محمول فی الصغری وموضوع فی الکبری ہے۔ شرائط شکل اول ایجاب الصغری وکلیہ الکبری متحقق ہیں۔

دوسرا قیاس: (الافیون مسکر وکل مسکر حرام: الافیون حرام):

(الافیون مسکر) [صغری] (وکل مسکر حرام) [کبری]۔ (الافیون حرام) [نتیجہ/مطلوب]

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی علی الجزئی ہے، قیاس اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ بعینہ مذکور ہے، قیاس اقترانی حملی ہے، اس لیے کہ مرکب من الحملیات ہے، شکل اول، اس لیے کہ حد اوسط محمول فی الصغری وموضوع فی الکبری ہے۔ شرائط شکل اول ایجاب الصغری وکلیہ الکبری متحقق ہیں۔

## فصل یک بستم: دلیل لمی اور انی کا بیان

دلیل کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ دلیل لمی ۲۔ دلیل انی

۱۔ دلیل لمی کی تعریف: جس میں حد اوسط حد اکبر کے ثبوت کے لیے علت ہو، جیسے (صغریٰ) ”أبولهب مات مشرکا“ (کبریٰ) ”وکل من مات مشرکا لا یغفر الله له“ (نتیجہ) ”فأبولهب لا یغفر الله له“ مذکورہ مثال میں حد اوسط شرک پر موت ہے اور یہ عدم غفران (حد اکبر) کی علت ہے گویا کسی نے سوال کیا۔ ”ماعلة عدم غفران الله له؟“ تو جواب دیا جائے گا۔ ”لأنه مات مشرکا۔“

۲۔ دلیل انی کی تعریف: جس میں حد اوسط حد اکبر کے ثبوت کے لیے علت نہ ہو، بلکہ دلیل ہو، جیسے (صغریٰ) ”العالم ينظر بنور الله“ (کبریٰ) ”وکل من ينظر بنور الله هو صاحب بصيرة“ (نتیجہ) ”العالم صاحب بصيرة“ مذکورہ مثال میں اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھنا صاحب بصیرت ہونے کی علت نہیں بلکہ دلیل ہے، کیونکہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی نور سے دیکھنے والا نہ ہوتا تو وہ صاحب بصیرت نہ ہوتا۔

وجہ حصر: قیاس میں حد اوسط حد اکبر کے ثبوت کے لیے علت ہوگا یا نہیں، اگر ہو تو دلیل لمی ورنہ دلیل انی۔

وجہ حصر بالفاظ دیگر: علت سے معلول کے وجود پر استدلال ہوگا، یا معلول سے علت کے وجود پر استدلال ہوگا، اگر علت سے معلول کے وجود پر استدلال ہو تو دلیل لمی، جیسے طلوع شمس سے وجود نہار پر استدلال کرنا، اور اگر معلول سے علت کے وجود پر استدلال ہو تو دلیل انی، جیسے وجود نہار سے طلوع شمس پر استدلال کرنا۔

فائدہ: دلیل لمی اور انی کی عام فہم مثالیں ملاحظہ ہوں: نبض یا تھرمیا میٹر کو دیکھ کر بخار پر استدلال کرنا دلیل انی ہے، کیونکہ حرارت بخار کی علامت ہے نہ کہ علت۔ بخار کی علت اخلاط اربعہ کا اعتدال سے نکلنا یا کسی خلط کا فاسد ہونا ہے، پس اگر کوئی کہے۔ ”هذا متعفن الأخلاط، وکل متعفن الأخلاط محموم، فهذا محموم۔“ یہ استدلال بالعلت اور دلیل لمی ہوگا، اور اگر یوں کہا جائے۔ ”هذا محموم، وکل متعفن الأخلاط محموم، فهذا متعفن الأخلاط“ تو یہ استدلال بالعلامة اور دلیل انی ہے۔ اسی طرح آگ لگنے سے جلنے پر استدلال دلیل لمی ہے اور سرخ بتیاں یا سیٹیاں بجنے سے آگ لگنے پر استدلال دلیل انی ہے، دھواں دیکھ کر آگ پر، بوسونگھ کر کھانا خراب ہونے پر، پنکھا چلنے سے بجلی پر، اسناد دیکھ کر قابلیت پر یا نماز پڑھتے دیکھ کر صاحب ایمان ہونے پر استدلال دلیل انی کی عام فہم مثالیں ہیں، جبکہ حسب و نسب سے شرافت و نجابت پر، خون یا قہے کرتے دیکھ کر وضو ٹوٹنے پر، شعار اسلام کو استخفاف کرتے دیکھ کر دائرہ اسلام سے خارج ہونے پر، بارش سے موسم کی خوشگواوری پر اور اتباع سنت سے تعلق مع اللہ پر استدلال دلیل لمی ہے (۱)۔

=====

## قواعد

قاعدہ نمبر ۱: قیاس سے جو نتیجہ پر علم حاصل ہوتا ہے اس کی اصلی علت اور دلیل حد اوسط ہوتی ہے، اب قیاس میں یہ حد اوسط جس طرح کہ ہم نے اپنے ذہن میں علت الحکم ٹھہرائی ہے ویسے ہی واقع میں بھی اگر وہ اس حکم کی علت ہو تو اس قیاس کو برہان الی یا دلیل الی کہیں گے، کیونکہ لم علت کو کہتے ہیں اور اس قیاس میں بھی واقعی علت ہی سے استدلال کیا گیا ہے اور اگر حد اوسط اس حکم کے لیے واقع میں علت نہ ہو بلکہ معلولیت یا دیگر کسی علاقہ رابطہ سے وابستہ ہو تو اس کو برہان الی یا دلیل الی کہتے ہیں، کیونکہ ”ان“ وجود اور ثبوت کو کہتے ہیں اور اس قیاس میں ایسی شئی سے استدلال کیا گیا ہے جو محض ثبوت اور وجود حکم پر دلالت کرتی ہو نہ کہ علیت پر۔ مثلاً: ہم فرض کر لیں کہ ہاتھ کی گرمی اور نبض کی تیزی بخار کی علت ہے اور یہ دونوں زید میں موجود ہیں تو ہم کہیں گے کہ زید کا ہاتھ گرم اور نبض تیز ہے اور جس کا ہاتھ گرم اور نبض تیز ہوتا ہے وہ بخار زدہ ہوتا ہے، لہذا زید زدہ ہے تو یہ دلیل الی ہوگی، کیونکہ اس میں حد اوسط (ہاتھ کی گرمی، نبض کی تیزی) واقع میں بھی بخار کی علت ہے اور اگر ہم یوں کہیں کہ زید کا بخار ہے اور جس کا بخار ہوتا ہے اس کا ہاتھ گرم اور نبض تیز ہوتی ہے، لہذا زید کا ہاتھ گرم اور نبض تیز ہے تو یہ دلیل الی ہوگی، کیونکہ اس میں حد اوسط (بخار کا ہونا) واقع میں ہاتھ کی گرمی اور نبض کی تیزی کے لیے علت نہیں، بلکہ معلول ہے۔

قاعدہ نمبر ۲: مناطہ دلیل الی کو برہان الی، برہان اللہ، البرہان الہی، قیاس علت اور دلیل الی کو برہان الی، البرہان الانی، قیاس دلالت بھی کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۳: دلیل الی میں حد اوسط حد اکبر کے وجود پر علت ہوتا ہے اسی وجہ فقہاء کرام اسے قیاس العلة بھی کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۴: دلیل الی کو الی اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں حد اوسط حد اکبر کے لیے علت ہوتی ہے اور دلیل الی کو وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ”ان“ حرف تاکید ہے اور اس طرز قیاس میں حد اوسط قطعیت کیساتھ حد اکبر پر دلالت کرتا ہے اور قطعی اور یقینی کو بات کو ”ان“ کیساتھ شروع کی جاتی ہے اسی لیے ملاحسن شارح سلم العلوم قطعیت کے بجائے ”انیۃ“ استعمال کرتے ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر ۵: بعض منطقی قیاسات میں حد اوسط حد اکبر کی علت نہیں ہوتی بلکہ حد اوسط دلیل کا کام دیتی ہے، یعنی حد اکبر حد اصغر کو ثابت کرتا ہے کیونکہ حد اوسط حد اکبر میں شامل ہوتا ہے، جیسے (صغریٰ) کل متغیر الذات لابقاء له (کبریٰ) وکل من لابقاء له فہو حادث (نتیجہ) کل متغیر الذات حادث۔ اس مثال میں حد اوسط (مالا بقاء له) حد اکبر (حدوث) کی علت نہیں بلکہ حد اکبر کی دلیل ہے، کیونکہ اگر وہ حادث نہ ہوتا تو اس کے لیے بقاء نہ ہوتی۔ اس طرز استدلال کو فقہاء کرام قیاس الدلالة کہتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر ۶: استدلال بالعلۃ کو دلیل الی اور استدلال بالعلامۃ کو دلیل الی کہتے ہیں (۵)۔

قاعدہ نمبر ۷: عام طور پر ”هذا لانه“ سے پہلے دلیل الی مذکور ہوتی ہے اور اس کے بعد دلیل الی ہوتی ہے۔

(۱) تفہیم المنطق: ۲۶۶۔ (۲) تفہیم المنطق: ۲۶۸۔

(۳) تفہیم المنطق: ۲۶۸۔ (۴) روضۃ الناظر لابن قدامہ: ۲۴۔ توضیح المنطق: ۵۸۔



قاعدہ نمبر ۸: دلیل انی سے کسی بات کو ثابت کرنا استدلال کہلاتا ہے اور دلیل لمی سے بات ثابت کرنا تعلیل کہلاتا ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۹: اللہ تعالیٰ کے وجود پر جملہ دلائل انی کہلاتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: باری تعالیٰ کے وجود پر برہان لمی نہیں قائم نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ باری تعالیٰ کا معلول بننا لازم آئے گا اور قاعدہ ہے کہ معلول علت کی طرف محتاج ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ میں احتیاجی لازم آئے گی اور احتیاجی حدوث اور امکان کو مستلزم ہے اور اللہ تعالیٰ حدوث و امکان سے منزہ ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: حد اوسط کو سبب، امارۃ، داعی، مستدعی، باعث، حامل، علامہ، مناط، دلیل، مقتضی، موجب، مؤثر، معرف بھی کہتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر ۱۲: منامنہ الوجود کو علت فاعلیہ، مافیہ الوجود کو علت مادیہ، مابہ الوجود کو علت صوریہ اور مالہ الوجود کو علت غائیہ کہتے ہیں (۵)۔

### تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ میں دلیل لمی اور انی کی تعیین کیجئے؟

زید محموم لانه متعفن الاخلاط . زید فی ضرب زید مرفوع لانه فاعل . النهار موجود لان الشمس طالعة . الشمس طالعة لان النهار موجود . بکر صائم لانه متق . زید كلمة لانه لفظ وضع لمعنی مفرد . عبد الدينار والدرهم ملعون لانه جعل الدينار والدرهم ربه . عمرو جاعل الدينار والدرهم ربه لانه ملعون . فلان كذاب لانه يحدث بكل ما يسمع . العالم حادث لانه متغير . العالم متغير لانه حادث . الايمان لايزيد ولا ينقص لانه بسيط . چند حل شدہ مثالیں:

❖ ..... اللہ موجود لانه خلق العالم :

دلیل انی: برہان انی اور قیاس الدلالة، اس لیے کہ استدلال بالعلامۃ ہے۔

❖ ..... زید کافر لانه يسب رسول الله ﷺ :

دلیل انی: برہان انی اور قیاس الدلالة، اس لیے کہ استدلال بالعلامۃ ہے۔

❖ ..... زید شاتم الرسول لانه کافر :

دلیل لمی: برہان لمی، برہان اللم اور قیاس العلة، اس لیے کہ استدلال بالعلامۃ ہے۔

❖ ..... فلان كذاب لانه يحدث بكل ما يسمع :

دلیل انی: برہان انی اور قیاس الدلالة، اس لیے کہ استدلال بالعلامۃ ہے۔

=====

(۱) الرشیدی فی علم المناظرہ: ۱۲، تسہیل المنطق: ۱۱۱، (۲) قاضی مبارک: ۱۹، (۳) قاضی مبارک: ۱۹،

(۴) المدخل الی مذہب الامام احمد بن حنبل للشیخ ابن بدران الدمشقی: ۱۴۷، اساس المنطق: ۱۵۰/۲، (۵) القواعد المنطقیہ، از میر خیر الدین: ۳۳۱۔

# باب پنجم

یہ باب گیارہ فصلوں پر مشتمل ہے:

❖ فصل اول مادہ قیاس کا بیان. ❖ فصل دوم قیاس برہانی کا بیان. ❖ فصل سوم حواس کا بیان. ❖ فصل چہارم متواترات کا بیان. ❖ فصل پنجم حدسیات کا بیان. ❖ فصل ششم تجربات کا بیان. ❖ فصل ہفتم فطریات کا بیان. ❖ فصل ہشتم قیاس جدلی کا بیان. ❖ فصل نہم قیاس خطابی کا بیان. ❖ فصل دہم قیاس شعری کا بیان. ❖ فصل یازدہم قیاس سفطی کا بیان.

## فصل اول

### مادہ قیاس کا بیان

یہ بحث فن منطق کے مباحث مہمہ میں سے ہے، اس کا تعلق منطق سے بڑھ کر علوم شرعیہ کیساتھ ہے، لیکن اس کے باوجود اس بحث کی طرف کوئی خاطر توجہ اور اعتناء نہیں کی جاتی ہے، فن منطق کے ابتدائی کتب میں رسمی طور پر پڑھائی جاتی ہے، اور دیگر کتب شرح تہذیب اور قطبی وغیرہ میں تو چھوڑ دی جاتی ہے، حالانکہ یہ مسائل ضروریہ میں ہے، معروف منطقی عالم عبداللہ بن حسین یزدی اصہبانی (م ۱۰۱۵ھ) فرماتے ہیں۔ ”واعلم أن ما ذكره المتأخرون في الصناعات الخمس اقتصار منخل، وقد أجملوه وأهملوه مع كونه من المهمات، وطولوا في الاقترانيات الشرطية ولوازم الشرطيات مع قلة الجدوى، وعليك بمطالعة كتب القدماء؛ فإن فيها شفاء العليل ونجاة الغليل.“ (۱)

متاخرین نے صناعات خمسہ کے متعلق جو کچھ ذکر کیا ہے وہ اس میں خلل پیدا کرنے والے اختصار کے مترادف ہے، اور انہوں نے اس کو مجمل رکھ کر بے کار چھوڑ دیا، حالانکہ یہ مسائل مہمہ میں سے ہیں۔

فن منطق مایہ ناز عالم محمد بن محمد قطب الدین رازی (م ۷۶۶ھ) فرماتے ہیں۔ ”ان المتأخرین حذفوها عن المنطق واقتصروا منه على أبواب أربعة مع اشتغالها على فوائد كثيرة الجدوى واحتوائها على لطائف بعيدة المرمى.“ (۲) متاخرین نے تو انہیں فن منطق ہی سے نکال دیا، اور ان میں سے چار ابواب پر اکتفاء کیا، حالانکہ یہ فوائد مہمہ اور عجیب و غریب نکات مشتمل ہیں۔

ان مسائل کی اہمیت کی پیش نظر بلند پایہ منطقی عالم محمد عبدالحق بن محمد فصل حق خیر آبادی (م ۱۳۱۶ھ) نے طلباء کرام کو ایک نصیحت فرمائی۔ ”والقدماء حتى الشيخ الرئيس كانوا أشد اهتماما في تفصيل مواد الأقيسة وتوضيحها، وأكثر اعتناء عن البحث في بسطها وتنقيحها، وذلك لأن معرفة هذا أتم فائدة، وأشمل عائدة لطالبي الصناعة، لكن المتأخرين قد طولوا الكلام في بيان صورة الأقيسة، وبسطوا فيها غاية البسط سيما في أقيسة الشرطيات المتصلة والمنفصلة مع قلة جدوى هذه المباحث، ورفضوا أمر المادة، واقتصروا في بيانها على بيان حدود الصناعات الخمس، ولا أدري أي أمر دعاهم الى ذلك؟ أي باعث أغراضهم هنالك؟ ولا بد للفتن اللبيب أن يهتم في هذه المباحث الجليلة الشأن، الباهرة البرهان غاية الاهتمام، ويطلب ذلك المطلب العظيم والمقصد

=====

الفخيم من كتب القدماء المهرة وزبر الأقدمين السحرة، فعليك أيها الولد العزيز! أن تسمع نصيحتي، ولا تنس وصيتي، وانما ألقى عليك نبذا مما يتعلق بهذه الصناعات متوكلا على كافي المهمات. (۱)

اس اہمیت کے پیش نظر مادہ قیاس کو قدرے وسط و تفصیل کیساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

مادہ کے اعتبار سے قیاس کی پانچ قسمیں ہیں:-

۱۔ قیاس برہانی ۲۔ قیاس جدلی ۳۔ قیاس خطابی ۴۔ قیاس شعری ۵۔ قیاس غسطنی

### فصل دوم قیاس برہانی کا بیان

۱۔ قیاس برہانی کی تعریف: وہ قیاس ہے جو مقدمات یقینیہ سے مرکب ہو، خواہ وہ مقدمات بدیہی ہوں یا نظری ہوں، جیسے ”القرآن کتاب اللہ، وکل کتاب اللہ مقدس، فالقرآن مقدس۔“

جن قضایا اور مقدمات یقینیہ سے قیاس برہانی مرکب ہوتا ہے، وہ درج ذیل تھے ہیں:-

۱۔ اولیات ۲۔ مشاہدات ۳۔ متواترات ۴۔ تجربات ۵۔ حدیثات ۶۔ فطریات

۱۔ اولیات کی تعریف: وہ قضایا ہیں، جن کے مضمون پر یقین کرنے کے لیے تصور طرفین کے علاوہ کسی اور دلیل کی ضرورت نہ ہو، یعنی عقل دیگر حواس حس اور خیال کی مدد کے بغیر تصدیق کر دے، امام محمد بن محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں۔ ”وَأَعْنِي بِهَا الْعَقْلِيَّاتِ الْمَحْضَةُ الَّتِي أَفْضَى ذَاتُ الْعَقْلِ بِمُجَرَّدِهِ إِلَيْهَا مِنْ غَيْرِ اسْتِعَانَةٍ بِحِسٍّ أَوْ تَخِيلٍ مُجْبِلٍ عَلَى التَّصْدِيقِ بِهَا مِثْلَ عِلْمِ الْإِنْسَانِ بِوُجُودِ نَفْسِهِ وَبِأَنَّ الْوَاحِدَ لَا يَكُونُ قَدِيمًا حَادِثًا وَأَنَّ النَّقِيطَيْنِ إِذَا صَدَقَ أَحَدُهُمَا كَذَبَ الْآخَرُ وَأَنَّ الْإِثْنَيْنِ أَكْثَرُ مِنَ الْوَاحِدِ وَنَظَائِرِهِ وَبِالْجُمْلَةِ هَذِهِ الْقَضَايَا تُصَادِقُ مُرْتَسِمَةً فِي الْعَقْلِ مُنْذُ وُجُودِهِ حَتَّى يَطْنُ الْعَاقِلُ أَنَّهُ لَمْ يَزَلْ عَالِمًا بِهَا وَلَا يَدْرِي مَتَى تُجَدِّدُ وَلَا يَقِفُ حُضُورُهُ عَلَى أَمْرِ سِوَى وُجُودِ الْعَقْلِ إِذْ يَرْتَسِمُ فِيهِ الْمَوْجُودُ مُفْرَدًا وَالْقَدِيمُ مُفْرَدًا وَالْحَادِثُ مُفْرَدًا. وَالْقُوَّةُ الْمُفَكِّرَةُ تَجْمَعُ هَذِهِ الْمُفْرَدَاتِ وَتَنْسِبُ بَعْضَهَا إِلَى بَعْضٍ مِثْلَ أَنَّ الْقَدِيمَ حَادِثٌ. فَيُكَذِّبُ الْعَقْلُ بِهِ وَإِنَّ الْقَدِيمَ لَيْسَ بِحَادِثٍ فَيُصَدِّقُ الْعَقْلُ بِهِ فَلَا يُحْتَاجُ إِلَّا إِلَى ذِهْنٍ تَرْتَسِمُ فِيهِ الْمُفْرَدَاتُ وَإِلَى قُوَّةٍ مُفَكِّرَةٍ تَنْسِبُ بَعْضَ هَذِهِ الْمُفْرَدَاتِ إِلَى الْبَعْضِ فَيَنْتَهِي الْعَقْلُ عَلَى الْبَدِیْهِةِ إِلَى التَّصْدِيقِ أَوْ التَّكْذِيبِ.“

قرآن مجید سے اولیات کی یہ مثالیں بن سکتی ہیں۔

لَا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ. وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ وَلَا الظُّلُّ وَلَا الْحَرُورُ وَمَا

=====

(۱) مرتقاۃ: ۸۵-۸۶.

(۲) المستصفی: ۳۶.

يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ. وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ هَذَا عَذَبٌ فَرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهَذَا مِلْحٌ أَجَاجٌ. رُزْنٌ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَيْنِ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ. لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا. لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذَا لَا يَتَّبِعُوا إِلَى ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا. إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ.

۲۔ مشاہدات کی تعریف: وہ قضایا ہیں، جن پر یقین حواس ظاہرہ یا حواس باطنہ کے ذریعے حاصل ہو، حواس ظاہرہ کی مثال ”آفتاب روشن ہے“ ان کو حیات کہتے ہیں، دوسرے کی مثال ”بھوک پیاس لگ رہی ہے“ ان کو وجدانیات کہتے ہیں۔ وجدانیات کے لیے عقل یا حواس ظاہرہ کا ہونا ضروری نہیں ہوتا، بلکہ اس کا دراک غیر ذوی العقول کو بھی ہوتا ہے۔ امام محمد بن محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں۔

”وَذَلِكَ كَعِلْمِ الْإِنْسَانِ بِجُوعِ نَفْسِهِ وَعَطَشِهِ وَخَوْفِهِ وَفَرَحِهِ وَجَمِيعِ الْأَحْوَالِ الْبَاطِنَةِ الَّتِي يُدْرِكُهَا مَنْ لَيْسَ لَهُ الْحَوَاسُ الْخَمْسُ فَهَذِهِ لَيْسَتْ مِنَ الْحَوَاسِ الْخَمْسِ وَلَا هِيَ عَقْلِيَّةٌ بَلِ الْبَهِيمَةُ تُدْرِكُ هَذِهِ الْأَحْوَالَ مِنْ نَفْسِهَا بِغَيْرِ عَقْلِ وَكَذَلِكَ الصَّبِيُّ وَالْأَوْلِيَاثُ لَا تَكُونُ لِلْبَهَائِمِ وَلَا لِلصَّبْيَانِ.“ (۱)

مشاہدات کی دوسری قسم حیات ہیں، جنہیں محسوسات ظاہرہ بھی کہا جاتا ہے، جیسے سورج روشن ہے، آگ گرم ہے اور مرج کڑوی ہے وغیرہ۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ محسوسات میں غلطیاں زیادہ ہوتی ہیں، جس کی مختلف وجوہات ہیں، جیسے سورج کی روشنی میں ساکن چیز کے سائے کو انسان ساکن سمجھتا ہے، حالانکہ عقل کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ متحرک ہے، سورج کے بدلنے کیساتھ ساتھ اس کا رخ بھی بدلتا ہے، اسی طرح ستارے ساکن نظر آتے ہیں، حالانکہ وہ متحرک ہیں۔

بچے کو یا پودے کو انسان ایک حالت میں دیکھتا ہے، حالانکہ وہ ہر لمحہ بڑھتا ہے، نیر انسان کے ناخن اور بال ہر لمحہ بڑھتے ہیں، مگر انسان انہیں ساکن دیکھتا ہے، یہ سب نظر کی غلطیاں ہیں۔ امام غزالی فرماتے ہیں۔ ”الْمَحْسُوسَاتُ الظَّاهِرَةُ كَقَوْلِكَ: الشَّلْجُ أبيضُ وَالْقَمَرُ مُسْتَدِيرٌ وَالشَّمْسُ مُسْتَبِيرَةٌ. وَهَذَا الْفَنُّ وَاضِحٌ لَكِنَّ الْغَلَطَ يَتَطَرَّقُ إِلَى الْأَبْصَارِ لِعَوَارِضٍ مِثْلِ بُعْدِ مُفْرِطٍ وَقُرْبِ مُفْرِطٍ أَوْ ضَعْفٍ فِي الْعَيْنِ وَأَسْبَابُ الْغَلَطِ فِي الْأَبْصَارِ الَّتِي هِيَ عَلَى الْإِسْتِقَامَةِ ثَمَانِيَّةٌ وَالَّذِي بِالْإِنْعِكَاسِ كَمَا فِي الْمِرْآةِ أَوْ بِالْإِنْعِطَافِ كَمَا يَرَى مِمَّا وَرَاءَ الْبُلُورِ وَالزُّجَاجِ فَيَتَضَاعَفُ فِي أَسْبَابِ الْغَلَطِ وَاسْتِقْصَاءُ ذَلِكَ فِي هَذِهِ الْعِلَاوَةِ غَيْرُ مُمَكِّنٍ فَإِنْ أَرَدْتَ أَنْ تَفْهَمَ مِنْهُ أَنْموذَجًا فَانْظُرْ إِلَى طَرَفِ الظِّلِّ فَتَرَاهُ سَاكِنًا وَالْعَقْلُ يَقْضِي بِأَنَّهُ مُتَحَرِّكٌ وَإِلَى الْكَوَاكِبِ فَتَرَاهَا سَاكِنَةً وَهِيَ مُتَحَرِّكَةٌ وَإِلَى الصَّبِيِّ فِي أَوَّلِ نُشُوئِهِ وَالنَّبَاتِ فِي أَوَّلِ النُّشُوءِ وَهُوَ فِي النُّمُوِّ وَالنَّزَايِدِ فِي كُلِّ لَحْظَةٍ عَلَى التَّدْرِيجِ فَتَرَاهُ وَاقِفًا وَأَمثالُ ذَلِكَ مِمَّا يَكْثُرُ.“ (۲)

(۱) المستصفی: ۳۶۔ (۲) المستصفی: ۳۶۔ معیار العلم: ۱۸۷۔

## فصل سوم

### حواس کا بیان

حواس کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ حواس ظاہرہ ۲۔ حواس باطنہ

۱۔ حواس ظاہرہ پانچ ہیں:- ۱۔ قوت باصرہ (دیکھنے کی طاقت) ۲۔ قوت سامعہ (سننے کی طاقت) ۳۔ قوت ذائقہ (چکھنے کی طاقت) ۴۔ قوت شامہ (سونگھنے کی طاقت) ۵۔ قوت لامسہ (چھونے کی طاقت)

۲۔ حواس باطنہ بھی پانچ ہیں:- ۱۔ حس مشترک ۲۔ خیال ۳۔ وہم ۴۔ حافظہ ۵۔ متصرفہ

۱۔ حس مشترک: وہ قوت ہے، جو ظاہری چیزوں کی صورت کو حاصل کرتی ہیں جیسے دارالقرآن بیچ پیر کی صورت۔

۲۔ خیال: وہ قوت ہے، جس میں حس مشترک کے ذریعے حاصل ہوئی صورتیں جمع وہتی ہیں۔

۳۔ وہم: وہ قوت ہے، جو ظاہری چیزوں کے علاوہ پوشیدہ باتوں کو حاصل کرتی ہے جیسے محبت و عداوت وغیرہ۔

۴۔ حافظہ: وہ قوت ہے، جس میں وہم کے ذریعے حاصل شدہ چیزیں جمع رہتی ہیں۔

۵۔ متصرفہ: وہ قوت ہے، جو حاصل شدہ چیزوں میں جوڑ توڑ لگاتی رہتی ہے۔

وجہ حصر: مادہ قیاس یا یقینی ہو گا یا ظنی ہو گا یا خیالی ہو گا یا غلط ہو گا، اگر یقینی ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، اگر حقیقت کے اعتبار سے سچا ہو گا یا شہرت کے اعتبار سے سچا ہو گا، اگر حقیقت کے اعتبار سے سچا ہو تو قیاس برہانی، اور اگر شہرت کے اعتبار سے سچا ہو تو قیاس جدلی، اگر مادہ قیاس ظنی ہو تو قیاس خطابی اور اگر خیالی ہو تو قیاس شعری اور اگر غلط ہو تو قیاس سفسطی۔

### قواعد

قاعدہ نمبر ۱: قیاس کے جملہ اقسام میں سب سے اعلیٰ قسم قیاس برہانی ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: وہ قیاس جس کے مقدمات میں سے ایک بدیہی اور دوسرا نظری ہو تو وہ بھی قیاس برہانی کہلائے گا (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: وہ قضایا جو عقلیات محضہ پر مشتمل ہوں تو وہ اولیات کہلاتے ہیں (۳)۔

=====

(۱) ہمیش مرقاۃ: ۸۷۔

(۲) أساس المنطق: ۲۰۶/۲۔

(۳) المستصفیٰ: ۳۶، معیار العلم فی فن المنطق: ۱۸۶۔

قاعدہ نمبر ۴: اولیات کو سنتے ہی انسان ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے، گویا یہ ہمیشہ سے معلوم ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۵: جن اشیاء کا ادراک حواس ظاہرہ سے ہو تو وہ حیات کہلاتے ہیں اور جن کا ادراک حواس باطنہ سے ہو تو وہ وجدانیات کہلاتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۶: قرآن مجید کے جملہ دلائل قیاس پر ہانی کے قبیل سے ہیں (۳)۔

## فصل چہارم

### متواترات کا بیان

متواترات: وہ قضایا ہیں، جن کے مضمون پر یقین اتنی بڑی جماعت کے خبر دینے سے حاصل ہو، جنہیں جھٹلانا عاداتاً محال ہو جیسے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا وجود۔ علامہ ابو محمد موفق الدین بن عبد اللہ ابن قدامہ مقدسی (م ۶۲۰ھ) فرماتے ہیں۔ ”کالعلم بوجود مکة وبغداد. وليس هو بمحسوس إنما للحس أن يسمع أما صدق المخبر فذلك إلى العقل.“ (۴)

### فصل پنجم: حدسیات کا بیان

حدسیات: وہ قضایا ہیں، جن کے مضمون ہر یقین چٹ پٹ دلائل کے ذریعے ہو، نظر و فکر کی ضرورت نہ پڑے جیسے کسی ماہر نحو سے پوچھا جائے کہ ”ضرب زید“ پر کیا حرکت ہے؟ تو اس نے فوراً جواب دیا کہ ”زید“ پر رفع ہے، یہاں رفع کا یقین ایک چٹ پٹ دلیل سے ہوا ہے، وہ یہ ہے کہ زید فاعل ہے اور ہر فاعل مرفوع ہوتا ہے لہذا ”زید“ مرفوع ہے۔ اسی طرح جب کسی فن یا علم میں انسان کو مہارت تامہ حاصل ہو جاتی ہے، تو اس فن و علم کے جزئیات ذہن میں بہت جلدی آ جاتی ہیں، جیسے ایک معمار مکان بناتا ہے یا ایک الیکٹریشن بجلی کی وائرنگ کرتا ہے، ان کو ہر جزئی کیساتھ اصول و ذہن میں لانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ایک نحو کا ماہر عربی عبارت صحیح پڑے گا، لیکن ممکن ہے کہ اس کا ذہن کسی قاعدہ کی طرف بھی نہ جائے، تاہم دریافت کرنے پر فوراً جواب دے گا، اس صورت حال کو حدس کہتے ہیں، مولانا عابد نعیم فرماتے ہیں کہ حدسیات کو اردو زبان میں تاڑ لینا کہتے ہیں (۵)۔

=====

(۱) أساس المنطق: ۲/۲۰۸۔

(۲) مرتقا: ۹۰-۹۱۔

(۳) تفہیم المنطق: ۲۷۵۔

(۴) روضة الناظر لابن قدامہ: ۱/۹۲۔

(۵) کشف اصطلاحات الفنون: ۲۳۵، أساس المنطق: ۲/۲۱۲۔

### نظر و فکر اور حدس میں فرق

جس دلیل سے کسی بات کا یقین حاصل ہو تو اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں، پہلی صورت یہ ہے کہ وہ دلیل نہایت غور اور ترتیب مقدمات کے بعد حاصل ہو، اسی سوچ کا نام نظر و فکر ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ کبھی بہت جلد اور چٹ پٹ دلیل کے ذہن میں آنے سے اس بات کا یقین ہو جاتا ہے، اسی کا نام حدس ہے، جیسے ایک واقعہ غبی کند ذہن اور ذہین و فطین کے سامنے پیش کیا جائے تو غبی آدمی اس کے مبادی اور نتائج کے سوچ میں پڑ جاتا ہے اور بڑی مشکل سے نتائج تک پہنچ جاتا ہے اور ذہین آدمی کا ذہن واقعہ سننے ہی بہت جلد اول تا آخر پوری حقیقت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور تمام مبادی اور نتائج سامنے آ جاتے ہیں، اسی کا نام حدس ہے۔

قرآن مجید سے حدسیات کی مثالیں یہ ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا، انہوں نے کہا۔ ”اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا“۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذہن ان کی یہ بات سن کر فوراً اس طرف منتقل ہوا کہ یہ لوگ مجھے جاہل اور نادانا سمجھتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ ”اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ“۔ (البقرة: ۶۷)

دیگر مثالیں یہ ہیں۔ اَفْتَطَمَعُونَ اَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ يَحْرَفُوْنَهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ۔ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِيْنَ۔

### فصل ششم: تجربات کا بیان

تجربات: وہ قضایا ہیں، جن کے مضمون پر یقین بار بار تجربہ کی بنا پر حاصل ہو جیسے آگ جلانے والی ہے، روٹی سے شکم سیر ہو جاتا ہے، پتھر کا میلان نیچے کی طرف ہوتا ہے، آگ کا میلان اوپر کی طرف ہوتا ہے، شراب اور بھنگ نشہ آور ہے وغیرہ۔ امام غزالی فرماتے ہیں۔ ”وَقَدْ يُعَبَّرُ عَنْهَا بِأَطْرَادِ الْعَادَاتِ وَذَلِكَ مِثْلُ حُكْمِكَ بِأَنَّ النَّارَ مُحْرِقَةٌ وَالْخُبْزُ مُشْبِعٌ وَالْحَجَرُ هَاوٍ إِلَى أَسْفَلٍ وَالنَّارَ صَاعِدَةٌ إِلَى فَوْقٍ وَالْخَمْرُ مُسْكِرٌ وَالسَّقْمُونِيَا مُسَهِّلٌ“۔ (۱)

### فصل ہفتم: فطریات کا بیان

فطریات: وہ قضایا ہیں، جن کے مضامین پر یقین ایسے دلائل سے حاصل ہو جو تصور طریفین کے وقت ہی عام طور پر ذہن میں رہتے ہیں جیسے چار کا جفت ہے، اس قضیہ کے ذہن میں آنے کیساتھ ساتھ دلیل بھی ذہن میں موجود رہتی ہے وہ یہ ہے کہ چار دو برابر حصوں پر تقسیم ہوتا ہے، جو عدد دو برابر حصوں پر منقسم ہو وہ جفت کہلاتا ہے۔ قرآن مجید سے فطریات کی مثالیں یہ ہیں۔



إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَى. الْحَمْدُ لِلَّهِ. أَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ. أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ. وَهُمْ مُهْتَدُونَ.

## فصل ہشتم

### قیاس جدلی کا بیان

قیاس جدلی: وہ قیاس ہے، جو مشہور باتوں (خواہ سچی ہوں یا جھوٹی ہوں) یا کسی بھی مخصوص فرقے کی مسلمات سے مرکب ہو جیسے ہندوں نے یہ مان رکھا ہے کہ جانور کو ذبح کرنا برا ہے اور ہر بُرا کام واجب التَّرك ہے، لہذا جانور کو ذبح کرنا واجب التَّرك ہے۔

علامہ عبدالحق خیر آبادی (م ۱۳۱۶ھ) فرماتے ہیں۔ ”القياس الجدلي: قياس مركب من مقدمات مشهورة أو مسلمة عند الخصم صادقة كانت أو كاذبة. والأول ما تطابق فيه آراء قوم، أما لمصلحة عامة نحو: العدل حسن، والظلم قبيح، وقتل السارق واجب، أو لوقعة قلبية، كقول أهل الهند: ذبح الحيوان مذموم. أو انفعالات خلقية أو مزاجية، فإن للأمزجة والعادات دخلا عظيما في الاعتقادات، فأصحاب الأمزجة الشديدة يرون الانتقام من أهل الشرارة حسنا، وأصحاب الأمزجة اللينة يرون العفو خيرا؛ ولذلك ترى الناس مختلفين في العادات والرسوم، ولكل قوم مشهورات خاصة بهم، وكذا لكل صناعة، فمن مشهورات النحويين: الفاعل مرفوع، والمفعول منصوب، والمضاف إليه مجرور. ومن مشهورات الأصوليين: الأمر للوجوب. والثاني: مؤلف من المسلمات بين المتخاصمين.“ (۱)

قیاس جدلی کی مثال قرآن مجید میں ملتی ہے، قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کے عدل کی صفت کو یوم آخرت کے وجود کی دلیل قرار دیا ہے، عدل کا مقتضی یہ ہے کہ اہل ایمان اور کفار برابر نہ ہوں، مؤمن اور مفسد، متقی اور فاجر کو ہم پلہ نہ رکھا جائے، ورنہ فضائل کی رغبت اور رزائل سے نفرت کا کوئی سبب نہیں رہے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ”أَفَجَعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْمُجْرِمِينَ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ.“ (القلم ۳۵-۳۶) دوسری جگہ ارشاد ہے۔ ”أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ.“ (ص: ۲۸) ان آیات میں ان کفار کی تردید ہے، جو روز آخرت کے منکر ہیں، ان آیات سے جو دلیل نکلتی ہے تو منطقی پیرایہ بیان میں مقدمات کی شکل میں یوں پیش کر سکتے ہیں۔

لولم یکن یوم آخر لل حساب والجزاء حقيقة ثابتة لكان واقع هذه الحياة يستلزم التسوية بين المسلمين والمجرمين، وهذه التسوية تستلزم نفي صفة العدل عن الخالق جل وعلا. لكن صفة العدل لله ثابتة فلا تسوية

=====

بين المسلمين والمجرمين فلا بد من يوم آخر للحساب والجزاء فهذا اليوم الآخر حقيقة ثابتة. (۱)

## فصل نہم

### قیاس خطابی کا بیان

قیاس خطابی: وہ قیاس ہے، جو سچے یا جھوٹے مقبولات یا مظنونات سے مرکب ہو، جیسے ”الحرص مفتاح الذل“ اور ”من طلب فقد وجد“ وغیرہ۔ معروف منطقی عالم علامہ محبت اللہ بہاریؒ فرماتے ہیں۔ ”الثالث: الخطابة: وهو مؤلف من المقبولات المأخوذة ممن يحسن الظن فيه كالأولياء والحكماء، ومن عد المأخوذات من الأنبياء منها فقط غلط.“ (۲)

قیاس کے اقسام میں سے من جملہ تیسری قسم قیاس خطابی ہے، یہ ان لوگوں سے لیا جاتا ہے، جن کے متعلق حسن ظن رکھا جاتا ہے، جیسے اولیاء کرام اور حکماء۔ اور جن حضرات نے انبیاء علیہم السلام کے ارشادات کو اس قبیل سے قرار دیا تو یہ اس کی خام خیالی ہے۔

علامہ عبدالحق خیر آبادی (م ۱۳۱۶ھ) فرماتے ہیں۔ ”قیاس مفید للظن، ومقدماته مقبولات مأخوذات ممن يحسن الظن فہیم كالأولياء والحكماء. وأما المأخوذات من الأنبياء فليست من الخطابة؛ لأنها أخبارات صادقة من مخبر صادق دل على صدقه المعجزة، ولا مجال للوهم فيها، حتى يتطرق اليه الخطأ والخلل، فالقياس المركب منها برهاني قطعي المقدمات.“ (۳)

ترجمہ: قیاس خطابی مفید ظن ہوتا ہے، یہ ان لوگوں سے لیا جاتا ہے، جن کے متعلق حسن ظن رکھا جاتا ہے، جیسے اولیاء کرام اور حکماء جو قضایا انبیاء علیہم السلام کے اقوال سے مأخوذ ہیں، انہیں قیاس خطابی کہنا درست نہیں، کیونکہ مخبر صادق کے اخبار صادق ہیں، جن کی صداقت پر معجزات دال ہیں، ان کے اقوال میں وہم کو کوئی دخل نہیں، جس سے خطا اور خلل واقع ہو جائے، پس جو قیاس ان کے اقوال سے مرکب ہوگا، وہ قیاس برہانی کہلائے گا۔

ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی حجت خطابیہ کے ذیل میں رقمطراز ہیں۔

خطابت سے بھی انسان اپنے مخاطب کو متاثر کرتا ہے، بلکہ اگر بڑا مقرر ہو تو مخاطب کو اپنی غلط بات کا یقین دلا دیتا ہے اور لوگ اسے تسلیم کر لیتے ہیں، حجاج بن یوسف (م ۹۵ھ) کے بارے میں مالک بن دینار کا قول احمد حسن زیات نے ”تاریخ الأدب العربی“ میں نقل

=====

(۱) ضوابط المعرفة: ۳۰۰.

(۲) سلم العلوم: ۱۸۷.

(۳) المرقاة: ۹۷.

کیا ہے۔

ما رأيت أحداً أبين من الحجاج إن كان ليرقى المنبر فيذكر إحسانه إلى أهل العراق وصفحه عنهم وإسائتهم إليه حتى أقول في نفسي: إنى لأحسبه صادقاً وإنى لأظنهم كاذبين. مع أنه قتل منهم بالصبر مائة وعشرين ألفاً، وتوفي في سجونهم خمسون ألف رجل وثلاثون ألف امرأة. (۱)

ترجمہ: میں نے حجاج سے زیادہ کسی کو فصیح نہیں دیکھا، وہ منبر پر چڑھتا، اور جب اہل عراق پر اپنے احسانات گناتا اور اپنی طرف سے معافیوں کا ذکر کرتا، اور ان کی برائیاں بیان کرتا تو بالکل ایسا لگتا کہ وہ سچا ہے اور سب جھوٹے ہیں، حالانکہ ان عراقیوں میں سے ظالمانہ طور پر ایک لاکھ بیس ہزار آدمیوں کو اس نے قتل کیا تھا، اور جب مراد تو اس کے قید خانہ میں پچاس ہزار مرد اور تیس ہزار عورتیں تھیں۔

## فصل دہم

### قیاس شعری کا بیان

قیاس شعری: وہ قیاس ہے، جو محض خیالی قضایا سے مرکب ہو، خواہ واقعی طور پر صادق ہوں یا کاذب ہوں جیسے میرا محبوب چاند ہے اور ہر چاند عالم کو روشن کرتا ہے، لہذا میرا محبوب عالم کو روشن کرتا ہے۔

واضح رہے کہ قیاس شعری میں ظنی مقدمات کی بھی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ اوہام و تخیلات ہوتے ہیں، ان کو حجت اس لیے کہا جاتا ہے کہ اشعار سن کر لوگ اس کے مقدمات کو جانچنے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کرتے، ان میں انفعالی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ کیفیت انہیں غیر اختیاری طور پر اس کے بات کو ماننے پر بسا اوقات مجبور کر دیتی ہے، جو شاعر یا مغنی کا مقصد ہوتا ہے۔

دلائل کے میدان میں قیاس شعری کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی، البتہ دلائل کے نتائج اس سے بسا اوقات حاصل ہو جاتے ہیں، کبھی کبھی ایک شاعر محض اوہام و تخیلات سے ایک ایسا سماء باندھ دیتا ہے کہ بسا اوقات سننے والے حجت برہانی سے یقین حاصل نہ کریں، مگر حجت شعری سے ایسا کام کرنے لگتے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شعر نے ان کے وجدانیات کو محرک کر دیا۔ امام محمد بن محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں۔ ”وإنما يذكر لترغيب أو تنفير أو تسخية أو تبخيل أو ترهيب أو تشجيع وله تأثير في النفس وذلك كنفرة الطبع عن الحلول الأصفر إذا شبه بالعذرة حتى يتعذر في الحال تناولها وإن علم كذب قائله وعليه تمويل صناعة الشعر وبه تشبث أكثر المتشدقين من الوعاظ فإنهم يستعملون في النثر صناعة الشعر ومثاله أن من يريد أن يحمل غيره على التهور ويصرفه عن الحزم يلقب الحزم بالجبن ويقبحه ويذم صاحبه

فيقول:

يرى الجبناء أن الجبن حزم وتلك خديعة النفس اللئيم

فتبسط نفس المتوقف إلى التهجم بذلك، و كقوله:

إن لم أمت تحت السيوف مكرما أمت وأقاسى الذل غير مكرم

و كذلك إذا أراد التسخية أطنب في مدح السخى وشبهه بما يعلم أنه لا يشبهه ولكن يؤثر في نفسه كقوله:

و كذلك إذا أراد التسخية اطنب في مدح السخى وشبهه بما يعلم أنه لا يشبهه ولكن يؤثر في نفسه كقوله:

هو البحر من أى الجوانب جيئه فلجته المعروف والجود ساحله

تعود بسط الكف حتى لو أنه دعاها لقبض لم تطعه أنامله

تراه إذا ما جيئه متهللا كأنك تعطيه الذى أنت سائله

ولو لم يكن فى كفه غير روحه لجاد بها فليتنق الله آمله. (١)

## فصل يازدهم

### قياس سفسطى كايان

قياس سفسطى: وہ قیاس ہے، جو صوری یا مادی غلطی کی وجہ سے غلط نتیجہ کو مستلزم ہو، مادی غلطی دراصل دو وجوہوں سے ہوتی ہے:-

۱۔ قیاس وہمیات سے مرکب ہو۔ ۲۔ قیاس مشبہات سے مرکب ہو۔

۱۔ وہمیات: وہ قضایا ہیں، جن کو عقل سلیم کے خلاف وہم نے گڑھ لیا ہو، انسان کے دل پر عقل کے مقابلہ میں وہم کا زیادہ اثر ہوتا ہے،

مثلاً وہم کا فیصلہ ہے کہ میت سے ڈرنا چاہیے، حالانکہ عقل کا تقاضا یہ ہے کہ وہ بے جان ہے اور وہ ڈرنے کی چیز نہیں۔

۲۔ مشبہات: وہ قضایا ہیں، جن میں محض صورتہ مشابہت کی بناء پر حکم لگا گیا ہو، جیسے گھوڑے کی تصویر دیکھ کر یہ کہنا کہ ہر گھوڑا ہنہناتا ہے

، لہذا یہ بھی ہنہناتا ہے۔

صوری غلطی: یہ اکثر دو وجہ سے ہوتی ہے:- ۱۔ حد اوسط کے مکرر نہ ہونے کی وجہ سے ۳۔ شرائط اشکال کے نہ پانے کی وجہ سے۔

جو غلطی حد اوسط کے مکرر نہ ہونے سے ہوتی ہے وہ کبھی ظاہر ہوتی ہے اور کبھی مخفی ہوتی ہے، جن کا جاننا مشکل ہوتا ہے، اس کی اکثر وجہ یہ

ہوتی ہے کہ حد اوسط کے متکثر المعنی ہونے کی وجہ سے ایک جگہ ایک معنی مراد لیا جاتا ہے اور دوسری جگہ دوسرا معنی مراد لیا جاتا ہے، جیسے آپ یہ

=====

(١) معیار العلم فی فن المنطق: ۱۸۵-۱۸۶۔

کہیں کہ غلط غلط ہے اور غلط صحیح ہے، نتیجہ ہوگا۔ غلط صحیح ہے۔ اس قیاس میں غور کرنے سے معلوم ہوا کہ صغریٰ میں حد اوسط غلط سے معنی مراد ہے یعنی غیر صحیح۔ اور کبریٰ میں غلط سے مراد لفظ غلط مراد ہے، معنی مراد نہیں، اس لیے حد اوسط مکرر نہ ہوا۔ یا مثلاً آپ عینک کے متعلق کہیں کہ یہ چشمہ ہے اور چشمہ سے کھیتی سیراب ہوتی ہے، تو نتیجہ ہوگا۔ کہ اس سے کھیتی سیراب ہوتی ہے۔

### قواعد

قاعدہ نمبر ۱: علمی تحقیقات کو حدسیات کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: حدسیات میں دلیل ضرور ہوتی ہے، لیکن نتیجہ بہت جلدی برآمد ہو جاتا ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: ریاضی کے پہاڑے انسان کے لیے یاد کرنے کے بعد حدی ہو جاتے ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر ۴: تجربہ عقل اور مشاہدہ دونوں سے حاصل ہوتا ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۵: تجربات کو اطراذ العادات (حسب عادت) سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۶: تجربہ سے اہل تجربہ کو علم یقینی حاصل ہوتا ہے، اور ان کے نزدیک معلومات تجربہ پہ کھلاتے ہیں (۶)۔

قاعدہ نمبر ۷: تجربات میں لوگوں کے درجات مختلف ہوتے ہیں (۷)۔

قاعدہ نمبر ۸: فطریات اور حدسیات امور اضافیہ میں سے ہیں ایک چیز ایک شخص کے نزدیک نظری اور دوسرے ہاں حدی ہو سکتی ہے، بلکہ

ایک ہی شخص کے لیے ایک وقت نظری اور دوسرے وقت حدی ہو سکتی ہے (۸)۔

قاعدہ نمبر ۹: قیاس خطابی سے مقصود خصم کو الزام یا اپنے رائے کا اثبات ہوتا ہے (۹)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: قرآن وحدیث میں قیاس خطابی متحقق نہیں ہو سکتا (۱۰)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: خطابت کے ذریعے جو دلیل قائم کی جاتی ہے، یقین کا درجہ نہیں رکھتی، البتہ ظن غالب کا فائدہ دیتی ہے اور مخاطب مقرر کی قوت

خطابت سے متاثر ہو کر اس کی بات مان لیتا ہے (۱۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۲: ہر وہ قیاس جو صوری یا مادی غلطی کی وجہ سے غلط نتیجہ کو مستلزم ہو تو وہ قیاس سفسطی کہلاتا ہے (۱۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۳: ہر وہ قیاس جو وہمیات یا مشبہات سے مرکب ہو تو قیاس سفسطی کہلاتا ہے (۱۳)۔

=====

(۱) تفہیم المنطق: ۲۸۸ (۲) أساس المنطق: ۲/۲۱۶ (۳) أساس المنطق: ۲/۲۱۵

(۴) تیسر المنطق: ۴۹ (۵) المصحفی: ۳۶، روضۃ الناظر: ۱/۹۱ (۶) المصحفی: ۳۶

(۷) المصحفی: ۳۶ (۸) توضیح المنطق: ۶۲ (۹) مرقاۃ: ۹۴

(۱۰) سلم العلوم: ۱۸۷ (۱۱) تفہیم المنطق: ۲۷۹

(۱۲) توضیح المنطق: ۶۳ (۱۳) توضیح المنطق: ۶۳

# خاتمہ

## متفرقات

خاتمہ میں درج ذیل اٹھارہ فصلیں ہیں:-

- ..... فصل اول کل اور کلی، جزء اور جزئی میں فرق..... فصل دوم عموم السلب اور سلب العموم کا قاعدہ..... فصل سوم موجہات کا بیان..... فصل چہارم بساط کا بیان..... فصل پنجم مرکبات کا بیان..... فصل ششم موجہات کی منطقی تراکیب..... فصل ہفتم مقولات عشرہ کا بیان..... فصل ہشتم مقولات عشرہ کے انطباق کی چند دل نشیں مثالیں..... فصل نہم تصور کی تقسیم..... فصل دہم مطلق الشی اور الشی المطلق کا قاعدہ..... فصل یازدہم مراتب ثلاثہ کا بیان..... فصل دوازدہم ”امکان، امتناع اور وجوب“ کا قاعدہ..... فصل سیزدہم امکان کے معانی..... فصل چہار دہم معضلہ یا قیاس ذوالجہتین..... فصل پانزدہم مغالطوں کا بیان..... فصل شانزدہم مغالطوں کے پڑھنے کے فوائد..... فصل ہئندہم مغالطوں کی تقسیم..... فصلی مغالطوں کی تقسیم..... فکری مغالطوں کی تقسیم..... لفظی مغالطوں کا بیان..... فکری مغالطوں کا بیان..... تحفہ شاہجہانی سے منطقی تراکیب کا ایک دل نشیں اقتباس..... ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی سات منطقی تراکیب..... سورۃ القدر کی منطقی ترکیب..... سورۃ الکوثر کی منطقی ترکیب..... سورۃ الاخلاص کی منطقی ترکیب..... تراکیب مفیدہ

## فصل اول

### کل اور کلی، جزء اور جزئی میں فرق

اہل علم نے کل اور کلی، جزء اور جزئی میں متعدد فرق کیے ہیں، جن میں چند درج ذیل ہیں۔  
 پہلا فرق: کل محمول علی الاجزء نہیں ہوتا، اس لیے ”یدزید“ نہیں کہا جاتا، جب کہ کلی اپنے جزئیات پر محمول ہوتی ہے، اس لیے ”زید انسان“ کہنا صحیح ہے۔

دوسرا فرق: انقائے کل انقائے جزء کو مستلزم ہوتا ہے، لیکن انقائے جزئی انقائے کلی کو مستلزم نہیں، جیسے ”سقف“ (جزء) کی انقواء ”بیت“ (کل) کے انقواء کو مستلزم ہے، لیکن زید (جزئی) کے انقواء سے انسان (کلی) کی انقواء نہیں ہوتی۔

تیسرا فرق: جزء کا اطلاق کل پر نہیں ہوتا، لیکن جزئی کا اطلاق کلی پر ہوتا ہے، جیسے صرف ”سقف“ (جزء) کو ”بیت“ (کل) نہیں کہا جاتا، لیکن ”زید“ جزئی کا اطلاق ”انسان“ کلی پر ہوتا ہے، جیسے ”زید انسان“ کہا جاتا ہے۔

چوتھا فرق: کل کا استعمال اکثر محسوسات میں اور کلی کا استعمال معقولات میں ہوتا ہے۔

پانچواں فرق: کل مرکب من الاءاء اور کلی مرکب من الاءجزئیات ہوتا ہے۔

چھٹا فرق: کل کے ماتحت اءاءاء اور کلی کے ماتحت جزئیات ہوتے ہیں۔

ساتواں فرق: کل کا وجود خارج میں مستقل طور پر پایا جاتا ہے، لیکن کلی کا وجود خارج میں مستقل طور پر نہیں پایا جاتا ہے، بلکہ اپنے افراد کے ضمن میں متحقق ہوتی ہے، جیسے انسان کا وجود خارج میں زید، عمرو، بکرو وغیرہ کے ضمن میں پایا جاتا ہے، البتہ کل کا وجود خارج میں مستقل طور پر پایا جاتا ہے، جیسے زید، عمرو، بکرو وغیرہ مستقل طور پر کل ہیں۔

آٹھواں فرق: کل کا اطلاق شئی معدوم پر نہیں ہوتا، لیکن کلی کا اطلاق شئی معدوم پر بھی ہوتا ہے، جیسے ”لا شئی، لاممکن، لاموجود“ وغیرہ کہا جاتا ہے۔

نواں فرق: کل کے مقابلہ میں جزء اور کلی کے مقابلہ میں جزئی ہوتی ہے۔

دسواں فرق: کل من حیث الکل موجود فی الخارج ہوتا ہے اور کلی من حیث الکلی موجود فی الخارج نہیں ہوتی۔

گیارہواں فرق: کل محدود بالاءاء ہوتا ہے اور کلی غیر محدود بالاءجزئیات ہوتی ہے، اگر انسان کے جملہ افراد معدوم ہو کر ختم ہو جائیں، تو تب بھی انسان کلی ہی رہے گا۔

بارہواں فرق: کل اپنے اءاءاء کا تمام حقیقت نہیں ہوتا، لیکن کلی اپنے جزئیات کی تمام حقیقت ہوتی ہے، جیسے انسان اپنے جزئیات زید، عمرو، بکرو وغیرہ کی حقیقت ہے۔

تیرہواں فرق: کل موقوف علی الأجزاء ہوتا ہے، اگر اجزاء نہ ہو تو کل کل نہیں رہتا، لیکن کلی موقوف علی الجزئیات نہیں ہوتی، لہذا ایک جزئی کے ہوتے ہوئے بھی کلی کلی ہے، جیسے انسان صرف زید کے ہوتے ہوئے بھی کلی ہے۔

چودھواں فرق: کل کے اجزاء محصور و متناہی ہوتے ہیں، لیکن کلی کے جزئیات غیر متناہی ہوتے ہیں۔

پندرہواں فرق: کل مقوم بالجزء ہوتا ہے اور کلی مقوم للجزئی ہوتی ہے۔

سولہواں فرق: کلی اکثر اپنے جزئی کا جزء ہوتا ہے، جیسے حیوان اپنے جزئیات انسان، فرس وغیرہ کا جزء ہے اور جزئی کلی کے لیے کل ہوتا ہے، جیسے انسان جزئی حیوان کلی کے لیے کل ہے۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ ”ومن هنا يقال للكلى: كلى، أى أنه منسوب إلى الكل، فكله جزئى له. ويقال للجزئى: جزئى، أى أنه منسوب إلى الجزء، لأن جزئه هو ذلك الكلى.“

سترہواں فرق: کل اپنے تحقق و تکون میں جملہ اجزاء کا محتاج ہوتا ہے، محض ایک جزء کے تحقق سے کل متصور نہیں ہوتا، بخلاف کلی کے، کیونکہ ایک جزئی کے تحقق سے بھی کلی تحقق جاتی ہے، جیسے انسان محض ایک فرد کے تحقق سے بھی کلی کہلاتا ہے۔

اٹھارویں فرق: کل اپنے اجزاء کی طرف ادات تقسیم کیساتھ منقسم نہیں ہوتا، جیسے ”الكرسى اما خشب و اما سامير“ نہیں کہا جاتا، لیکن کلی اپنے جزئیات کی طرف ادات تقسیم کیساتھ منقسم ہوتی ہے، جیسے ”الحيوان اما انسان و اما فرس“ وغیرہ کہا جاتا ہے۔

انیسواں فرق: کلی کا حمل جزئی پر تحمل المواطاة ہوتا ہے جبکہ کل کا حمل جزء پر تحمل الاشتقاق ہوتا ہے۔

بیسواں فرق: جزء عام مطلق اور کل خاص مطلق ہوتا ہے جبکہ جزئی خاص مطلق اور کلی عام مطلق ہوتا ہے (۱)۔

### تمرین

درج ذیل مسئلہ میں کل اور جزء اوکلی اور جزئی کی تعیین کیجئے؟

الكلمة / اسم، فعل، حرف. كرسى / خشب، مسامير. الكلى / جنس، نوع، فصل، خاصه، عرض عام. الكتاب / الأوراق، الجلد. الاسم / المعرب، المبني. الانسان / زيد، عمرو، بكر. زيد / يد، رجل، راس. المفهوم / الكلى، الجزئى. الشجر / اوراق، اغصان، جذع. الحديث / خبر واحد، خبر متواتر.



## فصل دوم

### عموم السلب اور سلب العموم کا قاعدہ

اگر اداة العموم (یعنی عمومیت پر دلالت کرنے والا لفظ، جیسے ”کل، جمیع“ وغیرہ) اداة السلب (حرف نفی) سے پہلے آئے، تو یہ قضیہ عموم السلب (سلب کی عمومیت) کا مفہوم دے گا، اور اس کا مطلب یہ ہوگا کہ سلبيت اس کلی کے ہر فرد پر مسلط ہے، جیسے ابو النجم فضل بن قدامہ عجلی (م ۱۳۰ھ) کا شعر ہے۔

قد أصبحت أم الخیار تدعی علی ذنباً کله لم أصنع

ترجمہ: ام الخیار مجھ پر وہ الزام لگا رہی ہے، جن میں سے کوئی بھی میں نے نہیں کیا ہے۔

مذکورہ شعر میں ”کله لم أصنع“ قضیہ سالبہ کلیہ ہے اور حرف نفی (لم) سے پہلے (کله) اداة العموم آیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جو قصور و گناہ میرا بتایا گیا ہے، ان میں سے کوئی گناہ مجھ سے سرزد نہیں ہوا۔

عموم السلب کی مثال صحیح مسلم (۸۷/۲، رقم ۱۳۱۸) کی اس حدیث سے دی جاسکتی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی اور دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا، تو نمازیوں میں سے ذوالیدین نامی ایک صحابی نے عرض کیا۔ أَقْصَرَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَمْ نَسِيتُ؟ اے اللہ کے رسول (ﷺ) آپ سے سہو ہو گیا ہے یا نمازوں کی رکعتوں میں کمی کر دی گئی ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ”كُلُّ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ“۔ یہ سب نہیں ہوا۔

حضرت ذوالیدین نے کہا۔ ”قَدْ كَانَ بَعْضُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ!“۔ ان میں سے کوئی بات تو ہوئی یا رسول اللہ ﷺ؟

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان ”كُلُّ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ“ میں اداة العموم (كُلُّ) حرف سلب (لم) سے پہلے آیا ہے، اس لیے یہ عموم السلب ہے، یعنی سلبيت نسیان اور رکعات کی کمی دونوں پر مسلط ہے۔ اور حضرت ذوالیدین کا فرمان ”قَدْ كَانَ بَعْضُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ!“ قضیہ مہملہ ہے، یعنی ”النسيان والقصر لم يكونا“ اور اس پر ادات عموم داخل کیا گیا ہے۔

اور اگر اداة السلب (حرف نفی) اداة العموم سے پہلے ہوں تو یہ قضیہ سلب العموم کا مفہوم دے گا، اور اس کا مطلب یہ ہوگا کہ نفی یا سلبيت کلی کے بعض افراد پر مسلط ہے، تمام افراد پر نہیں، جیسے ابوالطیب احمد بن حسین متنبی (م ۳۵۴ھ) کا شعر ہے۔

ما كل ما يتمنى المرء يدركه تجرى الرياح بما لا تشتهي السفن

ترجمہ: آدمی کی ہر تمنا پوری نہیں ہوتی، ہوائیں اس وقت چلتی ہیں جب کشتیوں کو ضرورت نہیں ہوتی۔

مذکورہ شعر میں ”ما كل ما يتمنى المرء يدركه“ کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی کی سب تمنائیں پوری نہیں ہوتیں، مگر بعض تمنائیں پوری

ہوتی ہیں۔ یہ مصرعہ قضیہ کلیہ ہے، یہاں حرف سلب ”ما“ کو اس کی عمومیت پر مسلط کر دیا گیا، جس کی وجہ سے اس کی عمومیت ختم ہو گئی، اور جب عمومیت ختم ہوئی تو قضیہ کلیہ نہ رہا، جزئیہ یا مہملہ بن گیا، جزئیہ اور مہملہ دونوں کا ماحصل ایک ہے، یعنی مہملہ جزئیہ کی قوت میں ہوتا ہے۔

اسی طرح سلب العموم کی ایک مثال ابو الخثرانیہ إسماعیل بن القاسم العینی (م ۲۱۱ھ) کا یہ شعر بھی بن سکتا ہے۔

ما كل رأي الفتى يدعو إلى رشيد إذا بدا لك رأي مشكل فقِف

مذکورہ شعر میں بھی حرف سلب (ما) ادوات العموم (کل) سے پہلے آیا ہے، جس کی وجہ سے عمومیت کی نفی ہو گئی، اور یوں ہی یہ سلب العموم کی مثال ہوئی۔

ایک اشکال اور اس کا جواب:

قرآن مجید میں ہے۔ ”وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ“ (لقمان: ۱۸) اس آیت میں ادوات سلب (لا) ادوات العموم (كُلّ) سے پہلے آیا ہے، یعنی یہ سلب العموم ہے اور اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ کچھ ”مختال فخور“ ایسے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے، حالانکہ آیت کا مقصد یہ نہیں؟ اس اشکال کا بعض اہل علم یہ جواب دیا ہے کہ یہاں درحقیقت ادوات السلب (لا) ”كل مختال فخور“ پر مسلط نہیں، بلکہ ”يُحِبُّ“ پر ہے اور یہ محبت کی نفی گئی ہے اور یہ کلیہ مہملہ ہے اور یہ ”كل مختال فخور“ یہ اس محبت کا مفعول بہ ہے، جس کی نفی گئی ہے، لہذا لفظ ”كُلّ“ اپنے عموم پر باقی رہے گا، اور اس پر سلب کا اثر نہ ہوگا، کیونکہ سلب اس پر مسلط ہی نہیں۔ تو اس آیت کی توجیہ یہ ہوگی۔ ”كُلّ مختال فخور لا يحبه الله“ لہذا یہ عموم السلب ہے سلب العموم نہیں۔ معروف نحوی عالم جمال الدین ابن ہشام (م ۷۶۱ھ) فرماتے ہیں۔ ”وَالْجَوَابُ عَنِ الْآيَةِ: أَنَّ دَلَالََةَ الْمَفْهُومِ إِنَّمَا يَعُولُ عَلَيْهَا عِنْدَ عَدَمِ الْمَعَارِضِ، وَهُوَ هُنَا مَوْجُودٌ؛ إِذْ دَلَّ الدَّلِيلُ عَلَى تَحْرِيمِ الْاِخْتِيَالِ وَالْفَخْرِ مُطْلَقًا.“ (۱)

محققین حضرات کا نقطہ نظریہ ہے کہ آیات قرآنیہ کی تاویل کے بجائے خود فنی اور منطقی قواعد کی توجیہ کرنی چاہیے، اس لیے یہ کہنا قرین قیاس ہے کہ سلب العموم اور عموم السلب کا مذکورہ قاعدہ کلیہ نہیں، بلکہ اکثر یہ ہے۔ مذکورہ قاعدہ کی توجیہ کرتے ہوئے فن نحو کے معروف محقق عالم ابوعرفان محمد بن علی الصبان (م ۱۲۰۶ھ) رقمطراز ہیں۔ قال التفازانی: والحق أن الشق الأول أكثرى لا كلى؛ بدليل قوله تعالى: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ﴾. وقوله: ﴿وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ﴾. وقوله: ﴿وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَهِينٍ﴾. (۲)

=====

(۱) مغنی الملیب عن کتب الأعراب: ۲۶۶.

(۲) حافیہ الصبان علی شرح الاثمونی لآل فیہ ابن مالک: ۱۰۹/۳. مزید تفصیل کے لیے دیکھئے ضوابط المعرفہ: ۷۳-۷۶، تفہیم المنطق: ۹۶-۹۹.

## قواعد

قاعدہ نمبر ۱: عموم السلب کو شمول نفی اور سلب العموم کو نفی الشمول بھی کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: عموم السلب اور شمول نفی میں مسند الیہ کے ہر ہر فرد سے مسند کی نفی کی جاتی ہے، یعنی کوئی فرد بھی نفی سے خارج نہیں رہتا، جیسے ”کل انسان لم یقم“ اس قضیہ کا مفہوم یہ ہے کہ دنیا میں جتنے افراد انسان موجود ہیں، وہ سب کے سب عدم قیام میں شامل ہیں، کوئی فرد بھی عدم قیام میں شامل نہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: سلب العموم اور نفی الشمول میں مسند الیہ کے جملہ افراد سے نفی کی جاتی ہے، جیسے ”لم یقم کل انسان“ اس قضیہ کا مفہوم یہ ہے کہ جملہ افراد انسان کھڑے نہیں ہوئے، بلکہ بعض افراد انسان کھڑے ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر ۴: وہ مسند الیہ جس پر لفظ ”کُلُّ“ داخل ہو، اس مسند پر مقدم ہو، جس پر حرف نفی داخل ہو تو یہ عموم السلب اور شمول نفی کہلائے گا (۴)۔  
قاعدہ نمبر ۵: وہ مسند الیہ جس پر لفظ ”کُلُّ“ داخل ہو، اس مسند سے مؤخر ہو، جس پر حرف نفی داخل ہو تو سلب العموم اور نفی الشمول کہلائے گا (۵)۔

قاعدہ نمبر ۶: سلب العموم میں رفع ایجاب کلی ہوتا ہے اور ایجاب جزئی پر بھی صادق آتا ہے (۶)۔

قاعدہ نمبر ۷: عموم السلب میں سلب کلی ہوتا ہے، جیسے ”لا شئی من الانسان بحجر مؤخر“ (۷)۔

قاعدہ نمبر ۸: عموم السلب اور سلب العموم میں عموم مخصوص مطلق کی نسبت ہے، عموم السلب اخص مطلق اور سلب العموم اعم مطلق ہے، جہاں عموم السلب ہوگا، وہاں سلب العموم بھی ہوگا، لیکن جہاں سلب العموم ہو وہاں عموم السلب کا ہونا ضروری نہیں (۸)۔

## تمرین

درج ذیل امثلہ میں عموم السلب اور سلب العموم کی نشاہد ہی کریں۔

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ. إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ. وَلَا تُطِيعُ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ. لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ سِقَاةً. لَيْسَ كُلُّ أَمْرٍ كَمَا يَشْتَهِي صَاحِبِي. لَيْسَ كُلُّ مَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ كَفَاةً. لَيْسَ كُلُّ الْبِرِّ هَذَا. مَا جَاءَ كُل الْقَوْمِ. مَا جَاءَ الْقَوْمَ كُلَّهُمْ. لَمْ أَخْذْ كُلَّ الدَّرَاهِمِ. لَمْ أَخْذْ الدَّرَاهِمَ كُلَّهَا. كُلُّ الدَّرَاهِمِ لَمْ أَخْذْ. الدَّرَاهِمُ كُلُّهَا لَمْ أَخْذْ. لَا يَدْرِكُهُ كُلُّ بَصَرٍ مِنَ الْأَبْصَارِ. لَا تَدْرِكُهُ جَمِيعُ الْأَبْصَارِ. إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ فَاحِشٍ مُّتَفَحِّشٍ. مَا كُلُّ أَحَدٍ لِيَحْسِنَ الْقِرَاءَةَ. مَا كُلُّ الْمُسْلِمِينَ يَجِدُ ثِيَابًا. وَاللّٰهُ مَا كُلُّ مَا نَحْدُثُكُمْ بِهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَمِعْنَاهُ مِنْهُ. كُلُّ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ. مَا طَلَبَ الدَّوَاءَ بِشَيْءٍ أَفْضَلَ مِنْ شَرْبَةِ عَسَلٍ.

=====

(۱) مختصر العالی: ۱۰۸. (۲) مآرب الطلحہ: ۲۰۸. (۳) مآرب الطلحہ: ۲۰۷. (۴) مآرب الطلحہ: ۲۰۸.

(۵) مآرب الطلحہ: ۲۰۸. (۶) دستور العلماء: ۱۳۰/۲. (۷) دستور العلماء: ۲۷۰/۲. (۸) دستور العلماء: ۱۳۰/۲.

## فصل سوم

### موجہات کا بیان

موجہات کو سمجھنے سے پہلے چند قواعد کا جاننا ضروری ہے۔

قاعدہ نمبر ۱: ہر قضیہ میں نسبت ایجابی یا سلبی کا ہونا ضروری ہے اور وہ نسبت درج ذیل چار صفات میں سے کسی ایک صفت کیساتھ متصف ہوگی:-

۱۔ ضرورۃ ۲۔ دوام ۳۔ فعلیت ۴۔ امکان

قاعدہ نمبر ۲: واقع اور نفس الامر میں نسبت جس کیفیت کیساتھ مکلف و متصف ہو تو اس کیفیت کو مادہ قضیہ کہتے ہیں، جیسے ”کل انسان حیوان بالضرورۃ“ یعنی انسان کے لیے خارج میں حیوان کا ہونا ضروری ہے، جب اس خارجی جہان کی اس کیفیت کو کسی لفظ سے تعبیر کیا جائے، تو اس لفظ کو جہت قضیہ کہتے ہیں، جیسے انسان کے لیے حیوانیت ضروری ہے، جس کو ہم نے لفظ ”ضرورۃ“ کیساتھ تعبیر کیا ہے، تو اس ”ضرورۃ“ کے لفظ کو جہت قضیہ کہتے ہیں اور قضیہ معقولہ میں صورت عقلیہ اس کیفیت پر دال ہوتی ہے، تو اس صورت عقلیہ کو قضیہ معقولہ کی جہت کہتے ہیں۔

قاعدہ نمبر ۳: قضیہ میں اگر جہت مادہ کے مطابق ہو تو قضیہ صادق ہوگا ورنہ کاذب ہوگا، جیسے ”اللہ ربنا بالضرورۃ“ اس قضیہ میں موضوع ذات باری تعالیٰ ہے، وصف ربوبیت کو اس کے لیے ثابت کیا گیا ہے، جو محمول ہے اور یہ بات واقع میں ضروری ہے، یہ مادہ ہے اور قضیہ میں ”بالضرورۃ“ (جہت) سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ جہت مادہ کے مطابق ہے، اس لیے قضیہ صادق ہے۔ اور اگر جہت مادہ کے مطابق نہ ہو تو قضیہ کاذب کہتے ہیں، جیسے ”الانسان حجر بالضرورۃ“ وغیرہ۔

قاعدہ نمبر ۴: جس قضیہ میں جہت صراحت کیساتھ مذکور ہو تو اسے قضیہ موجد اور رباعیہ کہتے ہیں، موجد اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں جہت مذکور ہے اور رباعیہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس قضیہ کے چار اجزاء (موضوع، محمول، نسبت، جہت) ہیں۔

قاعدہ نمبر ۵: قضیہ کے موضوع کو جس لفظ کیساتھ تعبیر کیا جاتا ہے، تو اس لفظ کے مبداء اشتقاق کو وصف عنوانی کہتے ہیں، جیسے ”انما المؤمنون اخوة“ میں ”المؤمنون“ موضوع ہے، اس کا مبداء اشتقاق (ایمان) وصف عنوانی ہے۔

قاعدہ نمبر ۶: فن منطق میں جو کیفیات اور جہات معتبر ہیں، وہ چار ہیں:-

۱۔ ضرورۃ ۲۔ دوام ۳۔ فعلیت ۴۔ امکان

پھر ضرورۃ کی چار قسمیں ہیں:-

۱۔ ضرورۃ ذاتیہ ۲۔ ضرورۃ وصفیہ ۳۔ وقتیہ ۴۔ منتشرہ

- ۱۔ ضرورۃ ذاتیہ: ضرورۃ ذاتیہ وہ جہت ہے، جس میں محمول کا ثبوت ذات موضوع کے لیے یا محمول کا سلب ذات موضوع سے ضروری ہو، جب تک ذات موضوع موجود ہو، اور جس قضیہ میں یہ وصف ہو تو اسے ضرورۃ مطلقہ کہتے ہیں۔
  - ۲۔ ضرورۃ وصفیہ: جس میں محمول کا ثبوت ذات موضوع کے لیے یا محمول کا سلب ذات موضوع کے لیے ضروری ہو، جب تک ذات موضوع وصف عنوانی کیساتھ متصف ہو، جس قضیہ میں ضرورۃ وصفیہ ہوگی، تو اسے مشروطہ عامہ کہتے ہیں۔
  - ۳۔ ضرورۃ وقتیہ: جس میں محمول کا ثبوت ذات موضوع کے لیے یا محمول کا سلب ذات موضوع سے وقت معین میں ضروری ہو، جس قضیہ میں ضرورۃ وقتیہ ہوگی، اسے وقتیہ مطلقہ کہتے ہیں۔
  - ۴۔ ضرورۃ منتشرہ: جس میں محمول کا ثبوت ذات موضوع کے لیے یا محمول کا سلب ذات موضوع سے وقت غیر معین میں ضروری ہو، جس قضیہ میں ضرورۃ منتشرہ ہو، اسے منتشرہ مطلقہ کہتے ہیں۔
- دوام کی دو قسمیں ہیں:-
- ۱۔ دوام ذاتی ۲۔ دوام وصفی
  - ۱۔ دوام ذاتی: جس میں محمول کا ثبوت ذات موضوع کے لیے یا محمول کا سلب ذات موضوع سے دائمی ہو، جب تک ذات موضوع موجود ہو، جس قضیہ میں دوام ذاتی ہو وہ دائمہ مطلقہ کہلاتا ہے۔
  - ۲۔ دوام وصفی: جس میں محمول کا ثبوت ذات موضوع کے لیے یا محمول کا سلب ذات موضوع سے دائمی ہو، جب تک ذات موضوع وصف عنوانی کیساتھ متصف ہو، جس قضیہ میں دوام وصفی ہو تو اسے عرفیہ عامہ کہتے ہیں۔
  - ۳۔ جہت فعلیت: جس میں محمول کا ثبوت ذات موضوع کے لیے یا محمول کا سلب ذات موضوع سے تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں ہو، جس قضیہ میں جہت فعلیت ہو تو اسے مطلقہ عامہ کہتے ہیں۔
  - ۴۔ جہت امکان: جس میں محمول کا ثبوت و سلب دونوں موضوع کے لیے برابر ہو، جس قضیہ میں جہت امکان ہو تو اسے ممکنہ عامہ کہتے ہیں۔
- قاعدہ نمبر ۷: جس قضیہ میں صرف ایجاب یا صرف سلب ہو تو وہ قضیہ بسیطہ کہلاتا ہے اور جس قضیہ میں ایجاب و سلب دونوں مذکور ہو تو وہ قضیہ مرکبہ کہلاتا ہے۔

## فصل چہارم

### بسانط کا بیان

قضیہ کی جہت کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں:-

۱۔ مطلقہ ۲۔ موجہ

۱۔ قضیہ مطلقہ: وہ قضیہ ہے، جس میں جہت مذکور نہ ہو، جیسے ”اللہ خالق“ وغیرہ۔

۲۔ قضیہ موجہ: وہ قضیہ ہے، جس میں جہت مذکور ہو، جیسے ”اللہ خالق بالضرورۃ“ وغیرہ۔

وجہ حصر: قضیہ میں جہت مذکور ہوگی یا نہیں، اگر ہو تو موجہ اور اگر نہ ہو تو مطلقہ۔

موجہ کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ بسیطہ ۲۔ مرکبہ

۱۔ قضیہ بسیطہ: وہ قضیہ ہے، جس میں صرف ایجاب یا صرف سلب ہو، جیسے ”المومن غر کریم“۔

۲۔ قضیہ مرکبہ: وہ قضیہ ہے، جس میں ایجاب اور سلب دونوں ہوں، جیسے ”المومن غر کریم مادام مومنا لا دایما“۔

وجہ حصر: قضیہ میں صرف ایجاب یا صرف سلب ہوگا، یا ایجاب و سلب دونوں ہوں گے، اگر صرف ایجاب یا صرف سلب ہو تو قضیہ بسیطہ اور اگر دونوں ہوں تو قضیہ مرکبہ۔

بسانط کل آٹھ ہیں، جو درج ذیل ہیں:-

۱۔ ضروریہ مطلقہ ۲۔ مشروطہ عامہ ۳۔ وقتیہ مطلقہ ۴۔ منتشرہ مطلقہ ۵۔ دائمہ مطلقہ ۶۔ عرفیہ عامہ ۷۔ مطلقہ عامہ ۸۔ ممکنہ عامہ۔

۱۔ **ضروریہ مطلقہ:** وہ قضیہ بسیطہ ہے، جس میں محمول کا ثبوت ذات موضوع کے لیے یا محمول کا سلب ذات موضوع سے ضروری ہو، جب تک ذات موضوع موجود ہو، موجب کی مثال ”إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“ (بالضرورۃ)، سالبہ کی مثال ”لَا شَرِيكَ لَهُ“ (بالضرورۃ)۔

۲۔ **مشروطہ عامہ:** وہ قضیہ بسیطہ ہے، جس میں محمول کا ثبوت ذات موضوع کے لیے یا محمول کا سلب ذات موضوع سے ضروری ہو، جب تک ذات موضوع وصف عنوانی کیساتھ متصف ہو، جیسے ”وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ“ (بالضرورۃ بسبب کفر ہم)۔

۳۔ **وقتیہ مطلقہ:** وہ قضیہ بسیطہ ہے، جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے لیے یا محمول کا سلب موضوع کے لیے وقت معین میں ہو، جیسے ”إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ لَمَجْمُوعُونَ إِلَىٰ مِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ“ (بالضرورۃ)۔

۴۔ **منتشرہ مطلقہ**: وہ قضیہ بسیطہ ہے، جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے لیے یا محمول کا سلب موضوع سے وقت غیر معین میں ہو، جیسے ”وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا“ (بالضرورة)۔

۵۔ **دائمہ مطلقہ**: وہ قضیہ بسیطہ ہے، جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے لیے یا محمول کا سلب موضوع سے دائمی ہو، جیسے ”إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُبِينٌ“ (بالدوام)۔

۶۔ **عرفیہ عامہ**: وہ قضیہ بسیطہ ہے، جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے لیے یا محمول کا سلب موضوع سے دائمی ہو، جب تک ذات موضوع وصف عنوانی کیساتھ متصف ہو، جیسے ”إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَلُّوا وَصَلُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ“ (مادامو اکفار)۔

۷۔ **مطلقہ عامہ**: وہ قضیہ بسیطہ ہے، جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے لیے یا محمول کا سلب موضوع سے تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں ہو، جیسے ”كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ“ (بالفعل)۔

۸۔ **ممکنہ عامہ**: وہ قضیہ بسیطہ ہے، جس میں جانب مخالف سے ضرورت کی نفی ہو، یعنی اگر قضیہ میں نسبت ثبوتی ہو تو اس وقت مطلب یہ ہوگا کہ اس کی جانب مخالف، یعنی سلب ضروری نہیں اور اگر نسبت سلبی ہو تو معنی یہ ہوگا کہ اس کی جانب مخالف یعنی ثبوت ضروری نہیں، جیسے ”زید قائم بالامکان العام“ یہاں نسبت ثبوتی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ قیام کا ثبوت زید کے لیے ممکن ہے، یعنی اس کی جانب مخالف عدم قیام زید کے لیے ضروری نہیں، کیونکہ اگر عدم قیام ضروری ہوتا تو قیام کا ثبوت ممکن نہ ہوتا، جیسے شریک باری تعالیٰ کا عدم ضروری ہے، لیکن اس کا ثبوت ممکن نہیں، موجبہ کی مثال ”کل نار حارۃ بالامکان العام“ سالبہ کی مثال ”لا شئی من النار بارد بالامکان العام“۔

## فصل پنجم

### مرکبات کا بیان

مرکبات کو سمجھنے سے پہلے چند قواعد کا جاننا ضروری ہے۔

قاعدہ نمبر ۱: مناطقہ حضرات قضایا مرکبہ اس لیے ذکر کرتے ہیں کہ جب کوئی قضیہ بسیطہ ذکر کیا جائے اور سامع جاہل ہو تو اسے ایک قسم کا وہم ہوتا ہے، اس وہم کو دور کرنے کے لیے دوسرا قضیہ ذکر کیا جاتا ہے، جیسے جب مشروطہ عامہ (کل کتاب متحرك الأصابع بالضرورة مادام کتابا) ذکر ہو، تو اس سے عقل مند اور دانا آدمی یہی سمجھتا ہے کہ ”تحریرک الأصابع“ کے لیے بوقت کتابت ضروری ہے، لیکن کم فہم آدمی یہ سمجھتا ہے کہ شاہد ”تحریرک الأصابع“ کا ثبوت ذات کتاب کے لیے ہمیشہ ضروری ہے، حالانکہ ایسا نہیں، تو اس وہم کو دور کرنے کے لیے مناطقہ ایک دوسرا قضیہ بسیطہ بھی ساتھ ذکر کر دیتے ہیں، وہ قضیہ یہ ہے۔ ”ولاشئ من الکتاب بمتحرك الأصابع بالفعل“ یعنی کسی نہ کسی زمانہ میں تحرک الأصابع کی ذات کتاب سے نفی بھی ہے، تو اس سے مخاطب کا وہم دور ہو جاتا ہے، لہذا اس لیے قضایا مرکبہ کو ذکر کیا جاتا ہے۔

قاعدہ نمبر ۲: قضایا مرکبہ میں ہمیشہ دو قضیے ہوتے ہیں، ایک عبارت میں صراحتاً مذکور ہوگا اور دوسرے کی طرف اشارہ ہوگا، کیونکہ دوسرا قضیہ پہلے قضیہ سے بنایا جاتا ہے، اور اگر صراحتاً دونوں قضیے مذکور ہوں تو اسے اصطلاح میں قضیہ مرکبہ نہیں کہا جاتا ہے۔

قاعدہ نمبر ۳: دوسرا قضیہ پہلے قضیہ کے موضوع و محمول سے تیار ہوگا، البتہ اگر پہلا قضیہ موجبہ تھا، تو موجبہ کا سور ہٹا کر سالبہ کا سور داخل کر دیں گے اور اگر پہلا قضیہ سالبہ ہو تو سالبہ کا سور ہٹا کر موجبہ کا سور داخل کر دیا جائے گا۔

قاعدہ نمبر ۴: قضیہ مرکبہ میں ایک قضیہ موجبہ اور دوسرا سالبہ ہوتا ہے، لیکن قضیہ کا نام رکھنے میں پہلے قضیہ کا لحاظ کیا جائے گا، اگر پہلا قضیہ موجبہ ہو تو سارا قضیہ مرکبہ موجبہ ہوگا، اور اگر پہلا قضیہ سالبہ ہو تو پورا قضیہ مرکبہ سالبہ ہوگا، یعنی پہلے جزء کا اعتبار ہوگا، جیسے جملہ میں پہلے جزء کا اعتبار ہوتا ہے، اگر پہلا جزء اسم ہو تو پورا جملہ اسمیہ ہوگا، اور اگر فعل ہو تو پورا جملہ فعلیہ ہوگا۔

قاعدہ نمبر ۵: قضیہ مرکبہ میں ایک قضیہ موجبہ اور ایک سالبہ ہوگا، تاہم دونوں موجبہ اور دونوں سالبہ نہیں ہو سکتے۔

قاعدہ نمبر ۶: مرکبہ میں دوسرے قضیہ کی طرف اشارہ ”لادائمًا“ یا ”لابالضرورة“، امکان خاص کے ذریعے ہوگا۔

قاعدہ نمبر ۷: واضح رہے کہ ”لادائمًا“ یا ”لابالدوام“ سے مطلقہ عامہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے، ”بالضرورة“ سے ممکنہ عامہ کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اور ”امکان خاص“ سے بھی ممکنہ عامہ کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

قاعدہ نمبر ۸: جب قضیہ مرکبہ میں دوسرے قضیہ کی طرف ”لادائمًا“ اور ”لابالضرورة“ کیساتھ اشارہ ہوگا، تو وہ قضیہ لفظوں میں بھی مرکب ہوگا، کیونکہ ”لادائمًا“ اور ”بالضرورة“ اصل قضیہ پورا ہونے کے بعد مستقل طور پر ایک اور قضیہ کی طرف اشارہ کے لیے ذکر کیے



جاتے ہیں، البتہ جن قضیوں میں امکان خاص والا اشارہ ہو تو وہاں لفظوں میں ترکیب نہیں ہوگی، کیونکہ پہلا قضیہ پورا ہونے کے بعد امکان خاص کا لفظ ذکر نہیں کیا جاتا ہے، بلکہ امکان خاص ہی سے پہلا قضیہ ممکنہ تام ہو جاتا ہے اور اسی امکان خاص سے دوسرے قضیہ ممکنہ عامہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے، جیسے ”کل انسان کاتب بالامکان الخاص“ اسی سے دو ممکنہ عامہ تیار ہوں گے، ایک تو یہی مذکورہ قضیہ ہے اور دوسرا وہ ہوگا جو ایجاب و سلب میں اس کا مخالف ہوگا، پہلا قضیہ ممکنہ عامہ یہ ہے۔ ”کل انسان کاتب بالامکان العام“ دوسرا قضیہ یہ ہے۔ ”ولا شئی من الانسان بکاتب بالامکان العام“۔

قاعدہ نمبر ۹: ضرورت ذاتی کا مطلب یہ ہے کہ موضوع و محمول کے درمیان جو نسبت ہے (خواہ نسبت ایجابیہ ہو یا نسبت سلبیہ ہو) اس کا وجود ضروری ہے اور لا ضرورت ذاتی کا معنی یہ ہے کہ موضوع و محمول کے درمیان نسبت کا وجود ضروری نہیں ہے اور دوام ذاتی کا مطلب یہ ہے کہ محمول کا ثبوت موضوع کے لیے یا محمول کا سلب موضوع سے دائمی ہے، جب تک ذات موضوع موجود ہو۔ اور لا دوام ذاتی کا مطلب یہ ہے کہ محمول اور موضوع کے درمیان نسبت ہمیشہ کے لیے نہیں اور امکان خاص میں جانبدار سے ضرورت کی نفی ہوتی ہے۔

قاعدہ نمبر ۱۰: مناطق حضرات تمام بساط کو آپس میں نہیں ملاتے، بلکہ صرف دو بسیطوں مطلقہ عامہ (جس کی طرف ”لادائمہ“ سے اشارہ ہوتا ہے) اور ممکنہ عامہ (جس کی طرف ”لا ضرورت“ سے اشارہ ہوتا ہے) کو بساط کیساتھ ملاتے ہیں اور انہیں تمام بساط کیساتھ نہیں ملاتے، بلکہ ”لادوام ذاتی“ کو صرف پانچ قضیوں کیساتھ ملاتے ہیں، یعنی لا دوام ذاتی (مطلقہ عامہ) کو شروط عامہ، عرفیہ عامہ، وقتیہ مطلقہ، اور منتشرہ مطلقہ کیساتھ ملاتے ہیں تو یہ پانچ قضایا مرکبہ تیار ہوں گے اور لا ضرورت ذاتی (ممکنہ عامہ) کو صرف دو قضیوں کیساتھ ملاتے ہیں۔ قضایا مرکبہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

- ۱۔ مطلقہ عامہ کو شروط عامہ کیساتھ ملا دیں تو شروط خاصہ بن جائے گا۔
- ۲۔ مطلقہ عامہ کو عرفیہ عامہ کیساتھ ملا دیں تو عرفیہ خاصہ بن جائے گا۔
- ۳۔ مطلقہ عامہ کو وقتیہ مطلقہ کیساتھ ملا دیں تو وقتیہ بن جائے گا۔
- ۴۔ مطلقہ عامہ کو منتشرہ مطلقہ کیساتھ ملا دیں تو منتشرہ بن جائے گا۔
- ۵۔ مطلقہ عامہ کو مطلقہ عامہ کیساتھ ملا دیں تو وجودیہ لادائمہ بن جائے گا۔
- ۶۔ ممکنہ عامہ کو ممکنہ عامہ کیساتھ ملا دیں تو ممکنہ خاصہ بن جائے گا۔
- ۷۔ ممکنہ عامہ کو مطلقہ عامہ کیساتھ ملا دیں تو وجودیہ لا ضروریہ بن جائے گا۔

مذکورہ قواعد جاننے کے بعد اب ہم اصل مقصد مرکبات کو بیان کرتے ہیں۔

مرکبات کل سات ہیں:-

- ۱۔ شروط خاصہ ۲۔ عرفیہ خاصہ ۳۔ وقتیہ ۴۔ منتشرہ ۵۔ وجودیہ لا ضروریہ ۶۔ وجودیہ لادائمہ ۷۔ ممکنہ خاصہ

- ۱۔ **مشروطہ خاصہ** : وہ قضیہ مرکبہ ہے، جو مشروطہ عامہ میں لا دوام ذاتی کی قید بڑھا کر بنایا جاتا ہے، جیسے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ ”المحتکر ملعون“ کیونکہ اس کا مفہوم یہ ہے۔ ”المحتکر ملعون مادام محتکر الادائم“ البتہ اگر کوئی شخص احتکار (ذخیرہ اندوزی) سے توبہ نہ کرے تو اس کا معاملہ الگ ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے۔ ”المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدیہ“ اس کا مفہوم یہ ہے۔ ”المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدیہ مادام مسلماً لا دایماً“۔
- ۲۔ **عرفیہ خاصہ** : وہ قضیہ مرکبہ ہے، جو عرفیہ عامہ میں لا دوام ذاتی کی قید بڑھا کر بنایا جاتا ہے، جیسے ”وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ“ کفار اور مشرکین کا اہل ایمان کیساتھ لڑنا کفر و شرک کی وجہ سے ہے، لیکن ساتھ یہ فرمایا۔ ”حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ“ جو بمنزلہ ”لا دایماً“ کے ہے۔
- ۳۔ **وقتیہ** : وہ قضیہ مرکبہ ہے، جو وقتیہ مطلقہ میں لا دوام ذاتی کی قید بڑھا کر بنایا جاتا ہے، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ”الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ“ اس کا منطقی مفہوم یہ ہے۔ ”الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ لَا دَائِمًا“ ایک جگہ ارشاد ہے۔ ”لِلَّذِينَ يُؤَلُّونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ“ اس کا مفہوم یہ ہے۔ ”لِلَّذِينَ يُؤَلُّونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ لَا دَائِمًا“۔
- ۴۔ **منتشرہ** : وہ قضیہ مرکبہ ہے، جو منتشرہ عامہ میں لا دوام ذاتی کی قید بڑھا کر بنایا جاتا ہے، جیسے ”اداء الحج فرض فی العمر مرة“ اس کا منطقی مفہوم یہ ہے۔ ”اداء الحج فرض فی وقت مالا دایماً“۔
- ۵۔ **وجودیہ لا ضروریہ** : وہ قضیہ مرکبہ ہے، جو مطلقہ عامہ میں لا ضرورۃ ذاتی کی قید بڑھا کر بنایا جاتا ہے، جیسے ”وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (لا بالضرورۃ)“ کیونکہ رزق اللہ تعالیٰ پر دینا واجب نہیں، بلکہ اس محض فضل ہے۔
- ۶۔ **وجودیہ لا دائمہ** : وہ قضیہ مرکبہ ہے، مطلقہ عامہ میں لا دوام ذاتی کی قید بڑھا کر بنایا جاتا ہے، جیسے ”يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ“ یہ دونوں قضیے وجودیہ لا دائمہ ہیں، ان کا مفہوم منطقی یوں ہوگا۔ ”اللہ یولج اللیل فی النهار بالفعول لا دایماً“۔
- ۷۔ **ممکنہ خاصہ** : وہ قضیہ مرکبہ ہے، جس میں سلب ضرورۃ جائزین سے ہو، یعنی اس میں نہ تو جانب ایجاب ضروری ہو، اور نہ ہی جانب عدم ضروری ہو، بلکہ دونوں ممکن ہوں، جیسے ”فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ“ اس میں ”فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ“ ممکنہ خاصہ ہے، کیونکہ ۱۲ ذوالحجہ کو منی سے آنا، یا ۱۳ ذوالحجہ کو آنا دونوں جائز ہیں۔

### خلاصہ کلام

- ۱۔ (مطلقہ عامہ + مشروطہ عامہ) = مشروطہ خاصہ
- ۲۔ (مطلقہ عامہ + عرفیہ عامہ) = عرفیہ خاصہ

- ۳۔ (مطلقہ عامہ + وقتیہ مطلقہ) = وقتیہ  
 ۴۔ (مطلقہ عامہ + منتشرہ مطلقہ) = منتشرہ  
 ۵۔ (مطلقہ عامہ + مطلقہ عامہ) = وجودیہ لادائمہ  
 ۶۔ (ممکنہ عامہ + ممکنہ عامہ) = ممکنہ خاصہ  
 ۷۔ (ممکنہ عامہ + مطلقہ عامہ) = وجودیہ لاضوریہ

### تمرین

مندرجہ ذیل قضایا میں سبطہ و مرکبہ کے تعین کے ساتھ ساتھ ہر ایک کی اقسام متعین کیجئے؟

وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ. وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. لِمُؤْمِنٍ غَيْرٍ كَرِيمٌ. الْفَاجِرُ خِبٌ لَيْيْمٌ. قَتَلَ الْمُؤَذَى مَبَاحٌ.  
 لا تُرَدُّ دَعْوَةُ الدَّاعِ حِينَ تَقَامُ الصَّلَاةُ. يَجُوزُ التَّيَمُّمُ بِالتُّرَابِ. الْعِلْمُ نَافِعٌ. لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ هُوَ مُؤْمِنٌ لَا دَائِمًا.  
 الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ يَدِهِ. الدَّعَاءُ مُسْتَجَابٌ عِنْدَ خَتَمِ الْقُرْآنِ لَا دَائِمًا. مُلْعُونٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا قَوْمُ  
 لُوطٍ. خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَنْفَعُ النَّاسَ. الْمَاكِرُ بِالْمُؤْمِنِ مُلْعُونٌ لَا دَائِمًا. الضَّارُّ لِلْمُؤْمِنِ مُلْعُونٌ. الْجِهَادُ فَرَضٌ.  
 لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ. إِيْمَانُ الْمُؤْمِنِ كَامِلٌ وَقْتُ كَوْنِ الرَّسُولِ مُحْبُوبًا إِلَيْهِ. مُلْعُونٌ مَنْ سَبَّ أَبَاهُ  
 لَا دَائِمًا. الْجَالِبُ مَرْزُوقٌ. وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ. الْفُلُكُ لَا يَقْبَلُ الْخُرْقَ وَالْإِلْتِيَامَ (عِنْدَ الْفَلَّاسِفَةِ). كُلُّ بَنِي  
 آدَمَ خَطَاؤُنَ. آفَةُ الْعِلْمِ النِّسيَانُ. الْحَيَوَانُ يَمْشِي. مُلْعُونٌ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ لَا دَائِمًا. وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ.  
 الْإِنْسَانُ يَتَعَلَّمُ. مُلْعُونٌ مَنْ وَقَعَ عَلَى بَهِيمَةٍ. بَشْسُ عَبْدِ الدِّينَارِ وَعَبْدُ الدَّرْهَمِ. الْوَاحِدُ يَصْدُرُ مِنْهُ الْوَاحِدُ (عِنْدَ  
 الْفَلَّاسِفَةِ). لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ مَا دَامَ يَنْتَظَرُهَا. الصَّيْدُ مَبَاحٌ. يَجُوزُ التَّحَرُّى عِنْدَ عَدَمِ وَجُودِ أَحَدٍ. إِنْ  
 الْمَيِّتُ لَيْسَ يَسْمَعُ خَفَقَ نَعَالِهِمْ حِينَ يُولُونُ مَدْبِرِينَ. تَوَتَّى أَكَلَهَا كُلَّ حِينَ. وَبَنَى آدَمُ يَغْضَبُ حِينَ يَسْئَلُ. إِنْ  
 الشَّمْسُ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنِي الشَّيْطَانِ حِينَ تَطْلُعُ لَا دَائِمًا. إِنْ اللَّهُ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا. يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ  
 يَشَاءُ. الشَّطْرَنْجُ مَبَاحٌ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ. مُلْعُونٌ مَنْ أَتَى امْرَأَتَهُ فِي دُبْرِهَا لَا دَائِمًا. مُلْعُونٌ مَنْ صَدَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ.  
 الْمَسْحُ عَلَى الْخَفِيِّنَ جَائِزٌ لِابْتِغَاءِ الْغَرَضِ. أَكَلَ الرَّبَا مُلْعُونٌ لَا دَائِمًا. الرَّحْمَةُ تَنْزَلُ عِنْدَ خَتَمِ الْقُرْآنِ. الْمُجْتَرِحِينَ  
 لِلْسَيِّئَاتِ سَوَاءٌ مُحْيَاهُمْ وَمَمَاتِهِمْ. اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ. أَنْكَ مَيِّتٌ وَأَنْهُمْ مَيِّتُونَ. أَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ. الْمَالُ  
 نَافِعٌ. الْمَيِّتُ يَجُوزُ أَكْلُهَا عِنْدَ الْغَرَضِ. كَسَبُ الْحَلَالِ مِنَ الْمَالِ مَبَاحٌ. ابْنُ آدَمَ يَغْضَبُ لَا دَائِمًا. الْحَيَوَانُ  
 يَأْكُلُ لَا دَائِمًا.

## موجہات کی منطقی تراکیب

﴿..... إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (بالضرورة)۔

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بقیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ موجبہ بسیطہ ضروریہ مطلقہ۔

”إِنَّ“ ادات غیر زمانیہ..... لفظ ”اللَّه“ موضوع..... ”عَلَى“ جزء اول..... ”كُلُّ شَيْءٍ“ مرکب تقیدی جزء ثانی..... جزء اول با جزء ثانی مرکب غیر تقیدی ہو کر متعلق محمول..... ”قَدِيرٌ“ محمول بحمل المواطات، حمل مواطائی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... ”بالضرورة“ مرکب غیر تقیدی متعلق ثانی محمول..... موضوع اپنے محمول اور متعلقات محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بقیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ موجبہ بسیطہ ضروریہ مطلقہ۔

﴿..... وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (بالضرورة)۔

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثلاثیہ تامہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ خارجیہ حقیقیہ بقیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ موجبہ بسیطہ مشروطہ عامہ۔

”وَالْكَافِرُونَ“ مرکب غیر تقیدی موضوع..... ”هُمُ“ رابطہ غیر زمانیہ..... ”الظَّالِمُونَ“ مرکب غیر تقیدی محمول بحمل المواطات، حمل مواطائی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... ”بالضرورة“ مرکب غیر تقیدی متعلق محمول..... قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثلاثیہ تامہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ خارجیہ حقیقیہ بقیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ موجبہ بسیطہ مشروطہ عامہ۔

﴿..... الْمُؤْمِنُ غَيْرٌ كَرِيمٌ﴾ (مادام مؤمن لا دائما)۔

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ مہملہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بقیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ موجبہ مرکبہ مشروطہ خاصہ۔

”الْمُؤْمِنُ“ مرکب غیر تقیدی موضوع..... ”غَيْرٌ“ محمول بحمل المواطات، حمل مواطائی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... ”كَرِيمٌ“ محمول بحمل المواطات، حمل مواطائی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... ”مَادَامَ مُؤْمِنًا لَا دَائِمًا“ متعلق محمول..... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ مہملہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بقیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ موجبہ مرکبہ مشروطہ خاصہ۔

﴿..... وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (لا بالضرورة)۔

قضیہ حملیہ متعارفہ مرکبہ غیر سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقیہ خارجیہ بقیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ موجبہ مرکبہ وجودیہ لازوریہ۔

”وَاللَّهُ“ موضوع..... ”يَرْزُقُ“ محمول بحمل الائتقاق، حمل اہتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... اس میں ضمیر موضوع..... ”مَنْ“ مقید..... ”يَشَاءُ“ محمول بحمل الائتقاق، حمل اہتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... اس میں ضمیر موضوع..... ”بِغَيْرِ حِسَابٍ“ مرکب تقیدی ہو کر جزء ثانی..... جزء اول با جزء ثانی مرکب غیر تقیدی ہو کر متعلق محمول..... ”لَا ضَرُورَةَ“ متعلق محمول (یرزق)..... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ عند المتأخرین و مہملہ موجبہ عند المتقدمین حقیقیہ خارجیہ بقیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہو کر قید..... مقید با قید مرکب تقیدی ہو کر متعلق محمول..... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ مرکبہ غیر سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقیہ خارجیہ بقیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ موجبہ مرکبہ وجودیہ لازوریہ۔

## فصل ششم

### مقولات عشرہ کا بیان

مقولہ لغت میں ”بولی ہوئی بات“ کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں ہر چیز کو کہتے ہیں، جو کسی دوسری چیز پر محمول ہو، یعنی دوسری چیز کو اس لیے ثابت کیا جاتا ہے، جیسے ”زید قائم“ میں قیام زید پر محمول ہے، اور اسے مقولات کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اجناس عالیہ اور کلی ہیں اور اپنے ماتحت پر محمول ہوتے ہیں، یعنی دنیا میں جو چیز بھی ہوگی، اس پر ان دس مقولات میں سے ایک کا اطلاق ضرور ہوگا، یا جو ہر ہوگی یا عرض کی کوئی قسم ہوگی، جیسے زمین جو ہر، اعداد کم منفصل، سرور و حزن کیف اور قیام وقوع وغیرہ از قبیل وضع ہیں۔ مقولات درج ذیل دس ہیں، جن میں ایک جو ہر اور نو اعراض ہیں۔

۱۔ جو ہر ۲۔ کم ۳۔ کیف ۴۔ اَین ۵۔ متی ۶۔ اضافت ۷۔ ملک ۸۔ وضع ۹۔ فعل ۱۰۔ انفعال

۱۔ جو ہر: وہ ممکن ہے، جو قائم بنفسہ ہو، اور اپنے وجود میں غیر کا محتاج نہ ہو، جیسے زمین، آسمان وغیرہ۔ یہ سب جو ہر ہیں، یعنی اپنے تئیں میں کسی کے تابع نہیں، بلکہ بذات خود متمکن ہیں۔

جو ہر کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ مادی ۲۔ غیر مادی

۱۔ جو ہر مادی: وہ جو ہر ہے، جو غیر مفارق عن المادہ ہو۔ اور یہ تین ہیں:-

۱۔ ہیولی ۲۔ صورت جسمیہ ۳۔ جسم طبعی

۲۔ جو ہر غیر مادی: وہ جو ہر ہے، جو مفارق عن المادہ ہو۔ اور یہ دو ہیں:-

۱۔ نفس ۲۔ عقل

نفس اور عقل دونوں غیر مادی ہیں، کیونکہ نفس کا جسم سے تصرف اور تدبیر کا تعلق ہے، یعنی وہ جسم میں تصرف کرتا ہے اور اس میں اپنا آرزو نافذ کرتا ہے اور عقل بھی غیر مادی جو ہر ہے، کیونکہ اس کا جسم کیساتھ تاثر کا تعلق ہوتا ہے، یعنی عقل جسم پر اثر انداز ہوتی ہے۔

۲۔ عرض: وہ ممکن ہے، جو اپنے وجود میں غیر کا محتاج ہو، یعنی وہ وہ پائے جانے میں، باقی رہنے میں اور متمکن ہونے میں کسی ایسے محل کا محتاج ہو، جو اسے سہارا دے، جیسے کپڑے کی سیاہی اور سفیدی وغیرہ، جو کپڑے کے بغیر نہیں پائی جاتی ہے، نہ ہی باقی رہے سکتی ہے اور نہ ہی متمیز ہو سکتی ہے۔

اعراض نو ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ کم: وہ عرض ہے، جو بذات خود تقسیم ہو، یعنی اس کے اجزاء اور حصص فرض کئے جاسکتے ہوں۔ اس کی دو قسمیں ہیں:-

## ۱۔ کم متصل ۲۔ کم منفصل

۱۔ کم متصل: وہ کم ہے، جس کے اجزاء مفروضہ کے درمیان کوئی حد مشترک ہو، جیسے کسی خط کو دو حصوں میں تقسیم کریں، تو درمیان میں حد مشترک ہوگا، جو ایک حصہ کا انتہی ہوگا اور دوسرے کا مبدأ ہوگا۔ پھر کم متصل دو چیزیں ہیں:-

## ۱۔ قار الذات ۲۔ غیر قار الذات

۱۔ قار الذات: وہ کم متصل ہے، جس کے اجزاء ایک ساتھ جمع ہوں، یہ تین چیزیں ہیں:-

## ۱۔ خط عرضی ۲۔ سطح عرضی ۳۔ جسم تعلیمی

۲۔ غیر قار الذات: وہ کم متصل ہے، جس کے اجزاء ایک ساتھ جمع نہ ہوں، جیسے زمانہ کے اجزاء ایک ساتھ جمع نہیں، کیونکہ زمانہ ماضی گزر چکا ہے اور مستقبل ابھی آیا نہیں، البتہ حال موجود ہے، تاہم اس میں فلاسفہ کا اختلاف ہے کہ یہ موجود حقیقی ہے یا امر موهوم ہے اور زمانہ کم متصل اس لئے ہے کہ ماضی اور مستقبل کے درمیان ”آن“ حد مشترک ہے، جس طرح خط کے اجزاء کے درمیان نقطہ مشترک ہوتا ہے۔

۲۔ کم منفصل: وہ کم ہے، جس کے اجزاء مفروضہ کے درمیان کوئی حد مشترک نہ ہو، اور یہ بھی دو قسم پر ہے

## ۱۔ قار الذات ۲۔ غیر قار الذات

قار الذات: وہ کم منفصل ہے جس کے اجزاء ایک ساتھ جمع ہو جیسے اعداد کہ ان میں کوئی حد مشترک نہیں، مثلاً اگر دس کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے تو پہلا نصف پورے پانچ پر ختم ہوا، اور دوسرا نصف چھ سے شروع ہوا، درمیان میں کچھ نہیں۔

غیر قار الذات: یہ وہ کم منفصل ہے جس کے اجزاء ایک ساتھ جمع نہ ہو جیسے آواز کے اجزاء کہ وہ ایک ساتھ جمع نہیں بلکہ جو ہی موجود ہوتا ہے وہ ختم ہو جاتا ہے اور ان کے درمیان میں کوئی حد مشترک بھی موجود نہیں۔

۳۔ کیف: وہ عرض ہے، جو تقسیم نہ ہو سکے۔ اس کی چار قسمیں ہیں:-

۱۔ کیفیات احساسیہ ۲۔ کیفیات نفسانیہ ۳۔ کیفیات مخصصہ بالکمیات ۴۔ کیفیات استعدادیہ

۱۔ کیفیات احساسیہ: جو کیفیات ہیں، جن کا حواس ظاہرہ سے ادراک کیا جاسکے، جیسے شہد کی مٹھاس وغیرہ۔

۲۔ کیفیات نفسانیہ: کیفیات نفسانیہ دو ہیں:-

۱۔ حال ۲۔ ملکہ

۱۔ حال: وہ کیفیت نفسانیہ ہے، جو جلد ختم ہو جائے، جیسے کتابت ابتدائی مرحلہ میں، اگر اس کا مزاوہ چھوٹ جائے تو کیفیت

ختم ہو جائے گی اور فن کتابت بھول جائے گا۔

۲۔ ملکہ: وہ کیفیت نفسانیہ ہے، جو ختم نہ ہو، یہ تب حاصل ہوتی ہے جب کسی کام کو بار بار کرنے کی مشق کی جائے، جیسے فن

کتابت میں مہارت پیدا ہونے کے بعد ملکہ بن جاتا ہے۔

۳۔ کیفیات مخصصہ بالکمیات: وہ کیفیات ہیں، جو کم متصل کیساتھ خاص ہوں، جیسے شکل کا مثلث یا مربع ہونا، کم منفصل کیساتھ مختص ہوں، جیسے عدد کا جفت، طاق اور مساوی وغیرہ ہونا۔

۴۔ کیفیات استعدادیہ: ان کیفیات سے عبارت ہے، جو استعداد اور صلاحیت انسان وغیرہ میں پائی جاتی ہے، جیسے طاقت ور ہونا، کمزور ہونا وغیرہ۔

۵۔ ائین: وہ عرض ہے، جو کسی جسم کو کسی مکان میں ہونے کی وجہ سے حاصل ہوتا، جیسے احمد کا مسجد میں ہونا، مدرسہ میں ہونا، گھر میں ہونا وغیرہ۔

۶۔ متی: وہ عرض ہے، جو کسی جسم کو کسی زمانہ میں ہونے کی وجہ سے حاصل ہو، جیسے احمد کا جمعہ کے دن آنا۔ اس حالت کے متعلق ”متی“ سے سوال کیا جاتا ہے، جیسے ”متی يقدم أحمد؟“ جواب ہوگا۔ ”يوم الجمعة“ وغیرہ۔

۷۔ اضافت: دو چیزوں کے درمیان نسبت و تعلق سے عبارت ہے، جن کا سمجھنا ایک دوسرے پر موقوف ہو، جیسے باپ ہونا، بیٹا ہونا، استاذ ہونا، شاگرد ہونا وغیرہ۔

۸۔ ملک: وہ حالت ہے، جو جسم کو اس وقت حاصل ہو، جب کوئی چیز اس کا احاطہ کرے اور وہ حالت جسم کیساتھ منتقل بھی ہو، جیسے عمامہ باندھنے سے اور گرتے پہننے سے حاصل ہونی والی حالت وغیرہ۔

۹۔ وضع: وہ حالت ہے، جو کسی چیز کو خود اس کے اجزاء کی نسبت سے اور امور خارجیہ کی نسبت سے حاصل ہوتی ہے، جیسے قیام و قعود وغیرہ۔

۱۰۔ فعل: وہ حالت ہے، جو کسی چیز کو دوسری میں اثر ہوتے وقت حاصل ہوتی ہے، جیسے مارتے وقت، کاٹنے والی چیز کو کاٹنے وقت اور گرم کرنے والی چیز کو گرم کرتے وقت جو تائیری حالت پیش آتی ہے، یہ فعل کہلاتا ہے۔

۱۱۔ انفعال: وہ حالت ہے، جو کسی چیز کو دوسری چیز سے اثر قبول کرتے وقت پیش آتی ہے، جیسے مضروب کو مضروبیت کی حالت میں کٹنے والی چیز کو کٹتے وقت اور گرم ہونے والی چیز کو گرم ہونے کی حالت میں جو تائیری حالت عارض ہوتی ہے، یہ انفعال کہلاتا ہے۔ مقولات عشرہ کو کسی منطقی نے دو شعروں میں یوں بیان کیا ہے۔

زید الطویل الأسود ابن مالک فی دارہ بالأمس کان یتکی

فی یدہ سیف نضاه فانقضی فہذہ عشرہ مقولات سوی

### مقولات عشرہ کے انطباق کی چند دل نشیں مثالیں

شیخ عبدالرحمن حبکہ میدانے اور ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی نے مقولات عشرہ کی انطباق کی چند دل نشیں مثالیں دی ہیں، جنہیں ذیل میں بیان کیا جاتا ہے، تاکہ ان کی حقیقت واضح طور پر معلوم ہو سکے اور افہام و تفہیم میں آسانی ہو۔ مثال ملاحظہ ہو۔

#### پہلی مثال: پانی

پانی کی ذات مقولہ جو ہر ہے، اس کا ایک لیٹر یا دو لیٹر ہونا مقولہ کم ہے، اس کا گرم ہونا، ٹھنڈا ہونا، بیٹھا ہونا، کڑوا ہونا وغیرہ مقولہ کیف ہے، پانی کا مخلوق ہونا، صفات اور خصائص کا معلوم ہونا مقولہ اضافت ہے، اس کا دریا، یا نہر، یا گلاس میں ہونا وغیرہ میں ہونا مقولہ اُین ہے، اس کا کسی زمانہ میں موجود ہونا مقولہ متی ہے، اس کا کسی ایسے برتن میں ہونا جو بالکل برابر ہو مقولہ وضع ہے، اس کے برتن کسی پردے میں پوشیدہ ہونا مقولہ ملک ہے، اس کا بالفعل نوش کرنے والے کو سیراب کرنا مقولہ فعل ہے اور پینے والے کو سیراب ہو جانا مقولہ انفعال ہے۔

#### دوسری مثال: زید

زید ایک شخص ہے، اس کا دراز قد، یا چھوٹے قد والا ہونا، اس کا ایک من یا دو من ہونا وغیرہ مقولہ کم ہے، اس کا سفید و سرخ ہونا، گندمی رنگ کا ہونا، غصہ میں ہونا، عاشق ہونا، غم زدہ ہونا، خوش ہونا، بھوکنا ہونا اور سیر وغیرہ ہونا مقولہ کیف ہے، اس کا بنی آدم ہونا، احمد کا بیٹا ہونا، مخلوق ہونا، پاکستانی ہونا، مکی ہونا، مدنی ہونا، دمشقی ہونا، عربی ہونا، عجمی ہونا مقولہ اضافت کہلاتا ہے، اس کا گھر میں ہونا، یا کسی بھی مکان میں ہونا مقولہ اُین ہے، اس کا کسی زمانہ میں ہونا مقولہ متی ہے، اس کا قیام و قعود، رکوع اور سجود میں ہونا مقولہ وضع کہلاتا ہے، اس کا لباس پہنے ہوئے ہونا، عمامہ باندھے ہوئے ہونا مقولہ ملک کہلاتا ہے، اس کا ٹہنی وغیرہ کو حرکت دینا مقولہ فعل ہے، اور اس ٹہنی کا ان کے ہلانے پر ہلنا مقولہ انفعال کہلاتا ہے۔

#### تیسری مثال: ابو زید سروجی

ایک صاحب ہیں ابو زید السروجی ہیں، ان کی شخصیت مقولہ جو ہر ہے، ان کا میانہ قد مقولہ کم ہے، ان کی آنکھوں کا نیلگوں ہونا، یا ان کا شاعرانہ مزاج، ان کی خوش اخلاقی، مجلس گفتگو، دوسروں پر اثر ہونے کی صلاحیت وغیرہ وغیرہ مقولہ کیف سے تعلق رکھتی ہے، ان کا کسی خاص صفت سے متصف ہونا، جیسے السروجی کی نسبت مقولہ اضافت ہے، ان کا گھر پر ہونا، یا کسی جگہ مقیم ہونا مقولہ اُین ہے، ان کا صبح یا شام کو کسی کے پاس جانا مقولہ متی ہے، ان کا تکیہ لگانے بیٹھنا یا نماز میں قیام کرنا، رکوع کی حالت میں ہونا مقولہ وضع ہے، ان کا شیروانی پہنے ہوئے ہونا، جو شیروانی ان کیساتھ ساتھ حرکت کرتی ہے، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتی رہتی ہے، مقولہ ملک ہے، ان کا تسبیح کو حرکت دینا مقولہ فعل ہے اور ان کے تسبیح کا ان کے ہلانے پر ہلنا مقولہ انفعال ہے۔



## قواعد

قاعدہ نمبر ۱: ہر کلیہ ایک عقلی اور ذہنی حقیقت ہے، جس کو معانی کہا جاتا ہے، مگر ان معانی کو دوسروں تک منتقل کرنے کے لیے قول کا سہارا لینا پڑتا ہے، فلاسفہ کی تحقیق یہ ہے کہ کائنات کے اندر جو بھی ہے، جن کو موجودات کہا جاتا ہے، یہ سب دس بنیادی حقائق کے ضمن میں آتے ہیں، ان حقائق کو بتلانے کے لیے ہم قول کا تعبیر اختیار کرتے ہیں، لہذا ہر بنیادی حقیقت ایک مقولہ ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: تمام مخلوقات مقولات عشرہ کے ماتحت ہیں، انہیں اجناس عالیہ بھی کہتے ہیں۔ (۲)

قاعدہ نمبر ۳: فلاسفہ کے نزدیک جو ہر آخری مفہوم ہے، اس سے اوپر کوئی ایسا مفہوم نہیں، جو جو ہر اور عرض دونوں کا شامل ہو، البتہ قاسم العلوم والآخرات حضرت مولانا قاسم نانوتوی فرماتے ہیں کہ جو ہر اور عرض سے اوپر بھی ایک عام مفہوم ہے، جو ان دونوں کو شامل ہے اور وہ وجود ہے، جو تمام مخلوقات کو شامل ہے، اس کی دو قسمیں ہیں، جو ہر اور عرض ہیں اور وہ وجود کا مقابل عدم ہے، لہذا اجناس عالیہ جو ہر اور عرض نہیں، بلکہ وجود اور عدم ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر ۴: جو ہر میں بقاء ہوتی ہے، یعنی اس کا وجود اس کے ختم ہونے کے زمانہ تک مسلسل رہ سکتا ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۵: جو ہر میں تداخل نہیں ہو سکتا، البتہ حلول ہو سکتا ہے، لیکن بعض فلاسفہ کے نزدیک اگر جو ہر غیر مقداری ہے، جیسے بعد مجرہ، تو اس میں تداخل ہو سکتا ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۶: جو ہر یک دم نیست سے ہست ہوتا ہے اور اسی طرح معدوم بھی ہو سکتا ہے، نیز کچھ حصہ بھی معدوم ہو سکتا ہے (۶)۔

قاعدہ نمبر ۷: جو ہر مادی کی طرف اشارہ حسیہ ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں ہے یا وہاں ہے (۷)۔

قاعدہ نمبر ۸: عرض بذات خود اشارہ حسیہ کے قابل نہیں ہوتا، البتہ بالعرض (مبعا) اس کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے، جیسے کپڑے کی سیاسی و سفیدی، اس کے تبعیت میں مشار الیہ بن سکتی ہیں (۸)۔

قاعدہ نمبر ۹: جو ہر قوت مجرہ کا نام ہے، جو کسی دوسری چیز سے پیدا نہیں ہوتا، اسے موجود لا فی الموضوع، قائم بذاتہ، قائم بنفسہ بھی کہتے ہیں۔

قاعدہ نمبر ۱۰: ہر وہ چیز جس کا سمجھنا دوسرے کے سمجھنے پر موقوف ہو تو اسے اضافت و نسبت کہتے ہیں، جیسے ابوت، بنوت، ملاقات، اتصال، انفصال، محبت، عداوت، زوجیت، تحتیت، فوقیت وغیرہ وغیرہ (۹)۔

=====

(۱) تفہیم المنطق: ۲۹۰۔ (۲) مرقاۃ: ۳۵۔

(۳) معین الفلفہ: ۷۰۔ (۴) معین الفلفہ: ۷۱۔

(۵) معین الفلفہ: ۷۲۔ (۶) معین الفلفہ: ۷۲۔

(۷) معین الفلفہ: ۷۲۔ (۸) معین الفلفہ: ۷۲۔ (۹) معین الفلفہ: ۷۵۔

قاعدہ نمبر ۱۱: ایں اور ملک میں فرق یہ ہے کہ ”ایں“ میں مکان جسم کا احاطہ کرتا ہے، مگر وہ جسم کیساتھ منتقل نہیں ہوتا، اور ملک میں انتقال پایا جاتا ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۲: ملک میں احاطہ کرنے والی چیز فطری بھی سکتی ہے، جیسے حیوان کی کھال اور غیر فطری بھی ہو سکتی ہے، جیسے گرتا، نیز سارے جسم کا احاطہ بھی کر سکتی ہے جیسے لمبا چوڑا کپڑا، جو سارے بدن کو ڈھانپ لے، اور جسم کے کچھ حصہ کا احاطہ بھی کر سکتی ہے، جیسے انگوٹھی انگلی کے کچھ حصہ کا احاطہ کرتی ہے (۲)۔

## تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ میں مقولات کی تعیین کیجئے؟

حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ، وَهُوَ ابْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: سَلُونِي فَهَابُوهُ أَنْ يَسْأَلُوهُ فَجَاءَ رَجُلٌ، فَجَلَسَ عِنْدَ رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ شَيْئًا وَتُقِيمِ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ قَالَ: صَدَقْتَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا الْإِيمَانُ قَالَ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكِتَابِهِ وَلِقَائِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ كُلِّهِ قَالَ: صَدَقْتَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا الْإِحْسَانُ؟ قَالَ: أَنْ تَخْشَى اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّكَ إِنْ لَا تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ: صَدَقْتَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ؟ قَالَ: مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَسَأُحَدِّثُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا: إِذَا رَأَيْتِ الْمَرْأَةَ تَلْدُ رَبَّهَا فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا، وَإِذَا رَأَيْتِ الْحُفْلَةَ الْعُرْلَةَ الضَّمَّ الْبُكْمَ مُلُوكَ الْأَرْضِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا، وَإِذَا رَأَيْتَ رِعَاءَ الْبَهْمِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا، فِي خَمْسٍ مِنَ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَآذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ [لقمان: ۳۴] قَالَ: ثُمَّ قَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: رُثْوَةٌ عَلَيَّ فَالتِمَسَ فَلَمْ يَجِدْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: هَذَا جَبْرِيلُ أَرَادَ أَنْ تَعْلَمُوا إِذْ لَمْ تَسْأَلُوا. (۳)

(۱) معین الفلفہ: ۷۶. (۲) معین الفلفہ: ۷۵.

(۳) صحیح مسلم، بابُ الْإِسْلَامِ مَا هُوَ وَبَيَانُ خِصَالِهِ: (۱/۴۰، رقم ۱۰).

## فصل ہفتم: تصور کی تقسیم

تصور کی چار قسمیں ہیں:-

۱۔ تصور بالکنہہ ۲۔ تصور بکنہہ ۳۔ تصور بالوجہ ۴۔ تصور بوجہہ

۱۔ تصور بالکنہہ: وہ تصور ہے، جس میں کسی ذات کے معلوم کرنے کے لیے اس کے ذاتیات کو ذریعہ بنایا جائے، جیسے انسان کا علم حیوان ناطق کے ذریعہ ہو جانا۔

۲۔ تصور بکنہہ: وہ تصور ہے، جس میں کسی ذات کے معلوم کرنے کے لیے اس کے ذاتیات کو ذریعہ نہ بنایا جائے، جیسے انسان کی معرفت حیوان ناطق کو واسطہ بنائے بغیر حاصل ہو جانا۔

۳۔ تصور بالوجہ: وہ تصور ہے، جس میں کسی ذات کے معلوم کرنے کے لیے اس کے عرضیات کو ذریعہ بنایا جائے، جیسے انسان کا علم ضاحک اور کاتب کے ذریعہ حاصل ہو جانا۔

۴۔ تصور بوجہہ: وہ تصور ہے، جس میں کسی ذات کے معلوم کرنے کے لیے اس کے عرضیات کو ذریعہ نہ بنایا جائے، جیسے انسان کا علم ضاحک اور کاتب کے ذریعہ حاصل ہو جانا۔

وجہ حصر: اگر کسی شئی کے ذاتیات کا تصور کریں، اگر ذات کے لیے آلہ اور مرآۃ بنالیں تو تصور بالکنہہ ہے، اگر آلہ اور مرآۃ نہ بنائیں تو تصور بکنہہ ہے، اگر کسی شئی کی عرضیات کا تصور کریں اور معرض کے لیے آلہ اور مرآۃ بنالیں تو تصور بالوجہ ہے اور اگر آلہ اور مرآۃ نہ بنائیں تو تصور بوجہہ ہے۔

## مطلق الشئی اور الاشئی المطلق کا قاعدہ

ایک ہوتی ہے، مطلق الشئی، یعنی مطلق کی اضافت شئی کی طرف ہو، اور ایک ہوتی ہے۔ ”الشئی المطلق“ موصوف صفت، یعنی ایسی شئی وصف اطلاق کیساتھ مقید ہو، مطلق الاشئی میں کوئی قید نہیں ہوتی، اسی لیے اس میں عموم زیادہ ہے اور ”الشئی المطلق“ میں کم از کم قید تو موجود ہے، اسی لیے اس میں اس درجہ کا عموم نہیں، بلکہ یہاں مقید ہے۔ مناطقہ حضرات اس میں کئی فرق کرتے ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ مطلق الاشئی لا بشرط شئی کے مرتبہ میں ہوتا ہے اور الاشئی المطلق بشرط الاشئی کے مرتبہ میں ہوتا ہے۔

۲۔ مطلق الاشئی موجود بوجہ فرد ما اور منقشی باثفاء فرد ما ہوتا ہے اور الاشئی المطلق موجود بوجہ فرد ما ہوتا ہے، لیکن منقشی باثفاء فرد ما نہیں ہوتا، بلکہ منقشی باثفاء جمیع الافراد ہوتا ہے۔

۳۔ مطلق الاشئی اعم اور الاشئی المطلق اخص کہلاتا ہے۔

۴۔ مطلق الاشی غیر مقید اور الاشی المطلق مقید ہوتا ہے۔

۵۔ مطلق الاشی پر عموم اور خصوص دونوں کے احکام جاری ہوتے ہیں، لیکن الاشی المطلق پر صرف عموم کے احکام جاری ہوتے ہیں۔

۶۔ مطلق الاشی مہملہ قد مائیہ کا موضوع واقع ہوتا ہے اور شیء مطلق قضیہ طبعیہ کا موضوع واقع ہوتا ہے (۱)۔

### مراتب ثلاثہ کا بیان

کتب منطق میں مطلق الاشی اور الاشی المطلق کیساتھ مراتب کا ذکر بھی ہوتا ہے، تاہم حقیقت میں یہ مراتب بھی ان کے حکم

میں ہوتے ہیں۔

مرتبہ کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ مرتبہ لا بشرط الاشی ۲۔ مرتبہ بشرط الملاشی ۳۔ مرتبہ بشرط الاشی۔

۱۔ مرتبہ لا بشرط الاشی: یہ وہ مطلق الاشی ہے، جس میں نہ شرط عموم ہو اور نہ ہی شرط خصوص ہو۔ بالفاظ دیگر اس میں نہ مجرد عن

العوارض کی شرط ہوتی ہے اور نہ خلط مع العوارض کی شرط ہوتی ہے، جیسے انسان، اس میں نہ عوارض کی شرط ہے کہ کوئی خاص انسان مراد ہو۔ اور نہ ہی عدم عوارض کی شرط ہے کہ کوئی عام انسان مراد ہو۔

۲۔ مرتبہ بشرط الملاشی: یہ وہ الاشی المطلق ہے، جس میں خصوص کی قید نہ ہو، البتہ عموم کی قید ہو، یہ عموم کی قید صرف عنوان

اور تعبیر میں ہوتی ہے، معنوں میں نہیں ہوتی۔ جیسے انسان کہ جب اس میں عدم عوارض کی شرط ہو، اور جب اس میں عدم عوارض کا لحاظ ہو تو اس میں عموم ہوگا۔

۳۔ مرتبہ بشرط الاشی: یہ وہ مرتبہ ہے، جس میں خلط مع العوارض کی شرط ہو، یعنی جس میں خصوص کی قید ہو، جب ماہیت کیساتھ

عوارض کی شرط ہو تو یہ فرد کہلاتا ہے، جو خارج میں موجود ہوتا ہے، البتہ اس کی ضمن میں ماہیت بھی موجود ہوتی ہے۔

### قواعد

قاعدہ نمبر ۱: ذاتیات الاشی کو محدود کی معرفت کے لیے واسطہ بنانے کو تصور بالکنہہ کہا جاتا ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۲: عرضیات الاشی کو معروض کی معرفت کے لیے واسطہ بنانے کو تصور بالوجہ کہتے ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر ۳: مرآة سے مراد واسطہ اور ذریعہ ہے (۴)۔

=====

(۱) مزید تفصیل کے لیے دیکھئے تحریر کنندہ ۸۷، میزان العلوم ۱۳۶، دستور العلماء ۳/۱۹۵، تحفہ شاہجہانی ۴۴۰۔

(۲) ضیاء النجوم: ۴، انوار العلوم: ۶، اسعاد الفہوم: ۷۔

(۳) ضیاء النجوم: ۴، انوار العلوم: ۶، اسعاد الفہوم: ۷۔

(۴) ضیاء النجوم: ۴، انوار العلوم: ۶، اسعاد الفہوم: ۷۔

قاعدہ نمبر ۴: مرتبہ لا بشرط الاشیٰ کو شئی من حیث ہو ہو بھی کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۵: مرتبہ لا بشرط الاشیٰ کو ماہیت مطلقہ، مرتبہ بشرط اللہ الاشیٰ کو ماہیت مجردہ اور مرتبہ بشرط الاشیٰ کو ماہیت مخلوط کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۶: مرتبہ لا بشرط الاشیٰ میں نہ تجرد عن المادہ کی شرط ہوتی ہے اور نہ ہی خلط مع العوارض کی شرط ہوتی ہے، مرتبہ بشرط اللہ الاشیٰ میں عدم خلط مع العوارض کی شرط ہوتی ہے اور جب کہ مرتبہ بشرط الاشیٰ میں خلط مع العوارض کی شرط پائی جاتی ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۷: جب کوئی ماہیت عوارض کیسا تھل کر پائی جائے تو اس کا نام بشرط شئی ہے اور جب کوئی ماہیت لاشئی (عدم عوارض) کی شرط سے مشروط ہو تو اس کا نام بشرط لاشئی ہے اور وہ ماہیت جو عوارض و عدم عوارض دونوں شرطوں سے خالی ہو تو اس کا نام لا بشرط شئی ہے۔

قاعدہ نمبر ۸: اہل علم کا اس بات اتفاق ہے کہ ماہیت مجردہ خارج میں موجود نہیں ہوتی، البتہ ماہیت مخلوطہ خارج میں پائی جاتی ہے، تاہم ماہیت مطلقہ خارج میں موجود ہے یا نہیں اس میں اہل علم کا اختلاف ہے، شیخ ابو علی سینا اور محققین کا نقطہ نظریہ ہے کہ ماہیت مطلقہ خارج میں (بلعین و جوہ افراد) موجود ہے، بعض حضرات کا مذہب یہ ہے کہ ماہیت مطلقہ خارج میں موجود نہیں، بلکہ خارج میں افراد موجود ہیں اور کلیات و ماہیات اس افراد سے معتزع ہو کر اذہان میں موجود ہوتے ہیں (۴)۔

### تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ کا تصور بالکلمہ، بالکلمہ، بالوجہ، بوجہ ذکر کریں، نیز مطلق شئی اور شئی مطلق کی تعیین کیجئے؟

الانسان. الكلمة. الاسم. الفعل. المعرب. الكلام. الحياة. الموت. المفرد. الانسان نوع. ان الانسان  
لفی خسر. البقر نوع. ان الانسان لوبہ لکنود. الرجل خیر من المرأة. الرجل قوام علی المرأة. کل انسان  
حیوان. الانسان حیوان. الحيوان حساس. المرأة مستفرشة. الکافرين لا مولی لهم. الانسان ضاحک.  
الفرس نوع.

=====

(۱) دستور العلماء: ۲۲۳/۳، توضیح الفلشفہ غیر مطبوع: ۶۹.

(۲) دستور العلماء: ۲۲۳/۳، توضیح الفلشفہ غیر مطبوع: ۷۰.

(۳) دستور العلماء: ۲۲۳/۳، توضیح الفلشفہ غیر مطبوع: ۷۰.

(۴) دستور العلماء: ۲۲۳/۳، توضیح الفلشفہ غیر مطبوع: ۷۰.

### فصل ہفتم: ”امکان، امتناع اور وجوب“ کا قاعدہ

یہ ایک مسلمہ قاعدہ ہے کہ موضوع اور محمول کے درمیان رابطہ تین حالتوں سے خارج نہیں ہوتا، مثلاً: اگر ہم ایک محمول کو کسی موضوع سے نسبت دیدیں اور یوں کہیں کہ ”زید انسان ہے“ تو ”انسان“ کا ”زید“ سے رابطہ وجوب، امکان اور امتناع کی تین کیفیتوں میں سے ایک ہوگا: یا تو یہ رابطہ ضروری ہوگا، یعنی حتمی اور ناقابل تخلف ہوگا بالفاظ دیگر عقل اس کے خلاف قبول کرنے سے انکار کرتی ہے۔ یا اس کے برعکس ہوگا، یعنی رابطہ امتناعی ہوگا، یعنی محال ہے کہ محمول موضوع کا عارض بن جائے، بالفاظ دیگر عقل اسے قبول نہیں کرتی ہے اور یا رابطہ اس طرح ہوگا کہ مثبت بھی ہو سکتا ہے اور منفی بھی ہو سکتا ہے، یعنی قابل اثبات بھی ہے اور قابل نفی بھی ہے اور بالفاظ دیگر عقل نہ اسے قبول کرنے سے انکار کرتی ہے اور اس کے خلاف کو قبول کرنے سے بھی انکار کرتی ہے۔ مثال کے طور پر ہم کہیں کہ: چار کا عدد جفت ہے تو یہ رابطہ ضروری اور حتمی ہے، عقل کے خلاف کو قبول نہیں کرتی ہے۔ عقل کہتی ہے: چار کا عدد جفت ہے بالضرورة وبالوجوب۔ لہذا جو چیز اس رابطہ پر حاکم ہے وہ وجوب اور ضرورت ہے۔ لیکن اگر ہم کہیں کہ: پانچ کا عدد جفت ہے تو یہ رابطہ امتناعی ہے، یعنی ہماری عقل اسے قبول کرنے سے انکار کرتی ہے، لہذا پانچ کے عدد اور جفت کے درمیان امتناع اور استحالہ کا رابطہ ہے۔ لیکن اگر یہ کہیں کہ: آج دھوپ ہے تو یہ رابطہ ایک امکانی رابطہ ہے، یعنی دن کی طبیعت کا نہ یہ اقتضاء ہے کہ حتماً اور یقینی طور پر دھوپ ہو اور نہ اس کا اقتضاء ہے کہ حتماً بادل ہوں۔ دن کی طبیعت کے مطابق دونوں چیزیں ممکن ہیں، یہاں دن اور دھوپ کے درمیان رابطہ امکانی ہے۔

وجوب (وَجِبَ يَجِبُ سے) مصدر ہے جس کے معنی ہیں: ثابت ہونا، لازم ہونا۔ واجب اسم فاعل بمعنی ثابت ہے، واجب الوجود کا معنی ہے: ثابت الوجود، لازم الوجود۔ اور واجب وہ ہستی ہے جس کا عدم ممتنع اور وجود ضروری ہو۔ یعنی جو کسی علت پر استناد کیے بغیر موجود ہو اور اس کے ذات پر عدم محال ہو۔

پھر واجب کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ واجب لذاتہ ۲۔ واجب لغيرہ

۱۔ واجب لذاتہ کی تعریف: وہ واجب ہے جس کا وجود ذاتی ہو، یعنی وہ اپنے وجود میں غیر کا محتاج نہ ہو اور واجب الوجود صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

۲۔ واجب لغيرہ کی تعریف: وہ واجب ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وجوب ملا ہو اور وہ کبھی معدوم نہ ہو، جیسے عقول عشرہ فلاسفہ کے خیال کے مطابق واجب لغيرہ ہے اور اسلامی تعلیمات کی رُو سے کوئی چیز واجب لغيرہ نہیں ہے۔

اور امتناع کے معنی ہیں: عدم کا ضروری ہونا، یعنی کسی چیز کا موجود نہ ہو سکتا، جیسے شریک باری تعالیٰ، اجتماع نقیضین اور ارتقاع نقیضین وغیرہ۔ پھر امتناع کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ امتناع ذاتی ۲۔ امتناع بالغير (امتناع عرضی)

۱۔ امتناع ذاتی کی تعریف: یہ ہے کہ کسی چیز کی ذات وجود خارجی کے عدم کو مقتضی ہو، جیسے شریک باری تعالیٰ کا امتناع ذاتی

ہے، اس لیے کہ باری تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔

۲۔ امتناع بالغير (امتناع عرضی) کی تعریف: یہ ہے کہ ذات کی وجہ سے نہیں بلکہ غیر کی وجہ سے وجود خارجی کا عدم ضروری ہو، جیسے فلاسفہ کے خیال کے مطابق عقول عشرہ کا عدم ممتنع ہے، لیکن ذات کے اعتبار سے نہیں بلکہ غیر (علت تامہ) کے اعتبار سے۔ یعنی ایک ایسی چیز جس کے لیے بالذات وجود محال نہیں ہے بلکہ اگر کوئی وجود عطا کرنے کی علت ہو تو وہ وجود میں آئے گی، لیکن چونکہ علت موجود نہیں ہے اس لیے وہ چیز بھی قہراً وجود نہیں ہے، پس اس چیز کی علت نہ ہونے کی وجہ سے امتناع نے وجود پایا ہے اور چونکہ یہ امتناع عدم علت کی وجہ سے ہے اس لیے اسے امتناع بالغير کہتے ہیں۔

امکان ضرورت کی ضد ہے، اس لیے امکان کو ”لا ضرورۃ“ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کی تعریف یہ ہے۔ ”عدم اقتضاء الذات للوجود والعدم بان تكون الماهية من حيث هي قابلة للوجود والعدم۔“ یعنی کسی ذات کا عدم اور وجود کا تقاضا نہ کرنا اس طور پر کہ وہ ماہیت اپنی ذات کے اعتبار سے وجود و عدم دونوں کی صلاحیت رکھتی ہے۔

پھر امکان کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ امکان خاص ۲۔ امکان عام

۱۔ امکان خاص کی تعریف: وہ ہے جس میں سلب ضرورت جائین (جانب موافق اور جانب مخالف) سے ہو۔ یعنی وہ امکان ہے جس میں موضوع کے لیے محمول کا ثبوت یا نفی اس طرح ہو کہ حکم کی نہ جانب موافق ضروری ہو اور نہ ہی جانب مخالف ضروری ہو، جیسے ”کل انسان موجود بالامکان الخاص“ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان ایک ایسا موجود ہے جس کے لیے نہ وجود ضروری ہے اور نہ عدم ضروری ہے۔

۲۔ امکان عام کی تعریف: وہ ہے جس میں سلب ضرورت جانب مخالف سے ہو۔ یعنی وہ امکان ہے جس میں موضوع کے لیے محمول کا ثبوت یا نفی اس طرح ہو کہ حکم کی جانب مخالف ضروری نہ ہو، اس سے قطع نظر کہ جانب موافق ضروری ہے یا نہیں، جیسے قضیہ موجبہ کی مثال: ”اللہ موجود بالامکان العام“ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جانب موافق (وجود) ضروری ہے اور جانب مخالف (عدم وجود) ضروری نہیں۔ اور جیسے: ”الانسان كاتب بالامکان العام“ یعنی انسان کے لیے کتابت کے ثبوت کے باوجود سلب کتابت ضروری نہیں۔ سالبہ کلیہ کی مثال: ”شريك الباري ليس بموجود بالامکان العام“ یعنی شریک باری تعالیٰ موجود نہیں ہے امکان عام کیساتھ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شریک باری تعالیٰ کا وجود ضروری نہیں ہے اگرچہ شریک باری کا عدم بھی ضروری ہے۔

پھر امکان عام کی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ امکان عام مقید بجانب الوجود ۲۔ امکان عام مقید بجانب العدم

۱۔ امکان عام مقید بجانب الوجود کی تعریف: جس میں سلب ضرورۃ جانب عدم سے ہو، یعنی جس کا وجود ضروری ہو، خواہ یہ وجود واجب ہو، جیسے باری تعالیٰ کا وجود ہے یا ممکن ہو، جیسے انسان موجود کا وجود ہے۔

=====

۲۔ امکان عام مقید بجانب العدم کی تعریف: وہ امکان عام ہے جس میں سلب ضرورت جانب وجود سے ہو، یعنی جس کا عدم ضروری ہو، خواہ یہ عدم واجب ہو، جیسے شریک باری تعالیٰ کا عدم ہے یا ممکن ہو، جیسے انسان غیر موجود کا عدم ہے۔

### فصل ہشتم: امکان کے معانی

اہل علم نے امکان کے سات معانی بیان کیے ہیں:

۱۔۔۔ امکان خاص کی تعریف: وہ امکان ہے جس میں سلب ضرورت جانب موافق اور جانب مخالف دونوں سے ہو، جیسے سارا جہان ممکن یا امکان خاص ہے نہ اس کا وجود ضروری ہے اور نہ اس کا عدم ضروری ہے۔ بالفاظ دیگر جس میں سلب ضرورت جانبین سے ذات اور ماہیت کے ملاحظہ سے ہو، مثال کے طور پر ہم کہتے ہیں: ”الانسان من حیث ہی لیس بضروری الوجود والعدم“ انسان کا ذات اور ماہیت کے اعتبار سے نہ وجود ضروری ہے اور نہ عدم ضروری ہے۔

۲۔۔۔ امکان عام کی تعریف: وہ امکان ہے جس میں سلب ضرورت مخالف سے ضروری ہو، خواہ جانب موافق کی طرف سے ضروری ہو یا نہ ہو، جیسے کہا جاتا ہے: ”الشئی الفلانی ممکن“ یعنی فلان شئی ممکن و محال نہیں ہے یہاں صرف جانب مخالف سے سلب ہے، لیکن اس کے جانب موافق کے بارے میں کوئی چیز نہیں کہی گئی ہے۔

۳۔۔۔ امکان اخص کی تعریف: وہ امکان ہے جس میں کسی چیز کی ضرورت ذاتیہ، وصفیہ اور وقتیہ کے سلب ہونے کا امکان ہو، جیسے ”الانسان کتاب بالامکان“ اس قضیہ میں امکان سے امکان اخص مراد ہے، کیونکہ انسانیت کی ماہیت اور ذات کتابت کی ضرورت کا اقتضاء نہیں کرتی ہے اور اسی طرح وصف یا وقت یا وہ زمانہ جو انسان کے لیے کتابت یا لکھنے کا سبب ہے اس قضیہ میں ذکر نہیں ہوا ہے۔

۴۔۔۔ امکان استعدادی کی تعریف: یہ ایک استعدادی کیفیت ہے جو صور و اعراض کے لیے متعاقب اور پے در پے مادہ کی آمادگی کا سبب بن جاتی ہے اور شدت و ضعف کی قابلیت رکھتی ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ ہر جسم کسی دوسرے جسم میں تبدیل ہونے کا امکان رکھتا ہے، جیسے ایک عنصر دوسرے عنصر میں تبدیل ہونے کے مانند یا کسی عنصر یا عناصر کے معدنی مواد یا نباتات و حیوانات میں بالقوة یا بالفعل تبدیل ہونے کے مانند۔ چنانچہ ہر جسم اپنی نوع کے دو یا چند جسموں میں تبدیل ہونے کا امکان رکھتا ہے، اس امکان یا وصل و فصل ایک قسم کی کیفیت میں تبدیلی ہے کہ اسے کیفیت استعدادی یا امکان استعدادی کہا جاتا ہے، اس میں شدت، ضعف، کمال اور نقص کی قابلیت ہوتی ہے، چنانچہ جنین کے ایک ذی روح موجود میں تبدیل ہونے کی استعداد نطفہ کے استعداد سے زیادہ ہے اور اگر ہم اس نطفہ کو اس کی ذات سے لحاظ سے مد نظر رکھیں کہ استعداد محض ہے اس قسم کے امکان کو استعداد کہتے ہیں کہ یہ نطفہ مستقبل میں تخلیق کی شرائط متحقق ہونے کی صورت میں انسان بن جائے گا، یعنی آنے والے ایک زمان و مکان میں مساعد شرائط کے پیش نظر انسان بننے کا امکان ہے، اسے امکان استعدادی کہا جاتا ہے۔

۵۔۔۔ امکان استقبالی کی تعریف: وہ ہے جس میں ایک چیز سے ماہیت و ذات، وصف اور زمان کے لحاظ سے بھی سلب ضرورت ہو اور شرط محمول کی ضرورت کے لحاظ سے بھی سلب ضرورت ہو۔ اس قسم امکان کا تعلق مستقبل کے امور کیساتھ خاص ہے کہ ابھی متحقق نہیں ہوئے



ہیں تاکہ محمول کی شرط کی ضرورت ان میں ثابت ہو، جیسے ”زید کاتب غذا بالامکان“، یعنی زید ممکن ہے کہ کل کاتب بن جائے۔ واضح رہے کہ امکان استقبالی اور امکان استعدادی میں فرق یہ ہے کہ امکان استعدادی میں مستقبل کی قید ملحوظ ہے۔

۶۔۔ امکان وقوعی کی تعریف: وہ امکان ہے جو ماہیت کے لیے وصف عقلی ہو۔ اس اعتبار سے کہ اس کے بغیر اس کا وجود ذاتی طور پر محال نہیں ہے۔ بعض فلاسفہ نے امکان وقوعی کو وہی امکان استعدادی تسلیم کیا ہے، لیکن بعض دیگر فلاسفہ ان دونوں میں فرق کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ امکان استعدادی مادی امور سے متعلق ہے جب کہ امکان وقوعی عام ہے مادی اور غیر مادی دونوں امور کو شامل ہے۔

۷۔۔ امکان وجودی (فہری) کی تعریف: وہ امکان ہے جس میں ممکن اور امکان دونوں ایک چیز ہوں، یعنی جس میں وجود عین

وجود اور موجودیت ہو۔

### قواعد

قاعدہ نمبر: امکان خاص میں وجود ضروری نہیں ہوتا، ورنہ یہ معدوم ہی نہ ہوتا اور نہ ہی عدم ضروری ہے ورنہ یہ موجود ہی نہ ہوتا۔

قاعدہ نمبر: امکان عام اعم مطلق ہے اور امکان خاص اخص مطلق ہے، ہر امکان خاص امکان عام ہے، لیکن ہر امکان عام امکان خاص نہیں۔

قاعدہ نمبر: امکان عام اور امکان خاص دونوں قسموں کو بھی امکان عام کہتے ہیں، کیونکہ احدا الطرفین طرف الوجود اور طرف العدم سے اعم ہے، اس معنی کے اعتبار سے امکان عام، امکان عام مقید بجانب الوجود اور امکان عام مقید بجانب العدم دونوں سے اعم ہے اور امکان خاص سے بھی اعم ہے، کیونکہ قاعدہ ہے کہ ”الاعم من الاعم من شئی اعم من ذلك الشئی“۔

قاعدہ نمبر: امکان عام مقید بجانب العدم میں سلب وجود سے ہوتا ہے اور امکان عام مقید بجانب الوجود میں سلب عدم سے ہوتا ہے۔

قاعدہ نمبر: امکان لفظ مشترک ہے جس کا اطلاق اشتراک لفظی کے طور پر امکان عام اور امکان خاص دونوں پر ہوتا ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر: جس امکان میں موضوع کے لیے محمول کا ثبوت یا سلب اس طرح کہ اس کی جانب مخالف ضروری نہ ہو، اس کو امکان عام کہتے ہیں، جیسے ”کل نار حارۃ بالامکان العام“ یعنی آگ اس طرح گرم ہے کہ عدم حرارت اس کے لیے ضروری نہیں ہے، یعنی آگ کے لیے ٹھنڈا ہونا بھی ممکن ہے، جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ میں ہے۔ اور جس امکان میں موضوع کے لیے محمول کا ثبوت یا سلب اس طرح کہ حکم کی نہ جانب موافق ضروری ہو اور نہ جانب مخالف ضروری ہو، اس کو امکان خاص کہتے ہیں، جیسے ”کل انسان موجود بالامکان الخاص“ یعنی انسان ایک موجود ہے کہ اس کے لیے نہ وجود ضروری ہے نہ عدم وجود ضروری ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر: باری تعالیٰ کا وجود امکان خاص کے قبیل سے نہیں ہے کہ نہ وجود ضروری ہو اور نہ ہی عدم ضروری ہو، بلکہ امکان عام مقید بجانب الوجود کے قبیل سے ہے، یعنی باری تعالیٰ کا عدم ضروری نہیں ہے، بلکہ وجود ضروری ہے۔ اسی طرح شریک باری تعالیٰ کا وجود ضروری نہیں، بلکہ عدم ضروری ہے۔

=====

## فصل نہم

### معصلہ یا قیاس ذوالجہتین

معصلہ مخلوط قیاس کی وہ قسم ہے، جس میں کبری شرطیہ متصلہ اور صغری شرطیہ منفصلہ ہوتا ہے، اسی لیے اس کو شرطیہ متصلہ منفصلہ قیاس بھی کہتے ہیں۔ ایک معصلہ کا کبری دراصل دو شرطیہ قضیوں پر مشتمل ہوتا ہے، یعنی کبری میں دو مقدم اور دو تالی ہوتے ہیں اور صغری ایک منفصلہ قیاس ہوتا ہے، جس میں دو بدل ہوتے ہیں۔

عرف عام میں معصلہ ایک ایسے استدلال کو کہتے ہیں، جس میں مد مقابل اور حریف کو ایک ایسی مشکل میں ڈال دیا جاتا ہے، کہ اس کے لیے ”گویم مشکل و گر نہ گویم مشکل“ والی بات ہوتی ہے، یعنی اس کے سامنے دو ایسے بدل پیش کیے جاتے ہیں، جو اس کے لیے یکساں طور پر ناقابل قبول ہوتے ہیں۔

### معصلہ کی تقسیم

معصلہ کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ معصلہ اقراری (تعمیری) ۲۔ معصلہ انکاری (تخریبی)

۱۔ معصلہ اقراری (تعمیری): وہ قیاس ہے، جس کے صغری میں کبری کے مقدموں کا اقرار کیا جائے۔

۲۔ معصلہ انکاری (تخریبی): وہ قیاس ہے، جس کے صغری میں کبری کے تالیوں کا انکار کیا جائے۔

معصلہ اقراری اور انکاری میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں، جو درج ذیل چار ہیں:-

۱۔ سازجہ اقراری ۲۔ مرکب اقراری ۳۔ سازجہ انکاری ۴۔ سازجہ اقراری

۱۔ سازجہ اقراری: وہ سادہ اقراری معصلہ ہوتا ہے، جس میں کبری کے مقدموں کو صغری میں اقرار کیا جاتا ہے اور نتیجہ حملیہ ہوتا ہے، جیسے ”اگر میں اپنی رائے کے مطابق کام کروں تو لوگ اعتراض کرتے ہیں اور اگر میں اوروں کی رائے کے مطابق کام کروں تو بھی لوگ اعتراض کرتے ہیں (کبری) یا میں اپنی رائے کے مطابق کام کروں گا، یا اوروں کی رائے کے مطابق کام کروں گا (صغری) لہذا لوگ ہر حال میں مجھ پر اعتراض کریں گے۔“ (نتیجہ)

۲۔ مرکب اقراری: وہ مرکب اقراری معصلہ ہوتا ہے، جس میں کبری کے مقدموں کا صغری میں اقرار کیا جاتا ہے اور نتیجہ منفصلہ ہوتا ہے، جیسے ”اگر تم سچ بولو گے تو دنیا ناراض ہوگی اور تم جھوٹ بولو گے تو خدا ناراض ہوگا۔“ (کبری) یا تم سچ بولو گے یا جھوٹ بولو گے۔ (صغری) لہذا یا دنیا ناراض ہوگی یا خدا ناراض ہوگا۔“ (نتیجہ)

۳۔ سازجہ انکاری: وہ سازجہ انکاری معصلہ ہے، جس میں کبری کے تالیوں کا صغری میں انکار کیا جاتا ہے اور نتیجہ حملیہ ہوتا ہے، جیسے ”اگر میں وقت ضائع کروں گا تو فیل ہو جاؤں گا، اگر میں وقت ضائع کروں گا، تو نقصان اٹھاؤں گا۔ (کبری) یا میں فیل نہیں ہوں گا یا نقصان نہیں اٹھاؤں گا۔ (صغری) لہذا میں وقت ضائع نہیں کروں گا۔ (نتیجہ)

۴۔ مرکبہ انکاری: وہ مرکبہ انکاری معصلہ ہے، جس میں کبری کے تالیوں کا صغری میں انکار کیا جاتا ہے اور نتیجہ منفصلہ ہوتا ہے، جیسے ”اگر وہ عقل مند ہے تو اپنی غلطی کو سمجھ لے گا، اور اگر وہ دیانت دار ہے تو اپنی غلطی کو تسلیم کرے گا۔ (کبری) یا وہ اپنی غلطی کو نہیں سمجھتا یا تسلیم نہیں کرتا۔ (صغری) لہذا وہ عقل مند نہیں یا دیانت دار نہیں۔ (نتیجہ)

### قواعد

قاعدہ نمبر ۱: معصلہ میں کبری کا دو شرطیہ قضیوں پر مشتمل ہونا ضروری ہے۔

قاعدہ نمبر ۲: معصلہ میں صغری ایک قضیہ منفصلہ ہوتا ہے، جس میں کبری کے مقدموں کا قرار ہو، یا کبری کے تالیوں کا انکار ہو۔

قاعدہ نمبر ۳: معصلہ میں نتیجہ ایک حملیہ ہو گا یا منفصلہ ہو گا۔ یہ تینوں قواعد صوری کہلاتے ہیں، جو معصلہ کی صوری صحت سے تعلق رکھتے ہیں۔

قاعدہ نمبر ۴: کبری میں مقدموں اور تالیوں کا باہم تعلق صحیح ہونا ضروری ہے۔

قاعدہ نمبر ۵: صغری کے بدل آپس میں مانع ہونے ضروری ہیں۔

قاعدہ نمبر ۶: صغری کے بدل جامع ہونا ضروری ہیں۔ یہ تینوں قواعد مادی ہیں، جو معصلہ کی مادی صحت سے تعلق رکھتے ہیں۔

قاعدہ نمبر ۷: معصلہ اقراری کو تعمیری اور انکاری کو تخریبی بھی کہتے ہیں۔

قاعدہ نمبر ۸: معصلہ اقراری یا انکاری ہونے کا پتہ اس کے صغری سے چلتا ہے، اگر صغری میں کبری کے مقدموں کا اقرار کیا جائے تو معصلہ اقراری ہو گا، اور اگر صغری میں کبری کے تالیوں کا انکار کیا جائے تو معصلہ اقراری ہو گا۔

قاعدہ نمبر ۹: معصلہ کے سازجہ اور مرکبہ ہونے کا پتہ اس کے نتیجہ سے چلتا ہے، اگر نتیجہ حملیہ ہو تو معصلہ سازجہ ہو گا، اور اگر نتیجہ منفصلہ ہو تو معصلہ مرکبہ ہو گا۔

قاعدہ نمبر ۱۰: سازجہ اقراری معصلہ میں یہ ضروری ہے کہ کبری کے شرطیہ قضیوں میں مقدم تو مختلف ہوں، لیکن تالی ایک ہی ہوں، اگر تالی ایک نہ ہوں گے تو نتیجہ حملیہ نہیں ہو سکے گا۔

قاعدہ نمبر ۱۱: مرکبہ اقراری معصلہ میں یہ ضروری ہے کہ کبری کے شرطیہ قضیوں میں دونوں مقدم اور دونوں تالی ایک دوسرے سے مختلف نہ ہوں تو نتیجہ منفصلہ نہیں ہو سکے گا۔

قاعدہ نمبر ۱۲: سادہ انکاری معصلہ میں یہ ضروری ہے کہ کبری کے شرطیہ قضیوں میں دونوں مقدم ایک ہی ہوں، اگر دونوں مقدم ایک نہ ہوں، تو نتیجہ حملیہ نہیں ہو سکے گا۔

قاعدہ نمبر ۱۳: مرکبہ انکاری معصلہ میں یہ ضروری ہے کہ کبری کے شرطیہ قضیوں میں دونوں مقدم اور تالی ایک دوسرے سے مختلف ہوں، اگر دونوں مقدم ایک دوسرے سے مختلف نہ ہوں، تو نتیجہ منفصلہ نہیں ہو سکے گا۔

### معصلہ کے مغالطوں کا بیان

اگر معصلہ مندرجہ بالا قواعد کے مطابق ہو تو صحیح ہوگا، لیکن معصلہ عام طور پر غلط ہوتا ہے، مغالطہ یا تو معصلہ کے صغریٰ میں پایا جاتا ہے یا کبریٰ میں پایا جاتا ہے۔

معصلہ کے کبریٰ میں یہ مغالطہ ہو سکتا ہے کہ جو تعلق مقدموں اور تالیوں بیان کیا گیا ہے، وہ غلط ہو، جیسے ”اگر طلبہ مہنتی ہیں بے فائدہ ہیں اور اگر طلبہ کاہل ہیں تو بھی امتحان بے فائدہ ہیں (کبریٰ) یا طلبہ مہنتی ہیں یا کاہل ہیں۔ (صغریٰ) لہذا امتحان بے فائدہ ہیں۔ (نتیجہ) یہاں مقدموں اور تالیوں میں جو تعلق بیان کیا گیا ہے، وہ صحیح نہیں، یہ کہنا کہ طلبہ مہنتی ہیں تو امتحان بے فائدہ ہیں، ایک غلط بات ہے، اسی طرح یہ کہنا کہ اگر طلبہ کاہل ہیں تو امتحان بے فائدہ ہیں ایک غلط بات ہے۔

معصلہ کے صغریٰ میں یہ مغالطہ ہو سکتا ہے کہ:

- ۱۔ صغریٰ میں مقدموں کا انکار کیا جائے۔ ۲۔ صغریٰ میں تالیوں کا اقرار کیا جائے۔ ۳۔ صغریٰ کے بدل آپس میں مانع نہ ہوں۔ ۴۔ صغریٰ کے بدل جامع نہ ہوں۔

عام طور معصلہ میں یہ مغالطہ پایا جاتا ہے کہ صغریٰ کے بدل جامع نہیں ہوتے، درج ذیل معصلے ملاحظہ ہوں۔  
اگر مجھے مرنا ہے تو علاج کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اگر مجھے تندرست ہونا ہے تو بھی علاج کی کوئی ضرورت نہیں۔ (صغریٰ) یا مجھے مرنا ہے یا تندرست ہونا ہے۔ (کبریٰ) لہذا مجھے علاج کی کوئی ضرورت نہیں۔ (نتیجہ)  
یہاں صغریٰ کے بدل جامع نہیں، مرنے اور تندرست ہونے کے علاوہ تیسرا ایک اور امکان بھی ہے، یعنی بیمار رہنا۔

### فصل نہم

#### مغالطوں کا بیان

بعض دفعہ ایک استدلال ظاہری طور پر دیکھنے میں صحیح معلوم ہوتا ہے، لیکن درحقیقت وہ صحیح نہیں ہوتا، کیونکہ اس میں منطق کی کسی اصول کی خلاف ورزی پائی جاتی ہے، جو ہمیں بادی النظر سے دکھائی نہیں دیتی، تاہم غور و فکر کے بعد نظر آ جاتی ہے، ایسے استدلال کو مغالطہ کہتے ہیں، یہ ایک ایسا استدلال ہوتا ہے، جو ظاہری طور پر صحیح نظر آنے کی وجہ سے ہمیں دھوکہ دے سکتا ہے، چونکہ مغالطے استدلال کی غلطیاں ہوتے ہیں، لہذا وہ ان قواعد کی خلاف ورزی سے پیدا ہوتے ہیں، جن پر صحیح استدلال کا انحصار ہوتا ہے، مغالطے کے مختلف انواع ہیں، جیسے تعریف کے مغالطے ننگ تعریف، وسیع تعریف، مبہم تعریف، سببی تعریف وغیرہ ہیں۔ تقسیم کے مغالطے ننگ تقسیم، وسیع تقسیم، خلط ملط تقسیم وغیرہ ہیں۔

یہ بات ذہن نشیں رکھیں کہ مغالطہ دانستہ طور پر بھی کیا جاسکتا ہے اور نادانستہ طور پر بھی کیا جاسکتا ہے، اول الذکر صورت میں مغالطہ کو مغالطہ نادانستہ اور ثانی الذکر صورت میں مغالطہ کو مغالطہ نادانستہ یا سفسطہ کہتے ہیں، بالفاظ دیگر مغالطہ نادانستہ وہ مغالطہ ہوتا ہے، جس میں خود مغالطہ کرنے والے کو اپنے مغالطے کا علم نہ ہو۔ اور سفسطہ وہ مغالطہ ہوتا ہے، جس میں مغالطہ جان جو جھ کر کسی کو دھوکہ دینے کی نیت سے کیا جائے۔ لیکن منطق کا کام مغالطہ کرنے والے کی نیت کو دیکھنا نہیں ہوتا، لہذا مغالطہ کی یہ تقسیم منطق کے نقطہ نظر سے بالکل بے سود ہے، خواہ مغالطہ دانستہ طور پر ہو یا نادانستہ طور پر ہو، بہر حال وہ مغالطہ ہے۔

### مغالطوں کے پڑھنے کے فوائد

بعض مناطقہ کا یہ خیال ہے کہ مغالطوں کا علیحدہ بیان بالکل بے سود ہے، کیونکہ منطق کا کام ہمیں صحیح استدلال کی اصول و ضوابط بتانا ہے نہ کہ غلط استدلال کے امکانات۔ جس طرح ریاضی کا کام ہمیں یہ بتانا نہیں کہ ہم حساب میں کیا کیا غلطیاں کر سکتے ہیں، اسی طرح منطق کا کام ہمیں یہ بتانا نہیں کہ ہم استدلال میں کیا کیا غلطیاں کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب ہم منطق کی اصول و قواعد پڑھ لیے اور وہ غلطیاں سمجھ لیں جو ان قواعد کی خلاف ورزی سے پیدا ہوتی ہیں، تو پھر مغالطوں کے علیحدہ بیان کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

لیکن یہ نظریہ درست نہیں، مغالطوں کے پڑھنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ مغالطوں ہمیں بذریعہ تقابل صحیح استدلال کا علم ہوتا ہے، اگر آپ کسی شخص کے سامنے ایک ایسی دلیل پیش کریں، جو دراصل غلط ہو، اور اسے دکھلائیں کہ غلطی کہاں ہے، تو اسے واضح طور پر معلوم ہو جائے گا کہ صحیح استدلال کے لیے کیا شرائط ہیں۔ بعض اوقات ہمیں ایک دلیل غلط معلومات دیتی ہے، لیکن ہم یہ نہیں دیکھا سکتے کہ اس میں غلطی کیا ہے؟ کسی دلیل کے متعلق محض یہ معلوم کہ وہ غلط ہے کافی نہیں، بلکہ ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کیوں اور کہاں غلط ہے؟ ہمیں ہمیشہ غلطی کا تجزیہ کرنا چاہیے، لیکن اگر ہم محض یہ دیکھ سکیں کہ ایک دلیل غلط ہے، اور یہ دیکھ نہ سکیں کہ وہ کیوں غلط اور کیسے غلط ہے؟ تو ہم غلطی کو دور نہیں کر سکتے۔ الغرض اگر ہم مغالطوں سے واقف ہوں تو ہمارے لیے مغالطوں سے بچنا آسان ہوگا، لہذا مغالطوں کا مطالعہ ہمارے لیے عملی طور پر نہایت مفید ہے۔

### مغالطوں کی تقسیم

مغالطوں کی مختلف قسموں کی تسلی بخش تقسیم بہت مشکل ہے، کیونکہ غلطی کے لیے کوئی قانون اور اصول نہیں ہوتے، اس کی بے شمار شکلیں اور ان گنت امکانات ہو سکتے ہیں، اس لیے ان کی مکمل تقسیم ناممکن ہے، تاہم مغالطوں کی ایک روایتی تقسیم ارسطو (م ۷) کے زمانے سے چلی آرہی ہے، جو تاریخی لحاظ سے خاصی اہمیت رکھتی ہے، اگرچہ ارسطو کی تقسیم نقائص سے پاک نہیں، لیکن پھر بھی یہ دیگر تقسیموں سے بہت بہتر ہے، ارسطو کے بعد آنے والے منطقیتوں نے یا تو ارسطو ہی کی تقسیم کو توڑ موڑ کر پیش کر دیا ہے، یا ارسطو کے تجویز کردہ ناموں کے علاوہ نئے نام یا ارسطو ناموں کو نئے مطلب دے دیے ہیں، لیکن یہ تعجب کی بات ہے کہ مغالطوں کے متعلق آج

تک جو کچھ کہا گیا ہے وہ ارسطو کی دی ہوئی فہرست میں کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے، لہذا مغالطوں کی تقسیم کے سلسلے میں ارسطو کی دی ہوئی قدیم اور روایتی تقسیم سے انحراف چنداں مفید نہیں۔

فن منطق کے مؤسس ارسطو نے مغالطوں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے، اول لفظی مغالطے، جو الفاظ کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ دوم فکری مغالطے، جو فکر کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

### لفظی مغالطوں کی تقسیم

لفظی مغالطوں کی درج قسمیں ہیں:-

۱۔ مغالطہ الفاظ ذو معنی ۲۔ مغالطہ ابہام ۳۔ مغالطہ ترکیب ۴۔ مغالطہ تجزیہ ۵۔ مغالطہ تاکید ۶۔ مغالطہ تہییہ

### فکری مغالطوں کی تقسیم

فکری مغالطوں کی درج ذیل قسمیں ہیں:-

۱۔ مغالطہ عرض ۲۔ مغالطہ شئی دیگر ۳۔ مغالطہ نتیجہ غیر متعلق ۴۔ مغالطہ انحصار مقدمہ بر نتیجہ (مصادره علی المطلوب) ۵۔ مغالطہ علت ۶۔ مغالطہ تالی ۷۔ مغالطہ سوالات مرکب  
ذیل میں مذکور ہالا مغالطوں کا علیحدہ علیحدہ تفصیل کی جاتی ہے۔

### لفظی مغالطوں کا بیان

۱۔ مغالطہ الفاظ ذو معنی:

یہ وہ لفظی مغالطہ ہے کہ جب ایک لفظ (یا حد) کسی استدلال یا قیاس میں مختلف معانی میں استعمال ہو، جیسے تمام ماہرین فاضل انسان ہیں، تمام چور اپنے فن میں ماہر ہیں، لہذا تمام چور فاضل انسان ہیں۔ اس قیاس میں مغالطہ حد اوسط مبہم کی وجہ سے ہے۔

۲۔ مغالطہ ابہام:

یہ وہ مغالطہ ہے کہ جب ایک فقرے یا جملے کے ایک سے زیادہ معانی اخذ ہو سکتے ہوں، مغالطہ ابہام اور مغالطہ الفاظ ذو معنی میں فرق یہ ہے کہ مغالطہ الفاظ ذو معنی کسی ایک کے ذو معنی ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور مغالطہ ابہام کسی پورے فقرے یا جملے کے ذو معنی ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، جیسے ”رو کو مت جانے دو“ وغیرہ، ذو معنی فقرے ہیں ”رو کو مت جانے دو“ کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رو کو، مت جانے دو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رو کو مت، جانے دو۔

یہ مغالطہ عام طور پر فقرہوں میں اسم ضمیر کو بے احتیاطی سے استعمال کرنے کی وجہ سے بھی پیدا ہو جاتا ہے اور بعض اوقات کسی مرکب فقرے میں موضوع اور محمول کو خلط ملط کر دینے سے بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ پہیلیوں، مزاحیہ اور طنزیہ جملوں میں عام طور پر یہی مغالطہ پایا جاتا ہے۔

۳۔ مغالطہ ترکیب:

یہ وہ مغالطہ ہے، جس میں کسی حد کے جزئی استعمال سے کلی استعمال کی طرف انتقال کیا جائے، یعنی جو بات ایک جماعت کے افراد یا اجزاء کے متعلق علیحدہ علیحدہ درست ہو، وہی بات اس کل جماعت کے متعلق بھی درست ہو، جیسے اسی طرح کہنا کہ تمام ججوں کا علیحدہ علیحدہ فیصلہ غلط ہوتا ہے، لہذا تمام ججوں کا مل کر فیصلہ بھی غلط ہوگا، مغالطہ ترکیب کہلاتا ہے۔ اگر کوئی شخص یوں استدلال کرے کہ تین اور دو طاق اور جفت ہیں، پانچ تین اور دو ہے، لہذا پانچ طاق اور جفت ہے، اس استدلال میں مغالطہ ترکیب پایا جاتا ہے، جب یہ کہا جاتا ہے کہ تین اور دو طاق اور جفت ہیں تو تین اور دو علیحدہ علیحدہ مراد لیے جاتے ہیں، لیکن نتیجے میں تین اور دو (یعنی پانچ) اکٹھے مراد لیے گئے ہیں، اور یہ ضروری نہیں کہ جو بات تین اور دو کے متعلق علیحدہ علیحدہ درست ہے، وہی بات تین اور دو کے متعلق جب کہ وہ اکٹھے لیے جائیں درست ہو۔

### ۴۔ مغالطہ تجزیہ:

مغالطہ تجزیہ مغالطہ ترکیب سے الٹ ہوتا ہے، یہ مغالطہ اس صورت میں پیدا ہوتا ہے کہ جب ہم یہ کہیں کہ جو بات ایک کل جماعت کے متعلق درست ہے، وہی بات اس جماعت کے تمام افراد یا اجزاء کے متعلق علیحدہ علیحدہ یا فرداً فرداً بھی درست ہے، بالفاظ دیگر کسی حد کے کلی استعمال سے جزئی استعمال کی طرف انتقال کرنا، جیسے یہ کہنا کہ مدرسہ کے تمام اساتذہ ایک لڑکے کے سزا دینے کے حق میں تھا، لہذا مدرسہ کے تمام اساتذہ فرداً فرداً بھی اس لڑکے کے سزا دینے کے حق میں تھے۔ اگر کوئی شخص یوں استدلال کرے کہ پانچ طاق ہے، تین اور دو پانچ ہیں، لہذا تین اور دو طاق ہیں۔ اس استدلال میں مغالطہ تجزیہ پایا جاتا ہے، کیونکہ جب یہ کہا جائے کہ پانچ طاق ہے تو پانچ مجموعی طور پر لیا جاتا ہے، لیکن نتیجے میں پانچ (یعنی تین اور دو) کے حصص مراد لیے گئے ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ جو بات پانچ کے متعلق مجموعی طور پر درست ہو، وہی بات پانچ کے فرداً فرداً حصوں کے متعلق بھی درست ہو۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مغالطہ ترکیب اور مغالطہ تجزیہ ایک دوسرے کے الٹ ہیں، مغالطہ ترکیب اس صورت میں پیدا ہوتا ہے، جب استدلال میں ایسی چیزیں جو فرداً فرداً علیحدہ علیحدہ مراد لینی چاہیے مجموعی طور پر لی جائیں۔ اور مغالطہ تجزیہ اس صورت میں پیدا ہوتا ہے جب کہ استدلال میں ایسی چیزیں جنہیں مجموعی طور پر لینا چاہیے فرداً فرداً لی جائیں۔

### ۵۔ مغالطہ تاکید:

وہ مغالطہ ہے، جس میں کسی لفظ پر غلط زور دے دینے سے اس فقرے کا صحیح مطلب بگڑ جاتا ہے، جیسے یہ کہنا کہ ”تمہیں اپنے پڑوسی کے خلاف جھوٹی شہادت نہیں دینی چاہیے“ اس فقرے میں لفظ ”تمہیں“ یا ”اپنے“ یا ”پڑوسی“ یا ”خلاف“ یا ”جھوٹی“ پر زور دینے سے فقرے کا مفہوم بدل جائے گا۔

اگر کسی فقرے میں کسی ایسے لفظ پر زور نہ دیا جائے، جس پر زور دینا چاہیے تو بھی مغالطہ تاکید پیدا ہو جاتا ہے، اسی طرح اگر کسی فقرے کو اس کے سیاق و سباق سے علیحدہ کیا جائے تو اس فقرے کا اصل مطلب بالکل فوت ہو جاتا ہے، اسی طرح سے بھی مغالطہ

تاکید پیدا ہو جاتا ہے۔

## ۶۔ مغالطہ تشبیہ:

بعض اوقات بہت سے الفاظ دیکھنے میں ایک جیسے ہوتے ہیں، لیکن مفہوم کے اعتبار سے وہ ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں، اگر ہم یہ کہیں کہ دو الفاظ دیکھنے میں ایک جیسے ہیں، یا ان کا مصدر ایک ہی ہے، لہذا ان کا مطلب بھی ایک ہی ہے، یہ مغالطہ تشبیہ کہلاتا ہے، جیسے مشق اور مشقت، معمول اور معمولی، دنیا اور دنیا دار وغیرہ ایسے الفاظ ہیں، جو دیکھنے میں ایک جیسے ہیں، لیکن ان کا مفہوم بالکل مختلف ہیں۔ اگر کوئی شخص یوں استدلال کرے کہ ہم دنیا میں رہتے ہیں، لہذا ہم دنیا دار ہیں۔ وہ پیغام لایا ہے، لہذا وہ پیغمبر ہے، وہ نسوار بیچتا ہے، لہذا وہ نسواری ہے، یہ سب مغالطہ تشبیہ کی مثالیں ہیں۔

## فکری مغالطوں کا بیان

### ۱۔ مغالطہ عرض:

مغالطہ عرض اس صورت میں پیدا ہوتا ہے جب ہم یہ کہیں کہ چونکہ دو اشیاء آپس میں کچھ باتوں میں مختلف یا مشابہ ہیں، لہذا وہ تمام باتوں میں مختلف یا مشابہ ہیں، یہ مغالطہ تب پیدا ہوتا ہے کہ اشیاء کے ضروری اور غیر ضروری اختلاف یا ضروری اور غیر ضروری مشابہتوں کو آپس میں خلط ملط کر دیا جائے، اگر دو اشیاء بلحاظ عوارض (غیر ضروری صفات) مختلف ہوں تو یہ ضروری نہیں کہ وہ ضروری صفات میں بھی مختلف ہوں گی، اسی طرح اگر دو چیزیں آپس میں بلحاظ عوارض مشابہ ہوں تو یہ ضروری نہیں کہ وہ ضروری صفات میں بھی مشابہ ہوں گی، مثلاً اگر کوئی شخص یوں استدلال کرے کہ ”تمہیں حیوان کہنا سچا ہے، تمہیں گدھا کہنا تمہیں حیوان کہنا ہے، لہذا تمہیں گدھا کہنا سچ کہنا ہے۔“

### ۲۔ مغالطہ شئی دیگر:

مغالطہ شئی دیگر کی درج ذیل صورتیں ہیں:-

#### ۱۔ عام قاعدے سے خاص حالت کے متعلق نتیجہ اخذ کرنا۔

یہ مغالطہ اس صورت میں پیدا ہوتا ہے جب ہم یہ کہیں کہ جو بات عام حالت میں (یعنی بطور عام ایک قاعدہ) درست ہے، وہ ایک خاص حالت بھی درست ہوگی، بالفاظ دیگر ایک عام قاعدے کی بنا پر ایک خاص حالت کے متعلق حکم لگایا جائے، جیسے ایک آدمی کو اجازت ہے کہ وہ اپنی چیز سے جو چاہے کرے، لہذا تم اگر چاہو تو اپنے بیٹے کو قتل کر سکتے ہو، کیونکہ تمہارا بیٹا تمہاری اپنی چیز ہے۔ اسی طرح یہ کہنا کہ برائی کے بدلے نیکی کرنی چاہیے، اس لیے اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلبہ کی شرارتوں پر انہیں سزا دینے کی بجائے انعام دیں۔

#### ۲۔ خاص حالت سے عام قاعدے کے متعلق نتیجہ اخذ کرنا۔

یہ مغالطہ اس صورت میں پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک خاص حالت کی بنا پر ایک عام قاعدے کے متعلق حکم لگایا جائے، اگر کوئی خاص بات



ایک خاص حالت میں یا ایک خاص شرط کے تحت درست ہو تو یہ ضروری نہیں کہ وہ بات عام حالت میں یا اس شرط کے بغیر بھی درست ہو، جیسے اگر کوئی شخص یوں استدلال کرے کہ جمہوریت مغربی ممالک میں کامیاب ہے، لہذا جمہوریت ہر ملک کے لیے بہترین نظام حکومت ہے۔ اسی طرح یہ کہنا کہ بٹے کٹے بھیک مانگنے والوں کو خیرات دینا جائز نہیں، لہذا کسی کی مدد کرنا جائز نہیں۔ اسی یہ کہنا کہ ڈاکٹر کو مریضوں کے آپریشن کرنے میں چیر پھاڑ کرنے کی اجازت ہوتی ہے، لہذا ڈاکٹر جس پر چاہیں اپنے چاقو استعمال کر سکتے ہیں۔ وغیرہ ایک خاص حالت سے عام قاعدہ اخذ کرنے کی مثالیں ہیں۔

### ۳۔ ایک خاص حالت سے کسی دوسری خاص حالت کے متعلق نتیجہ اخذ کرنا۔

یہ مغالطہ اس صورت میں پیدا ہوتا ہے، جب ایک خاص حالت کی بناء پر کسی دوسری خاص حالت کے متعلق حکم لگایا جائے، اگر کوئی بات ایک خاص حالت میں یا ایک خاص شرط کے تحت درست ہو تو یہ ضروری نہیں کہ وہ بات کسی اور حالت میں یا کسی اور شرط کے تحت بھی درست ہو، جیسے یہ کہنا کہ جمہوریت مغربی ممالک میں کامیاب ہے، لہذا جمہوریت پاکستان میں بھی کامیاب ہوگی۔ یا یہ کہنا کہ اگر ایک مجرم کو اس جرم کے لیے دو سال کی سزا دی گئی ہے تو دوسرے مجرم کو بھی اس جرم کے لیے دو سال کی سزا دینی چاہیے۔ وغیرہ۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مغالطہ شئی دیگر کی درج ذیل تین صورتیں ہیں:-

- ۱۔ ایک عام قاعدے سے ایک خاص حالت کے متعلق نتیجہ اخذ کرنا۔
- ۲۔ ایک خاص حالت سے ایک عام قاعدے کے متعلق نتیجہ اخذ کرنا۔
- ۳۔ ایک خاص حالت سے ایک دوسری خاص حالت کے متعلق نتیجہ اخذ کرنا۔
- ۳۔ مغالطہ نتیجہ غیر متعلق:

وہ مغالطہ ہے، جس میں نتیجے کا موضوع بحث سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، اس میں مطلوبہ نتیجہ کو نظر انداز کر کے ایک غیر متعلق نتیجے کو ثابت کیا جاتا ہے، یہ مغالطہ ہمارے روزمرہ کے مباحثوں اور مناظروں میں اکثر دیکھنے میں آتا ہے، چونکہ عام طور پر مباحثوں میں مد مقابل موضوع بحث کو چھوڑ کر ادھر ادھر کی غیر متعلقہ باتیں شروع کر دیتا ہے، مغالطہ نتیجہ غیر متعلق دونوں طرح یعنی حریف کے کسی دعویٰ کی تردید یا ابطال میں اور اپنے کسی دعویٰ کو صحیح ثابت کرنے میں پایا جاسکتا ہے، کسی ایسی بات کو ثابت کرنا جس کا انکار ہی نہ کیا گیا ہو، یا کسی ایسی بات کی تردید کرنا جس کا دعویٰ ہی نہ کیا گیا ہو، ثانی الذکر صورت سے محض مغالطہ ہی پیدا نہیں ہوتا، بلکہ طبیعت میں انقباض بھی پیدا ہو جاتا ہے، کیونکہ اس صورت میں مد مقابل اور حریف کی طرف ایک ایسی بات منسوب کی جاتی ہے، جو کہ اس نے کہی ہی نہ ہو، اور جس کا وہ قائل نہیں۔ یہ ساری صورتیں اسی مغالطہ نتیجہ غیر متعلق کی ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مغالطہ نتیجہ غیر متعلق میں مطلوبہ نتیجہ کو نظر انداز کر کے ایک غیر متعلقہ نتیجے کو ثابت کیا جاتا ہے، جیسے اگر کوئی

طیب اور حکیم اپنی دوا کو مفید ثابت کرنے کے لیے یہ کہے کہ یہ بڑی مشکل سے تیار ہوتی ہے، تو یہ مغالطہ نتیجہ غیر متعلق ہوگا۔ یا اگر کوئی روشن خیال مغربی تہذیب و تمدن کی برتری ثابت کرنے کے لیے کہے کہ یہ ایک نئی تہذیب و تمدن ہے یا بیرونی ممالک کی تہذیب ہے۔ تو یہ بھی مغالطہ نتیجہ غیر متعلق کہلاتا ہے۔

مغالطہ نتیجہ غیر متعلق درج ذیل مختلف صورتوں میں پایا جاتا ہے:-

- ۱۔ دلیل رحم ۲۔ دلیل شخصیت ۳۔ دلیل جذبات ۴۔ دلیل احترام ۵۔ دلیل لاعلمی ۶۔ دلیل حربی ۷۔ مغالطہ اعتراضات ۸۔ موضوع بدلنے کا مغالطہ

۱۔ دلیل رحم:

یہ مغالطہ نتیجہ غیر متعلق کی وہ قسم ہے، جس میں کسی شخص کے متعلق یہ ثابت کرنے کے بجائے کہ وہ بے گناہ ہے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ اس کی حالت قابل رحم ہے، جیسے ایک طالب علم جس پر مدرسہ کے قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کا الزام ہو، تو اس کے متعلق مدیر جامعہ سے یہ کہا جائے کہ اگر اس کو مدرسہ سے خارج کر دیا گیا، تو اس کی زندگی تباہ ہو جائے گا۔ یہ دلیل رحم ہے۔

۲۔ دلیل شخصیت:

مغالطہ نتیجہ غیر متعلق کی وہ قسم ہے، جس میں کسی دعویٰ کو غلط ثابت کرنے کے بجائے اس شخص کی شخصیت پر حملہ کیا جائے، جس نے وہ دعویٰ کیا ہو، یعنی دلیل شخصیت میں موضوع زیر بحث کو چھوڑ کر مد مقابل اور حریف کی شخصیت پر نکتہ چینی کی جاتی ہے، جیسے ڈاکٹر کہتے ہیں کہ صحت کا خیال رکھنا چاہیے، لیکن وہ خود صحت مند کیوں نہیں ہوتے؟ یا کسی عالم کے متعلق یہ کہنا کہ جس بات پر وہ خود عمل پیرا نہیں تو اس بات کے متعلق وہ اوروں کو کیسے نصیحت کر سکتا ہے؟ (خود میاں فضیحت و دیگران را نصیحت) وغیرہ دلیل شخصی کی مثالیں ہیں۔

دلیل شخصیت محض ایک دندان شکن جواب ہوتا ہے، جو حریف کو خاموش کر سکتا ہے، تاہم اپنے اندر معقولیت نہیں رکھتا، مناظرہ بازی یا حاضر جوابی کے فن میں اس طرح اپنے حریف پر فتح و غلبہ حاصل کرنا باعث فخر سمجھا جاتا ہے، تاہم جہاں تلاش حق ہو، وہاں حریف کی شخصیت پر نکتہ چینی کرنا بالکل کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

۳۔ دلیل جذبات:

مغالطہ نتیجہ غیر متعلق کی وہ قسم ہے، جس میں سامعین کے جذبات کو مشتعل کرنے کی کوشش کی جائے، کیونکہ اسی صورت میں زیر بحث پر غور نہیں کیا جاتا ہے اور اس طرح صحیح نتائج تک رسائی نہیں ہو سکتی، دلیل جذبات سیاسی مقررین کا ایک کارگر ہتھیار ہوتا ہے، جس سے وہ عوام کا لالہ انعام کی آنکھوں میں دھول ڈال دیتے ہیں، مثال ملاحظہ ہو۔ او! مظلوم مزدور! کب تک تم خوابِ خرگوش میں سوئے رہو گئے؟ تم کب تک سرمایہ داروں کو اپنے حقوق آزادی کچلنے دو گے؟ تم کب تک اپنے بھوکے، پیاسے اور ننگے بچوں کو اس مظلومی کی حالت میں دیکھتے رہو گے؟ کیا تم میں خون نہیں ہے؟ کیا تمہارے رگِ حمیت نہیں بھڑکتی؟ اٹھو! ان محلات کو خاکستر کر دو۔

اٹھو! میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو  
 کاخ امراء کے درو دیوار ہلا دو  
 جس کھیت سے میسر نہیں دہقاں کو روزی  
 اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

#### ۴۔ دلیل احترام:

مغالطہ نتیجہ غیر متعلق کی وہ قسم ہے، جس میں معقول دلیل پیش کرنے کے بجائے کسی شخصیت یا کتاب کا حوالہ پیش کیا جاتا ہے، مثلاً کسی کو یوں کہا جائے کہ تم قبر پرستی کو کیوں بُرا کہتے ہو؟ تمہارے ابا و اجداد تم سے زیادہ عقل مند اور دانا تھے؟

#### ۵۔ دلیل لاعلمی:

مغالطہ نتیجہ غیر متعلق کی وہ قسم ہے، جس میں حریف کی لاعلمی سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے، اکثر لوگ اپنے دعویٰ کو درست کرنے کی بجائے اپنے مد مقابل سے یہ کہتے ہیں کہ تم ہمارے دعویٰ کو غلط ثابت کرو۔ اگر مد مقابل ان کے دعویٰ کو غلط ثابت نہ کر سکے تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا دعویٰ درست ثابت ہو گیا۔ ان کا یہ طرز استدلال کئی وجوہ کی بناء پر غلط ہے، کیونکہ اگر کوئی کسی بات کا دعویٰ کرتا تو اس کے ذمہ اس کو ثابت کرنا ضروری ہوتا ہے، نہ یہ کہ اپنے مد مقابل سے کہے کہ تم اسے غلط ثابت کر دو۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی غلط ثابت نہ ہو سکے تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ بات درست ہو گئی، مثلاً اگر ہم یوں کہیں کہ زمین کو ایک نیل اپنے سینگوں پر اٹھائے ہوئے ہیں اور آپ میری اس بات کو غلط ثابت نہ کر سکیں، تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ یہ بات کہ زمین کو ایک نیل اپنے سینگوں پر اٹھائے ہوئے ہے درست ثابت ہو گئی۔ اسی طرح اگر کوئی کہے کہ یہ جگہ جہاں میں کھڑا ہوں زمین کا مرکز ہے اور آپ میری بات کو غلط ثابت نہ کر سکیں، تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ میری بات درست ثابت ہو گئی ہے اور یہ جگہ واقعی زمین کا مرکز ہے۔ اسی طرح اگر کوئی بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہو، اور ہم اسے اس لیے رد کریں کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی، تو یہ بھی مغالطہ دلیل لاعلمی ہو گا۔

#### ۶۔ دلیل حربی:

مغالطہ نتیجہ غیر متعلق کی وہ قسم ہے، جس میں کسی دعویٰ کو معقول دلیل سے ثابت کرنے کی بجائے جسمانی طاقت سے ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، اگر کوئی شخص اپنے حریف کا سر پھوڑ دے، تو یہ اس کی طاقت کا ثبوت تو ضرور ہے، لیکن اس کی معقولیت کا ثبوت نہیں، اہل باطل اور سیاسی لیڈر لوگ اکثر دلیل حربی سے ہی کام لیتے ہیں، جیسا کہ فرعون جب لا جواب ہوا تو کہنے لگا۔ ﴿فَلَا قَاطِعَ لَآبْدِيكُمْ وَارْجُلُكُمْ مِنْ خِلَافٍ وَلَا صَلْبَتُكُمْ فِي جُنُودِ النَّحْلِ وَلَنَعْلَمَنَّ إِنَّا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَى﴾۔ (طہ: ۷۱)

عام طور پر دلیل حربی نامعقول آدمیوں کا حربہ اور ہتھیار ہوتا ہے، اسے وہی شخص استعمال کر سکتا ہے، جس کے پاس کوئی معقول

دلیل نہ ہو۔

## ۷۔ مغالطہ اعتراضات:

مغالطہ نتیجہ غیر متعلق کی وہ قسم ہے، جس میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اس بات پر کئی اعتراضات ہو سکتے ہیں، لہذا اسے بالکل ترک اور رد کرنا چاہیے، یہ مغالطہ عام طور پر ان حضرات کی طرف پیش کیا جاتا ہے، جو ہر نئی بات کے مخالف ہوتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی ملحد شخص یوں کہا جائے کہ مدارس پر لوگوں کے مختلف قسم کے شکوک و شبہات ہیں، لہذا انہیں ختم کیا جائے، یا کوئی مشرک آدمی یہ کہے کہ تو حید پر لوگوں کے مختلف اعتراضات ہیں، لہذا اس کو بیان کرنے سے گریز کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔

## ۸۔ موضوع بدلنے کا مغالطہ:

مغالطہ نتیجہ غیر متعلق کی وہ قسم ہے، جس میں حریف کے اصل موضوع کو چھوڑ کر اس کی کسی ضمنی بات کی تردید کی جاتی ہے، یعنی حریف سے کوئی ایسی بات کہلوانا جس کا غلط ثابت کرنا اس کی اصل بات کی نسبت آسان ہو، پھر اس کی ضمنی بات کی تردید کو اس کی اصل بات کی تردید تصور کیا جاتا ہے، اسی طرح اگر دعویٰ ایسا کمزور ہو کہ اسے ثابت کرنا مشکل ہو، اور اصل دعویٰ کو چھوڑ کر کوئی اور دعویٰ کیا جائے، جس کا ثابت کرنا آسان ہو تو یہ بھی موضوع بدلنے کا مغالطہ ہوگا۔ اپنے کسی غلط دعویٰ کو چھوڑ کر کوئی اور دعویٰ کرنے میں کوئی غلطی نہیں ہوتی، بشرطیکہ اپنے اصل دعویٰ کو تسلیم کیا جائے، لیکن موضوع بدلنے کے مغالطے میں اصل دعویٰ کو چھوڑ کر ایک اور دعویٰ کیا جاتا ہے اور دوسرے دعویٰ کے ثبوت کو اصل دعویٰ کا ثبوت تصور کیا جاتا ہے، یعنی اصل دعویٰ سے ہٹنے کے باوجود بھی اسے غلط تسلیم نہیں کیا جاتا۔ یہ مغالطہ عام طور پر طویل مباحثوں میں ہوتا ہے۔

## ۹۔ مغالطہ انحصار مقدمہ بر نتیجہ (مصادرہ علی المطلوب)

یہ مغالطہ اس صورت میں پیدا ہوتا ہے، جب ہم وہی بات جسے ہم ثابت کرنا چاہتے ہیں پہلے ہی کسی نہ کسی شکل میں تسلیم کر لیں، یعنی جس بات کو ہم اپنے مقدمے سے بطور نتیجہ اخذ کرنا چاہتے ہیں، اسے پہلے ہی مقدمے میں فرض کر لیں۔ اس مغالطہ کی درج ذیل صورتیں ہیں:-

## ۱۔ اس قضیے کو تسلیم کر لینا جس کو ثابت کرنا مطلوب ہو۔

اس صورت میں مغالطہ ہم معنی الفاظ کے استعمال کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، یعنی نتیجہ میں وہی بات کہی جاتی ہے، جو مقدمے میں ہم معنی الفاظ میں کہی گئی تھی، بالفاظ دیگر نتیجہ محض مقدمے ہی کو مختلف مگر ہم معنی الفاظ میں دہراتا ہے، اس کی یہ مثالیں ہیں۔ افیون سے نیند پیدا ہوتی ہے، کیونکہ یہ ایک خواب آور چیز ہے۔ وہ بہت چالاک ہے، کیونکہ وہ عیار ہے۔ یہ چیز یہاں رائج ہے، لہذا یہ چیز یہاں کارواج ہے وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ کسی جزئی قضیے کے ثبوت کے لیے ایک ایسے کلیہ قضیے کو تسلیم کر لینا، جس میں وہ جزئی قضیہ شامل ہو، اور جو خود محتاج ثبوت ہو، جیسے اگر ہم یوں استدلال کریں کہ ہمیں اپنے آباء و اجداد کی قدیم رسوم کو اختیار کرنا چاہیے، کیونکہ بوڑھے جوانوں سے زیادہ عقل مند ہوتے

ہیں، تو یہ مغالطہ ہوگا کیونکہ یہاں ہم نے یہ کلیہ قضیہ کہ ”بوڑھے جوانوں سے زیادہ عقل مند ہوتے ہیں“ بغیر ثبوت کے تسلیم کر لیا ہے۔

۳۔ کسی کلیہ قضیے کے ثبوت کے لیے ایک ایسے جزئیہ قضیے کو تسلیم کر لینا جو اس میں شامل ہو۔ جیسے اگر اس قضیہ کلیہ کو ثابت کرنے کے لیے کہ ”تمام مغربی قومیں چالاک ہیں“ آپ یہ جزئیہ قضیہ کہ ”کچھ مغربی قومیں چالاک ہیں“ کو بغیر ثبوت کے مان لیں، تو یہ مغالطہ ہوگا۔

۴۔ کسی قضیے کے ثبوت کے لیے اس کے ٹکڑے کرنا اور انہیں ایک ایک کر کے بغیر ثبوت کے تسلیم کر لینا، یعنی اگر ہمیں کسی قضیے کو ثابت کرنا ہو تو ہم اس قضیے کو اس کے اجزاء میں تحلیل کر کے ان اجزاء کو بغیر ثبوت کے تسلیم کر لیں، تو یہ بھی مغالطہ ہوگا۔

۵۔ کسی قضیے ثبوت کے لیے ایک ایسے قضیے کو تسلیم کر لینا جو اس کا معکوس ہو۔ یعنی اگر ہمیں کسی قضیے کو ثابت کرنا مطلوب ہو، اور ہم اس قضیے کے معکوس کو بغیر کسی اور ثبوت کے تسلیم کر لیں، تو یہ مغالطہ ہوگا، جیسے محمود حماد کا بیٹا ہے، کیونکہ حماد محمود کا باپ ہے۔

#### ۵۔ مغالطہ علت:

یہ مغالطہ اس صورت میں پیدا ہوتا ہے، جب کسی ایسی چیز کو علت اور سبب تسلیم کر لیں، جو دراصل علت اور سبب نہ ہو، یعنی کسی نتیجہ کو ایسے مقدمے کی طرف منسوب کرنا، جس کے ہونے یا نہ ہونے سے اس نتیجے پر کوئی فرق نہ پڑے، مثلاً کسی غبی طالب علم کا یہ کہنا کہ چونکہ وہ کمرہ امتحان میں دیر سے پہنچا تھا، لہذا وہ فیل ہو گیا (حالانکہ اگر وہ دیر سے نہ بھی پہنچتا تو بھی وہ فیل ہوتا) یہ نتیجہ کہ ”وہ فیل ہو گیا“ اس مقدمے سے کہ ”وہ کمرہ امتحان میں دیر سے پہنچا تھا“ نہیں نکلتا۔

#### ۶۔ مغالطہ تالی:

مغالطہ تالی سے ہر وہ استدلال مراد ہے، جس میں نتیجہ دیئے ہوئے مقدمات سے ہرگز حاصل نہ ہو، یعنی نتیجے کا اس مقدمے یا ان مقدمات سے جن سے وہ اخذ کیا جائے کوئی تعلق نہ ہو، جیسے اگر یوں استدلال کیا جائے کہ ہر آدمی خوشی کا متلاشی ہے، نیک آدمی خوش ہیں، لہذا ہر آدمی نیکی کا متلاشی ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ وہ شخص رات کے وقت بازاروں میں پھر ہوا دیکھا جاتا ہے، لہذا وہ چور ہے۔

#### ۷۔ مغالطہ سوالات مرکب:

یہ مغالطہ اس صورت میں پیدا ہوتا ہے، جب ایک سے زیادہ سوالات کو اکٹھا کر کے مخاطب کو ان کا سادہ جواب ”ہاں“ یا ”نہ“ میں دینے کے لیے کہا جائے، بعض اوقات سوالات کو اس طرح اکٹھا کیا جاتا ہے کہ ان ”ہاں“ یا ”نہ“ میں جواب ناممکن ہوتا ہے، مثلاً کیا شہد اور حنظل بیٹھے ہوتے ہیں؟ ایسے سوالات میں دو یا دو سے زیادہ موضوعوں کو ایک محمول کیساتھ یاد یا دو سے زیادہ محمولوں کو ایک موضوع کیساتھ اکٹھا کر دیا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں سوالات کو ان کے اجزاء میں تحلیل کر دینا چاہیے، صرف ایک سوال کا ایک جواب ہو سکتا ہے، اس لیے ایک جواب میں نہ تو مختلف محمولوں کو ایک موضوع کے متعلق اور نہ مختلف موضوعوں کو ایک محمول کے متعلق، بلکہ صرف ایک محمول کا ایک موضوع کے متعلق اقرار یا انکار کرنا چاہیے۔

=====

## تحفہ شاہجہانی سے منطقی تراکیب کا ایک دل نشیں اقتباس

تحفہ شاہجہانی سے تعوذ، تسمیہ اور تہذیب کے خطبہ سے منطقی طرز تراکیب کا ایک مختصر اقتباس نقل کیا جا رہا ہے، جس میں انہوں نے اپنے منطقی ذوق کے مطابق بڑے دل نشیں انداز سے منطقی تراکیب کیے ہیں، ملاحظہ ہو۔

أعوذ بالله من الشيطان الرجيم

”أعوذ“ محمول محمل الاشتقاق..... ضمیر درو مستتر جزئی حقیقی بر قول وضع مضمرات واسمائے اشارات برائے معانی جزئیہ، وکلی بر قول وضع آن برائے معانی کلیہ موضوع..... ”بالله“ جار مجرور مرکب ناقص متعلق محمول..... ”من الشيطان الرجيم“ مرکب ناقص توصیفی جار مجرور متعلق محمول ست..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ موجبہ خارجیہ شخصیہ بتیہ، یا مہملہ بتیہ..... چوں حاصل ایں قضیہ ”أنا بعائد بالله من الشيطان الرجيم“ است و آن صادق است..... لہذا نقیض آن کاذب ”لا أعوذ“..... یا ”أنا ليس بعائد“ بر تقدیر شخصیہ بودن اصل..... ”ولا شئ من الواحد المتكلم يحكي عن نفسه ليس بعائد“ بر تقدیر مہملہ بودن..... و عکس مستوی آن صادق چوں ”بعض العائد بالله من الشيطان الرجيم أنا“ بر تقدیر مہملہ بودن اصل..... ”و العائد بالله من الشيطان الرجيم أنا“ بر تقدیر شخصیہ..... و عکس نقیض آن بر تقدیر مہملہ بودن باشد، زیرا آنکہ اور حکم جزئیہ است، و عکس جزئیہ نہ باشد..... آری بر تقدیر شخصیہ بودن ”من ليس بعائد“ بالله من الشيطان الرجيم ليس أنا“ صادق ست۔

بسم الله الرحمن الرحيم

”بسم“ محمول موضوع مقدر یعنی ”ابتدائی“ او ”تصنیفی“ حمل بالا اشتقاق کہ بواسطہ حرف جر ست..... یا متعلق بہ ”شرع“ مقدر است کہ محمولیت و ضمیر آن مجربہ ”أنا“ دائما“ مستتر موضوع..... ”الرحمن الرحيم“ متعلق محمول..... و بہر تقدیر قضیہ حملیہ شخصیہ..... یا مہملہ علی اختلاف الاقوال (دروضع ضمیر) خارجیہ بتیہ..... یا انشاء بصورت خبر..... نقیض آن ”لا أشرع بسم الله الرحمن الرحيم“..... یا ”لست من الشارع بسم الله الرحمن الرحيم“ بر تقدیر شخصیت اصل..... ”وبعض الواحد المتكلم يحكي عن نفسه ليس بشارع بسم الله الرحمن الرحيم“ بر تقدیر مہملہ بودن آن..... یا ”ابتدائی“ و ”تصنیفی“ ليس بمتلبس بسم الله الرحمن الرحيم“ بر تقدیر شخصیت آن..... ”وبعض ابتدائی“ او ”تصنیفی“ ليس بمتلبس بسم الله الرحمن الرحيم“ مہملہ بودن آن، و آن کاذب ست..... و عکس مستوی ”أن بعض الشارع بسم الله الرحمن الرحيم أنا“..... یا ”بعض المتلبس بسم الله الرحمن الرحيم ابتدائی و تصنیفی“ بر تقدیر مہملہ بودن اصل..... ”والشارع بسم الله الرحمن الرحيم أنا“..... یا ”المتلبس بسم الله الرحمن الرحيم ابتدائی و تصنیفی“ بر تقدیر شخصیت، آن صادق ست..... چنانچہ عکس نقیض آن بر تقدیر شخصیت اصل صادق ست مثل ”ماليس بشارع بسم الله الرحمن الرحيم ليس أنا“..... یا ”ليس بمتلبس بسم الله الرحمن الرحيم ليس ابتدائی

أو تصنیفی..... نزود قدامیا "لیس مالیس بشارع بیسم الله الرحمن الرحیم بأنا"..... یا "لیس مالیس بملتبس بیسم الله الرحمن الرحیم ابتدائی وتصنیفی".

(الحمد لله الذی هدانا لهذا سواء الطریق)

"الحمد" موضوع..... "له" محمول تحمل اشتقاق..... "الذی هدانا سواء الطریق" موصول باصله مرکب توصیفی ناقص از متعلقات محمول..... قضیه حملیه بیه فطریه... آن یا کلیه است اگر الف لام استغراقی بود..... یا تخصیص مخصوصه اگر الف لام عهد خارجی بود..... یا مهمله قدامیه اگر الف لام جنسی و مراد از ان حقیقت و طبیعت مدخول بلا لحاظ عموم و خصوص باشد..... یا طبعیه اگر الف لام جنسی حقیقت و طبیعت مدخول بلا لحاظ عموم اراده کرده شود..... یا مهمله متأخرین اگر الف لام فرد و معهود ذهن متکلم حقیقت مدخول مراد باشد، و آن در حکم مذکور است، و درین قضیه حکم بر افراد باشد، و از ذکر کلیت و جزئیت اجمال بود، یعنی سور کلیت و جزئیت در ان مذکور نه باشد..... و نقیض آن "لیس الحمد بمختص لله الذی هدانا سواء الطریق" است، و آن کاذب است..... و عکس مستوی آن "بعض المختص لله الذی هدانا سواء الطریق الحمد لله" صادق است..... عکس نقیض آن بر طریق قدام "کل مالیس بمختص لله الذی هدانا سواء الطریق لیس بالحمد"..... و بر طریق متأخرین "لا شئ مما لیس بمختص لله الذی هدانا سواء الطریق بحمد" صادق است.

(وجعل التوفیق خیر رفیق)

"وجعل" محمول..... و ضمیر در ان راجع به "الذی" موضوع..... "لنا التوفیق خیر رفیق" متعلق محمول..... قضیه حملیه، صله موصول بواسطه عطف بر "هدانا"..... پس مثل "هدانا" مع موصول متعلق محمول، یعنی "له".

(والصلاة والسلام علی من أرسله هدی)

"والصلاة والسلام" موضوع..... "علی من أرسله" محمول تحمل اشتقاق..... و "هدی" متعلق آن..... قضیه ذهیه بیه تخصیص (اگر الف لام عهد خارجی)..... و کلیه (بشرط استغراقی)..... و طبعیه (بر تقدیر جنسی بودن)..... و مهمله قدامیه است (در صورت اجمال از لحاظ عموم)..... و مهمله متأخره (اگر حکم بر افراد و اجمال از کلیت و جزئیت مراد گیرند)..... و مطلقه (زیرا که به کدای از قیود جهت نبود)..... این قضیه یعنی "والصلاة والسلام الخ"..... بموضوع مثل نسبت محمول..... قضیه "الحمد لله" بموضوعش در نفس الامر مکلف به کیفیت دوام است..... لفظ "بالدوام" اگر چه صراحت مذکور بودنش دائمه مطلقه موجب گردد..... و نقیضش این مطلقه عامه سالبه است مثل "بعض الصلاة لیس بنازلة علی من أرسله الخ" بالفعل..... و عکس مستوی آن حذیه مطلقه موجب صادق مثل "بعض النازلة علی من أرسله هدی صلاة بالفعل حین هی نازلة"..... و هم چنین عکس نقیض آن دائمه مطلقه موجب صادق مثل "کل مالیس بنازلة علی من أرسله هدی لیس بالصلاة بالدوام" موجب بر طریق قدام..... و لا شئ مما لیس بنازلة علی من أرسله بصلاة دائما" سالبه بر طریق متأخرین.

(هو بالافتداء حقیق):

”هو بالافتداء حقیق“ قضیه شخصیہ بر قول وضع عام و موضوع له عام زیرا که موضوع کلی ست و حکم بر افراد، لیکن از ذکر کل و بعض اجمال..... ”بالافتداء“ متعلق محمول..... قضیه سابقه ماده این قضیه ضرورت یا دوام وصفی ست، در این صورت بر تقدیر ذکر جهت قضیه بمشروطه عامه یا عرفیه عامه موسوم می شود..... ”أی الهادی بالاهتداء حقیق مادام هادیا“..... نفیض آن سالبه حیدیه ممکنه بر تقدیر اول..... یا سالبه حیدیه مطلقه بر تقدیر ثانی، و هر دو کاذب..... (سالبه حیدیه ممکنه) مثل ”لیس الهادی حقیقا بالاهتداء حین هو هادیا بالامکان العام“..... (حیدیه مطلقه سالبه) مثل ”لیس الهادی حقیقا بالاهتداء حین هو هادیا بالفعل“..... و عکس مستوی هر دو حیدیه مطلقه موجب صادق مثل ”الحقیق بالاهتداء هاد حین هو حقیق لاهتداء بالفعل“..... چنانچه عکس نفیض هر دو عرفیه، لیکن موجب بر طریق قدما مثل ”دائما ما لیس بحقیق بالاهتداء لیس بهاد مادام لیس بحقیق“..... و سالبه بر طریق متأخرین مثل ”دائما لیس ما لیس بحقیق بالاهتداء بهاد مادام لیس بحقیق“.

(و نوراً به الاقتداء یلیق)

”نوراً“ مثل ”هدی“ متعلق محمول، یعنی ”من أرسله“ بواسطه عطف..... ”به الاقتداء یلیق“ مثل ”هو بالافتداء حقیق“ در تمامی اوصاف.

(و علی اله وأصحابه الذین سعدوا فی مناهج الصدق بالتصدیق)

”و علی اله وأصحابه الذین“ محمول..... موضوع قضیه ”والصلاة والسلام“ بواسطه عطف.

(و سعدوا فی معارج الحق بالتحقیق)

”و سعدوا فی معارج الحق بالتحقیق“ بواسطه عطف بر ”سعدوا“ صله موصول..... و آن با صله مرکب ناقص صفت ”ال

و أصحاب“..... متعلق محمول، یعنی ”علی من أرسله“ است. (۱)

=====



## لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی سات منطقی تراکیب

..... پہلی ترکیب: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ:

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ سالبہ کلیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

”لا“ ادات سلب ”الہ“ مقید ”الا“ ادات غیر زمانیہ..... لفظ ”اللہ“ قید..... مقید باقید مرکب تقیدی ہو کر موضوع..... ”موجود“ محمول محذوف ہے، ”موجود“ محمول تحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہو ہو..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ سالبہ کلیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

..... دوسری ترکیب: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ:

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ سالبہ کلیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

”لا“ ادات سلب ”الہ“ مقید ”الا“ معنی ”غیر“ مقید ”لفظ“ ”اللہ“ قید..... مقید باقید مرکب تقیدی ہو کر قید ہو کر مرکب تقیدی ہو کر موضوع..... ”موجود“ محمول محذوف ہے (تقدیر عبارت یوں ہوگی۔ لا الہ غیر اللہ موجود)، ”موجود“ محمول تحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہو ہو..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ سالبہ کلیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

..... تیسری ترکیب: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ:

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ سالبہ کلیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

”لا“ ادات سلب ”الہ“ موضوع ”موجود“ محمول محذوف ہے (تقدیر عبارت یوں ہوگی۔ لا الہ موجود الا اللہ)، ”موجود“ محمول تحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہو ہو..... ”الا“ ادات غیر زمانیہ لفظ ”اللہ“..... ”موجود“ کی ضمیر مستتر کے لیے قید ہے..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ سالبہ کلیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

..... چوتھی ترکیب: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ:

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ سالبہ کلیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

”لا“ ادات سلب ”الہ“ موضوع ”مستحق للعبادة“ محمول محذوف ہے (تقدیر عبارت یوں ہوگی۔ لا الہ مستحق للعبادة الا اللہ) ”مستحق“ محمول تحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہو ہو..... ”للعبادة“ متعلق محمول..... ”الا“ ادات غیر زمانیہ لفظ ”اللہ“ متعلق موضوع..... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ سورہ سالبہ کلیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

❖ ..... پانچویں ترکیب: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ:

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ غیر محصلہ مغیرہ معدولہ معدولۃ الطرفین۔  
 ”لا“ ادات سلب ”الہ“ محمول تحمل المواطاة، حمل مواطاتی، حمل ہو ہو..... ”الا“ بمعنی ”غیر“ مقید ”لفظ“ ”اللہ“ قید..... مقید باقید مرکب  
 تقيیدی ہو کر موضوع (تقدیر عبارت یوں ہوگی۔ غیر اللہ لا معبود، بمعنی اللہ معبود)..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ  
 محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ غیر محصلہ مغیرہ معدولہ معدولۃ الطرفین۔

❖ ..... چھٹی ترکیب: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ:

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ کلیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔  
 ”لا“ بمعنی ”انت نفی“ ہے، ”انت نفی“ محمول تحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی..... ”الہ“ مقید ”الا  
 اللہ“ بمعنی ”غیر اللہ“ قید..... مقید باقید مرکب تقيیدی ہو کر موضوع (تقدیر عبارت یوں ہوگی۔ انت نفی الہ غیر اللہ)..... موضوع با محمول  
 قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ کلیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

❖ ..... ساتویں ترکیب: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ:

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ تخصیصہ مخصوصہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔  
 ”لا“ ادات سلب ”الہ“ محمول تحمل المواطاة، حمل مواطاتی، حمل ہو ہو..... ”الا اللہ“ موضوع (تقدیر عبارت یوں ہوگی۔ اللہ الہ  
 لا غیر)..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ تخصیصہ مخصوصہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

### سورة القدر کی منطقی ترکیب

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴿١﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ﴿٢﴾ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ﴿٣﴾ تَنْزِيلُ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿٤﴾

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴿٥﴾

قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ مرکبہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتقدمین و مہملہ موجبہ عند المتقدّمین حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر محدودہ غیر مغیرہ۔  
 ”إِنَّا“ ادات غیر زمانیہ..... ”نَا“ ضمیر موضوع..... ”أَنْزَلَ“ محمول کحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... ”نَا“ ضمیر موضوع..... ”ہ“ متعلق اول محمول..... ”فِي“ ادات غیر زمانیہ..... ”لَيْلَةُ“ مقید..... ”الْقَدْرِ“ قید..... مقید باقید مرکب تقيیدی ہو کر جز ثانی..... جز اول جز ثانی سے مل کر مرکب غیر تقيیدی ہو کر متعلق ثانی محمول..... موضوع اپنے محمول اور متعلقات سے مل کر محمول کحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ مرکبہ شخصيہ مخصوصہ موجبہ عند المتقدمین و مہملہ موجبہ عند المتقدّمین حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر محدودہ۔

وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ﴿٦﴾

مرکب تام انشاء معلوم تصوری۔

”و“ ادات غیر زمانیہ..... ”مَا“ استفہامیہ موضوع..... ”أَدْرَاكَ“ محمول کحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... اس میں ضمیر موضوع..... ”مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ“ مرکب تام انشاء معلوم تصوری الخ۔۔۔ ہو کر متعلق محمول..... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ مرکبہ شخصيہ مخصوصہ موجبہ عند المتقدمین و مہملہ موجبہ عند المتقدّمین حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر محدودہ محمول کحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... موضوع با محمول مرکب تام انشاء معلوم تصوری۔

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ﴿٧﴾

قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ ساذجہ شخصيہ مخصوصہ موجبہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر محدودہ۔

”لَيْلَةُ“..... مقید ”الْقَدْرِ“ قید..... مقید باقید مرکب تقيیدی ہو کر موضوع..... ”خَيْرٌ“ محمول کحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... ”مِنْ“ ادات غیر زمانیہ جز اول..... ”أَلْفِ“ مقید..... ”شَهْرٍ“ قید..... مقید باقید مرکب تقيیدی ہو کر جز ثانی..... جز اول با جز ثانی مرکب غیر تقيیدی ہو کر متعلق محمول..... موضوع محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ ثنائیہ ساذجہ شخصيہ مخصوصہ موجبہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر محدودہ۔

تَنْزِيلُ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ ﴿٨﴾

قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ سازجہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

”تَنْزَلُ“..... محمول تحمل اشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... ”الْمَلَائِكَةُ“ جزء اول..... ”و“ ادات غیر زمانیہ..... ”الرُّوحُ“ جزء ثانی..... جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقیدی ہو کر موضوع..... ”فَی“ ادات غیر زمانیہ جزء اول..... ”هَآ“ ضمیر جزء ثانی..... جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقیدی ہو کر متعلق اول محمول..... ”بِ“ ادات غیر زمانیہ جزء اول..... ”إِذْ“ مقید اول..... ”رَبِّ“ مقید ثانی..... ”ہم“ قید با مقید مرکب غیر تقیدی ہو کر قید ہوا مقید اول کے لیے مقید با قید مرکب تقیدی ہو کر جزء ثانی جزء اول جزء ثانی سے مل کر متعلق دوم محمول..... ”مِنْ“ ادات غیر زمانیہ جزء اول..... ”كُلِّ“ مقید..... ”أَمْرٍ“ قید..... مقید با قید مرکب تقیدی ہو کر جزء ثانی جزء اول جزء ثانی سے مل کر متعلق سوم محمول..... موضوع اپنے محمول اور متعلقات محمول سے مل کر قضیہ حملیہ ثنائیہ سازجہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿٦٠﴾

قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ مرکبہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتناہ خیرین ومہملہ موجبہ عند المتقد میں حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔  
 ”سَلَامٌ“ محمول تحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... ”ہی“ موضوع..... ”حَتَّى“ ادات غیر زمانیہ..... ”مَطْلَعِ“ مقید..... ”الْفَجْرِ“ قید..... مقید با قید مرکب تقیدی جزء ثانی..... جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقیدی متعلق محمول..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ مرکبہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتناہ خیرین ومہملہ موجبہ عند المتقد میں حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

### سورة الکوثر کی منطقی ترکیب

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ﴿١﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿٢﴾ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ﴿٣﴾

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ﴿١﴾

قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ مرکبہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتناہ خیرین ومہملہ موجبہ عند المتقد میں حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔  
 ”إِنَّا“ ادات غیر زمانیہ..... ”نَا“ ضمیر موضوع..... ”أَعْطَى“ مقید..... ”كَ“ ضمیر قید اول..... ”الْكَوْثَرَ“ قید ثانی..... مقید اپنی دونوں قیدوں سے مل کر مرکب غیر تقیدی ہو کر محمول تحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... ”نَا“ ضمیر موضوع..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ سازجہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتناہ خیرین ومہملہ موجبہ عند المتقد میں حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہو کر محمول..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ مرکبہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتناہ خیرین ومہملہ موجبہ عند المتقد میں حقیقہ خارجہ بتیہ

عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

فَصَلَ لِزَيْتٍ وَأَنْخَرَ ﴿١٠﴾

مرکب تام انشاء معلوم تصوری۔

”ف“ ادات غیر زمانیہ..... ”فَصَلَ“ محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... اس میں ضمیر موضوع..... ”ل“ جزء اول..... ”زَیْتُ“ مقید..... ”لِزَیْتٍ“ مقید باقید مرکب تقيیدی ہو کر جزء ثانی..... جزء اول جزء ثانی سے مل کر متعلق محمول..... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر مرکب تام انشاء معلوم تصوری ہوا۔

”و“ ادات غیر زمانیہ..... ”وَأَنْخَرَ“ محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... اس میں ضمیر موضوع..... موضوع با محمول مرکب تام انشاء معلوم تصوری ہوا۔

إِنَّ شَأْنَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ﴿١١﴾

قضیہ حملیہ متعارفہ ثلاثیہ تامہ سازجہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر معدولہ غیر مغیرہ۔

”إِنَّ“ ادات غیر زمانیہ..... ”شَأْنُكَ“ مقید..... ”لِزَیْتٍ“ ضمیر قید..... مقید باقید مرکب تقيیدی ہو کر موضوع..... ”هُوَ“ رابطہ غیر زمانیہ..... ”الْأَبْتَرُ“ محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہوہو..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثلاثیہ تامہ شخصیہ مخصوصہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہوا..... ”وَأَنْخَرَ“ مرکب تقيیدی موضوع اول..... ”هُوَ“ ضمیر موضوع ثانی..... ”الْأَبْتَرُ“ محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہوہو..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ ثانیہ مرکبہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین و ہمملہ موجبہ عند المتقدمین خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر معدولہ ہو کر محمول بحمل المواطاة، حمل ہوہو..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ مرکبہ ثانیہ شخصیہ مخصوصہ حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہوا۔

### سورة الاخلاص کی منطقی ترکیب

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ﴿١﴾ اللَّهُ الصَّمَدُ ﴿٢﴾ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ﴿٣﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ﴿٤﴾

قُلْ.

مرکب تام انشاء معلوم تصوری۔

”قُلْ“ محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... اس میں ضمیر موضوع..... موضوع با محمول مرکب تام انشاء معلوم تصوری۔

هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ﴿١﴾

قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ سازجہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتناخرین ومہملہ موجبہ عند المتقد من حقیقہ خارجہ بتیہ بسیطیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔  
 ”ہُو“ ضمیر موضوع..... ”اللہ“ محمول تحمل المواطاة، حمل مواطاتی، حمل ہو ہو..... ”أَحَدٌ“ ایضا محمول تحمل المواطاة، حمل مواطاتی، حمل ہو ہو، موضوع اپنے دونوں محمولوں سے مل کر قضیہ الخ..... ویا کہ ”اللہ أَحَدٌ“ قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ خارجہ بتیہ بسیطیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہو کر محمول تحمل المواطاة، حمل مواطاتی، حمل ہو ہو قضیہ حملیہ الخ..... ویا کہ ”اللہ“ متعلق موضوع..... ”أَحَدٌ“ محمول تحمل المواطاة، حمل مواطاتی، حمل ہو ہو کر قضیہ حملیہ الخ..... ویا کہ ”أَحَدٌ“ محمول برائے موضوع مقدر ”ہُو“..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ سازجہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتناخرین ومہملہ موجبہ عند المتقد من حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔  
 اللہ الصَّمَدُ ❀

قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔  
 ”اللہ“ موضوع..... ”الصَّمَدُ“ محمول تحمل المواطاة، حمل مواطاتی، حمل ہو ہو..... قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقہ خارجہ بتیہ بسیطیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

لَمْ یَلِدْ ❀

قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ سازجہ شخصیہ مخصوصہ سالبہ عند المتناخرین ومہملہ سالبہ عند المتقد من حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔  
 ویا کہ قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ سازجہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتناخرین ومہملہ موجبہ عند المتقد من حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ مغیرہ معدولہ معدولہ المحمول۔

”لَمْ“ ادات سلب ادات غیر زمانیہ..... ”یَلِدُ“ محمول تحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی،..... اس میں ضمیر موضوع..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ سازجہ شخصیہ مخصوصہ سالبہ عند المتناخرین ومہملہ سالبہ عند المتقد من حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔ ویا کہ قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ سازجہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتناخرین ومہملہ موجبہ عند المتقد من حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ مغیرہ معدولہ معدولہ المحمول۔

وَلَمْ یُولَدْ ❀

قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ سازجہ شخصیہ مخصوصہ سالبہ عند المتناخرین ومہملہ سالبہ عند المتقد من حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔  
 ویا کہ قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ سازجہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتناخرین ومہملہ موجبہ عند المتقد من حقیقہ خارجہ بتیہ عدمیہ مغیرہ معدولہ معدولہ المحمول۔

”وَلَمْ“ ادات غیر زمانیہ..... ”یُولَدُ“ محمول تحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی،..... اس میں ضمیر موضوع..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ سازجہ شخصیہ مخصوصہ سالبہ عند المتناخرین ومہملہ سالبہ عند المتقد من حقیقہ خارجہ

بتیہ عدمیہ محصلہ غیر منفیرہ غیر معدولہ۔ ویا کہ قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ سازجہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین و ہمملہ موجبہ عند المتقدمین حقیقیہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر معدولہ معدولہ الحمول۔

وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ﴿٦٨﴾

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ کلیہ حقیقیہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر منفیرہ غیر معدولہ۔

ویا کہ قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ حقیقیہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر معدولہ معدولہ الحمول۔

”و“ ادات غیر زمانیہ..... ”لَمْ“ ادات سلب..... ”يَكُنْ“ ادات زمانیہ..... ”لَهُ“ متعلق محمول..... ”كُفُوًا“ محمول تحمل المواظاة حمل

مواظاتی حمل ہو ہو..... ”أَحَدٌ“ موضوع..... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ

کلیہ حقیقیہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر منفیرہ غیر معدولہ۔ ویا کہ قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ حقیقیہ خارجہ بتیہ عدمیہ غیر

معدولہ معدولہ الحمول۔

## تراکیب مفیدہ

❖..... السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته!

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ طبعیہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

”السلام“ مرکب غیر تقيیدی موضوع ”علیکم“ مرکب غیر تقيیدی محمول تحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... ”و“ ادات غیر زمانیہ..... ”رحمة الله“ مرکب تقيیدی متعلق اول موضوع..... ”و“ ادات غیر زمانیہ..... ”برکاته“ مرکب تقيیدی متعلق ثانی موضوع..... موضوع اپنے متعلقات اور محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ طبعیہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

❖..... أهلا وسهلا!

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المعناٰ خیرین ومہملہ موجبہ عند المتقد میں خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔  
”أهلا“ محمول محذوف ”أیت“ کے متعلق ہے..... ”أیت“ محمول تحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... ”ت“ ضمیر موضوع..... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المعناٰ خیرین ومہملہ موجبہ عند المتقد میں خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

”واو“ ادات غیر زمانیہ..... ”سهلا“ محمول محذوف ”وطیت“ کے متعلق ہے، باقی ترکیب اسی طرح ہے۔

❖..... مرحبا!

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المعناٰ خیرین ومہملہ موجبہ عند المتقد میں خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔  
”مرحبا“ محمول محذوف ”رجت“ کے متعلق ہے..... ”رجت“ محمول تحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... ”ت“ ضمیر موضوع..... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المعناٰ خیرین ومہملہ موجبہ عند المتقد میں خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

❖..... حی علی الصلاة!

مرکب تام انشاء معلوم تصوری۔

”حی“ اسم فعل بمعنی ”ایت“..... ”ایت“ محمول تحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... ”ت“ موضوع..... موضوع اپنے محمول..... ”علی الصلاة“ مرکب غیر تقيیدی متعلق محمول..... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر مرکب تام انشاء معلوم تصوری ہوا۔



✽.....حی علی الفلاح!

مرکب تام انشاء معلوم تصوری۔

”حی“ اسم فعل بمعنی ”ایت“..... ”ایت“ محمول الخ..... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر مرکب تام انشاء معلوم تصوری ہوا۔  
✽.....ایضاً۔

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین خارجیہ حقیقیہ بقیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔  
”ایضاً“ محمول محذوف ”اض“ کے متعلق ہے..... ”اض“ محمول تحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... اس میں ضمیر مستتر  
موضوع..... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ  
عند المتقدمین خارجیہ حقیقیہ بقیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

✽.....امین!

مرکب تام انشاء معلوم تصوری۔

”امین“ اسم فعل بمعنی ”استجب“..... ”استجب“ محمول تحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... اس میں ضمیر مستتر  
موضوع..... موضوع با محمول مرکب تام انشاء معلوم تصوری ہوا۔

✽..... فصاعداً۔

مرکب تام انشاء معلوم تصوری۔

”ف“ ادات غیر زمانیہ ”محمول محذوف“ ”اصعد“ کے متعلق ہے..... ”اصعد“ محمول تحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل  
ترکیبی..... اس میں ضمیر مستتر موضوع..... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر مرکب تام انشاء معلوم تصوری ہوا۔

✽.....سبحان الله!

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین خارجیہ حقیقیہ بقیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔  
”سبحان الله“ مرکب تقيیدی محمول محذوف ”أسبح“ کے متعلق ہے..... ”أسبح“ محمول تحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل  
ترکیبی..... اس میں ضمیر مستتر موضوع..... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ  
عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین خارجیہ حقیقیہ بقیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

✽.....وَلَا تَحِينَ مَنَاصٍ۔

قضیہ حملیہ متعارفہ سازجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ سالبہ خارجیہ حقیقیہ بقیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

”و“ ادات غیر زمانیہ..... ”لَا تَحِينَ“ ادات سلب ”الحین“ موضوع محذوف ”حِينَ مَنَاصٍ“ مرکب تقيیدی محمول تحمل المواظۃ، حمل

مواطاتی، حمل ہو ہو..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ تخصیہ مخصوصہ سالبہ خارجیہ حقیقیہ بیتیہ عدمیہ غیر منخرِفہ محصلہ غیر منفرہ غیر معدولہ۔

❁.....ہلم جراً.....

مرکب تام انشاء معلوم تصوری۔

”ہلم“ اسم فعل بمعنی ”ائت“..... ”ائت“ محمول حمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی..... ”ت“ ضمیر موضوع..... ”جراً“ متعلق محمول..... ویا کہ ”جراً“ بمعنی ”جاراً“ متعلق موضوع..... یا ”ائت“ کی ضمیر کے لیے قید ہے..... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر مرکب تام انشاء معلوم تصوری ہوا۔

